اے امامِ سیدِ والانسب
دودمانت فخرِ اشرافِ عرب
(اقبالؒ)

اشرافِ عرب

☆

سید نجم الحسن فضلی

ناشر

جاجنیری اکیڈمی

آستانہ سادات سانحہ

۱۰۸؍ای جہانگیر روڈ غربی۔ کراچی ۷۴۸۰۰

نام کتاب	اشراف عرب
نام مؤلف	سید محمد نجم الحسن
کتابت	تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی
تزئین و پیسٹنگ	شفاعت الرسول بھٹی
ناشر	جابجنیری اکیڈمی
صفحات	۷۲۰
ہدیہ	۱۵۰ روپے
اشاعت	۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء

میں اپنی کتاب "اشرافِ عرب" نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون مرحومہ اور نانا محترم سید عبدالرحمٰن بنگھروی مرحوم کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے میری پرورش و پرداخت کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج یہ کتاب ضبط تحریر میں لا سکا۔

حقیر پُر تقصیر
سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری
۱۰۸-ای جہانگیر روڈ غربی کراچی ۷۴۸۰۰
۲۵، اپریل ۱۹۹۲ء

فہرست ایک نظر میں

فہرست

کتابیات

فہرست کتب جن سے استفادہ کیا گیا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۱	اذکار تاج الاولیاء	فریدالدین شاہ تاجی کریم بابا	اردو
۲	ایکیع اینڈ لائف آف سید امیر علی	جی اے نیتے سن اینڈ کمپنی مدراس	انگریزی
۳	اعیان وطن	حکیم سید شعیب پھلواروی	اردو
۴	اعجاز خسروی	امیر خسروؒ	فارسی
۵	الصلوٰۃ	مفتی خلیل خاں برکاتی	//
۶	القریش والافغان	رحم علی خاں	
۷	امیر نامہ	نواب سید امیر علی	فارسی
۸	انوارِ بندگی	مولانا شاہ محمد سراج عطا سلونی	اردو
۹	انڈین ڈس کواری	سر ولیم میور	انگریزی
۱۰	انوار السادات	سید ظفریاب حسین ترمذی	اردو
۱۱	انوار الصفا	محمد خصلت حسین صابری	//
۱۲	اولیاء لواری شریف	ڈاکٹر ہوتچند مولچند گربخشانی	سندھی
۱۳	اے کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار	ڈاکٹر سید حسن عسکری	انگریزی
۱۴	آبشار اولیاء	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	اردو
۱۵	آثار مدینہ منورہ	عبد القدوس انصاری	عربی
۱۶	آداب السالکین	سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی	اردو
۱۷	آستانۂ دانا پور	حبیب الرحمٰن دانا پوری	//
۱۸	آئینہ ترہت (تواریخ الفطرت)	منشی بہاری لال فطرت وکیل ایریا رائے دہلی مطبع لکھنؤ ۱۸۸۸ء	//
۱۹	بزم جاناں	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	//
۲۰	بزم شمال	شاداں فاروقی	//

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۲۱	بزم صوفیہ	سید صباح الرحمٰن دیسنوی	اردو
۲۲	بہار میں ابوالعلائی فیضان	سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	"
۲۳	بہار میں اردو ادب کا ارتقا	پروفیسر اختر اورینوی	"
۲۴	بیس بڑے مسلمان	عبدالرشید ارشد	"
۲۵	پنڈوہ	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	فارسی
۲۶	تاریخ افغان	سید جمال الدین افغانی	فارسی
۲۷	تاریخ افغانستان	آقائے عبدالحی حبیبی	فارسی
۲۸	تاریخ الشرفاء	سید عبدالحسین و ماد اقرز کسری (استاد مؤلف)	"
۲۹	تاریخ بارہ گیاں	پروفیسر مجیب الرحمٰن	اردو
۳۰	تاریخ حسن	سید جواد حسین گیاوی	"
۳۱	تاریخ روہیلکھنڈ	عبدالعزیز خاں بریلوی	"
۳۲	تاریخ سادات بارہہ	خان بہادر سید مظفر علی خاں شاکر	"
۳۳	تاریخ سندھ	غلام رسول مہر	"
۳۴	تاریخ صوفیاء گجرات	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	"
۳۵	تاریخ فیروز شاہی	ضیاء الدین برنی	"
۳۶	تاریخ قائم خانیان (حصہ اول)	قمر الزماں خاں ناشر تاج محمد خاں سیٹھ عمرکوٹ	"
۳۷	تاریخ ناصری	منہاج سراج	"
۳۸	تاریخ ولیٔ کامل	مولانا محمد جمیل انصاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ	"
۳۹	تحفۃ الکرام	میر قانع ٹھٹھوی	فارسی
۴۰	تحقیق الاقوام	سید افضل حسین فخری شیرپوری	"
۴۱	تخلیق البیان	محوی عشاقی	اردو
۴۲	تذکرۃ الاولیاء سندھ	مولانا محمد اقبال نعیمی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۴۳	تذکرہ اکابر اہل سنت	محمد عبد الحکیم شرف قادری	اردو
۴۴	تذکرہ اولیاء کرام نقشبند سیالوی شریف	چوہدری شمشاد علی وارثی	"
۴۵	تذکرہ اولیاء۔ لاہور	وارث کمال	"
۴۶	تذکرۃ الاولیاء	سید فرید الدین عطارؒ	"
۴۷	تذکرہ جلال منیریؒ	حسین الدین احمد منعمی ابو العلائی	"
۴۸	تذکرہ شہید	محمد خالد یوسف	"
۴۹	تذکرہ صوفیائے سندھ	اعجاز الحق قدوسی	"
۵۰	تذکرہ صوفیائے بنگال	اعجاز الحق قدوسی	"
۵۱	تذکرہ سید عطا حسین منعمی	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابو العلائی	"
۵۲	تذکرہ صادقہ	مولانا عبد الرحیم صادقپوری (تقریظ از مولانا ابو الکلام آزاد)	عربی
۵۳	تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی	اردو
۵۴	تذکرہ مسلم شعراء بہار	سید احمد اللہ ندوی	"
۵۵	تذکرہ مشائخ کرام	محمد قاسم فرشتہ	فارسی
۵۶	تذکرۃ المصنفین مدرسہ نظامی	پروفیسر اختر راہی	اردو
۵۷	تذکرۃ النجاۃ		عربی
۵۸	تعارف علماء اہل سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	اردو
۵۹	جامع العلوم ثنا عمادی	انیس الرحمٰن	"
۶۰	چہار انواع	سید شاہ برکت اللہ	"
۶۱	حالات زندگی سید علاء الدین بخاری شطاریؒ	محمد ہاشم شطاری	"
۶۲	حدیقۃ الانساب	سید خلیل اختر ایڈوکیٹ مظفرپور	"
۶۳	حیات بعد الممات	فضل حسین بہاری	"
۶۴	حیات ثبات	مخدوم نجم الدین فردوسی	فارسی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۶۵	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ؒ	ڈاکٹر مسعود احمد	اردو
۶۶	خواجگان چشت ؒ	مولوی محمد منیر لکھنوی	"
۶۷	ریاض الانساب	سید مقصود علی نقوی	"
۶۸	زیور اخلاق	کامل اورنگ آبادی	"
۶۹	سادات بارہ کی تاریخ کا جائزہ	سید سلیمان علی خاں	"
۷۰	ساداتِ نواز پورہ	سید ارتضیٰ حسین زیدی	"
۷۱	سبع سنابل	میر سید عبدالواحد بلگرامی ؒ	"
۷۲	سفینۃ الاولیاء	دارا شکوہ	"
۷۳	سکینۃ الاولیاء	دارا شکوہ	"
۷۴	سلطان چشت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی ؒ	"
۷۵	سندھ کا تعارف	سندھ ادبی بورڈ، حیدرآباد	سندھی
۷۶	سیدانِ بادشاہ گر	محمد فیض بخش کاکوروی	اردو
۷۷	سید سالار غازی	شیخ طفیل احمد مسعودی، حیدرآباد	"
۷۸	سید التاریخ	سید روشن علی	"
۷۹	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانی	"
۸۰	شاہ یقیق ؒ	محمد صدیق میمن	"
۸۱	شجرۂ سادات	سید وزیر حسن زیدی	"
۸۲	شجرۂ سادات بلگرامی	ساداتِ بلگرام	"
۸۳	شجرۂ سندھ	ساداتِ سندھ	"
۸۴	شجرہ ساداتِ نہٹور (یوپی)	مولانا سید عبدالرشید ندوی	"
۸۵	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی ؒ	"
۸۶	صغیر بلگرامی	پروفیسر ڈاکٹر ظفر اوگانوی	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۸۷	صوفیائے بہار اور اردو	پروفیسر معین دردائی ایم اے علیگ	اردو
۸۸	طبقاتِ ناصری	منہاج سراج	فارسی
۸۹	عرب النسل مسلمان	ابوالقاسم عبدالسلام حسینی ہسوی	اردو
۹۰	فرہنگِ آصفیہ	سید احمد باروی دہلوی	″
۹۱	فسانۂ خورشیدی	سید افضل الدین احمد	″
۹۲	کتاب الانساب	عبدالودود عثمانی	فارسی
۹۳	کنز الانساب	سید عطا حسین عبدالرزاق داناپوریؒ	″
۹۴	کرسی نامہ (بھولانگر)	ساداتِ جاجنیری	″
۹۵	کلیاتِ نعمت	شاہ نعمت اللہ صدیقیؒ	اردو
۹۶	گلزارِ ابرار	محمد غوثی شطاری مانڈویؒ	″
۹۷	لطائفِ اشرفی	حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ	فارسی
۹۸	مجدد الف ثانیؒ	نظام الدین مجددی	اردو
۹۹	محدثِ سورتی	خواجہ رضی حیدر	″
۱۰۰	مخدوم جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ	پروفیسر ایوب قادری	″
۱۰۱	مخزن الانساب	سید کریم الدین احمد حسینی جعفری میروادی	فارسی
۱۰۲	مرآۃ الانساب	سید ضیاء الدین احمد علوی	″
۱۰۳	مصطفیٰ سے حیدر حسن تک	سید آل حسین میاں قادری برکاتی	اردو
۱۰۴	مضامین مولانا گیلانی	ڈاکٹر مظفر گیلانی وائس چانسلر بھاگلپور یونیورسٹی	″
۱۰۵	معارفِ مثنوی	مولانا حکیم محمد اختر	″
۱۰۶	مقالاتِ سعیدی	علامہ غلام رسول سعیدی	″
۱۰۷	مقاماتِ فضیلہ	مولانا سید مراد حسین شاہ	″
۱۰۸	مکتوباتِ سلیمانی	عبدالماجد دریابادی	″

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۱۰۹	مکتوبات صدی	مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ	فارسی
۱۱۰	ملتان ذیشان	منشی عبد الرحمٰن خاں	اردو
۱۱۱	مونس آخرت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابو العلائیؒ	"
۱۱۲	نسبنامہ سادات وملوک دیسنہ	سید نجم الہدیٰ دیسنوی	"
۱۱۳	نشانِ منزل	سید عبد الجلیل تیگھروی	"
۱۱۴	نور علی نور	سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں	"
۱۱۵	وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت	ابو محمد جلیل الدین حسین عرف سید شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ	فارسی
	رسالے		
۱۱۶	آستانہ	دہلی	اردو
۱۱۷	المجیب	پھلواری شریف، پٹنہ، بہار	"
۱۱۸	رسالہ نور (مجدد الف ثانی)	ماہنامہ لاہور	"
۱۱۹	روحانی ڈائجسٹ	جنوری سنہ ۱۹۸۹ء	"
۱۲۰	ندیم	گیا، صوبہ بہار	"
۱۲۱	الملک (مجلہ)	بدر الحسن ملک النور سوسائٹی، کراچی	"
	روزنامہ		
۱۲۲	جسارت (مودودی نمبر)	سنہ ۱۹۸۰ء	"

مصنف ایک نظر میں

نام ——— سید محمد نجم الحسن

قلمی نام و تخلص ——— نجم مونگیری

ولدیت ——— سید محمد بدر الحسن

جائے پیدائش ——— موضع ساکھو پرگنہ بلیا ضلع مونگیر

پیشہ ——— سرکاری ملازمت

موجودہ عہدہ ——— آڈٹ آفیسر محکمۂ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد۔ (فی الحال اکاؤنٹس آفیسر کینیٹ ڈویژن کراچی)

مقابلے کا امتحان ——— ایس اے ایس کا امتحان ۱۹۷۳ء میں پاس کیا۔

اعلیٰ تربیت ——— پاکستان ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی کوئٹہ سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔

اساتذہ کرام ——— پرائمری اسکول احمد گنج، سید وسیم الدین، پنڈت نیرہ لال گرو جی۔

شیدرام اسکول سیمن سنگھ، سید حسن رضا، سید عبدالحفیظ، سہراب خاں اعظمی، پروفیسر یحییٰ ادھمی

رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ، سید حفیظ الرحمن، سید مصباح الہدیٰ دیسنوی،

مولانا سید محمد ندوی، محمد کلیم، سید حسن سجاد و شمشاد احمد اشرفی

ڈھاکہ کالج، پروفیسر شاہ نجم الحسن، پروفیسر سید اقبال عظیم، پروفیسر سعد منیر

قائد اعظم کالج، پروفیسر سید عقیل احمد، پروفیسر سید عبدالرؤف فاطمی

ڈھاکہ یونیورسٹی: ڈاکٹر پروفیسر عندلیب شادانی

ادبی سرگرمیاں ——— سابق جوائنٹ سیکرٹری، بزم ادب جہانگیر روڈ، کراچی

تصانیف ——— (۱) پوئمز آف پاکستان (انگریزی نظموں کا مجموعہ) مطبوعہ ۱۹۸۷ء

(۲) اشراف عرب (زیر نظر)

(۳) گل و گلستاں (اردو و فارسی کا مجموعۂ کلام) زیر طبع

(۴) این انسائیکلوپیڈیا آف انسیسٹری زیر طبع

موجودہ پتہ ——— ۱۰۸، ای جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔

کچھ "پوئمز آف پاکستان اور گل و گلستاں کے بارے میں

سید نجم الحسن

ڈئر سید

آپ کی انگریزی نظموں کا حیران کن اور دیدہ زیب مجموعہ کلام نظر نواز ہوا۔
بہت بہت شکریہ!

نیازمند

جے گلیسر، ایم ایس پی ایچ ڈی
اسوسی ایٹ پروفیسر آف بیامیٹری و کمپیوٹر سائنس
یونیورسٹی آف ٹیکساس، ہیلتھ سائنس سینٹر ایٹ
ہوسٹن، امریکہ (یو ایس اے)

"گل و گلستاں" کی طباعت و اشاعت میرے لیے دلی مسرت کا باعث ہے۔ صاحب "گل و گلستاں" میرے ان رفقاء میں ہیں جن کا ذوق و شوق اور ولولہ قابلِ تقلید ہے۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جو کاوشیں کی ہیں وہ اہل علم کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔

سندھ کی سرزمین میں حافظ شیخ عبدالوہاب المعروف سچل سرمست شاعر ہفت زبان گزرے ہیں اور بیسویں صدی میں اسی سرزمین سے سید نجم الحسن نجم شاعر سہ زبان کی حیثیت میں ابھر رہے ہیں۔ ابھی ان کا قلم اور ذہن جوان اور تازہ دم ہے۔ کاروانِ شعر و ادب کو ان سے بے شمار توقعات ہیں اور انشاء اللہ العزیز یہ ان توقعات پر بفضلہ تعالیٰ پورا اتریں گے۔

"ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

سید الامین میرنگری۔ شرف آباد، کراچی
یکم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

سعید الزماں عباسی بدایونی

تصانیف

۱۔ آبِ رنگ (مجموعۂ غزلیات)

۲۔ حرفِ عجز (مجموعۂ نعت)

۳۔ خواب بہ رنگ (شعری مجموعہ)

پتہ:- ۱۲/۱ اے جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۵

عزیزی نجم الحسن نجم کی شاعری پر تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضرور دیکھنا اور سوچنا پڑتا ہے کہ موصوف کا رجحان نہ صرف اُردو غزل و نظم کی طرف ہے بلکہ وہ انگریزی شاعری بھی اسی روانی و برجستگی سے کر رہے ہیں جس کے لئے برسوں کی محنت و کاوش درکار ہوتی ہے۔ مختلف اصناف شاعری میں ان کا دخل ان کے رجحان کا پتا دیتا ہے اور مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر ان کا قلم اسی طرح فکری منازل طے کرتا رہا تو ایک دن جو ظاہری خامیاں اُردو لغت کے تناظر میں نظر آتی ہیں خود بخود مفقود ہو جائیں گی اور ان کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتی اور سلجھتی جائے گی۔

سعید عباسی

۱۲ جنوری ۱۹۸۹ء

خمار فاروقی

مصنف: ۱۔ ناکثیدہ

۲۔ آتش غم

۳۔ پیمان کربلا

پتہ:۔ جہانگیر ویسٹ، کراچی ۵

محترم جناب سید نجم الحسن صاحب کی تخلیق "پوئمز آف پاکستان" پڑھ کر اندازہ ہوا کہ شاعری صرف اہل زبان کا ہی حق نہیں ہے اور زبان کسی کی بھی میراث نہیں۔ انہوں نے انتہائی مہارت، چابکدستی اور کمال فن سے اپنے تاثرات وجذبات قالب شعری میں ڈھال دیے ہیں۔ زبان میں روانی اور سلاست ہے جس سے ان کی مشاقی کا پتہ چلتا ہے۔

خمار فاروقی

ڈاکٹر سید نجم الحسن

پہلے تو آپ میری دلی مبارکباد قبول کیجیے کہ آپ نے اپنی خوبصورت انگریزی نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ میں نے آپ کی کتاب "پوئمز آف پاکستان" کا مطالعہ کیا ہے آپ نے بڑی مہارت اور چابکدستی سے حب الوطنی کے پیغامات سادہ اور سلیس زبان میں قارئین کرام تک پہنچا کر ایک مستحسن فرض انجام دیا ہے جو قابل قدر وستائش ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ مشق جاری رکھیں اور دعاگو ہوں کہ رب العزت آپ کی کاوشوں کو بارآور کرے۔ آمین!

نیازمند

محمد ارشاد راجپوت

۱۱۶۔ای جہانگیر ویسٹ کراچی ۵

۱۰ر نومبر ۱۹۸۷ء

سید احمد

۲۹۳/۱۸ شرف آباد۔ کراچی فون نمبر ۴۲۲۷۳۹

۲۹، نومبر ۱۹۸۷ء

پیارے نجم السلام وعلیکم

پچھلی شام کو میں نے اپنی میز پر ایک کتاب رکھی دیکھی جس کا عنوان تھا "پوئٹس آف پاکستان" میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھتا گیا دلچسپی بڑھتی گئی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ میں کوئی ادیب، شاعر یا دانشور نہیں ہوں لیکن شاعر نے اس کتاب میں اپنے احساسات اور جذبات جس انداز میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے اس سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ حیاتِ مستعار کے مختلف گوشوں پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور الفاظ و خیالات کا ایک سمندر موجزن ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ موضوعات کا انتخاب دلیتی ڈگر سے ہٹ کر اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ معاشرتی، عمرانی، حسنِ فطرت، قومی ترقی، آفاقی محبت، ماضی کی یادیں اور پیشہ ورانہ موضوعات پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔

میں شاعر کو اس خوبصورت کاوش پر بے اختیار مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

مجھے امید ہے کہ آپ نئی جہتوں کو بھی روشن کریں گے اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے آس پاس کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی موضوعِ قلم بنائیں گے۔

نیاز مند

سید احمد

داماد سید احمد ندوی

مصنف: "مسلم شعرائے بہار"

شرف آباد، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
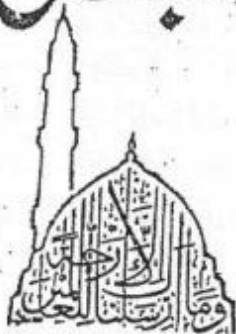
عرضِ حال

رہتا قلم سے نام قیامت تک ہے ذوقؔ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

شجرہ میں اولاد کے پشت در پشت نام درج ہوتے ہیں۔ توارث اور ماحول انسانی کردار کی تعمیر میں ہر دو عناصر فیصلہ کن طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے توارث کو ماحول پر زیادہ فوقیت دی ہے۔ شجرہ کو نسب نامہ اور کرسی نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے مرتب کرنے کی ریت بہت پرانی ہے۔ اہلِ عرب گھوڑوں اور اونٹوں تک کے شجرے تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاکہ ان کی اصل نسل کا سراغ لگانے میں آسانی ہو جبکہ اپنے قبیلوں اور خاندانوں کا شجرہ تیار کرنا تو ان کے لیے از بس ضروری تھا۔ عربوں کا شمار علم الانساب کے بہترین ماہروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد بزرگوار خطاب اپنے وقت کے عرب کے مشہور "نساب" تھے یہاں تک کہ عرب قبائل اپنے نسب ناموں پر ان کی مہر تصدیق ضروری خیال کرتے تھے اور یہ رواج بہت پرانا تھا۔

اگرچہ خاندانی اعزاز اور شرافت انسانی ایک طرۂ امتیاز ہے مگر فخر و مباہات فرومایہ کے سرمایہ ہیں۔ فضیلت کا معیار تو تقویٰ کی اقدار پر ہے۔ حسب و نسب کی تاریخ ہماری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ اپنی اولاد کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کا حامل بنانے کے لیے اسلاف سے آگہی ضروری ہے اس لیے یہ فن زمانہ کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ خاص طور پر عرب علم الانساب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شجروں کا مرتب کرنا ایک نہایت کٹھن کام ہے اس لیے کہ اس میں پشت در پشت کڑیاں ملانی پڑتی ہیں جو جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس قسم کے موضوعات میں از راہ بشریت سہو کا امکان ہے چونکہ تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس لیے آئندہ اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس قسم کی جرأت اس لیے

کی گئی تاکہ آنے والے نئے محققین کو دعوتِ فکر دی جائے اور وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ مزید برآں انہیں کچھ آسانیاں فراہم ہو جائیں۔

سیر و سوانح و شجرۃ الانساب کی تصنیف و تالیف ایک نہایت دقیق اور مشکل کام ہے زیر نظر کتاب "اشراقِ عرب" میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، ائمہ کرام، اصحابِ رسول، بزرگانِ دین، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا شجرۂ نسب و شجرۂ طریقت مع مختصر حالاتِ زندگی ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ خرقہ پوش، بادیہ پیما اور صحرا نورد بزرگ ہیں جنہوں نے انسانوں کی تقدیریں بدل دی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نویں صدی ہجری میں صوفیائے اسلام کے روحانی نظریات اور عقاید تصوف کو فروغ ملا۔ صوفیاء و مشائخ کی تعلیمات نے شاہانِ وقت کو بھی متاثر کیا۔ تیموری فاتحین تو مشائخ کی تعلیمات سے اتنے متاثر تھے کہ کسی مہم پر نکلتے تو ان بزرگوں سے حصول دعا ضروری خیال کرتے۔ کسی شہر کو فتح کرنے کے بعد بقیۃ السیف میں سے اہل اللہ کی تلاش ہوتی اور مزارات اور خانقاہوں پر حاضر ہو کر سرِ تسلیم خم کرتے۔ دراصل ان فاتحین کی فتوحات میں اولیاء اللہ کی روحانی قوتیں ساتھ ہوتی تھیں۔

چونکہ یہ کتاب ضروری معلومات پر مبنی ہے اور اختصار سے لکھی گئی ہے اس لیے معجزات و کشف و کرامات اور دیگر تفصیلات سے کتاب کی ضخامت کے پیش نظر اجتناب کیا گیا ہے۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

اس کام کا آغاز "تاریخ حسن" مصنف سید جواد حسین گیاوی سے ہوا جس میں صفحہ ۱۵۸ پر مجھے اپنے مورث اعلیٰ سید شاہ برہان الدینؒ بن سید احمد جاجنیریؒ مدفون موضع سانجھہ پرگنہ بلیا تحصیل بیگو سرائے ضلع مونگیر کا حوالہ ملا۔ یہ نایاب کتاب فارسی زبان میں ہے۔ مجھے یہ کتاب سید عبدالقیوم چھپاروی صاحب نے بہ کمال مہربانی عنایت فرما کر دستِ تعاون بڑھایا۔ اس کے بعد سید وزیر حسن زیدی الواسطی مصنف شجرۂ سادات بارہہ نے میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بہت سارے شجرے اور کتابیں حسب الطلب فرما کر مجھے شکریہ کا موقع دیا۔ جناب سید صباح الہدیٰ صاحب ویسنوی میرے بزرگ استاد ہیں اور عصرِ حاضر کے معروف ادیب اور اسکالر

ہیں۔ انہوں نے نسبنامہ سادات وطوک دلینہ عنایت فرماکر مجھے سرفراز کیا۔ حضرت بندگی شاہ سید برہان الدین لقا نظامی صاحب شاعر، حکیم حاذق اور عصرِ حاضر کے راہِ طریقت کے شہسوار ہیں انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور اپنے بصیرت افروز مشوروں سے مجھے سرخرو فرمایا! بلکہ مقدمہ تحریر کرنے کا وعدہ کر کے میرے جوشِ جنوں کو اور آگے بڑھایا۔

خصوصاً سید محمد ظفیر الحسن صاحب سکونت شرف آباد، کراچی، انچارج بیدل لائبریری، شرف آباد کلب سے مجھے بڑی مدد ملی جنہوں نے ازراہِ کرم ڈھونڈ ڈھونڈ کر نایاب اور قدیم نسخے فراہم کئے۔ اور میرے کام میں بے حد دلچسپی لی۔ ظفیر الحسن صاحب کتابوں کی دیکھ بھال، ورق گردانی اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ نئی نئی کتابیں اور رسالے لالا کر بیدل لائبریری کو مالا مال کر رہے ہیں۔ قدیم نسخوں کا حاصل کرنا، ان پر تحقیق کرنا اور انہیں منظرِ عام پر لانے کا شوق ان کو جنون کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔ موصوف مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری مدد کر کے انہیں یک گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی مدد کے بغیر میں اس کتاب کی تالیف کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تمام معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ بزرگ و برتر اس نیک کام میں معاونت کے لیے انہیں اجرِ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں سید عاصم تبریز صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اس کتاب کی معاونت کا فرض سرانجام دے کر میری کامیابی کو ممکن بنایا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

احقر العباد
سید نجم الحسن نجم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم (مؤلف)

تعارف

سید نجم الحسن اس صدی کے پانچویں عشرے میں سابق مشرقی پاکستان کے دارالحکومت ڈھاکہ کے ایک مشہور اسکول "رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول" میں طالب علم تھے۔ یہ اسکول قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ڈھاکہ کے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید شہاب الدین رحمت اللہ کے نام پر اور ان کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بانیوں میں دو شخصیتیں نمایاں تھیں۔ ایک ڈپٹی معین مرحوم، دوسرے سید حفیظ الرحمٰن صاحب۔ یہ مشرقی پاکستان کا پہلا اردو میڈیم اسکول تھا۔ اس اسکول سے کئی طلباء نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکول کا نام اونچا کیا۔ اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر سید محمد کلیم تھے اساتذہ میں، عبدالستار، مولانا سید احمد ندوی، ظہور الحسن رمز کسمری، جہانگیر صاحب، عبدالستار دوم، سید حفیظ الرحمٰن دوم، فضل الرحمٰن صاحب، سید صاحب، فروغ احمد اور راقم الحروف شامل تھے۔ اسکول کا نظم و نسق، تعلیمی ماحول اور تربیتی انداز منفرد تھا۔ طلباء اپنے اساتذہ کا پورا ادب و احترام کرتے اور اساتذہ، شیریں جذبہ سے درس دیتے اور سب سے زیادہ زور کردار کی تعمیر پر دیا جاتا تھا۔ یہاں ہر سال ۲۱ اپریل کو یوم اقبال منایا جاتا۔ بچے علامہ اقبال کے اقوال و اشعار پر مشتمل مکالمے اور ڈرامے اساتذہ کی نگرانی میں کرتے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں اسی اسکول سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہوتا تھا جس کی مقبولیت پورے مشرقی پاکستان میں ہوئی۔ اساتذہ میں دو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے ایک رمز کسمری اور دوسرے فروغ احمد صاحب سارے اساتذہ اردو ادب کے شیدائی تھے۔ طلباء عبدالستار صاحب کو بابائے انگلش اور رمز کسمری کو بابائے اردو کہتے تھے۔ اس اسکول میں اس وقت کے گورنر ملک فیروز خان نون، بابائے اردو مولوی عبدالحق، شام کے سفارتکار پروفیسر احمد الا حمد اور کئی دیگر مشاہیر آئے اور اسکول کی کارکردگی سے متاثر ہوئے۔

نجم الحسن نے اسی مایۂ ناز اسکول میں تعلیم و تربیت پائی۔ شعر و ادب کا ذوق بھی وہیں پیدا ہوا۔ اس اسکول سے فارغ ہونے کے بعد نجم الحسن نے گورنمنٹ کالج ڈھاکہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہ اپنے وقت کا بہترین کالج تھا بلکہ مشرقی بنگال کا سب سے پہلا کالج تھا جو ڈھاکہ یونیورسٹی سے بھی پہلے قائم ہوا تھا۔

ماشاءاللہ وہ اس وقت وفاقی حکومت کے محکمہ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد میں آڈٹ آفیسر ہیں۔ حسابات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومے پھرے اور مقامی زبانیں نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں شعر کہنے لگے۔ انگریزی، اردو اور فارسی ادب کا ذوق تو بہت پہلے ہی پروان چڑھ چکا تھا۔ وہ پہلے انگریزی، اردو اور فارسی تین زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔ سرزمین سندھ کے مختلف علاقوں میں گھومنے پھرنے اور لوگوں سے قریبی تعلق پیدا کرنے کے بعد سندھی زبان میں بھی شعر کہنے لگے۔ سندھی زبان سیکھنے اور پھر اس میں اشعار کہنے میں ان کو بڑی مہارت حاصل ہے۔ دنیا میں چند ہی ایسے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی مادری زبان بلکہ دوسری کئی زبانوں میں شاعری کی اور ان کے اشعار زبان زد خاص و عام ہوئے۔ آج سے چند سال پہلے ان کی پہلی تصنیف انگریزی زبان میں "دی پوئمز آف پاکستان" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ اس میں ان کی کئی انگریزی نظمیں ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ کتاب انگریزی ادب کے شائقین تک پہنچی اور قدر کی نظروں سے دیکھی گئی۔ اردو اور فارسی زبان میں ان کے شعری مجموعے طباعت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہیں۔ سندھی اشعار بھی یکجا کیے جا رہے ہیں۔

اس دوران میں ان کی مخفی تحقیقی صلاحیتیں اپنے اظہار کے لیے انہیں بیقرار کرنے لگیں اور انہوں نے ایک کٹھن اور صبر آزما کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے خلفائے راشدین سے لے کر دور حاضر کے سادات، مشائخ اور عالمی شاہیر کے سلسلۂ نسب اور دیگر کوائف یکجا کرنے کے لیے پبلک لائبریریاں، انفرادی اور ذاتی کتب خانوں، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نگارشات کا سراغ لگایا اور دن رات کی محنت شاقہ کے بعد ایک بڑی ضخیم اور نادر معلومات پر مبنی کتاب مرتب کی۔ یہ کام جو بارہ سال میں ہوتا انہوں نے بارہ ماہ میں مکمل کر دیا۔ مستند معلومات جمع کرنے، ان کی چھان پھٹک کرنے اور ان کی صحت کو یقینی بنانے کے لیے جو تگ و دو انہیں کرنی پڑی اس کا اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کا نام انہوں نے "اشراف عرب" رکھا ہے جو بہت ہی موزوں ہے۔

شجرۂ نسب کے بغیر تذکرہ نگاری مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک ہی کتاب میں شجرۂ نسب اور سوانح یکجا کر کے انہوں نے واقعتاً ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں شجرۂ نسب کا احاطہ آدم تا ایں دم کیا ہے جو اصول فطرت کے عین مطابق ہے اور دنیا کے تمام خانوادوں پر محیط ہے۔ اس نوعیت کی کوئی کتاب اس سے قبل منظر عام پر نہیں آئی۔ اپنی کتاب میں مزید دلچسپی پیدا

کرنے کے لیے مؤلف نے جا بجا اولیاء، مشائخ اور بزرگوں کا نمونۂ کلام بھی درج کیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت دوبالا ہو گئی ہے۔ اس میں وحدتِ اسلامی کا درس بھی دیا گیا ہے جو مستحسن قدم ہے لیکن یہ کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک ادارہ یا انجمن درکار ہے۔

شجرۂ نسب کی غلطیوں کے ازالے کے لیے بھی انھوں نے جا بجا اپنے تبصرے درج کر کے اپنی اعلیٰ تحقیقی صلاحیتوں کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ موصوف نے بہار اور صوبہ بہار کے اشراف خاندانوں پر اپنی توجہ مرکوز کر کے وہاں کے گمنام گوشوں کو اجاگر کرنے کا فرض بھی سرانجام دیا ہے۔ اب اس کتاب کے بارے میں کراچی کے چند مشاہیر کی آراء بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

حکیم حاذق پیرِ دانا سید شاہ محمد برہان الدین بقاؔ نظامی فرماتے ہیں:

"مؤلف نے "اشرافِ عرب" تالیف کر کے مُردوں کے ذکر کو زندہ کر دیا ہے۔"

جامعہ کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی رقمطراز ہیں:

"مؤلف نے (اسپیڈ ورک) کیا ہے اس سے پہلے اس مضمون پر کسی نے اتنی محنت نہیں کی۔ یہ کتاب بہت جلد (ریفرنس بک) بن جائے گی اور جو بھی آئے گا اسی کتاب کو (کوٹ) کرے گا۔"

اوڈنگی کے نابینا مولانا افتخار احمد خانقاہِ پھلواری شریف کے تربیت یافتہ اور شاہ قمرالدین پھلواری کے مرید فرماتے ہیں:

"پانچ سو برس کے بعد اللہ پھر کسی ایسی شخصیت کو پیدا کرے جو اس کام کو وہیں سے آگے بڑھائے لہٰذا میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ بلاشبہ "اشرافِ عرب" مؤلف کی معرکۃ الآرا تصنیف ثابت ہوگی۔ مجھے اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس میں زیادہ سے زیادہ مقبول کرے۔" آمین

سید مصباح الہدیٰ دیسنوی
حیدری، کراچی ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۹۲ء

تقریظ

حکیم سید شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی

سہ شکر الحمد للہ کہ از کغیر کہ خاطر می خواست
آخر آمد کہ پس پردہ تقدیر پدید

اس افراتفری کے دور میں جب کہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہے اور زندگی قیامت صغریٰ کا نمونہ بنی ہوئی ہے ایسے دیوانے بھی ہیں جو بے غرض اور بے لوث علمی خدمت انجام دے رہے ہیں جناب سید نجم الحسن جاجیزی ایک علم دوست شخص ہیں۔ میری ان سے تقریباً دس پندرہ سال کی ملاقات ہے۔ فقیر نے ان کی علم دوستی کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ ان کی طبیعت تحقیق کے ادق مضمون سے مانوس ہے۔ ان کی پہلی تصنیف "دی ہو مزآف پاکستان" بزبان انگریزی اہل علم میں وقیع نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔ لیکن ان کا سب سے وقیع کام ان کی حالیہ تالیف "اشراف عرب" ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ماہرین علم الانساب ہی اس کتاب کی صحیح قدر و قیمت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کتاب کی تالیف کے لیے بیس سال بھی کم تھے لیکن مؤلف نے صرف ایک سال کے اندر اس کتاب کو مکمل کر کے اپنے والہانہ جذبات اور خدمت علمی کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں سیکڑوں خاندانوں کا اجمالی ذکر موجود ہے۔ نصف ہزار سے زائد شجروں کی چھان پھٹک ان کی صحت اور سیاق و سباق کے ساتھ ان کا اندراج کوئی آسان کام نہیں حتی الامکان کوشش یہ کی گئی ہے کہ صحت بیان متاثر نہ ہو۔ غلو سے بھی دامن بچایا گیا ہے۔ بہر حال میں اس کتاب کی تالیف پر جناب سید نجم الحسن جاجیزی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور علم دوست حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب سے استفادہ کریں اس لیے کہ یہ کتاب ماہرین علم الانساب کے لیے گائڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ "اشراف عرب" عہد حاضر کی ایک مایہ ناز تالیف ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کو پسند آئے گی۔ اور دن بدن اس کی قدر و قیمت بڑھتی جائے گی۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

حکیم سید بندگی شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۹۲ء

مصنف ۱۔ نقش بقا ۲۔ صہبائے بقا ۳۔ مکتوب بقا ۴۔ مطلوب القلوب ۵۔ مرأۃ بندگی ۶۔ محرمات درویشی ۷۔ شہپر جبرئیل ۸۔ محرم راز ۹۔ چشم وا۔

علامہ سیّد شاہ جمال الدین کاظمی سجّادہ نشین

میرا بھی ارادہ تھا کہ میں اس طرح کا کچھ کام کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو اس کام کے لیے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ کچھ خاص لوگوں میں کچھ خاص صلاحیتیں ودیعت کرتا ہے تاکہ خاص مضمون پہ خاص توجہ مرتکز ہو سکے۔ دنیا کے تمام خانوادوں کا سیر و سوانح اور شجرۂ نسب کے اعتبار سے احاطہ کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ مؤلف نے اپنی محنتِ شاقہ اور دن رات کی لگن سے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کی اس معرکتہ الآرا تالیف سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا میں ان کو اس حیرت انگیز تالیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی حیرت ہوئی کہ موصوف نے "اشرافِ عرب" کا نہ صرف جلد دوم کے لیے مواد تیار کر رکھا ہے بلکہ دونوں جلدوں کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں کر چکے ہیں۔ مزید برآں اس کتاب میں "کتابیات"، "قاموس الاسماء" اور "اشاریہ مقامات" شامل کر کے مؤلف نے نہ صرف عصرِ جدید کے تقاضوں کو پورا کیا ہے بلکہ اس کی افادیت بدرجہا بڑھا دی ہے۔

خدا کرے ان کی تمام تالیفات زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر جلد منظرِ عام پر آ جائیں تاکہ علم دوست حضرات کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ میں مؤلف کی درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہوں۔ "ایں سعادت بزورِ بازو نیست"

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی مہتمم مدرسہ قمر العلوم فریدیہ رضویہ، ماری پور روڈ، کراچی

مصنّف

۱۔ اسلام میں عورت کی حکمرانی

۲۔ مغربی پارلیمانی طریقِ انتخاب علمائے امت کی نظر میں۔

هو الله الذي لا إله إلا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور
الغفار القهار الوهاب
الرزاق الفتاح العليم
القابض الباسط الخافض
الرافع المعز المذل
السميع البصير الحكم
العدل اللطيف الخبير
الحليم العظيم الغفور
الشكور العلي الكبير
الحفيظ المقيت الحسيب
الجليل الكريم الرقيب
المجيب الواسع الحكيم
الودود المجيد الباعث
الشهيد الحق الوكيل القوی
المتين الولي الحميد
المحصي المبدئ المعيد
المحيي المميت الحي
القيوم الواجد الماجد
الواحد الأحد الصمد
القادر المقتدر المقدم
المؤخر الأول الآخر
الظاهر الباطن الوالي
المتعالي البر التواب
المنتقم العفو الرؤف
مالك الملك ذو الجلال والإكرام
المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع النور الهادي البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور

اسماء النبی الکریم

حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ

شجرہ ۴۲

۲۔ حضرت شیثؑ

۳۔ حضرت انوشؑ

۴۔ حضرت قینانؑ

۵۔ حضرت مہلائیلؑ

۶۔ حضرت بیاردؑ

۷۔ اخنوخ (اخنوخ) حضرت ادریسؑ

۸۔ متوشلخ

۹۔ لمک

۱۰۔ حضرت نوحؑ

ارم

اسود

۱۱۔ سام

عوض (عاد، شداد)

کاشر

۱۲۔ ارفخشد

عاد اکبر

ثمود

۱۳۔ سالخ ذو المطیع

خلود

جاذر

۱۴۔ عابر (ہود)

رباح

عبیل

۱۵۔ قانع (شاہد)

عبداللہ

شامخ

۱۶۔ ارغو (عابر)

حضرت ہودؑ

۱۷۔ شاروغ (قابض)

آسف

۱۸۔ ناحور

حضرت یونسؑ

عبیل

حضرت صالحؑ

بیقال

۱۹۔ تارخ (برادر آذر)

لبان

ہاران

۲۰۔ حضرت ابراہیمؑ

باعور

حضرت لوط (صفحہ)

حضرت لقمان

اولاد حضرت ابراہیمؑ ۲۳

- ۲۱۔ حضرت اسمٰعیلؑ (مفصل)
- حضرت اسحٰقؑ
  - ۲۲۔ حضرت یعقوب (اسرائیل)
    - ۲۳۔ یہودا
      - ۲۴۔ یارضا
      - ۲۵۔ حصرون
      - ۲۶۔ ارم
      - ۲۷۔ عمینوداب
      - ۲۸۔ نحشون
      - ۲۹۔ سلمون
      - ۳۰۔ عوبید اعز
      - ۳۱۔ ایشا
      - ۳۲۔ حضرت داؤدؑ
      - ۳۳۔ حضرت سلیمانؑ
      - ۳۴۔ رجعیم
      - ۳۵۔ ابیا
      - ۳۶۔ بادم
        - ۳۷۔ ناحور
        - ۳۸۔ ضیا
        - ۳۹۔ صدیقہ
        - ۴۰۔ مسلم
        - ۴۱۔ سلیمان
        - ۴۲۔ دادر
        - ۴۳۔ یخشاہ
        - ۴۴۔ مسلم
        - ۴۵۔ اذان
        - ۴۶۔ حضرت زکریاؑ
        - ۴۷۔ حضرت یحییٰؑ
        - اخزیہوم
        - یاداشش
        - اموص
        - ارمینیا
        - یوسام
        - اخریق
        - خزقیا
        - نیشا
        - راہون
        - تامان
        - عمران
        - حضرت مریم — حضرت عیسیٰ
    - لاوی
      - قاہث
      - عمران
        - حضرت موسیٰؑ
        - حضرت ہارونؑ
          - عیزار
          - فنحاص
          - یاسین
          - حضرت الیاسؑ
          - (اجداد حضرت عزیرؑ)
    - حضرت یوسف
  - عیصو ادوم
    - اعوائیل
    - زارح
    - حضرت ایوبؑ
- مدین
  - عتیق
  - نوبیب
  - اعریل
  - توبک
  - حضرت شعیبؑ
  - صفورا زوجہ حضرت موسیٰؑ

(ریاض الانساب صفحہ ۳۳)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے پشتیں

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت اسمٰعیلؑ	۱۵	ارعوا
۲	قیدار	۱۶	بلخی
۳	عوام	۱۷	سجرٰی (سجری)
۴	عوص اوّل	۱۸	برٰی (بری)
۵	مرّہ	۱۹	یلٰحین
۶	سمادے	۲۰	حیران
۷	زراح	۲۱	الدّعا
۸	ناجب	۲۲	حبید
۹	معصر	۲۳	عنف
۱۰	ابہام	۲۴	عسقٰی
۱۱	اقتار	۲۵	ماحی
۱۲	عیصٰی	۲۶	ناحور
۱۳	حسان	۲۷	فاجم (ماجم)
۱۴	عنقا	۲۸	کالح

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۹	يدلاف	۵۰	معد دوم
۳۰	يلدام	۵۱	نزار
۳۱	حرا	۵۲	مضر
۳۲	ناسل	۵۳	الیاس
۳۳	ابی العوام	۵۴	مدرکہ
۳۴	ہیتساویل (ضساویل)	۵۵	خزیمہ
۳۵	برد	۵۶	کنانہ
۳۶	عوص دوم	۵۷	نضر
۳۷	سلامان اول	۵۸	مالک
۳۸	الہمیسع اول	۵۹	فہر
۳۹	اود اول	۶۰	غالب (سیلائل)
۴۰	عدنان اوّل (سنہ ۶۰۰ ق م)	۶۱	لوئی
۴۱	معد اوّل (سنہ ۵۹۹ ق م)	۶۲	کعب
۴۲	حمل	۶۳	مرّہ
۴۳	ثابت	۶۴	کلاب
۴۴	سلامان دوم	۶۵	قصی (یازید)
۴۵	الہمیسع دوم	۶۶	عبد مناف (مغیرہ)
۴۶	الیسع	۶۷	ہاشم (عمرو)
۴۷	اود دوم	۶۸	عبد المطلب (شیبۃ الحمد)
۴۸	اُدَد	۶۹	عبد اللہؓ
۴۹	عدنان دوم	۷۰	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی آخر الزماں)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پشتوں پر تبصرہ

علامہ سہیلی مصنف "روض الانف" نے بہت سے تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ (صفحہ ۱۵۴ سیرت النبی جلد اوّل از شبلی نعمانی)

علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب والوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے تھے اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے تھے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی البتہ کچھ ناموں میں فرق تھا۔ (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۱۵۵، از شبلی نعمانی)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سنہ ولادت ۱۹۱۰ ق م تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۱۵۱ (ریاض الانساب صفحہ ۵۸ از سید مقصود نقوی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن ولادت ۵۷۱ء (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۷۳، از شبلی نعمانی)

دونوں ولادتوں کا سال مجموعہ: (۵۷۱+۱۹۱۰) = ۲۴۸۱ سال اگر اس زمانہ میں ایک نسل کی عمر ۳۶ سال فرض کر لیا جائے تو درمیان میں (۲۴۸۱ ÷ ۳۶): ۶۹ یا ۷۰ پشتیں بنتی ہیں۔ علم عمرانیات کی رو سے ایک پشت کا فرق نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے ۷۰ پشتوں کو درست خیال کرتے ہوئے ریاض الانساب صفحہ ۵۸ پر درج اسمائے گرامی من وعن نقل کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ آنے والے محققین کے لیے مزید تحقیق کچھ آسان ہو جائے۔

نوٹ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں میں کم نام درج ہونے کے سبب عیسائی مؤرخوں کو ایسی جرأت ہوئی کہ انہوں نے حضورؐ کے نسب ناموں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے (سیرت النبیؐ جلد اوّل صفحہ ۱۶۸)

اولادِ عدنان (پشت نمبر ۶۹) (صفحہ)

معد
نزار
مضر
الیاس
مدرکہ
خزیمہ
کنانہ
نضر (قریش)
مالک
فہر
غالب
لوئی
کعب

کعب ← عدی:
زراح
قرط
عبداللہ
ریاح
عبدالعزیٰ
نفیل
خطاب
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ دوم)

کعب ← مرہ:

مرہ ← تیم:
سعد
کعب
عمر
عامر
ابو قحافہ عثمان
حضرت ابوبکر صدیق رض (خلیفہ اول)

مرہ ← کلاب:
قصی (زید)
عبد مناف (مغیرہ)

عبد مناف ← عبد الشمس:
امیہ
ابو العاص
عفان
حضرت عثمان غنی رض (خلیفہ سوم)

عبد مناف ← ہاشم (عمرو):
عبدالمطلب (شیبہ)

عبدالمطلب ← عبداللہ:
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں

عبدالمطلب ← ابی طالب:
حضرت علی کرم اللہ وجہہ (خلیفہ چہارم)

شجرہ اولاد قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب

عبد مناف

عبد العزیٰ
اسد
خویلد
اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

ہاشم — مطلب — وہب — عبد الشمس

ہاشم
عبد المطلب

وہب
حضرت آمنہ والدہ رسول اللہؐ

عبد اللہ
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زینب رضؓ زوجہ ابو العاص رضؓ
رقیہ رضؓ زوجہ عثمان غنی رضؓ
اُمّ کلثوم زوجہ عثمان غنی رضؓ
فاطمۃ الزہرا رضؓ زوجہ حضرت علی رضؓ

حضرت عباس

ابو طالب
حضرت علی رضؓ — حضرت جعفر طیار رضؓ — اُمّ ہانی رضؓ — جمانہ رضؓ — حضرت عقیل رضؓ
مسلم رضؓ

حضرت حمزہ شہید

اُمّ حکیم زوجہ کریز
اروی زوجہ عفان
حضرت عثمان غنی رضؓ

حضرت صفیہ رضؓ
زوجہ عوام
حضرت زبیر رضؓ

امیم
زوجہ جحش

حارث
مغیرہ رضؓ
حضرت زبیر
حضرت ابو زر رضؓ

عبد العزیٰ
ربیع زوج ہالہ رضؓ
حضرت ابو العاص رضؓ
زوج حضرت زینب رضؓ
بنت رسول اللہؐ
ابی امامہ رضؓ
زوجہ ثانی حضرت علی رضؓ

کریز
زوج اُمّ حکیم

اُمیّہ

ابی العاص
عفان زوج
اروی
حضرت عثمان غنی رضؓ

حرب
حضرت ابو سفیان رضؓ
اُمّ حبیبہ رضؓ
زوجہ رسول اللہؐ
حضرت معاویہ رضؓ

(کتاب الانساب از عبد الودود عثمانی ص۲۱۲)

شجرہ اولادِ اسد بن عبد العزیٰ بن قصی

خویلد زوج
فاطمہ بنت زائدہ

نوفل
ورقہ

ام المومنین حضرت خدیجہؓ
زوجہ رسول اللہ

ہالہؓ
زوجہ ربیع

ابو العاص ؓ زوج
حضرت زینبؓ
بنت رسول اللہؐ

حضرت امامہ زوجہ ثانی
حضرت علیؓ

عوام زوجہ حضرت صفیہؓ
حضرت زبیرؓ

حضرت عبداللہؓ
حضرت عبدالرحمٰنؓ

زینبؓ
زوجہ ابوالعاصؓ

رقیہؓ
زوجہ عثمان غنیؓ

امّ کلثومؓ
زوجہ عثمان غنیؓ

حضرت فاطمہؓ
زوجہ حضرت علیؓ

اولاد حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوم

رقیہؓ، امّ کلثومؓ، فاختہؓ، امّ عمروؓ، فاطمہؓ، امّ البنین، رملہؓ، نائلہؓ، امّ ولد

عبداللہ الاکبرؓ، عبداللہ الاصغرؓ، عبدالملکؓ، مریمؓ، امّ البنینؓ

عمروؓ، خالدؓ، ابانؓ، عمرؓ، مریمؓ

عائشہ، امّ ابان، امّ عمرو

ولیدؓ، سعیدؓ، امّ سعید

کتاب الانساب صفحہ ۳۰،
نسب نامہ خاندانِ تاشیانہ پلول، گرگانوان صہ ۱۱،
از قاضی محمد رفیق الدین احمد شمانی، مارٹن کوارٹر، کراچی۔

خانوادۂ بنو ہاشم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگرچہ معزز و ممتاز تھا لیکن نضر بن کنانہ کو "قریش" کا لقب دیا گیا۔ اس زمانہ میں حرم کے متولی حلیل خزاعی تھے۔ قصیٰ نے حلیل کی دختر حبیّٰ سے عقد کیا اور حرم کے متولی بن گئے۔ قصی نے ایک دار المشورہ قائم کیا جسے دار الندوہ کہا گیا۔ تمام اجتماعی تقریبات وہیں انجام پاتی تھیں۔ قصی نے اتنے مفید کام کیئے اور عربوں کی ایسی خدمات انجام دیں کہ انہیں قریش اوّل کا لقب دیا گیا۔ قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ عبد مناف کے چھ فرزندوں میں ہاشم سب سے زیادہ لیاقت مند باصلاحیت اور بااثر تھے۔ اس لیے ہاشم ہی حرم کے متولی بنائے گئے۔ ہاشم نے بڑی نیک نامی کمائی اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ ایک بار ہاشم تجارت کی غرض سے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ میں ٹھہرے جہاں سالانہ بازار لگا ہوا تھا۔ ہاشم نے وہاں بنو نجار کی شریف النفس حسین و جمیل عورت کو دیکھا جس کا نام سلمٰی تھا۔ ہاشم نے نکاح کا پیغام دیا جو قبول کر لیا گیا نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ہاشم تجارت کی غرض سے شام چلے گئے جہاں غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سلمٰی کو ایک لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ شیبہ نے آٹھ برس تک مدینہ میں پرورش پائی۔ ہاشم کے حقیقی برادر مطلب کو جب بھتیجا کے بارے میں علم ہوا تو فوراً مدینہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر بھتیجا کو تلاش کیا۔ سلمٰی کو جب ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو ان کو اپنے گھر بلا بھیجا۔ مطلب تین دن تک سلمٰی کے مہمان رہے چوتھے دن شیبہ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں شیبہ کا نام اپنے چچا کے نام کی مناسبت سے عبد المطلب پڑ گیا۔

عبد المطلب کے دس یا بارہ بیٹے تھے جن میں ابو لہب، ابو طالب، عبد اللہ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ مشہور ہوئے۔ حضرت عبد اللہ جب جوان ہوئے تو حضرت عبد المطلب کو ان کی شادی کی فکر دامنگیر ہوئی، وہ مدینہ پہنچے قبیلہ زہرہ میں وہب بن عبد مناف کی دختر کا نام

آمنہؓ تھا جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت آمنہؓ اس وقت اپنے سگے چچا وہب بن عبد مناف کے پاس رہتی تھیں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ کے لیے حضرت آمنہؓ کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا چنانچہ نکاح ہو گیا۔ حضرت عبد المطلب نے خود بھی وہیب کی دختر ہالہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت حمزہؓ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہؓ اور ہالہ آپس میں حقیقی چچازاد بہنیں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت عبد اللہؓ تین دن تک سسرال میں رہے پھر گھر چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت عبد اللہؓ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی میں مدینہ میں ٹھہرے اور یہیں وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عبد المطلب کو جب بیٹے کی علالت کی اطلاع ملی تو اپنے بڑے بیٹے حارث کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ جب حارث مدینہ پہنچے تو عبد اللہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ چونکہ حضرت عبد اللہؓ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے اس لیے تمام خاندان کو سخت صدمہ پہنچا۔

سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۱
سیرت ابن ہشام (برحاشیہ زاد المعاد، جلد اوّل)

امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

مختصر احوال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ختم مرسلین ۲۰ اپریل ۵۷۱ء[1] میں عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے۔[2]

رضاعت سب سے پہلے آنحضرتؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے اور دو تین روز کے بعد ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی لونڈی تھی۔ ثویبہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفاء شیرخوار بچوں کو قصبات اور دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں پل کر فصاحت کے جوہر پیدا کر سکیں۔

حضرت آمنہؓ کی وفات آنحضرتؐ کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مدینہ گئیں۔ ایک ماہ تک قیام کیا واپسی میں مقام ابواء پر ان کا انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ امّ ایمنؓ آنحضرتؐ کو لے کر مکہ میں آئیں۔

عبدالمطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آنحضرتؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک ۸ برس کی تھی۔ آپؐ اپنے دادا جان کے انتقال کے بعد اپنے سگے چچا حضرت ابوطالب کی کفالت میں چلے گئے۔

شغل تجارت آنحضرتؐ کے جدِ اعلیٰ ہاشم کے زمانہ ہی سے خاندانی پیشہ تجارت تھا حضرت ابوطالب خود تاجر تھے بلکہ حضورؐ نے کئی بار اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر بھی اختیار کیا تھا جو تجارت کی غرض سے تھا۔ اس لیے آپ بھی تجارت کرنے لگے۔ جب آپؐ پچیس برس

---

[1] مصر کے مشہور ہیئت داں عالم محمود پاشا فلکی کے رسالہ کے مطابق (سیرت النبی) جلد اوّل صفحہ ۱۶۳

[2] ماہنامہ برہان دہلی اور المجیب پھلواری کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔

کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کا رشتہ مناکحت ہوا۔

مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا جسے حرا کہتے ہیں آپ مہینوں وہاں جاکر قیام فرماتے اور عبادت و غور و فکر میں مشغول رہتے۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور حضورؐ منصب رسالت پر فائز ہوئے اشاعت اسلام میں حضورؐ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور بڑوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے۔ رفتہ رفتہ اعلانیہ دعوت کا کام ہونے لگا تو اہلِ قریش بہت بدظن ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے مجبور ہو کر حضورؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ ۵؁ نبوی میں پیش آیا۔ اہلِ مکہ کی ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپؐ کو اور آپ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا اور ناکہ بندی کر دی گئی تاکہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ مل سکے۔

عام الحزن: آنحضرتؐ ابھی شعب ابی طالب سے نکلے ہی تھے کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس سے آپؐ کو بہت صدمہ پہنچا اس لیے حضورؐ نے اس سال کو عام الحزن فرمایا۔

ہجرت: جب نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینہ پہنچ چکے تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرتؐ نے مدینہ کا عزم کیا اور حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا "تم پلنگ پر سو رہو اور صبح سب کی امانتیں جاکر واپس دے آنا" رات کو قدرت نے دشمنوں کو بے خبر کر دیا حضورؐ ان کے حصار سے نکل آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور میں تین راتیں گذاریں۔ چوتھے دن آپؐ غارِ ثور سے نکل کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن انتظار تھا۔ آپ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو قبا کے مقام پر مسجد کی تعمیر کی۔ قبا میں آپ کا داخلہ[1] ۸ ربیع الاوّل ۱۳؁ نبوی (مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲؁ء) کو ہوا۔ چودہ دن قبا میں رہ کر جمعہ کو آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔

غزوۂ بدر: ۱۲ رمضان ۲؁ھ کو آپ تقریباً تین سو جاں نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے اور ۱۷ رمضان کو بدر کے مقام پر پہنچے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل ہوگئیں۔ اس

---

[1] سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۲۶۱

جنگ میں کفارِ مکہ کے دو بڑے سالار ابوجہل اور امیہ کام آئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔
کفارِ مکہ ہزیمت سے دوچار ہوئے۔

ذی الحجہ ۲ھ میں حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔

غزوۂ اُحد ۳ھ میں غزوۂ اُحد پیش آیا۔ اس غزوۂ میں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے
اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

۴ھ میں شعبان مہینے میں حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔

۷ھ میں غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

۸ھ میں غزوہ موتہ ہوا۔

رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء میں مکہ فتح ہوا اور عام معافی کا اعلان ہوا۔

رجب ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء میں حضورؐ کا وصال ہوا۔ حضورؐ کا روضہ مبارک مسجد نبوی،
مدینہ منورہ میں ہے۔

نعت شریف

شمع انوارِ خدا ذاتِ محمدؐ — ایں ارض و سماوات معجزاتِ محمدؐ
نازل شود قرآن کہ جبرئیل رسانید — آیاتِ خداوند کہ آیاتِ محمدؐ
بر عرش خدا صاحب معراج چوں آید — دیدارِ خدا بود عباداتِ محمدؐ
چہ وصل خدا بود در معراجِ نبوت — وجہ شد ہر روز ملاقاتِ محمدؐ
نازاں شود نجمے کہ بہ توفیق الٰہی — مدحت می سراید کہ نعتِ محمدؐ

ازواجِ مطہراتؓ　　　　　　　اولادِ رسولؐ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد	۱	حضرت قاسمؓ
۲	حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۲	حضرت عبداللہؓ
۳	حضرت رملہ بنت ابوسفیانؓ	۳	حضرت زینبؓ
۴	حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ بن خطاب	۴	حضرت رقیہؓ
۵	اُمّ المساکین حضرت زینبؓ	۵	حضرت فاطمہؓ
۶	حضرت ہندہ اُمّ سلمیٰؓ	۶	حضرت اُمّ کلثومؓ
۷	حضرت زینبؓ (پھوپھی زاد بہن)	۷	حضرت ابراہیمؓ
۸	حضرت جویریہؓ		(والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ)
۹	حضرت صفیہ بنت دارا		
۱۰	حضرت ماریہ قبطیہؓ		
۱۱	حضرت سودہؓ بنت زمعہ		

(والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ)

حضرت اُمّ حبیبہؓ حضرت رملہ بنت ابوسفیان کی کنیت ہے۔ (مؤلف)

باب ۱۲ تذکرہ و شجرۂ خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اوّل

پشت نمبر	شجرۂ نسب	مختصر حالات
۱	حضرت ابوبکرؓ	اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والد کی کنیت ابو قحافہ اور نام عثمان بن عامر
۲	ابو قحافہ عثمان	تھا۔ والدہ کی کنیت امّ الخیر تھی اور نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر آپ
۳	عامر	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ یعنی سن ولادت
۴	عمر	۵۷۳ء ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی تالیف "صدیق اکبرؓ"
۵	کعب	میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کی ہے کہ شب معراج میں حضرت
۶	سعد	جبرئیلؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ زمین پر اس واقعہ
۷	تیم	کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں۔
۸	مرۃ	مرض الموت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ
۹	کعب	سے فرمایا تھا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری
۱۰	لوئی	میں آگیا۔
۱۱	غالب	۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء پیر کو
۱۲	فہر	سورج غروب ہونے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اور اسی رات
۱۳	مالک	دفن کیے گئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔
۱۴	نضر (قریش)	اسی چار پائی پر حضرت کا جنازہ رکھا گیا جس پر حضور مقبول حضرت
۱۵	کنانہ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وصال جسم اطہر رکھا گیا تھا۔ نماز جنازہ
۱۶	خزیمہ	خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔
۱۷	مدرکہ	آپ کو متفقہ طور پر مدینہ میں، مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ کے
۱۸	الیاس	پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت دو سال چار ماہ دس
۱۹	مضر	دن تک ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے وصال کے بعد آپ امیر المومنین ہوئے
۲	خطاب	اس طرح آپ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ منتظم
۳	نفیل	تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں شجاعت، تدبر اور عدل کا
۴	عبدالعزیٰ	وصف نمایاں تھا۔ آپ کے عہد خلافت میں ملک فارس فتح ہوا۔
۵	ریاح	آپ کے عہد خلافت میں بہت سارے ملک فتح ہوئے۔ دولت
۶	عبداللہ	اور مال غنیمت کا انبار دیکھ کر آپ زار زار روتے تھے کہ
۷	قرط	کہیں دولت کی فراوانی سے عرب گمراہ نہ ہو جائیں۔ آپ ہی
۸	زراح	کے عہد میں بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ آپ نے پہلی بار
۹	عدی	عرب میں حساب وکتاب کا محکمہ قائم کیا اور بیت المال قائم
۱۰	کعب	کیا۔ دنیا میں پہلی بار عدل اسلامی قائم ہوا۔
۱۱	لوی	**حسب ونسب** حضرت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ
۱۲	غالب	بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن
۱۳	فہر	لوی بن غالب بن فہر بن مالک
۱۴	مالک	**وفات** ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء کو آپ کو
۱۵	نضر (قریش)	ایرانی غلام ابو لؤلؤ نے شہید کر دیا۔ آپ کی کل مدت
۱۶	کنانہ	خلافت ۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
۱۷	خزیمہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت سے آپ کو حرم نبوی میں
۱۸	مدرکہ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن
۱۹	الیاس	کیا گیا۔

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورینؓ خلیفہ سوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عثمانؓ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ خلیفہ دوم کی شہادت
۲	عفان	کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰے عنہ مسندِ
۳	ابوالعاص	خلافت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تیسرے
۴	امیہ	خلیفہ راشد تھے۔ آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں اس لیے کہ
۵	عبدالشمس	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
۶	عبدمناف	آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمان آپ کا اسم گرامی، ابوعبداللہ
۷	قصی (بازید)	اور ابو عمر آپ کی کنیت اور ذوالنورین آپ کا لقب تھا۔
۸	کلاب	آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال تولد ہوئے۔ ۳۴، سال
۹	مرہ	کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے میں آپ کا نمبر
۱۰	کعب	سینتیسواں ہے۔ آپ اصحاب عشرہ و مبشرہ میں ہیں۔
۱۱	لوی	غزوۂ بدر اور احد میں آپ شریک ہیں۔ آپ صاحب
۱۲	غالب	بیعت الرضوان بھی ہیں۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔
۱۳	فہر	آپ ۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء میں خلیفہ نامزد ہوئے۔
۱۴	مالک	۳۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں مفسدوں نے آپ کو شہید
۱۵	نضر (قریش)	کر دیا۔
۱۶	کنانہ	آپ سے ۱۴۶ احادیثیں مروی ہیں۔ آپ شرم و حیا
۱۷	خزیمہ	کے پتلے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت علیؓ	داماد رسول ہیں۔ خلیفہ چہارم ولادت ۱۳ رجب بروز جمعہ سنہ ۳۰ بعد عام الفیل در مولود خانہ کعبہ، مدت خلافت تین ماہ کم پانچ سال ہے۔ ۲۱ رمضان شب یک شنبہ سنہ ۴۰ھ بمقام کوفہ ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مزار نجف اشرف میں ہے۔ عمر ۶۳ یا ۶۵ سال آپ کثیر الاولاد تھے۔ **اسمائے گرامی ازواج مطہرات** ۱۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہؓ دختر رسولؐ ہیں۔ آپ کے بطن سے تین پسران اور دو دختران ہوئیں (۱) امام حسنؓ (۲) امام حسینؓ (۳) حضرت محسنؓ دختران (۱) حضرت زینب کبریٰؓ زوجہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ (۲) اُمّ کلثوم ۲۔ اُمّ البنین بنت حزام کلابیہ، ان سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ ۳۔ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ، ان سے عبداللہ اور ابوبکر دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سلسلۂ اولاد منقطع ہے۔ ۴۔ اسماء بنت عمیش خشعمیہ، ان سے محمد اصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ ۵۔ صہباء بنت ربیعہ تغلبیہ، یہ اُمّ ولد تھیں۔ ان سے عمر اکبر اور رقیہ ہیں۔
۲	حضرت ابو طالب	
۳	حضرت عبدالمطلب	
۴	ہاشم	
۵	عبد مناف	
۶	قصی	
۷	کلاب	
۸	مرۃ	
۹	کعب	
۱۰	لوئی	
۱۱	غالب	
۱۲	فہر	
۱۳	مالک	
۱۴	نضر (قریش)	
۱۵	کنانہ	
۱۶	خزیمہ	
۱۷	مدرکہ	

(۱) حدیقۃ الانساب صفحہ ۴ تا ۶

مختصر حالات	اسمائے گرامی	پشت نمبر
۶۔ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع ان کے بطن سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔	الیاس	۱۸
۷۔ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ یہ اُمِّ ولد ہیں۔ خولہ دراصل حبشیہ	مضر	۱۹
سندیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں۔	نزار	۲۰
ان کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے بہادر تھے۔	معد	۲۱
سنہ ۸۱ھ میں طائف میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد پاک و ہند	عدنان	۲۲
میں سادات علوی کہلاتے ہیں۔		
۸۔ اُمِّ سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی ان سے اُمِّ الحسن، رملہ کبریٰ		
اور اُمِّ کلثوم ہیں۔		
۹۔ محیاۃ بنت امری القیس بن عدی کلبیہ ان کے بطن سے ایک لڑکی		
خوردسالی فوت ہوگئی۔		

آپ کی اولاد اناث جو مختلف ازواج سے ہیں اُمِ ولد ہیں:۔
اُمِ ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، اُمِ کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُمِ الکرام، اُمِ سلمیٰ، اُمِ جعفر، جمانہ اور نفیسہ ہیں۔ جملہ اولادِ جناب علی مرتضیٰ چودہ فرزندان اور سترہ دختران ہیں۔ ان میں سے سلسلۂ نسل صرف پانچ صاحبزادوں سے ہے۔ حضرت حسین رضؓ، محمد بن حنفیہ، عباس اور عمر اکبر تقبیہ۔ وقتِ شہادت تیرہ فرزند اور دختر تھیں جو وارث ہوئے۔ ان میں سے چھ فرزند معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے۔

چودہ یا پندرہ صحاب حضرت علیؓ کے فیض یافتہ خلفاء تھے[۱]

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ	۹	حضرت اویس قرنی رضؓ
۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ	۱۰	حضرت امام حسن رضؓ
۳	حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ	۱۱	حضرت امام حسین رضؓ
۴	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ	۱۲	حضرت حسن بصری رضؓ
۵	حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ	۱۳	حضرت کمیل بن زیاد رضؓ
۶	حضرت انس بن مالک رضؓ	۱۴	قاضی عبدالمقدام رضؓ
۷	حضرت ابوہریرہ رضؓ	۱۵	شریح بن ہانی رضؓ بن زید الحارثی
۸	حضرت محمد بن ابی بکر رضؓ		

۱؎ اعیان وطن صفحہ ۱۸۷

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علیؓ

آپؑ کی ولادت ۱۵ رمضان ۳ھ میں ہوئی اور یکم ربیع الاول ۴۹ھ یا ۲۸ صفر ۵۰ھ میں آپ کی شہادت زہر خورانی سے ہوئی۔ آپ نے نوّے عقد کیے۔ صفوۃ میں ہے کہ آپ کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن الوراع ابوبکر احمد کا قول ہے کہ آپ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی نام یہ ہیں:- (۱) عبداللہ (۲) قاسم (۳) حسن مثنیٰ (۴) زید (۵) عمرو (۶) عبیداللہ (۷) عبدالرحمٰن (۸) احمد (۹) اسمٰعیل (۱۰) حسین (۱۱) اثرم (۱۲) عقیل

دختران:- (۱) ام الحسن۔ بروایت ذخائر عقبیٰ آپ نے پانچ فرزند چھوڑے (۱) حسن (۲) عبداللہ (۳) عمرو (۴) زید (۵) ابراہیم مختصر جامع کے مطابق: (۱) حسن (۲) زید (۳) عمرو (۴) حسین اثرم (۵) طلحہ (۶) عبدالرحمٰن (۷) قاسم (۸) ابوبکر (۹) عبداللہ۔ تین مؤخر الذکر کربلا میں شہید ہو گئے۔ سلسلۂ اولاد کا حسن مثنیٰ اور زید صرف دو صاحبزادوں سے ہے۔ آپ کی اولاد کو سادات حسنی کہتے ہیں۔

امام حسنؓ کا سراپا جسم اطہر سفید مائل بہ سرخی، چشم سیاہ و فراخ، رخسار نیار ملائم، از سینہ تا ناف یک خط کشیدہ مائل بہ سیاہی، ریش مبارک بسیار، گیسو دراز تا دوش، جملہ اعضا فربہ، سینہ فراخ و وسیع، قامت میانہ، خضاب وسمہ را دوست داشتے۔

۱؎ حدیقۃ الانساب جلد اوّل صفحہ ۶

امام حسین رضؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

آپ[1] شہید کربلا ہیں۔ ولادت ۵ شعبان سنہ ۴ھ کربلا۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ میں میدان کربلا میں شہادت پائی۔ جسم اطہر میدان کربلا میں اور سر مبارک جنت البقیع میں مدفن ہیں۔ آپ کے پانچ پسران:

(۱) علی اکبر (۲) جعفر (۳) عبد اللہ (۴) علی اصغر (۵) زین العابدین ہوئے۔ اور ایک دختر سکینہ۔ میدان کربلا سے صرف حضرت زین العابدین زندہ لوٹے۔ سلسلۂ اولاد حضرت زین العابدینؓ سے ہے۔ آپ کی اولاد سادات حسینی کہلاتی ہے۔

حضرت امام حسینؓ کے چند رجزیہ اشعار یہ ہیں۔

أَنَا ابْنُ عَلِيِّ الطُّهْرِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ كَفَانِي بِهٰذَا مَفْخَرًا حِينَ أَفْخَرُ

وَجَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ أَكْرَمُ مَنْ مَشٰى وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ يَزْهَرُ

وَفَاطِمَةُ أُمِّي سُلَالَةُ أَحْمَدٍ وَعَمِّي يُسَمّٰى ذُو الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ

وَفِينَا كِتَابُ اللّٰهِ أُنْزِلَ صَادِقًا وَفِينَا الْهُدٰى وَالْوَحْيُ وَالْخَيْرُ يُذْكَرُ

میں حضرت علیؓ کا پاکیزہ فرزند آل ہاشم سے ہوں۔ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جو سب سے اکرم ہیں اور ہم خدائی چراغ زمین میں روشن ہیں اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جناب احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لخت جگر ہیں۔ اور میرے چچا جعفر ذوالجناحین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ہم میں سچی کتاب (قرآن) نازل کی گئی۔ اور ہم ہی میں ہدایت اور وحی اور خیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لہ حدیقۃ الانساب جلد اول ص۶

پنجتن پاک کی تاریخِ وفات

رفتم بباغ فکر دیدم بہ ہر چمن
از بہر چیدن گل تاریخ پنجتن
ہر غنچہ را کشودم و جستم بہ ہر گلے
ناگہ صدائے بلبل آمد بگوش من
احمد و فاطمہ و حسین و علی حسن
تاریخ فوت شاں بمراد آ ز یاسین
اوّل دو حرف بہر محمدؐ و فاطمہؓ
باقی سہ حرف بہر حسینؓ و علیؓ حسنؓ

نام حروف مع عدد

یاسین:

ی : ۱۰ سنہ ۱۱ھ وفات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
ا : ۱ سنہ ۱۱ھ وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
س : ۶۰ سنہ ۶۰ھ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
م : ۴۰ سنہ ۴۰ھ شہادت امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
ن : ۵۰ سنہ ۵۰ھ شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

نوٹ: واقعہ کربلا سنہ ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ سنہ ۶۱ھ میں صرف دس دن گزرے تھے اس لیے سنہ ۶۰ھ زیادہ مشہور ہوا۔

(۲) یہ ایران کے مشہور شاعر انوری کا کلام ہے جسے ایک انگریز مسٹر سیمسن نے پٹنہ میں اپنے نام سے شائع کرایا لہٰذا اس غلطی کا ازالہ ہو جانا چاہیئے۔ (مؤلف)

لہ ماہنامہ رسالہ الحبیب جون سنہ ۱۹۶۲ء ص ۲۹ از مسٹر سیمسن

حضرت زین العابدینؓ بن امام حسینؓ

آپ[1] کا نام علی لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ کنیت ابو محمد و ابوالحسن ہے۔ بعض جگہوں پر ابوبکر بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہر بانو تھا جو یزد جرد شاہ ایران کی دختر تھیں جن کا اصلی نام سلافہ[2] تھا اور انہیں والسندیہ، یعنی سندھیہ بھی کہتے تھے بقول امام زہریؒ ان کی والدہ محترمہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ میں ہوئی۔ بعضوں نے ۳۶ھ اور ۳۸ھ بھی لکھا ہے۔ ۱۳ محرم الحرام ۹۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے دس فرزندان اور چھ دختر تھیں۔ چھ فرزندوں سے سلسلۂ نسب جاری ہوا۔

فرزندان (۱) سید عمر الاشرف (۲) سید حسین اکبر (۳) سید سلیمان (۴) سید عبداللہ (۵) سید حسن اصغر (۶) سید حسین اصغر (۷) سید زید شہید (۸) سید حسن اکبر (۹) سید محمد اصغر (۱۰) سید علی اصغر (۱۱) امام باقر۔

منقبت

هٰذَا ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ — اَلْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اَسَدُ اللهِ وَالِدُهٗ — بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللهِ قَدْ خُتِمُوْا

هٰذَا اِذَا جَاءَ الْقُرَيْشُ قَالَ قَائِلُهُمْ — اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا الْفَتٰى يَنْتَهِى الْكَرَمُ

اِنْ عُدَّتْ اَهْلُ التُّقٰى فَهُمْ اَئِمَّتُهُمْ — وَاِنْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ قِيْلَ هُمْ

شعراء عرب میں سے فرزدق شاعر نے ایک لمبا قصیدہ مناقب میں آواز بلند پڑھا اس قصیدے کے چار شعر یہ ہیں ؎

یہ علی زین العابدینؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو بیت اللہ حل وحرم پہچانتے ہیں اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو اب پہچان لے کر، یہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور شیر خدا کے فرزند ہیں۔ ان کے

---

[1] حدیقۃ الانساب جلد اول ص۶

[2] مراۃ الانساب ص۱۵۰

نام پاک پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا، یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان ہی کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس
جوان کے مکارم و فضائل پر کرم کی انتہا ہے۔ اگر تو اے مخاطب اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ ان کے امام ہیں
اور اگر خلق اللہ میں سے سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

ہشام نے جب یہ قصیدہ سنا تو شاعر کو قید کروا دیا۔ حضرت امام زین العابدینؓ نے یہ ماجرا سنا تو بارہ
ہزار درہم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ وہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔ فرزدق نے وہ درہم واپس
کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسولؐ کی رضا کے لیے کہے ہیں کہ ظالم کے روبرو کلمۂ حق
کہنا مومن مخلص کا شعار ہے۔ امامؓ نے دوبارہ وہ درہم اس کے پاس ارسال فرما دیئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تجھ کو تیری نیت خیر پر جزا دے۔ بے شک یہ کلمات و اشعار تو نے مدح اور انعام کے لیے نہیں کہے تھے
لیکن ہم بھی ایسے خاندان سے نہیں ہیں کہ اپنے عطیات اور ہبہ کو واپس لے لیں۔ اس پر فرزدق نے وہ
درہم قبول کر لیے۔"

شجرہ و تذکرہ حضرت ابو جعفر محمد باقرؓ

پشت نمبر	اسماء	
۱	حضرت ابو جعفر باقرؓ	آپ کا اسم گرامی محمد باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت ۳ صفر بروز جمعہ ۵۷ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہؓ بنت امام حسنؓ ہیں آپ کی وفات ۱۱۳ھ یا ۱۱۴ھ میں ہوئی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
۲	حضرت زین العابدینؓ	آپ کے پانچ فرزند ہوئے[1]
۳	حضرت امام حسینؓ	(۱) سید ابو تراب علی
۴	حضرت علیؓ	(۲) سید محمد ابراہیم
۵	ابو طالب	(۳) سید جعفر صادقؓ
۶	عبد المطلب	(۴) سید عبد اللہ الکریم حسن
۷	ہاشم	(۵) سید زید
۸	عبد مناف	

[1] حدیقۃ الانساب جلد اوّل ص۹

شجرہ و تذکرہ

حضرت جعفر صادقؓ

پشت نمبر	اسماء
۱	حضرت جعفر صادقؓ
۲	حضرت ابو جعفر باقرؓ
۳	حضرت زین العابدینؓ
۴	حضرت امام حسینؓ
۵	حضرت علیؓ
۶	ابو طالب
۷	عبد المطلب
۸	ہاشم
۹	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد جعفر تھا اور لقب "صادق"۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور اسمٰعیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی اُمّ فروا تھا جو قاسم کی بیٹی محمد کی پوتی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پرپوتی تھیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۳ھ یا ۸۵ھ میں تولد ہوئے اور وہیں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے سات فرزند تھے[1]۔

(۱) سید محمد تاج المامون

(۲) سید محمد علی عریضی

(۳) سید ابو الحسن موسیٰ کاظمؓ

(۴) سید محمد عبد اللہ

(۵) سید محمد علی

(۶) سید محمد عباس

(۷) سید محمد اسحٰق موتمن

---

[1] مرآۃ الانساب ص ۱۵۱

شجرہ و تذکرہ حضرت موسیٰ کاظمؓ

اسماء

حضرت موسیٰ کاظمؓ
حضرت جعفر صادقؓ
حضرت محمد باقرؓ
حضرت زین العابدینؓ
حضرت امام حسینؓ
حضرت علیؓ
ابو طالب
عبد المطلب
ہاشم
عبد مناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد موسیٰ تھا اور لقب کاظم تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابراہیم ہے۔ آپ مکہ معظمہ میں ۷ صفر بروز یک شنبہ تولد ہوئے۔ ہارون الرشید نے آپ کو سیاسی، ملکی مصلحتوں کی بنا پر قید خان میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے قیدی کی حالت میں جمعہ جمادی الثانی ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے ۲۵ یا ۲۹ فرزند اور ۱۹ دختران تھیں۔[۱]

(۱) سید حمزہ (۲) سید محمد ہارون (۳) سید محمد ابراہیم (۴) سید محمد العابد (۵) سید محمد جعفر (۶) سید محمد عباس (۷) سید محمد علی رضا (۸) سید احمد (۹) سید عبداللہ (۱۰) سید اسمٰعیل (۱۱) سید اسحٰق (۱۲) سید حسن (۱۳) سید حسین۔

مراۃ الانساب کے مطابق:۔[۲]

(۱۴) سید علی الاکبر (۱۵) سید محمد الادریس (۱۶) سید محمد ہارون۔

۱؎ حدیقۃ الانساب جلد اول ص۷

۲؎ ریاض الانساب ص۷۶

شجرہ و تذکرہ حضرت علی رضاؒ

پشت نمبر	اسماء گرامی
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت امام زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
	ابو طالب
	عبدالمطلب
	ہاشم
	عبدمناف

آپ کا اسم گرامی سید محمد علی موسیٰ تھا اور لقب رضا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات طوس میں ۲۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے پانچ فرزند اور ایک دختر تولد ہوئی۔[1]

(۱) سید ابراہیم (۲) سید جعفر

(۳) سید تقی الجواد

(۴) سید حسن (۵) سید علی

مراۃ الانساب کے مطابق صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) سید ابراہیم

(۲) سید حسن ابو جعفر

(۳) سید ہادی

(۴) سید تقی الجوادؒ

---

[1] مراۃ الانساب و ریاض الانساب صفحہ ۸۷

شجرہ و تذکرہ حضرت تقی الجوادؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	حضرت تقی الجوادؒ
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؒ
۱	حضرت علیؓ
	ابو طالب
	عبد المطلب
	ہاشم
	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور لقب تقی الجواد۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ثانی ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰ رجب بروز جمعہ ۱۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات سہ شنبہ ۶ ذی الحج ۲۲۰ھ کو ہوئی۔

آپ کے چار فرزند تھے :

(۱) سید جعفر (۲) امام نقیؒ

(۳) موسیٰ المبرقع (۴) سید ابراہیم

مراۃ الانساب کے مطابق آپ کے چھ فرزند تھے :

(۱) عبداللہ جعفر (۲) امام علی ہادی نقی (۳) موسیٰ المبرقع

(۴) سید ابو الحسن (۵) سید ابو طالب (۶) سید زید

شجرہ وتذکرہ حضرت علی ہادی نقیؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۹	حضرت علی ہادی نقیؒ
۸	حضرت تقی الجوادؒ
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؓ
۴	حضرت باقرؓ
۳	حضرت زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

آپ کا اسم گرامی علی تھا، لقب ہادی ونقی اور کنیت ابوجعفر تھی آپ مدینہ منورہ میں بروز عرفہ ۲۱۴ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات "سُرّمن راہ" کے مقام پر ہوئی۔ "سُرّمن راہ" بغداد کے نواح میں واقع ہے۔ سالِ وفات ۲۵۴ھ ہے۔ اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ تھا۔[1] آپ کے ۵ پسر تولّد ہوئے:

(۱) عبداللہ جعفر

(۲) امام حسن عسکری

(۳) سید حسن

(۴) سید حسین

(۵) سید ابوزید موسیٰ

---

[1] مراۃ الانساب صد ۱۹۳

شجرہ و تذکرہ حضرت امام محمد سیّد حسن عسکریؓ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱۰	حضرت امام حسن عسکریؓ
۹	حضرت امام علی ہادی النقیؓ
۸	حضرت امام تقی الجوادؓ
۷	حضرت امام علی رضاؓ
۶	حضرت امام موسیٰ کاظمؓ
۵	حضرت امام جعفر صادقؓ
۴	حضرت امام باقرؓ
۳	حضرت امام زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

آپ کا اسم گرامی حسن بن علی لقب عسکری و ہادی اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۲۳۲ھ بروز جمعہ بوقت صبح مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حدیثہ خاتون تھا۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کو خلیفۂ وقت معتمد عباسی نے قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کرا دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں سامرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد کے بارے میں سخت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

مرآۃ الانساب[۱] کے مطابق سید محمد ابو القاسم بن امام حسن عسکریؓ شعبان سنہ ۲۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کے تہہ خانے میں اترے آپ کی والدہ محترمہ نرگس آپ کو دیکھتی رہیں لیکن آپ واپس نہیں آئے۔ یہ واقعہ سنہ ۲۷۵ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی۔ روایت ہے کہ وہاں سے غائب ہو گئے یا تقیہ کر لیا۔" واللہ اعلم بالصواب۔

۱؎ مرآۃ الانساب صفحہ ۱۹۳

(باب ۲ ائمہ اربعہ)

امام ابوحنیفہ (امام اعظمؒ)

(شجرۂ نسب ص ۵۴۷)

مشہور مورخ ابن خلدون کے مطابق تقریباً پورا مشرق ہمیشہ حنفی مسلک سے منسلک رہا ہے تمام ممتاز و معروف مشائخ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، مولانا امداداللہ تھانوی مہاجر مکی اور شاہ احمد رضا بریلویؒ وغیرہ فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴ رجب ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ کشف المحجوب میں حضرت یحیٰی بن معاذ رازی کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ وہ ایک بار ملک شام میں حضرت بلالؓ کے مزار کے سرہانے سو گئے تھے خواب میں آنحضرت کی زیارت ہوئی کہ آپ بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے پہلو میں لیے ہوئے ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ بزرگ کون ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ نے ملت اسلامیہ کو ۴ مکاتیب فکر کی لڑی میں منسلک کر کے ملت کو انتشار سے بچایا۔

ایک بار حضرت حمادؒ اپنے قابلِ فخر شاگرد رشید ابوحنیفہ کے ہمراہ مجلسِ مناظرہ میں پہنچے جہاں ایک عیسائی پادری چند مشکل سوالوں کے جواب کا منتظر تھا اور ان سوالوں کے جواب کسی سے بھی بن نہیں پڑ رہے تھے۔ پادری منبر پر بیٹھ کر اپنے اعتراضات پیش کرنے شروع کیے۔ پہلا سوال تھا خدا سے پہلے کیا تھا؟ امام ابوحنیفہ نے پادری سے دریافت کیا ایک سے پہلے کیا عدد ہے؟ پادری نے جواب دیا اس سے پہلے کوئی عدد نہیں ہے۔ امام نے ثابت کیا کہ جب واحد مجازی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے بھی کچھ نہیں تھا صرف خدا تھا۔ دوسرا سوال تھا کہ ہر شے کا کوئی نہ کوئی سمت ہے پھر خدا کس سمت میں ہے؟ امام ابوحنیفہ نے ایک شمع جلائی اور پادری سے کہا اس کا سمت متعین کرو؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی روشنی ہر طرف ہے اس کا سمت متعین نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ جب نور مجازی کا رخ متعین نہیں کیا جا سکتا تو نور حقیقی کا رخ کیسے متعین ہو سکتا ہے وہ ہر طرف ہے۔ اب پادری نے تیسرا سوال کیا کہ خدا اس وقت کہاں ہے؟ امام صاحب دودھ منگوا کر پادری سے کہا دودھ میں

گھی کہاں ہے؟ پادری نے جواب دیا کہ گھی تو دودھ کے ہر قطرہ میں ہے یعنی ہر جگہ ہے۔ امام ابوحنیفہ نے تیسرے سوال کا یہ جواب دیا کہ خدا بھی ہر جگہ ہے اور اس کی حاکمیت ہر جگہ پر محیط ہے۔ پادری نے چوتھا اور آخری سوال پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں اتنی دیر سے کھڑا آپ کے سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ اخلاقی طور پر میری جگہ سوال کرنے والے کو کھڑا ہونا چاہیئے یہ سن کر پادری منبر سے اترا اور امام ابوحنیفہ کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ امام ابوحنیفہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پادری کو سوال دہرانے کو کہا پادری نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا خدا نے مجھے منبر پر بٹھا کر عزت بخشی اور تجھے میری جگہ پر کھڑا کر کے ذلیل و خوار کیا۔ یہ سن کر پادری نے اعتراف شکست کر لیا۔ یہ تھے امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے ذہین ترین انسان جنہوں نے فقہ اور منطق کی دنیا میں ہلچل سی مچا دی۔

وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

امام مالکؒ

امام مالک کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی ہے۔ ان کے پردادا ابو عامرؓ بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک کے تلمیذ یحییٰ بن بکیر کے مطابق امام مالک کا سال ولادت ۹۳ھ ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں معمول کے خلاف تین سال تک رہے۔

اساتذہ تبع تابعین میں ابن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، زید بن اسلم، ربیعہ اور ابو زناد وغیرہ کا زمانہ تھا جنہوں نے تابعین کی میراث کو سنبھالا اسی علمی فضا میں امام مالک نے ہوش سنبھالا۔ یہی وہ حضرات تھے جو علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرامؓ سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے۔ صفحاتِ قرطاس پر محفوظ کر لیا۔ امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے جن کی تعداد علامہ زرقانیؒ کے مطابق نو سو سے زیادہ تھی۔ بے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔

شخصیت امام مالک کا قد دراز بدن فربہ اور رنگ سفید زردی مائل تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں۔ ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ مونچھیں بطرز سبالہ تھیں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر پائی مگر داڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن مصر اور خراسان کے بنے ہوتے بیش قیمت اور سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عطر لگاتے اور سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ جڑا تھا جس پر "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کندہ کرایا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔

امام مالکؒ کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ وہ بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ امام زرقانیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ انہوں نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتدا کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے قبل غسل کرتے عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور درس جاری رکھتے۔ انگیٹھی

لہ تذکرۃ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی صفحہ ۹۶۔

میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے اور درس کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے۔

اوصاف امام ذہبیؒ کے مطابق امام مالکؒ متعدد اوصاف کے حامل تھے:۔

(۱) آپ نے طویل عمر پائی (۲) وسعتِ علم میں لاثانی تھے (۳) تقویٰ اور اتباع سنت میں انتہا درجے کو پہنچے ہوئے تھے۔ (۴) فقہ اور فتویٰ میں سب سے مقدم تھے۔

آپ نے وفات سے پہلے فرمایا کہ:۔

کسی کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور دینی مسائل کو حل کرنا سو حج کرنے سے افضل ہے بلکہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام نے کوئی بات نہیں کی اور ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ھ کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

تصانیف امام مالکؒ نے خلیفہ منصور عباسی کی فرمائش پر ۴۰ سال کی مدت میں "موطا" کی تالیف کی۔ مدینہ منورہ کے ستر فقہاء نے اس کتاب کی موافقت کی۔
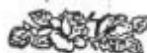
شجرہ و تذکرہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ ایک عظیم امام اور مجتہد تھے۔ آپ کا تعلق دوسری صدی ہجری سے ہے آپ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اس سن میں امام ابو حنیفہؒ نے وفات پائی بعض راویوں کے مطابق آپ کی جائے پیدائش قصبہ غزہ ہے۔ لیکن ایسی بھی روایت ہے کہ آپ کی ولادت عسقلان میں ہوئی عسقلان اور غزہ دونوں مقامات ملک شام میں واقع ہیں اور ان میں فاصلہ تقریباً نو میل کا ہے۔ امام شافعی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ان کا سلسلۂ نسب رسول کریم سے جا ملتا ہے۔ حافظ ابو نعیم نے سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

"ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبید یزید بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف"

امام شافعی کا زمانہ علم و عرفان کا زمانہ تھا ہر سو علم و حکمت کا دور دورہ تھا بچپن میں آپ کو حصول علم کا شوق تھا چنانچہ پورا قرآن مجید آپ نے سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ ابتدائی تعلیم مسلم بن زنجانی سے حاصل کی۔ بچپن ہی سے تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ جانے لگے جہاں ان کا مکان شعب خیف میں تھا۔ ربیع ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت مالک بن انسؓ مفتی امام تھے۔ دوران ملاقات، مالک بن انسؓ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اس کو معصیت سے زائل نہ کرنا۔ امام شافعیؒ حصول علم کے لیے مدینہ میں رہنے لگے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی فن حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا جو امام اعظم کے شاگرد تھے۔ امام شافعیؒ کو ان پر بڑا ناز تھا۔ اسی طرح استاد بھی شاگرد کی بہت تکریم کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طبعاً بڑے فیاض، غیور اور خود دار تھے۔ جس وقت امام مالک کا انتقال ہوا وہ بہت ہی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن انہوں نے کبھی حرص و طمع نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے خلق اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں امام شافعیؒ کی

عبادت وریاضت اور زہد و تقویٰ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرتے۔ رات کے تین حصہ کرتے۔ پہلے حصہ میں تصنیف و تالیف فرماتے۔ دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے میں آرام فرماتے۔ مصر شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ مدت دراز تک جامعہ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لیے مخصوص رہا۔ امام شافعیؒ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔ وہ فن لغت فقہ اور حدیث کے متبحر عالم تھے۔ بہت ہی فصیح البیان بھی تھے۔ آپ کا مذہب حنفی اور مالکی کے بین بین تھا۔ آپ کتاب سنت، اجماع اور قیاس چاروں مصادر سے استنباط مسائل کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طلباء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علم کی طلب نفل نماز سے بہتر ہے۔ جو عجز و انکساری سے علم حاصل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔ علماء کے بارے میں فرمایا۔ تواضع بلند کردار لوگوں کی صفت ہے اور تکبر بد خلق لوگوں کا طریقہ ہے۔ اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں اس لیے کہ اللہ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ۵۴ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک مصر کے شہر قرافہ میں ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

القرآن

امام احمد بن حنبلؒ

آپ کا پورا نام امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی ہے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں تولد ہوئے۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں احادیث کا سماع شروع کیا اور ۱۷۹ھ میں شیخ ہشیمؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن اور جزیرہ کے مشائخ وقت سے حدیث میں درس لیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ذہبیؒ نے آپ کے پندرہ اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے اور عبادات میں راسخ تھے۔ آپ دن اور رات میں تین سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔ آپ سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ کسی کو آپ کی تلاش ہوتی تو وہ مسجد، نماز جنازہ یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں ملتے۔ امام کے پاس حضورؐ کا ایک موئے مبارک تھا جسے وہ بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو پانی میں ڈال کر پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کثرت سے لوگ ان کے پاس دعا کرانے کے لیے آتے تھے۔ خلق قرآن کے عقیدہ کے نہ ماننے پر خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو موت کی سزا تجویز کی تھی۔ جس وقت آپ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے جایا جا رہا تھا اسی وقت خلیفہ کے وفات کی خبر ملی۔ ۲۱۸ھ میں مامون وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا اس نے ۲۲۰ھ میں امام کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ طویل مناظرہ ہوا۔ امام کی عمر اس وقت ۵۶ سال کی ہو چکی تھی۔ شباب رخصت ہو چکا تھا لیکن اعصاب فولاد کی طرح مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے زیادہ راسخ تھی۔ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حادث نہیں۔ علماء نے قتل کا فتویٰ دیا۔ خلیفہ نے جلاد کو حکم دیا کہ کوڑے مارو۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ کوڑے کھاتے رہے۔

آپ کو دس لاکھ تک احادیث زبانی یاد تھیں۔

تصانیف | مسند امام حنبل، کتاب الزہد، الناسخ و المنسوخ، المناسک الکبیر، المناسک الصغیر، حدیث شعبہ، فضائل الصحابہ، مناقب الصدیق و الحسنین، التاریخ، کتاب الاشربہ، کتاب المناسک۔

کوڑے کھانے کی اذیت آخر عمر تک رہی۔ بالآخر آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

؎ تذکرۃ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۱۲۹۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

(باب ۵ سادات حسنی) حضرت امام حسنؓ

سید حسن مثنیٰ
سید عبداللہ المحض

سید موسیٰ الجون
سید ابو صالح رضا
سید موسیٰ ثانی
امیر داؤد اکبر
ذکریا شمس الدین رومی
سید یحییٰ زاہد
سید عبداللہ یحییٰ
سید ابو صالح جنگی دوستؒ
سید عبدالقادر جیلانیؒ

سید نفس ذکیہ
سید عبداللہ اشتر
البہمان
کلفٹن کراچی

سید زید
سید حسن اصغر
سید ابو الحسن علی
سید شجاع
سید عبدالرحمٰن
سید علی
سید عثمان
سید ابو الحسن علی ہجویریؒ (لاہور)

سید عبدالجبار
سید عبدالجلیل
سید علی
سید حمیدالدین
سید ابو نعمان
سید حسین
سید عبدالقادر
سید جعفر
سید احمد
سید یونس
سید محمد اعرابی مکی

سید حسین
سید شاہ مبارک
مخدوم جمال قتال
(عادل پور گھوٹکی سندھ)

سید عبدالغفار بخاری
سید عطاء اللہ شاہ اول
سید نعمت اللہ
سید بہاؤ الدین
سید محمد شاہ
سید نور شاہ
سید ضیاء الدین
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کشمیریؒ
عرب النسل مسلمان (صہ ۳۵)

سید عبدالرزاق
(صہ)

سید عبدالعزیز عالم
(صہ)

سید عبدالوہاب

ابو منصور عبدالسلام
سید محمد فاروق
سید قاسم عبداللہ
سید ابوبکر
سید ابراہیم ملک بیا
(بہار)

سید صفی الدین
سید احمد
سید مسعود
سید علی
سید شاہ میر
شیخ محمد عیسیٰ (اولاد شریف)
عبدالقادر ثانی
عبدالرزاق
سید حامد
سید موسیٰ
سید داؤد
غیاث الدین احمد کبیر
بی بی پارسا
سید عبدالمنان (بہار)

(تذکرہ فانی صہ ۶۱، ۵۸
مخزن الانساب صہ ۶۲)

اولادسید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانیؒ

سید ابو صالح نصر

ابی نصر محی الدین ثانی

- سید سیف احمد
- سید حسین ثانی
- سید محمد
- سید علی
- سید مکی علی
- سید حسن ثالث
- سید احمد
- سید ابراہیم گیسو دراز
- علاءالدین
- شاہ حسین بغدادی
- سید عطاء اللہ
- سید یوسف گنج بخش
- احمد معشوق
- عاشق الحق
- میراں محمد ثانی
- شاہ مرتضیٰ
- شاہ محمد مصطفیٰ
- شاہ محمد غریب
- سید بدیع الدین منجھن
- سید غلام محی الدین
- شاہ وجیہ الدین
- شاہ صفدر علی

(بجولیا بہار)

سید عبدالجبار

- ابو موسیٰ
- قطب العالمین
- نصرالدین
- سید احمد
- سید شیخن
- سید محمد
- سید سراج الدین
- سید شاہ گلزار

(امروہہ یوپی)

سید حسن

- سید محمد
- سید علی
- موسیٰ احمد علی
- سید راجی حمید
- سید ابراہیم
- سید جمال الحق
- سید یوسف
- سید حسن
- بہار الحق حبیب (ملتانی)
- ابو عمر حریم پوش
- شاہ قطب
- عتیق اللہ
- محمد شاہ
- عاشق محمد
- شاہ عمر
- سید نور محمد
- سید امن علی
- سید واجد علی
- سید غوث علی
- سید عبدالحی
- مولانا سید محمد علی

(زنجیری بہار)

سید احمد قادری

- سید یحییٰ
- سید احمد
- سید محمد
- سید علی
- سید حسن
- سید محمد
- سید احمد
- عبدالباسط
- سید قاسم
- سید محمد قادری
- اسمٰعیل قادری
- سید ابو محمد
- سید یوسف خاکی
- سید علی

(مرشد سلاسل طریقت فرادرد)
(بہار)

سید شہاب الدین احمد

- شرف الدین یحییٰ

(شاخ اول)

- سید شمس الدین
- سید علاءالدین
- سید بدرالدین حسن
- شرف الدین یحییٰ ثانی
- سید شرف الدین قاسم
- سید احمد
- سید حسین
- سید عبدالباسط
- سید عبدالقادر
- سید محمود
- سید عبداللہ شاہ صحابی

(مکلی ٹھٹھہ سندھ)

(شاخ دوم)

- سید قاسم علی
- سید احمد الدین
- سید شمس الدین
- سید عطاء اللہ
- سید شرف الدین
- سید حسین بدرالدین
- سید محمد لطیف
- سید قطب شاہ
- سید ظفر علی شاہ
- سید بزرگ علی
- سید عظمت علی
- سید روشن علی شاہ
- سید میاں محمد
- سید روشن علی
- سید محمد علی
- سید روشن علی شاہ
- سید تراب علی
- سید احمد علی

(گورداسپور، مرشد بابا بو خاطران)
(میرپور خاص سندھ)

اولاد سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سید جمال الدین علی
سید داؤد
سید جلال احمد
سید بہاؤالدین محمد
سید تاج الدین محمد
سید ابوالحیات
سید قمیص قادری (ساڈھورہ انبالہ)

حاجی سید احمد (بہار)
سید مصطفیٰ
سید مبارک
سید مصطفیٰ ثانی
سید نجم الدین
سید نعیم الدین
سید حبیب الدین
سید تیم اللہ
سید شاہ احمد اللہ منیری
(بہار)

عبداللہ شیاہ
(پھلواری)

سید محمد
سید شاہ علی
پیر سید مہر علی
گولڑہ شریف
راولپنڈی
(اسلام آباد)

سید محمد ی
سید تیم شاہ
سید معین شاہ
سید موسیٰ
سید رکن اسلام
سید احمد علی احمدی
سید امجد علی اصغر
سید محمد علی
سید امیر علی
(اکبر آباد زیوپی)

سید مبارک خورد
سید محمد صالح ثالث
سید مبارک ثانی
سید مبارک ثالث
شیخ جمال محمد
شیخ محمد صالح
شیخ محی الدین ثانی
(سندھ)

سید عبداللہ
سید قاسم قادری
سید جعفر
سید حسین
سید عیسیٰ
سید یوسف
سید احمد
سید قطب الدین
سید نظام الدین
سید رحیم الدین
سید صدر الدین
سید قیام الدین
سید امیر الدین
سید علی قادری
سید حسن قادری
سید نصیر الدین
سید فضل اللہ گوسائیںؒ
(بہار)

اولاد سید ابو صالح نصر باب بن سید عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر جیلانی رح

سید تاج الدین
سید عماد الدین
سید سمیع الدین
سید چراغ الدین
سید علاء الدین
سید بدر الدین
سید شہاب الدین
سید ابو الوفا
سید جمیل
سید نور
سید فتح محمد شاہ (ٹھٹھہ)
سید علی اکبر شاہ
سید جمل شاہ
سید شجاع محمد
سید جمل شاہ ثانی
سید نور علی شاہ
سید علی سردار شاہ
(لواری شریف سندھ)

سید ابو نصر محمد
سید سیف الدین یحییٰ
سید شمس الدین جیلانی
سید علاء الدین علی
سید بدر الدین حسن
سید ابو العباس احمد جیلانی
سید عبد الغفور جیلانی
ابو الحسن سید عبد الرزاق نور العین
بھانجہ و سجادہ اشرف جہانگیر سمنانی

سید حسین قتال
شاہ جعفر لاڈ گنج نواز

حاجی چراغ — شاہ مبارک
سید محمد شمس الحق — شاہ درویش
سید شاہ ابو تمال — جھجھو شریف (بہار)
جد اعلیٰ
(اشرف پور کبرہی کھیارپور)
سید شاہ فتح اللہ
سید محمد مراد
سید بہاء الدین
سید توکل علی
سید داؤد علی
سید شاہ نیاز اشرف
سید شاہ اشرف حسین
کچھوچھہ شریف
(فیض آباد)

سید شاہ حسن
سید اشرف
شاہ محمد سجادہ
شاہ ابو الفتح زندہ پیر
شاہ عثمان
شاہ عزیز الرحمٰن
شاہ جمال الدین
شاہ غوث
سید نواز اشرف
سید تراب اشرف
شاہ قلندر
شاہ سعادت علی
سید شاہ ابو احمد ابو الحسین
سید شاہ مختار احمد اشرف
سید اظہار الاشرف
(کچھوچھہ)

سید محمد ہاشم
سید ابو القاسم
سید عبد الرحیم
سید صلاح عالم
سید علی
سید حسن قادری
سید ابو الفتح
سید ادریس
سید احمد
سید مظہر عالم
سید اظہر عالم
سید بدر عالم
سید محمد جمیل
سید محمد خلیل
سید عبد الجلیل
سید علی ملتانی
سید عبد الرسول قادری
(داناپور بہار)

سید ابو القاسم عبد الرحیم
سید عبد الجلیل
سید عبد المجید
سید عبد اللطیف
سید عبد الرحمٰن
سید عبد الوہاب
سید عبد الفتاح
سید عبد الرحیم
سید ابو الخیر اعظم
سید شمس الدین صوفی
سید محمد قادری مجہری

سید جلال الدین
سید سلیمان
سید محمد مسعود
سید سالم الدین
سید محمد اعظم
سید اسد اللہ
سید حمایت علی
سید احمد حسین
حکیم عبد الجلیل
(داؤد نگر بہار)

سید معین الدین
سید مظفر
سید عبد الرزاق
سید ابو المعالی (مجہیہ)
سید عبد الرشید
سید ولی
سید غلام رشید
سید محمد حبیب اللہ قادری
مرشد
(مجہر شریف بہار)

ماخذ لطائف اشرفی صفحہ ۴۰۹، نقش درویش صفحہ ۲۰، شجرہ قادریہ صفحہ ۲۳ تا ۳۵۔

(سادات کچھوچھہ شریف)

شجرۂ نسب سید نورالعین عبدالرزاق سجادہ و بھانجہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
۲۲۔ سید عبدالغفور حسن جیلانیؒ
۲۱۔ سید ابوالعباس احمد موسیٰ جیلانیؒ
۲۰۔ سید بدرالدین حسن ابو علیؒ
۱۹۔ سید علاؤالدین علی محمدؒ
۱۸۔ سید شمس الدین حسین
۱۷۔ سید سیف الدین یحییٰ احمدؒ
۱۶۔ سید ابونصر محمد محی الدین احمدؒ
۱۵۔ سید عمادالدین ابوصالح نصر بارباںؒ
۱۴۔ سید تاج الدین عبدالرزاقؒ
۱۳۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظمؒ
(شجرہ نسب صہ ۸۱)

اولاد سید نورالعین عبدالرزاق (کچھوچھہ)

سید حسین قتالؒ (سجادہ) — سید شاہ حسنؒ
مخدوم سید ابو سعید جعفر لاؤ — سید شاہ محمد اشرف
سید شاہ حاجی چراغ جہاںؒ — سید شاہ محمد
سید محمود شمس الحق — مخدوم شاہ مبارک، سید شاہ ابوالفتح (زندہ پیر)
سید شاہ راجو قتال (سجادہ) — مخدوم شاہ درویش، سید شاہ محمد عثمان
(مورث اعلیٰ سادات بحری نجیب پور) (مونگیر، بہار) — مورث (بہیقہ شریف بہار صفحہ) سید شاہ عزیز الرحمن
سید شاہ جمال الدین
سید شاہ فتح اللہ (سجادہ) — سید شاہ محمد غوث
سید شاہ محمد مراد (سجادہ) — سید شاہ نواز اشرف
سید شاہ بہاءالدین (سجادہ)
سید شاہ توکل علی (سجادہ) — سید شاہ تراب اشرف
سید شاہ داؤد علی (سجادہ) — سید شاہ قلندر
سید شاہ نیاز اشرف (سجادہ) — سید شاہ سعادت علی
سید شاہ ابواحمد علی حسین اشرفی (سجادہ)
سید شاہ ابوالمحمود احمد اشرف (سجادہ)
سید شاہ مختار اشرف (سجادہ)
سید شاہ اظہار اشرف (سجادہ)

(شجرۂ نسب اشرفیہ صہ ۳۳ تا ۳۵)
از
(سید شاہ اظہار اشرف کچھوچھہ شریف)

شجرہ اولاد سید عبدالرزاق قادری نورالعینؒ

بھانجہ و سجادہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ

سید شاہ حسین قتال
سید شاہ جعفر لاڈ اشرفیؒ

سید ابی محمد الحسن اشرفی

سید حاجی چراغ جہاںؒ

مخدوم شاہ مبارکؒ
مخدوم شاہ درویش (دیتھو شریف گیا، بہار)

سید شاہ راجو قتالؒ
سید شاہ احمدؒ

سید شاہ محمود شمس الحسن
سید شاہ وجیہہ الدین

سید شاہ فتح اللہؒ (زندہ پیر)
دختر
سید شاہ مراد اشرفی سجادہ

سید شاہ صادق محمد اشرفی جیلانیؒ
سید شاہ علاء الدینؒ
(مدفون بسی ٹیکر منشی، سہرسا، بہار)

سید شاہ بہاء الدین اشرفی
سید شاہ توکل علیؒ
سید شاہ میاں اشرف اشرفی
دختر

سید شاہ داؤدؒ

سید شاہ ابو احمد علی حسین
سید احمد اشرف
(۱) سید مختار احمد اشرفی

سید ابو محمد اشرف حسین
محمد جعفر اشرف
(مدفون سکندرہ، بلند شہر)

(۲) سید اظہار اشرف

سید انوار اشرف

شجرہ اولاد مخدوم سید شاہ صادق اشرف جیلانیؒ (کچھوچھہ شریف فیض آباد یوپی)

مخدوم سید شاہ علاء الدین اشرفی جیلانیؒ (سجادہ) (مدفون بسی ٹیکہ، منشی، سہرسا بہار)

فرزند اول (۳۶)
سید اشرف جیلانی (۳۷)

فرزند دوم (۳۶)
فرزند (۳۷)

دختر (۳۸)
سید غنی اشرف

سید ادریس اشرف
سید آداب اشرف
اشرف چک
(سمری بختیار پور)

سید اشرف زادہ
(کمبری خاتون)
سیدہ قاسم

فرزند
سید نذیر اشرف
سید رحیم اشرف
سید عظیم اشرف
(کراچی)

فرزند سوم (۳۶)
سید شاہ اشرفی جیلانی (۳۷)

فرزند
سید غنی اشرف
سید ادریس اشرف
سید آداب اشرف

فرزند
سید سراج اشرف
سید نعیم اشرف

دختر زوجہ رحیم اشرف
سید عظیم اشرف

سید ظفیر اشرف

فرزند چہارم
فرزند (۳۷)

(۳۸) مجاہد اشرف
(۳۹) دختر
زوجہ حامد اشرف

محی الدین اشرف

دختر

حامد اشرف (سجادہ)
برہان
عمران

تمیز میاں
مجتبےٰ
مصطفےٰ

مولانا سید فضیلت

سید ابو القاسم
(ہیڈ ماسٹر)

(۳۹) سید مجیب اشرف
(۴۰) کاظم اشرف
(۴۱) ناظم اشرف

(لطائف اشرفی ص ۴۰۹، شجرہ نسب اشرفیہ ص ۵۵)

اولادِ سید العزیز عالم بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سید محمد الناسک	سید عبدالفتاح
سید شمس الدین	سید ذکریا بغدادی
سید شرف الدین	سید شاہ سلیمان
سید زین الدین	سید شاہ محمد
سید ولی الدین	سید عبداللطیف
سید نور الدین	سید شاہ احمد قادری
سید حسین الدین	سید شاہ حسن بغدادی
سید محمد درویش	سید شاہ علی ہمدان
سید زین الدین	سید عبداللہ بیابانی
سید مصطفیٰ	سید عبدالعزیز عثمانی
سید سلیمان	سید رکن الدین بندہ نواز
سید علی	سید شاہ عبدالمنان قادری
	(بہار)

سید عبداللہ	سید سلیمان
سید عبدالقادر جیلانی	سید مصطفیٰ
(گلشن اقبال کراچی)	سید سیف الدین
	سید ابراہیم بغدادی

اولاد سید ابی محمد عبد اللہ الاشتر کلفٹن کراچی۔ (شجرہ صفحہ)

پشت نمبر	اسماء
۷ ـ	۷۔ سید محمد ثانی
۸ ـ	۸۔ سید حسین جواد نقیب (کوفہ)
۹ ـ	۹۔ سید ابی عبد اللہ
۱۰ ـ	۱۰۔ سید محمد قاسم
۱۱ ـ	۱۱۔ سید ابی جعفر
۱۲ ـ	۱۲۔ سید ابوالحسن
۱۳ ـ	۱۳۔ سید حسن
۱۴ ـ	۱۴۔ سید عیسیٰ
۱۵ ـ	۱۵۔ سید یوسف
۱۶ ـ	۱۶۔ سید رشید احمد غزنوی
۱۷ ـ	۱۷۔ امیر کبیر سید قطب محمد حسنی
۱۸ ـ	۱۸۔ امیر سید نظام الدین
۱۹ ـ	۱۹۔ قاضی سید رکن الدین
۲۰ ـ	۲۰۔ سید صدر الدین
۲۱ ـ	۲۱۔ سید قیام الدین
۲۲ ـ	۲۲۔ سید علی
۲۳ ـ	۲۳۔ سید احمد
۲۴ ـ	۲۴۔ سید زین الدین
۲۵ ـ	۲۵۔ سید صدر الدین ثانی
۲۶ ـ	۲۶۔ سید قطب الدین محمد ثانی

پشت	اسماء	
۲۷۔	سید علاء الدین	
۲۸۔	قاضی سید محمود	
۲۹۔	سید اعظم	
۳۰۔	سید محمد معظم	
۳۱۔	سید محمد طفیل	
۳۲۔	سید شاہ عالم اللہ قطبی	
۳۳۔	سید محمد فضیل	سید محمد ہدیٰ
۳۴۔	سید محمد معظم	سید محمد نور
۳۵۔	سید محمد اسحاق	سید محمد عرفان
۳۶۔	سید ہدایت اللہ	سید احمد شہید
۳۷۔	سید عبدالرحیم شہید	(بالاکوٹ سرحد)
۳۸۔	سید محمد تقی	
۳۹۔	سید اکبر شاہ	
۴۰۔	سید علی محمد	
۴۱۔	سید عبدالعلی نصیر آبادی	
۴۲۔	مولانا حکیم فخر الدین	
۴۳۔	مولانا سید حکیم عبدالحئی	
۴۴۔	مولانا ابوالحسن ندوی	

شجرۂ سید انور علی شاہ (راجگیری)

پشت نمبر	اسمائے گرامی	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رضؓ	۲۳	سید محمد
۲	امام حسن رضؓ	۲۴	سید تاج الدین
۳	سید حسن مثنیٰ رضؓ	۲۵	سید عثمان الدین
۴	سید ابراہیم	۲۶	سید تاج الدین
۵	سید اسمٰعیل دیباج	۲۷	سید محمود
۶	سید حسن شیخ	۲۸	سید احمد
۷	سید علی	۲۹	سید عبداللہ
۸	سید حسین	۳۰	سید جگن
۹	سید علی	۳۱	سید جنود دانشمندؒ
۱۰	سید حسن القوی	۳۲	سید شاہ علی منجھن
۱۱	سید محمد	۳۳	سید شہاب الدین دانشمندؒ
۱۲	سید جبیرہ	۳۴	سید شاہ محمد
۱۳	سید حسن ثانی	۳۵	مولانا سید شاہ سراج الدینؒ
۱۴	سید محسن	۳۶	سید شاہ منصور راجگیریؒ
۱۵	سید احمد	۳۷	سید شاہ اللہ داد
۱۶	سید حسن	۳۸	سید شاہ مضا راجگیریؒ
۱۷	سید علی	۳۹	سید شاہ عبدالرحمٰن
۱۸	سید محی الدین	۴۰	سید شاہ غلام حیدر راجگیر
۱۹	سید مرتضیٰ (علم اکبر)	۴۱	سید شاہ غلام علی میر بخش
۲۰	سید ابو محمد	۴۲	سید شاہ واحد علی
۲۱	سید محمد قریشی	۴۳	سید ممتاز علی
۲۲	سید عزیز الدین	۴۴	سید انور علی راجگیری

(بہار)

تحقیق الاقوام صفحہ (۶۲ تا ۷۰)

اولاد مولانا سراج الدین (پشت ۳۵)

سید منصور — سید شاہ محی الدین

سید شاہ محی الدین: سید تاج الدین — سید معین الدین

سید امام الدین راجگیری

اولاد سید غلام حیدر (پشت ۴۰)

سید قادر علی (لاولد) — سید نصیر علی

سید نصیر علی: پیر مہدی حسن

پیر مہدی حسن: الطاف حسین — سید بہادر حسین

پیر غلام علی

میر بخش

میر بخش: سید وجیہ علی — سید رضا علی (لاولد)

سید ممتاز علی

سید ممتاز علی: سید انور علی — سید معین الدین حسین — سید شرف الدین — چار دختران (لاعقب)

حضرت عبداللہ شاہ غازی الاشتر البنہان کلفٹن کراچی

(شجرۂ نسب ۱۸۱)

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ تبع تابعین میں سے تھے اور آپ حسنی و حسینی سید تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۳ھ میں ہوئی۔

۱۴۲ھ مطابق ۷۵۹ء کے لگ بھگ آپ تبلیغ کی غرض سے عازم سندھ ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ سیدنا امام حسینؓ کی پوتی تھیں۔ آپ سادات کرام کی پہلی شخصیت ہیں جو سندھ میں داخل ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد محترم سید محمد نفس ذکیہؒ نے کی۔ آپ علم حدیث میں ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں کیا جاتا ہے۔

سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ کی شہادت

خلیفہ منصور عباسی نے ایک عرب سردار عمر بن حفص کو عتبہ بن مسلم کے ساتھ ۱۴۲ھ میں سندھ بھیجا۔ اسی زمانہ میں سید عبداللہ الاشتر علویؒ عباسیوں کے مقابلے میں مدعیٔ خلافت تھے۔ بصرہ سے سندھ آگئے۔ سندھ کے مقامی راجہ نے ہزار افراد ان کی مدد کے لیے پیش کیے۔ اسی دور میں سندھ میں شیعی تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ انہی دنوں سندھ کے حکمران کی طرف سے ایک ہزار فوج افریقہ بھیجی گئی تھی۔ یہی وقت تھا جب ہشام بن عمرو ثعلبی منصورہ آئے۔ یہ بھی عمر بن حفص کی طرح ہوا خواہان دودمان نبوی تھے۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ اور دیگر علویوں کا اثر و رسوخ بڑھا۔ اسی سال عتبہ بن مسلم نے اپنے بھائی شفیع کو علویوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جس نے سید عبداللہ الاشتر علویؒ کو کراچی میں ساحل سمندر پر شکارگاہ میں گھیر لیا۔ سید عبداللہ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ تھے جو شکار کے لیے ان کے ساتھ آئے تھے۔ بہرحال مقابلہ ہوا اور سید عبداللہ الاشتر جنگ کرتے

---

[۱] صفحہ ۱۰۸، تذکرہ اولیاء سندھ، صفحہ ۲۳ مخدوم جہانیاں جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری

ہوئے ۱۵۱ھ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی ساحل سمندر کلفٹن پر مرجع خلائق ہے۔ امام سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ حضرت امام حسنؓ کے پوتے کے پوتے تھے۔

(ابن اثیر جلد ۵ ص۲۸۳ طبری جلد ۲ ص۲۹۰)

(تاریخ افغانستان ص۳۰۸)

حضرت سید ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۱	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۱۰	سید عثمانؒ
۹	سید علی
۸	سید عبدالرحمٰن
۷	سید شاہ شجاع
۶	سید ابوالحسن علی
۵	سید حسن اصغر
۴	سید زید شہید
۳	امام زین العابدینؓ
۲	امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ
	بمطابق بزم صوفیہ[۲]
۱۰	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۹	سید عثمان
۸	سید علی
۷	سید عبدالرحمٰن
۶	سید شاہ شجاع
۵	سید ابوالحسن علی
۴	سید حسن اصغر
۳	سید زید
۲	امام حسنؓ
۱	حضرت علیؓ

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے۔ ہجویر اور جلاب میں قیام کیا اس لیے ہجویری اور جلابی کہلائے۔ آخر میں لاہوری مشہور ہوئے۔ شیخ ابوالعباسؒ محمد الاشقانیؒ ان کے بزرگ استاد تھے۔ شیخ ابوجعفر محمد بن المصباح الصیدلانی، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری اور شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانیؒ بھی داتا گنج بخش کے استاد تھے۔

جنیدیہ سلاسل کے خلیفہ ابوالفضلؒ محمد بن الحسن ختلیؒ سے تعلیم طریقت پائی۔ روحانی کسب کے لیے بارہ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی اور تین سو سے نامور مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ چالیس سال تک مسلسل سفر میں رہے لیکن جماعت کی نماز میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ شیخ حسین زنجانیؒ اور شیخ علی ہجویریؒ ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اول الذکر لاہور ہی میں تھے کہ پیر نے لاہور جانے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل میں جب لاہور پہنچے تو رات تھی۔ صبح کو شیخ حسین زنجانیؒ کا جنازہ لایا گیا۔ داتا گنج بخشؒ ۴۰۰ھ میں تولد ہوئے اور ۴۶۵ھ میں رحلت فرمائی۔ لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی ان کی قبر پر چلہ کیا تھا اور رخصت ہونے پر یہ شعر پڑھا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

تصانیف :۔ (۱) کشف المحجوب (۲) منہاج الدین (۳) کتاب الفنا والبقا (۴) کتاب البیان واہل العیان (۵) بحر القلوب (۶) الرعایۃ لحقوق اللہ

نوٹ :۔ تحقیق کی رو سے داتا گنج بخشؒ حسنی سید ہیں (مؤلف)

---

[۱] بزم صوفیا صفحہ ۳۳ [۲] فوائد الفواد صفحہ ۳۳ (بمطابق فوائد الفواد صفحہ ۳۵)

پیرانِ پیر دستگیر حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ الخیر ہے۔ اور لقب امۃ الجبار سیدہ فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعیؒ۔ آپ کے نانا گیلان میں ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت سنہ ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں جیلان یا گیلان میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۹۰ سال ۷ ماہ نو دن تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ۸۹ سال ۷ ماہ نو دن ہے مزار مقدس عراق کے شہر بغداد میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا خاندان آپ کے چار فرزندوں سے جاری ہوا۔ (۱) سید عبدالعزیزؒ (۲) سید عبدالوہابؒ (۳) سید عبدالرزاقؒ (۴) سید عبدالجبارؒ

شجرہ پر تبصرہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پدری نسب کی رو سے حضرت علیؓ کی تیرھویں پشت میں ہیں لیکن مادری نسب نامہ کی رو سے سولھویں پشت میں ہیں۔ لہٰذا تین پشتوں کا فرق تحقیق طلب ہے (مولف)

	نسب پدری اسماء	نسب مادری اسماء	نسب مادری اسماء
۱۳	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۱۲	ابو صالح موسیٰ الجنگی دوست	سیدہ اُمّ الخیر	عارفہ اُمّ الخیر
۱۱	سید عبداللہ یحییٰ	سید عبداللہ صومعی	ابو عبداللہ صومعیؒ
۱۰	سید یحییٰ زاہد	سید علی	سید ابو الجمال
۹	سید محمد زکریا شمس الدین	سید احمد	سید ابو محمد
۸	امیر داؤد محمد اکبرؒ	سید عبدالرحیم	سید احمد طاہر
۷	سید موسیٰ ثانیؒ	سید کمال الدین	سید عبداللہ
۶	سید ابو صالح رضاؒ	سید جمال الدین	سید کمال الدین
۵	سید موسیٰ الجونؒ	سید نور الدین عمر	سید علی
۴	سید عبداللہ المحضؓ	سید مجید الدین اطہر	سید علی عریضی
۳	سید حسن مثنیٰؓ	سید عباس	سید علاء الدین
۲	امام حسنؓ	امام جعفر صادقؓ	امام جعفر صادقؓ
	(مطابق) سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ صفحہ ۶۹	(مطابق) سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ صفحہ ۶۹	(مطابق) کنز الانساب صفحہ ۶۶

مناجات از غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ

قادرا! قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را جاں می دہی و زندہ را بے جاں کنی

آسماں را بے ستوں برپا تو کردی اے حکیم!
ابر را بہرِ طراوت بر زمین گریاں کنی

صد ہزاراں زاہداں حیران بماند بر درت
کارِ صد بے چارہ را از فضلِ خود آساں کنی

گہ گدا را ملک بخشی گہ شہ را چوں گدا
از برائے نیم جاں تو در بدر حیراں کنی

بر سرِ زکریاؑ تو نہادی آرہ بحکمِ قضا
از تنِ ایوبؑ ما بر طعمۂ کرماں کنی

جملہ عالم ہر بسر حاضر شوند در روزِ حشر
نامۂ اعمالِ شاں ہر بوتۂ میزاں کنی

گہ خلیل اللہ را از آتش بستاں کنی
گہ خلیلِ خویش را از نار تو بستاں کنی

بر پلِ صراط از موئے باریک است می باید گذشت
بر کسے ہموار سازی بر کسے پیچاں کنی

زہر قاتل ہم بحلقِ آں حسنؓ کردی نصیب
بر حسینؓ ابنِ علیؓ تیغِ ازل فرماں کنی

ہست محی الدین بندہ در گہت اے شاہ ما
از تو زیبد ہر کہ را حاکمِ فرماں کنی

عبداللہ شاہ اصحابی الحسنی بغدادی ٹھٹوی

(شجرۂ نسب ص۸۳)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد وامجاد سے ہیں اس لیے آپ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ شیخ محمد ہی سید محمد غوث پشاوری لاہوری فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے دادا سید عبداللہ جب بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لائے اور کسی سید گھرانے میں شادی کی تو فقیر کے والد وہیں پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام اجداد اپنے اپنے والد ہی کے مرید ہوتے چلے آئے سلسلۂ بیعت بعینہٖ سلسلۂ نسب ہے۔ حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابیؒ کا سال وفات بقول سید غلام صاحب ۱۰۶۰ھ ہے۔ مزار شریف مکلی پر مرجع خلائق ہے۔ آپ مرزا شاہ ارغون کے زمانہ میں اپنے دوست سید مقبولؒ، سید کمالؒ اور سید قاضی شکر اللہؒ کے ساتھ مکلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (تحفۃ الطاہرین صفحہ ۴۷)

سید ابراہیم ملک بیاؒ بہار

(شجرۂ نسب ص۸۱)

آپ کے آباء واجداد بغداد سے غزنی آئے۔ سید ابراہیم سلطان تغلق کے عہد میں ہند آئے۔ اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی کے عہد میں آپ فوج کے سالار تھے آپ کی سرکردگی میں صوبہ بہار فتح ہوا۔ ۱۳ ذی الحجہ ۷۵۳ھ کو دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ شہر بہار شریف سے ایک میل دور پہاڑ پر مدفون ہیں۔ بادشاہ نے ایک عظیم الشان گنبد آپ کی قبر پر تعمیر کرادیا جو فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ سید ابراہیم کے مقبرہ کا سنگ بنیاد حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ مخدوم سید محمد چرم پوشؒ اور مخدوم شاہ احمد سیستانیؒ نے رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت شاہ ارشد جونپوری کے قلمی ملفوظات گنج ارشدیؒ واضح رہے کہ سلطان محمد تغلق نے بہار کی فتح کے بعد سید ابراہیم سپہ سالار کو خوش ہو کر "ملک بیا" کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے فرزندوں کی تعداد آٹھ ہیں (۱) ملک داؤد (۲) ملک محمد الیاس (۳) ملک بدرالدین (۴) ملک صدرالدین (۵) ملک محمد محسن (۶) ملک عثمان (۷) ملک سلیمان۔

۱؎ تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۸۹ تا ۹۲ وتذکرہ صوفیاء سندھ صفحہ ۱۲۳

۲؎ تاریخ بارہ گیاں از پروفیسر مجیب الرحمٰن صفحہ ۱۸ تا ۲۱

مزار حضرت سید ابراہیم ملک بیاؒ کے مشرقی دروازہ کے کتبہ پر

درج ذیل چھ اشعار کندہ ہیں

ایں مقطعہ بہار ملک سیف دولت است
کز سہم تیغ او پراگندہ آفتاب

بت را ہمی شکست چو صنم خویش تا
در عالم بقاش بود بت شکن خطاب

صفدر صف شکن چو صف آراستے بہ حرب
رستم بہ تب فتادے و بہمن شدے ذباب

خورشید اگرچہ لشکر سیارہ را شکست
آخر ز کوہ ساخت سراپردۂ حجاب

تاریخ آفتاب کہ یکشنبہ از جہاں
چوں لعل رفت در دل سنگ از برائے خواب

بود از مہ معظم ذی الحجہ سیزدہ
از سال بود ہفت صد و پنجاہ سہ در حساب

(تاریخ ملک از عبدالحلیم خواجہ پوری)
بشکریہ ملک بدر الحسن بدر مدیر اعلیٰ مجلہ الملک ۱۹۹۰ء الند کراچی

ملک بیاؒ کے مقبرہ کے جنوبی دروازہ کے سیاہ پتھر پر کندہ چھ اشعار

درین گنبد کہ ہست اندر وی معنی	بقدر از گنبد افلاک برتر
نہفتہ است شیر مردے کز نہیبش	نہفتہ شیر اندر بطن شپر
مدار ملک ابراہیم ابوبکر	کہ تیغ از بہر حق می زد چو حیدرؓ
چنیں لشکر کشے کشور کشائے	ز تیغ زود دم اندر ہفت کشور
کنوں چوں بر درت افتادہ یارب	ز راہ لطف خود بکشا برو در
بر خاکش رحمت و کافور رحمت	کنی دیدار خاکش را معطر

مشرقی دروازہ کے سامنے کے دروازے کے کتبہ پر کندہ چھ اشعار

بعہد دولت شاہ جہانگیر	کہ بادا در جہاں ملک فیروز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطاں	کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز
ملک سیرت ملک بن ابراہیم	کہ بد در دیں چو ابراہیم کیں توز
بماہ ذی الحج یکشنبہ از دہر	بدست چوں سیزدہ از مہ دریں روز
بہ ہجرت ہفت صد و بیست تاریخ	مسافر شد ملک در جنت ایں روز
خداوندا ز فضل خویش بروے	کنی آساں حساب آخریں روز

(تحفۂ بہار از مولانا مفتی محمد عبد المتین صفحہ ۳۲ تا ۳۷)

قاضی ملک محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ بہاری موضع کڑا، بہار شریف کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد کا نام ملک عبد الشکور تھا۔ ابتدائی تعلیم ملا سید قطب الدین شمس آبادی اشرفی سے حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر نے شاہی ملازمت میں لے لیا۔ وہ لکھنؤ اور حیدرآباد میں قاضی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ شہزادہ رفیع القدر بن شہزادہ معظم کے اتالیق بھی رہے۔ شاہ عالم کے عہد میں ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۲ء میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عطا ہوا اور فاضل خاں کا خطاب ملا۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ محلہ چاند پورہ بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

علمی مقام ملا ملک محب اللہ بہاری کو بے مثال شہرت نصیب ہوئی۔ مولوی رحمان علی ان کی ذہانت و فطانت اور جلالت علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"بحرے بود از بحارِ علوم و بدرے بود بین النجوم"

ان کی کتابوں میں ایرانی فضلا میر باقر داماد اور صدر الدین شیرازی کے زیر اثر ادبی پہلو نمایاں ہے۔

تصنیفات (۱) سُلّم العلوم۔ یہ منطق کی ادق اور مشکل ترین کتاب ہے جسے عالمگیر مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جو آج تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے بارے میں ملک محب اللہ بہاری نے دیباچہ میں خود لکھا ہے۔

میری خواہش ہے کہ "سُلّم درسی کتابوں میں اس طرح چمکے جیسے ستاروں میں چاند"۔ اس پر بہت سی شرحیں لکھی گئیں مثلاً

(۱) شرح قاضی مبارک (۲) شرح حمد اللہ سندیلوی (۳) شرح ملا احمد عبد الحق زنگی محلی (۴) شرح جلالین (۵) شرح ملا مسافر۔

(۲) مسلم الثبوت (فقہ): یہ اصول فقہ کی معروف درسی کتاب ہے جو ۱۱۰۹ھ میں لکھی گئی۔

(۳) الجوہر الفرد (۴) مغالطہ عامۃ الورود

(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۲۲، ۲۳ تاریخ بارہ گیاں ص ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲)

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

آپ کا اسم گرامی محمود تھا اور نصیر الدین محمود گنج اور چراغ دہلی القاب تھے۔ آپ کے جد بزرگوار شیخ عبد اللطیف یزدی خراسان سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمود یحییٰ لاہور میں پیدا ہوئے تھے مگر بڑے ہو کر اودھ منتقل ہوئے۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی ولادت اودھ ہی میں ہوئی تھی جسے اجودھیا یا بارہ بنکی کہتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ اودھی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ سادات حسنی تھے۔ آپ نے بزدوی قاضی محی الدین کاشانی سے پڑھی تھی اور مولانا عبد الکریم شیروانی سے ہدایہ پڑھا تھا۔ آپ نے ۴۲ سال کی عمر میں محبوب الٰہی سے بیعت کی۔ والدہ کی وفات کے بعد دہلی آگئے۔ محبوب الٰہی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ شیخ تکمہ سے آپ کو چراغ دہلی کا لقب ملا۔ ان پر قلندر تراب نے قاتلانہ حملہ کیا تین سال تک زندہ رہے پھر ۱۸، رمضان شب جمعہ ۷۵۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ تمام عمر مجرد رہے۔

ملفوظات (۱) خیر المجالس (۲) مفتاح العاشقین مرتبہ مولانا محب اللہ بہاری۔

خلفاء (۱) سید محمد بن جعفر المکیؒ (۲) سید محمد گیسو درازؒ

(۳) خواجہ کمال الدینؒ (احمد آباد) (۴) شیخ دانیالؒ (ستر کھ)

(۵) شیخ صدر الدینؒ (۶) مولانا خواجگیؒ (کالپی)

(۷) شیخ احمد تھانیسریؒ (۸) شیخ محمد متوکل کنتوریؒ (بہرائچ)

(۹) شیخ قوام الدین (لکھنؤ)

حاجی سید عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیرآبادی

(شجرۂ نسب صـ۱۳)

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیرآبادی قادریہ قیصیہ سلاسل کے معمر ترین شخص تھے۔
حضرت مخدوم بدر عالم شہباز پوری ان کے مرشد تھے۔ موضع شہباز پور پھلواری شریف کے متصل واقع ہے۔
حاجی سید عبداللہ سیاحؒ کے دو مشہور خلفاء مولانا صفت اللہ محدث خیرآبادی اور حضرت پیر محمد لکھنوی کے
ذریعہ آپ کا فیضان جاری ہوا۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور حاجی عبداللہ سیاح آپ کا لقب
ہے۔ وطن پھلواری شریف تھا مگر ساری عمر سیر و سفر میں گزار دی اس لیے سیاح لقب پڑ گیا۔
سلسلۂ نسب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ آخر میں اپنے مرید خاص حاجی صفت اللہ کے
یہاں خیرآباد میں قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت باسعادت مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ کے دور میں ہوئی۔
۱۱۱۵ھ میں وفات پاگئے۔ آپ کی عمر شریف دو سو اکتیس سال ہوئی۔ بعضوں نے عمر تین
سو سال بتائی ہے۔ "نفحات عنبریہ" میں سن ولادت ۸۸۴ھ تحریر ہے۔ ۱۱۱۵ھ سن وفات متفق علیہ
ہے۔ سلاسل طریقت میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری سے بیعت تھے۔ آپ بلند اخلاق و کردار کے
مالک تھے اور تصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ تمام اہل عصر میں فائق تھے۔ آپ نے ساری عمر عبادت
و ریاضت میں گزار دی۔ متاہلانہ زندگی پسند فرمائی اور نہ کسب معاش کی طرف توجہ دی۔ زندگی بھر
متوکل رہے آپ شیخ مانیال کے بھی مرید تھے۔

تبرکات (۱) لکڑی کے سودانوں کی تسبیح (۲) روئی دار ٹوپ۔
(۳) میت کو غسل دینے کا تختہ جو ایک ہی درخت کا بے جوڑ ٹکڑا ہے۔

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ نے خیرآباد آکر حاجی صفت اللہ کو فرزندی میں لے لیا۔ جب حاجی
صفت اللہ معقولات و منقولات میں ماہر ہو گئے تو بیعت فرما کر پٹنہ واپس آ گئے۔ دوبارہ خیرآباد تشریف لے
گئے اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد وہاں میں ذی علم تھے۔ لیکن خلافت
مولانا صفت اللہ ہی کو عطا کی ۲۶ جمادی اول ۱۱۱۵ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

۱؎ ماہنامہ المجیب جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۳ تا ۳۵

مخدوم سید شاہ درویش اشرفی بیتھو شریف گیا بہار

(شجرۂ نسب صـ ۸۴)

صوبہ بہار کے گیا ضلع میں شہر سے تقریباً تیس میل شمال ساحل پھلگو ندی پر بیتھو شریف کو مخدوم سید شاہ درویشؒ نے ۵۰۰ سال قبل اپنی توجہات کا مرکز بنایا جو سرزمین مگھوں اور کولھوں کا مسکن تھی۔ اس سرزمین پر بعدازاں بہت سے علماء دین اور عارف کامل کا ظہور ہوا۔

آپ کے والد مخدوم سید شاہ مبارک بلبلؒ کچھوچھہ شریف میں سکونت پذیر تھے۔ سیر و سیاحت کے لیے بہار آئے اور موضع شیخ پورہ ہنجورہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی شادی بی بی خاص بنت شاہ برہان اللہ قصبہ جونپور سے ہوئی جن سے مخدوم شاہ درویش تولد ہوئے جو بعدازاں آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو جنوب کی جانب جانے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور موضع بیتھو شریف آگئے۔ یہ ویرانہ اور کوہ رہ جگہ تھی۔ آپ نے مغرب کی جانب حضرت بایزید شہید کے مزار کے قرب میں قیام فرمایا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی آمد کی دھوم مچ گئی۔ ہزاروں انسان آپ کی صحبت اور تعلیم سے فیض یاب ہونے لگے۔ کتنے راجہ، مہاراجوں نے آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ زمانۂ قدیم سے یہاں کولھا اور سیتار قوم آباد تھی اس سے قبل یہ مقام مگھ قوم کا مسکن تھا۔ ان پر مخدوم درویشؒ نے فتح حاصل کی۔ آپ نے یہاں ایک پر شکوہ مسجد کی بنیاد رکھی اور حجرہ و قیام گاہ تعمیر کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔

آپ کے دستِ مبارک پر لاکھوں بندگانِ خدا نے بیعت حاصل کی۔ آپ کے دستِ مبارک پر موضع ابراہیم پور تو ڈیہہ کے ناظم نے بھی بیعت کی جن کی کوششوں سے خانقاہ کے مصارف کے لیے بادشاہِ وقت کی طرف سے بیتھو شریف کی جاگیر آپ کو عطا کی گئی۔

مخدوم درویشؒ کی شادی بی بی جان ملک بنت شاہ سلطان علی رشاد ابھا، ساکن منیر شریف ضلع پٹنہ سے ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

سے نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی صـ

مخدوم شاہ درویشؒ آخر عمر تک یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ آخر کار ۱۰ ر شعبان ۹۰۲ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کا مزار بیتھو شریف میں پھلگو ندی کے کنارے مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مرقد پر آپ کے سجادگان نے ایک پر شکوہ روضہ تعمیر کرایا ہے جو عظمت رفتہ کا مرقع ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر مخدوم شاہ محمد اشرف آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم

اولادِ مخدوم سیّد شاہ درویشؒ بیتھو شریف (گیا بہار)

سیّد شاہ محمد اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ اعلیٰ اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ محمد اسمٰعیل (سجادہ)
سیّد شاہ حافظ اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ عبدالہاشم (سجادہ)
سیّد شاہ غلام مبارک (سجادہ)
سیّد شاہ غلام مصطفےٰ (سجادہ)
سیّد شاہ غلام رسول (سجادہ)
سیّد شاہ نوازش رسول (سجادہ)
سیّد شاہ عمر دراز اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ ابواسحاق اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ زاہد حسین اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ شاہد حسین اشرف (سجادہ)

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی ص ۳۱، ۳۲)

اولاد سیّد ابراہیم ملک بیاؒ

ملک داؤد
علاء الملک
خطاب الملک
ملک گدان
اللہ داد سید بانگھر
محمد اسمٰعیل
بہاء الدین
ملک تاتار
احمد اللہ
ملک ستا
ملک معصوم
غلام نبی
غلام نبی
ملک بخت
جمال الدین
طفیل اللہ
ناصر علی
امام بخش
عبدالکریم
ملک محمد نعیم (رہنڈوی بہار)

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی، تاریخ بارہ گیاں ص۲۳)

سید موسیٰ پاک شہید ملتانیؒ

ملتان میں سادات حسنی قادری کی بنیاد ۹۸۵ھ میں مخدوم سید موسیٰ پاک گیلانی نے رکھی جو غوث پاک کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ مخدوم محمد غوث بندگی حلب سے براستہ ایران، خراسان ہند وارد ہوئے اور اوچ شریف میں متوطن ہوئے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر سکندر لودھی (متوفی ۹۲۳ھ) آپ کا معتقد ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید عبدالقادر ثانی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے تمام جاگیریں اور جاگیر بادشاہ کو واپس کر دیں اور متوکلانہ زندگی گزارنے لگے۔ آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم سید عبدالرزاق نے سجادگی سنبھالی۔ یہ وہی بزرگ تھے جن کے دست حق پرست پر ملتان میں قائداعظم محمد علی جناح کا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا تھا جو ملتان کے قدیم لوہانی راجپوت تھے اور بعد میں گجرات نقل مکانی کی۔ سید عبدالرزاق کی وفات کے بعد ان کے فرزند مخدوم سید حامد جہاں بخش سجادہ نشین ہوئے۔ جو سید موسیٰ پاک شہید کے والد ماجد تھے۔ سید موسیٰ ۹۵۲ھ میں اوچ شریف میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی آپ نے علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو میں دستگاہ حاصل کی اور خوشنویسی کا شوق بھی پورا کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب نے آپ کو خرقہ سجادہ، تسبیح اور انگوٹھی مرحمت فرمائی اور بیعت کی عام اجازت دے دی۔ آپ کچھ عرصہ تک دکن، فتح پور سیکری اور آگرہ میں رہ کر دہلی تشریف لائے جہاں ۹۸۵ھ میں اپنے والد کی ایما پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ملتان لوٹ آئے جہاں آپ نے مستقل قیام کیا۔ مریدین کا سلسلہ بلخ، بخارا، توران، ایران، افغانستان اور ہندوستان تک پہنچا۔ آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ درویش پر حصول علم لازم ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید حامد گنج بخش (۲) سید جان محمد (۳) سید عیسیٰ (۴) سید یحییٰ۔

(ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خان صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱)

لہ بے تیغ سپاہی صفحہ ۵۵ ماہ نو دسمبر ۱۹۵۰ء قائداعظم نمبر جناح از سٹرڈ لیتھر صفحہ ۲۔

سیّد شاہ قمیصؒ

شجرۂ نسب نمبر ۸۳

سید تاج الدین محمود سب سے پہلے بغداد سے ہندوارد ہوئے۔ آپ کو رشد و ہدایت اور تبلیغ کے لیے بنگال بھیجا گیا۔ اس وقت سید حسین شاہ بنگال کا حکمراں تھا۔ بادشاہ نے عقیدتاً اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے اپنے فرزند سید ابوالحیات کو بغداد سے بلوا کر بادشاہ کی دختر سے نکاح کر دیا جن سے سید شاہ قمیص تولد ہوئے۔ شاہ قمیص کی شادی اپنے ماموں سید نصیب شاہ کی دختر سے ہوئی۔ آپ حج سے واپسی پر موضع سادھورہ مشرقی پنجاب پہنچے جہاں سیّد نصر اللہ واسطی کی دختر سے دوسرا نکاح کیا اور سادھورہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں شیخ عبدالرزاق عرف شیخ بہلول آپ کے مرید ہوئے۔ سادھورا سے بنگال تشریف لے گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ تدفین سادھورہ میں ہوئی میت بہار شریف میں محلہ گڑھ میں عارضی طور پر قبر کے سپرد کی گئی تھی جہاں آج بھی قبر بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات ۹۹۲ھ ہے۔ سید شاہ قمیص کی بی بی عائشہ بنت سید نصر اللہ واسطی سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) سید شاہ محمد قمیصی (۲) شاہ احمد قمیصی (۳) سید شاہ ابو المکارم۔ آپ کے خلفاء میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری اور شیخ عبدالرزاق بہلول بہت مشہور ہیں

آپ کے فرزند اکبر سید شاہ محمد قمیصی کی ذریت گوراشریف پہنچی اور سید پیر مہر علی شاہ انہیں کی اولاد میں ہیں۔ سید شاہ احمد قمیصی عرف احمد حاجی کی اولاد منیر شریف پٹنہ بہار میں پھیلی۔ سید شاہ احمد اللہ عرف شاہ منیری انہیں کی اولاد ہیں۔ سید شاہ ابوالمکارم کے پوتے شاہ محمد فاضل شیر قلندر سادھوری ہیں ان کے فرزند شاہ محمد قلندر ہیں جن کا سلسلہ چند واسطوں سے مخدوم قطب بینائے دل جونپوری تک پہنچتا ہے۔

پھلواری شریف پٹنہ بہار کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ عماد الدین پھلواروی سید شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

---

(۱) ماہنامہ رسالہ المجیب پھلواری شریف برائے ماہ اکتوبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۲۹

سید فضل اللہ گوسائیںؒ قادری بہار

(شجرۂ نسب ۸۳)

سید فضل اللہ گوسائیںؒ کا مزار بارہ دری عظیم آباد میں واقع ہے۔ سید فضل اللہ گوسائیں کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید احمد عرف سید بڑے۔ وہ بہار سے نقل مکانی کر کے کوڑہ چلے گئے اور ان کی اولاد بھی اسی مقام پر آباد ہیں۔

(۲) سید منیر الدین محمود بہار شریف پٹنہ میں آباد ہوتے اور اپنے والد گرامی کے مسند نشیں اور سجادہ ہوئے۔ ان کے بیٹے سید نصیر الدین تھے جنہوں نے دو شادیاں کیں۔ محل اولیٰ سے تین فرزند تولد ہوئے اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) سید تقی الدین سجادہ نشیں

(۲) سید صفی الدین

(۳) سید زین الدین

سید تقی الدین سجادہ نشیں موضع شیخو پورہ ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے۔ ان کے ایک فرزند میر مظفر حسین تولد ہوتے۔ جن کے بیٹے میر امید علی ہیں جن سے میر سعادت علی نواسہ سید شاہ احمد علی بہاری تولد ہوئے۔

سید صفی الدین کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید رکن الدین (۲) سید صابر علی

سید رکن الدین کے بھی دو فرزند تھے :-

(۱) سید تاج الدین

(۲) سید منہاج الدین

۱؎ تاریخ حسن صفحہ ۱۰۹

اولادِ سید فضل اللہ گوسائیںؒ (شجرہ منفرد)

سید محمود

سید نصیر الدین (شاخ اول)

- سید نصیر الدین
- شاہ منقی درویش
- شاہ نقی

شاہ نقی کی اولاد:

شاہ غوث الاعظم خان	سید نظام الدین ابوالفتح
سید مختار احمد خان	سید برہان الدین
غلام نبی اللہ خان	سید بدر الدین
سید نیر	سید ولی اللہ
سید ندا حسین	سید فتح اللہ
سید ذاکر حسین	بی بی حضورن
شاہ ظہیر الدین	سید اولاد علی
سید طاہر حسین	کبیر فاطمہ زوجہ شاہ محمود علی
(بہار)	آمنہ خاتون زوجہ سید علی رضا
	سید حسن رضا (استاد مؤلف)
	(محلہ دائرہ پٹنہ، بہار)

سید نظام الدین (شاخ دوم)

شاہ آفاق	شاہ برہان
شاہ علاء الدین	شاہ بدر الدین
شاہ وجیہہ الدین	شاہ نعمت اللہ میر قطبی
شاہ خادم علی دھومن	شاہ افضل علی خان
شاہ عنایت علی بہاری	شاہ مظفر حسین
شاہ ریاض علی	شاہ امید علی
سید شاہ فضل حسین فقیر	سید سعادت علی
(بہار)	(بہار)

سید حسن رضا کی اولاد:

صادقہ پروین ۔ غزالہ ۔ سالار بخت ۔ سید حامد رضا ۔ سید خالد رضا ۔ رضوانہ ۔ رخسانہ طاہرہ

سید علم اللہ قطبی حسنی وسید احمد شہیدؒ

بالاکوٹ، رائے بریلی، نصیر آباد، یوپی

(شجرۂ نسب صفحہ ۸۹)

سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی مدنی ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ میں قصبہ نصیر آباد، یوپی میں تولد ہوئے۔ آپ کی کم سنی ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے ماموں سید ابو محمد نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سید ابو محمد امرائے شاہجہانی میں سے تھے۔ سید شاہ علم اللہ نے تعلیم اپنے چچازاد بھائی دیوان خواجہ احمد سے حاصل کی۔ دو سال تک لشکر گاہ میں محنت و مشقت کی بعد ازاں سید شاہ آدم بنوری نقشبندیؒ سے بیعت ہو کر کمالات حاصل کیے اور خلافت و نیابت سے سرفراز کیے گئے۔ سید آدم بنوریؒ نے اپنا عمامہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی دستار عنایت کی اور وطن رخصت کیا۔ سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر حجاز کے سفر کی نیت سے نصیر آباد سے نکل کر رائے بریلی پہنچے تو ایک بزرگ شاہ عبدالشکور مجذوب کے اصرار پر رائے بریلی ہی میں قیام فرمایا۔

۱۰۹۶ھ میں عہد عالمگیری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

سید شاہ علم اللہ کے ۵ فرزند تھے۔

(۱) سید آیت اللہ (۲) سید محمد ہدیٰ (۳) سید ابو حنیفہ (۴) سید حسنی (۵) سید محمد فضیل۔

سید علم اللہ کے پوتے سید محمد نور ابن سید محمد ہدیٰ کے پوتے سید احمد شہید بالاکوٹ تھے۔

سید شاہ علم اللہ کے فرزند سید محمد فضیل کی گیارہویں پشت میں مولانا سید ابو الحسن ندوی تولد ہوئے۔

۱؎ عربی النسل مسلمان صفحہ ۱۰۷

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

شجرۂ نسب ص۸۲

در دست منتہیاست سنہ در دست کمان است

ایں سادگی او دست کہ بسمل دو جہان است

در مدرسہ از جنبش لعل تو حکایت

در میکدہ از مستی چشم تو نشان است

مولانا کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ ان کے آباواجداد میں شاہ بہاالحق مخدوم حبیب ملتانی دسویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء میں ہیں جن کے نامور فرزند شاہ ابوبکر چرمپوش ملتان سے منتقل ہو کر مظفر نگر آئے اور موضع کھتولی میں قیام پذیر ہوگئے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری نسل ولایت سے خالی نہیں رہے گی۔ آپ کا مزار کھتولی (مظفر نگر) میں مرجع خلائق ہے۔ اسی خانوادے میں شاہ کمال بزرگ تھے جن کے دو فرزند تھے (۱) شاہ سالوے (۲) شاہ عنایت اسی خانوادے میں ایک بزرگ شاہ علی بھی تھے۔ فرخ سیر بادشاہ ان کے کمالات سے متاثر ہو کر ۴۰ بیگھہ اراضی جاگیر میں عطا کی تھی۔ جسے محی الدین نگر (محی الدین پور) کہتے ہیں۔ اس خاندان کی دوسری شاخ میں شاہ غلام مصطفےٰ گزرے ہیں جو شاہ محمد نصیب بن شاہ محمد عاشق کے پوتے ہیں یہ لوگ وہاں سے کانپور منتقل ہوگئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے جد امجد سید شاہ غوث علی کی ولایت کی تصدیق مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے فرمائی ہے۔ سو سال قبل سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور منتقل ہوگئے اور شاہ غلام مصطفےٰ کے جانشین ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے اولین اجداد نجار میں تھے وہاں سے ملتان آئے ملتان سے مظفر نگر آئے پھر یوپی اور بہار کو سرفراز کیا۔ مولانا محمد علی مونگیری کی ولادت ۳ شعبان ۱۲۶۳ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں ہوئی۔ مولانا نے اپنے چچا سے قرآن پڑھا اور فارسی عبدالواحد بلگرامی سے پڑھی۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مفتی عنایت اللہ کاکوروی سے کی۔ جب عمر ۲۲ سال ہوئی تو محی الدین پور میں آپ کا نکاح

ہوگیا۔ حافظ محمد صاحب سے اسم ذات کی تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ کرامت قادری کا دامن پکڑا جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور مولانا اسمٰعیل شہید کے ساتھ کھیلے تھے وہ کالپی میں مدفون ہیں۔ آخر میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی روحانی تربیت نے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور حصن حصین کی اجازت حاصل کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ ایک دفعہ مولانا آل احمد محدث پھلواروی (مدفون مدینہ منورہ متوفی ۱۲۹۶ھ) کانپور تشریف لائے اور دو ماہ تک مولانا محمد علی مونگیری کے مہمان رہے اور مولانا محمد علی کو حدیث کی سند عطا کی واضح ہو کہ مولانا آل احمد محدث پھلواروی نے شیخ عابد سندھی سے حدیث کا درس لیا تھا۔

۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کا جلسہ دستار بندی کے موقع پر علماء کی ایک مجلس مشاورت قائم ہوئی جس میں ملک بھر کے جید اور اکابر علماء شریک مجلس ہوئے جس کے نتیجہ میں ۱۳۱۱ھ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا سید محمد علی مونگیری اس کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ چند جید علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) مولانا محمود حسن دیوبندی (۲) مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی (۴) مولانا سید محمد علی مونگیری (۵) مولانا لطف اللہ علیگڑھی (۶) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۷) مولانا نور محمد پنجابی (۸) مولانا احمد حسن کانپوری (۹) مولانا شاہ سلیمان پھلواروی (۱۰) مولانا شاہ تجمل حسین دیسنوی۔

۱۳۱۸ھ میں مولانا حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد ۱۳۱۹ھ میں واپس مونگیر آئے ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مولانا ندوہ کی نظامت سے سبکدوش ہوگئے اور شغل بیعت میں مصروف ہوگئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے دوسرے حج کے موقع پر چاروں سلاسل کی اجازت دی تھی۔

مولانا سید محمد علی مونگیری رؤسائے مونگیر کے پیہم اصرار پر اور خاص کر اس شعر سے متاثر ہو کر مونگیر میں قیام پذیر ہونا منظور فرما لیا جو مونگیر سے خط میں لکھ کر بھیجوایا گیا تھا[1]

ہمہ دلہا گرفتارت ہمہ جانہا خریدارت
ہمہ مشتاق دیدارت کہ روزے جلوہ فرمائی

[1] نزہت الخواطر جلد ۸ صـ

کمالاتِ رحمانی کے مصنف کے مطابق مولانا سید محمد علی مونگیری کے مریدوں کی تعداد ۴ لاکھ تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار محلہ دلاور پور/منصور پور شہر مونگیر میں مرجع خلائق ہے۔

معاصر اکابرین خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ (متوفی ۱۸۱۴ء) مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۸۹۵ء ۱۳۹۶ھ)، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) اور مولانا رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ)

معاصر رؤسائے بہار خان بہادر مولوی سید نصیر الدین، خان بہادر مولوی سید امیر الدین۔

تصنیفات در ردِّ قادیانیت فیصلہ آسمانی، شہادتِ آسمانی، چیلنج محمدیہ، معیار صداقت معیار المسیح، آئینہ کمالاتِ مرزا، نامۂ حقانی وغیرہ، مولانا کی کل تصنیفات پچاس ہیں۔

اولاد مولانا نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد محی الدین پور میں میر امان علی کی دختر سے ہوا جن کے بطن سے دو دختر اور تین فرزند تولّد ہوئے۔ سید احمد علی، سید محبوب علی اور سید معصوم علی دختر کے نام ام سلمہ اور ام کلثوم ہیں۔ آخری دو بیٹے کم سنی میں فوت ہوگئے۔ مولانا سید احمد علی عالم، عابد و زاہد تھے وہ ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوگئے۔ ان کے فرزند مولانا فضل اللہ حیدر آبادی عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے صدر تھے۔ ان کی تصنیف عربی زبان میں مصر میں طبع ہوئی۔ دوسرا نکاح مولانا نے کانپور میں ایک بیوہ سے کیا جو لاولد انتقال کر گئیں۔ تیسرا نکاح سیکری (مظفر نگر) میں ہوا جن سے ایک دختر اور ۵ فرزند تولّد ہوئے۔ عتیق اللہ کم سنی میں فوت ہوگئے۔ مولانا لطف اللہؒ سجادہ نشین ہوئے۔ مطیع اللہ کم سنی میں فوت ہوگئے۔ مولانا نور اللہ اور مولانا منت اللہ رحمانی۔ مولانا لطف اللہؒ کا انتقال ۱۳۴۲ھ میں ہوا۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولانا منت اللہ رحمانی نے چار سال تک ندوہ میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری سے استفادہ کیا اور عملی طور پر سیاست میں بھی حصہ لیا اور اسیری کی صعوبتیں جھیلیں۔ مولانا محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ کا نکاح مولانا سید محمد یحییٰ بن سید محمد فاضل ساکن موضع سانہو ضلع مونگیر میں ہوا جو مولف کے رشتہ میں بھائی ہیں۔

---

[1] سیرت محمد علی مونگیریؒ صفحہ ۱۳۶

مولانا محمد علی کے خلفاء

مکہ معظمہ :- شیخ محمد جعفر ملوف، شیخ ابوبکر حماد

ممباسہ :- حاجی ابراہیم ان کے دست پر سات سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے فرزند کا نام حاجی محمد ہے۔

مولانا حافظ شاہ رحمت اللہ مظفر پوری، مولانا شاہ حبیب اللہ، مولانا حافظ عبد المجید مظفر پوری، مولانا عبد الرشید، رانی ساگر آرہ، مولانا محمد علی حسن موضع پیٹریا ضلع مونگیر۔

مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری دستی پور بھنگہ

مولانا مونگیری کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ مولانا گنج مراد آبادی سے بیعت تھے لیکن روحانی تربیت مولانا مونگیری سے پائی اور خرقۂ خلافت بھی پایا۔ ۲۰ سال تک شب و روز مولانا مونگیری کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ مدرسہ رحمانیہ سوپول انہیں کی یادگار ہے۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ بہار میں ان کی کاوشوں سے تعزیہ داری ختم ہوئی۔ ان کی کوششوں سے تربت میں نکاح بیوگان رائج ہوا۔ امر المعروف و نہی عن المنکر پر سختی سے عمل کیا۔ مولانا عارف ۹ صفر ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ واصل بحق ہوئے۔ مولانا عبد الرحمٰن ان کے فرزند تھے۔

مولانا عبد الرحیم گوگری مونگیر | بھاگلپور اور مونگیر کے علاقہ میں رد قادیانیت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مولانا شاہ رحمت اللہ مظفر پوری | مولانا کے والد کا اسم گرامی مولانا احمد اللہ تھا جو سید احمد شہید اور مولانا اسمٰعیل شہید کے خلیفہ تھے۔ دربھنگہ میں ان کے بہت سے مریدین تھے۔

مولانا محمد علی حسن پیٹریا مونگیر | کمالاتِ محمدیہ کے مصنف تھے جو مولانا محمد علی مونگیری کی سیرت ہے اور ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے بڑا ماخذ ہے۔ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں فارسی کے استاد تھے۔

پشت نمبر	نسب مادری اسمائے گرامی	نسب پدری اسمائے گرامی
۴۵	امام سید عبداللہ بخاری	امام سید عبداللہ بخاری
۴۴	امام سید عبدالحمید بخاری	امام سید عبدالحمید بخاری
۴۳	زوجہ سید احمد بخاری	سید احمد بخاری امام
۴۲	سید احمد دہلوی باروی	سید محمد
۴۱	سید عبدالرحمٰن باروی	سید عبداللہ
۴۰	سید خواجہ علی دریا	سید محمد
۳۹		سید محمد شالم
۳۸	سید کرم علی "	سید علوی
۳۷	سید پلٹ علی "	سید بالفقیہ المقدم
۳۶		سید محمد
۳۵	سید ارزاں علی "	سید احمد
۳۴	سید عمر علی "	سید عبداللہ
۳۳	حاجی سید شاہ سلیمان رئیس بارو پرگنہ بہار	سید عبدالرحمٰن
۳۲		سید محمد
۳۱	اولاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	سید عبداللہ
۳۰		سید سالم
۲۹		سید عبداللہ
۲۸		سید سالم
۲۷		سید عبداللہ
۲۶		سید حسن
۲۵		سید محمد بالفقیہ

مورث اعلیٰ حضرت زین
اولاد امام جعفر صادق

سید احمد دہلوی باروی مونگیری[1]

مصنف فرہنگ آصفیہ و سید عبداللہ بخاری

امام جامع مسجد دہلی

سید احمد دہلوی باروی کے مورث اعلیٰ حاجی سید شاہ سلیمان رئیس بارو پرگنہ ملکی ضلع مونگیر بہار کے حسنی و حسینی سید تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے ان کے بزرگوں میں کثرت سے علماء گزرے ہیں جن کا تعلق سادات بخارا سے تھا سید شاہ سلیمان کی آٹھویں پشت میں سید احمد دہلوی تولد ہوئے۔ ان کے والد محترم سید عبدالرحمٰن باروی عالم شباب میں اپنی جائداد سے دستکش ہوئے۔ وطن چھوڑا اور عازم دہلی ہوگئے۔ دہلی میں عرب سرائے کے سادات بخاری کے خانوادہ میں شادی کی جو امام جعفر صادقؒ کی اولاد میں تھے اور مستقل دہلی کے ہو رہے۔ سید احمد شہید بالاکوٹ اور اسمٰعیل شہید دہلوی کے ساتھ سوات و بنیر پہنچے اور جنگ امبیلا (سوات) میں شرکت کی۔ دونوں بزرگوں کی شہادت کے بعد ٹونک ہوتے ہوئے دہلی واپس آگئے۔ سید احمد دہلوی بلاقی بیگم کے کوچے اردو بازار میں ۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو تولد ہوئے۔ بعد ازاں ان کے والد نے صابر بخش کے باغ واقع فیض بازار میں ۱۸۴۶ء میں ذاتی مکان خرید کر بود و باش اختیار

[1] فرہنگ آصفیہ جلد اول، از سید احمد دہلوی باروی ص ۱۲۱۳

کہ یہیں ان کے چھوٹے بھائی سید حسین پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں ان کے والد سید عبدالرحمٰن فوجدار خاں رئیس سید اشرف علی کے خاندان کے بچوں کو پڑھانے اور اتالیق پر مقرر ہوئے تھے۔ وہ صابر بخش کی خانقاہ میں پیش امام بھی مقرر کئے گئے تھے۔ سید احمد دہلوی کے ننھیال بزرگ عرب سرائے دہلی کے رہنے والے تھے جنہیں نواب حاجی بیگم زوجہ بادشاہ ہمایوں نے ۹۶۸ھ مطابق ۱۳۶۰ء میں حضر موت (یمن) سے بلا کر دہلی میں بسایا تھا۔ یہ عرب حضر موت (یمن) کے نجیب الطرفین سید تھے اور مشائخ کاملین کا درجہ رکھتے تھے جن کی تعداد تین سو سے کم نہ تھی۔ انہیں بادشاہ ہمایوں کی قبر پہ فاتحہ خوانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ حضر موت کے درج ذیل قبائل سے تعلق رکھتے تھے (۱) بالفقیہہ (۲) باحسن (۳) باطہٰ (۴) جمل اللیل (۵) سقاف۔ انہیں کے نام پر بستی کا نام عرب سرائے رکھا گیا۔

سید احمد دہلوی کے ددھیالی بزرگوں میں بارہ کے سید شیر علی مشہور پہلوان گزرے ہیں۔ سید فیض علی ایک صوفی بزرگ تھے جنہوں نے سندھ میں بھی تبلیغ کی تھی۔ سید روشن علی مالدہ (بنگال) میں انگریز بازار کے سجادہ نشین تھے۔ آخر دور میں سید احمد دہلوی کے والد بزرگوار سید عبدالرحمٰن باروی کے حقیقی چچا مولوی سید نعمت علی مونگیر شہر میں مختار کاری کے فرائض انجام دیتے تھے جن کے فرزند ارجمند سید اشرف حسین غدر سے کچھ پہلے دہلی آگئے اور نسخہ نویسی، خوش نویسی اور مطب میں نبض شناسی سیکھی پھر انبیاء کرام اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کو نکل کھڑے ہوئے واپس آکر وہاں کے عجیب و غریب واقعات بیان کئے۔ انہوں نے قرآن شریف اور دیگر تبرکات سید احمد دہلوی کی دختر کے نذر کئے۔ انہوں نے ۱۳۰۸ھ میں رحلت فرمائی اس وقت سید احمد دہلوی شملہ میں ملازم تھے۔

سید احمد دہلوی کے سگے ماموں سید عبداللہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۱۲ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ ہمایوں کے قریب مدفون ہوئے۔ وہ کوہستانی ریاستوں کی عدالت میں میر منشی تھے۔ اپنی مہمان نوازی، فیض رسانی اور غرباپروری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید محمد (۲) سید عبدالغفور (۳) سید عبدالغنی (۴) سید عبدالعزیز۔ اس خانوادہ کا شجرۂ نسب تبرکاً سید عبدالغفور کے پاس محفوظ تھا۔ سید محمد بھائیوں میں بڑے تھے۔ اور سید احمد دہلوی کے ملو لالو بھائی ہوتے تھے ان کے تین فرزند تھے (۱) سید احمد (۲) سید محمود (۳) سید حامد۔ سید احمد تینوں بھائیوں میں بڑے تھے اور سید احمد دہلوی باروی کے داماد تھے۔ یہ جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب تھے جن

کے فرزند ارجمند سید عبدالحمید کو ۲۲ فروری ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد دہلی کی موروثی امامت وخطابت کا منصب عطا ہوا۔ جس سے اللہ نے اس خانوادہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنا دیا۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سید احمد دہلوی باروی کی بیٹی زوجہ سید احمد بخاری امام جامع مسجد دہلی والدہ سید عبدالحمید کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے تین ماہ پیشتر ۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ایک پُر درد وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے خاوند امام سید احمد سے دستخط کرا کر والدہ کے پاس رکھی گئی تھیں نانی نے اپنی بیٹی کی نشانی کو چھاتی سے لگایا۔ مرحومہ بیٹی کا صدمہ برداشت کر کے اپنے نواسہ کو پال پوس کر بڑا کیا کبھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ باپ نے بھی دل میلا نہ کیا اور بیٹے کو شفقت کی نظر سے دیکھا۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور قرأت سیکھی۔ باپ نے امامت کی قابلیت پیدا کرانے کے لیے عربی فارسی، دینیات حدیث، فقہ، منطق اور تفاسیر میں طاق بنا دیا۔ شعور کو پہنچنے کے بعد دستارِ امامت سے مفتخر کیا۔ روزانہ امامت کا کام لیتے رہے۔ جب جوان صالح کو ہر طرح کامل پایا تو جمعہ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ الوداع کی نماز بھی پڑھوائی جس میں دور دور سے ہزاروں افراد شرکت کیا کرتے تھے پھر عیدین کی نمازوں میں اس کو امام بنایا اور خود مقتدی رہے بلکہ خلعتِ امامت بھی اپنے سامنے فرزند کو دلوایا۔ سید احمد کا یہ نواسہ تراویح میں درد انگیز لحن سے سامعین کو مسرور کرتا تھا سید احمد دہلوی باروی کو ہمیشہ ناز رہا کہ میری بیٹی نے ایسا نیک بخت یادگار چھوڑا۔ انہیں کے فرزند موجودہ امام جامع مسجد دہلی سید عبداللہ بخاری ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے قائد بھی ہیں اور اپنے بزرگوں کا نام روشن کر رہے ہیں۔

مولوی سید احمد دہلوی کی ادبی سرگرمیاں

مولوی صاحب اپنی مشہور و معروف اردو لغت "فرہنگ آصفیہ" کی تصنیف کے سبب کافی شہرت کے مالک ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم نارمل اسکول دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ اپنی فطری طباع کے تحت بچپن ہی میں ایک نظم "طفلی نامہ" اور ایک کتاب "تقویۃ الصبیان" لکھ ڈالی سنہ ۱۸۶۵ء میں ان کی ایک کتاب "کنز الفوائد" طبع ہوئی جس پر سرکار برطانیہ سے انعام ملا۔ سنہ ۱۸۶۸ء سے "فرہنگ آصفیہ" کی تصنیف شروع کی۔ سنہ ۱۸۷۱ء میں ان کی دوسری کتاب "وقائع درد برہ" شائع ہوئی جس پر ڈیڑھ ہزار روپے انعام میں ملے۔ اسی زمانہ میں ڈاکٹر فیلن انسپکٹر مدارس صوبہ بہار نے ان کو انگریزی کی لغت کی تیاری کے لیے بلا بھیجا جو انہوں نے دانا پور میں رہ کر سات برس میں

تیار کی اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ۱۸۸۰ء میں مہاراجہ الور کا سفر نامہ بھی مرتب کیا۔ حکومت برطانیہ نے "خان صاحب" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور ممتحن بھی رہے۔ ۱۹۱۱ء میں "دربار تاجپوشی" کے دوران ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے سید دربار احمد رکھا جن کا حال ہی میں عزیز آباد، کراچی میں انتقال ہوا ہے۔ اسی دوران ان کے گھر میں آگ لگ گئی جس سے سارا کتب خانہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ مولوی سید احمد دہلوی ۱۹۱۹ء میں رحلت فرما گئے۔

تصانیف

(۱) سفر نامہ مہاراجہ الور (۲) ہادی النساء (۳) تکمیل الکلام (۴) تحقیق الکلام (۵) قواعد اردو (۶) لغات النساء (۷) تحریر النساء (۸) علم النساء (۹) رسوم دہلی (۱۰) فرہنگ آصفیہ (۱۱) طفل نامہ (۱۲) تقریر الصبیان (۱۳) کنز الفوائد (۱۴) وقائع دردینہ (۱۵) انگریزی لغت۔

سید احمد دہلوی کی تصنیفات پر تبصرہ

سید احمد دہلوی کی مشہور زمانہ لغت "فرہنگ آصفیہ" ۱۸۶۸ء میں شروع ہوئی اور ۲۴ سالوں کی محنت شاقہ کے بعد ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس تصنیف پر دولت آصفیہ سے ۵ ہزار روپے انعام میں ملے اور ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کام پر ۵۰۰ روپے انعام میں عطا کئے اور ایک ہزار روپے کی کتابیں خریدیں۔ اس کی تالیف سے دو سو سال قبل اس سے زیادہ ضخیم، مکمل اور مستند فرہنگ اردو میں موجود نہ تھی۔ انہوں نے ۴ جلدوں میں ۵۵ ہزار الفاظ، محاورات تحقیق و تشریح سند اور حوالہ کے ساتھ درج کئے ہیں۔ یہ کتاب اب نایاب ہے صرف پہلی اور دوسری جلد دستیاب ہے۔ مؤلف "نور اللغات" امیر احمد مینائی اور نور الحسن کاکوروی نے تیس سال بعد لفظ "آیات" اور "آنکھ" اور ان کے متعلقات کی ہو بہو نقل بطور خود شائع کی جو سرقہ کے زمرے میں آتا ہے (دیباچہ)

سید صاحب نے اپنی تصنیفات میں دو موضوعات پر زیادہ لکھا ہے۔

(۱) عورتوں کی تعلیم و تربیت (۲) روزمرہ اور محاورۂ دہلی

سید احمد دہلوی نے سب سے زیادہ دہلی کا روزمرہ لکھا جن کی بنیاد پر بعد میں علامہ راشد الخیری نے اپنی تحریر کا نیا اسلوب بیان اپنا کر اردو زبان کو مالا مال کیا۔

سید احمد دہلوی کا نمونۂ کلام

قطعہ

اے اہلِ خیر کچھ تو ادھر بھی کرم کیجئے ہیں
کب سے دعائے خیر کے امیدوار ہم
جو کچھ سنا کسی سے وہی چھوڑا جھبر دیا
اپنی لغات چھوڑ چلے یادگار ہم

اولاد سید عبداللہ ماموں احمد دہلوی بارہوی

سید محمد — سید عبدالغفور — سید عبدالغنی — سید عبدالعزیز

سید احمد زوجہ بنت سید احمد بارہوی — سید محمود — سید حامد

سید احمد زوجہ بنت سید احمد بارہوی	سید محمود	سید حامد
امام سید عبدالحمید بخاری	سید سعید احمد	سید یوسف بخاری
امام سید عبداللہ بخاری	سید شمیم احمد	ناظم آباد
(موجودہ امام جامع مسجد دہلی)	جہانگیر روڈ کراچی۔	کراچی

ے بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری صفحہ ۴۹ تا ۹۴

حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ

(شجرۂ نسب ص۹۵)

پیر[1] حاجی شاہ کہلاتے تھے آپ ۱۳۰۰ھ میں تولد ہوئے۔ آپ عارف کامل اور بے مثال زاہد و عابد تھے۔ فصاحت و بلاغت اور حاضر جوابی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ درمیانہ قد، گول نورانی چہرہ، گھنی داڑھی آنکھوں سے نور برستا تھا، سر پر عمامہ باندھتے تھے آپ نے کئی حج کئے اور دو مرتبہ بغداد شاہ نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی، دربار غوث پاک میں سید یوسف الگیلانی سجادہ نشین سے بیعت ہوئے۔ حاجی شاہ بڑے تہجد گزار تھے۔ رحلت کے وقت باآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۱۹ رشوال ۱۳۶۳ھ میں واصل بحق ہوئے۔

سید علی مرداں شاہؒ

حضرت سید[2] علی مرداں شاہ جیلانی قادری بڑے عابد، زاہد بزرگ تھے اور جلال والے درویش تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو زبردستی پکڑ کر مسجد میں لے آتے اور نماز پڑھاتے اور غیر متشرع لوگ آپ سے بڑے مرعوب ہوتے تھے۔ جمعہ و عیدین کی نماز میں ایسا شاندار خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ کے شیدائی دور دراز سے سننے کو آتے تھے۔ آپ کی اولاد نہیں ہوئی، ۲۱ ر ذی الحجہ بروز منگل ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ ر نومبر ۱۹۷۹ء کو ۶۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ حضرت دریا پیر کے صحن میں نورائی شریف میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

---

[1] تذکرۂ اولیاء سندھ صفحہ ۱۱۸

[2] تذکرہ اولیاء سندھ صفحہ ۱۲۶

امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(شجرۂ نسب صـ۸۱)

مشہور کشمیری مورخ منشی محمدالدین فوق اپنی تصنیف تاریخ کشمیر کے دوسرے حصہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰؓ کی چوبیسویں اور سید عبدالقادر جیلانیؒ کی تیرہویں پشت میں ایک بزرگ سید عبدالغفار بخاری قاضی خانقاہی بخارا سے اپنے والد سید محمد بخاری کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے۔ یہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا عہدہ درس و قضا پر فائز ہوئے۔ سری نگر میں اب بھی آپ کا مزار بڈھا شاہ میں دیوار سے متصل شمال کی جانب موجود ہے سید عبدالغفار کی اولاد کشمیر کے علاوہ پنجاب کے اضلاع گجرات اور امرتسر میں پھیلی۔ اور اب بھی موجود ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی والدہ عظیم آباد پٹنہ بہار کی رہنے والی تھیں ان کا نام سیدہ فاطمہ اندرابی بنت مولانا حکیم حافظ سید احمد اندرابی تھا۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت باقی باللہ دہلویؒ سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو روحانی دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی نواسی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نانی تھیں۔ سید عطاء اللہ شاہ کے والد سید ضیاء الدین اکثر پشمینے کی تجارت کے لیے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ جایا کرتے تھے۔ یہیں سید گھرانے میں سید ضیاء الدین کی شادی ہوئی جن سے سید عطاء اللہؒ شاہ بخاری تولد ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم پٹنہ، بہار میں اپنی ننھیال میں ہوئی۔ سید عطاء اللہؒ شاہ بخاری نہ صرف امیر شریعت تھے بلکہ تحریک "احرار اسلام" کے قافلے کے سردار تھے۔ انہوں نے ردِّ قادیانیت کی تحریک میں اپنی زندگی وقف کر دی اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مومنوں کے دلوں کو گرمایا۔ ۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست سنہ ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کا وصال ہوا۔

سلہ عربی النسل مسلمان صـ۲۵۰ تا ۲۵۲

سید احمد علی شاہ و سید حسن بدرالدینؒ

(شجرہ نسب ص۲۱)

سید احمد علی شاہ گورداسپور میں تولد ہوئے۔ پیری و مریدی کے سلسلے میں سندھ میں ان کا آنا جانا تھا۔ تالپور میر خاندان ان کا مُرید تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے نتیجے میں گورداسپور سے ہجرت فرما کر میر جو گوٹھ، میرپور خاص ضلع تھرپارکر میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ خاندانی سجادہ نشین تھے۔ اس لیے یہاں بھی سلسلہ چلتا رہا۔ رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ ریاضت و مجاہدہ ان کا شعار تھا۔ اس علاقہ کے آرائیں برادری اور لاشاری بلوچوں اور بھٹی راجپوتوں میں کافی لوگ ان کے مرید ہیں۔ طلب سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ تالپوروں نے انہیں نذرانے میں ۳۰۰ اراضی اور ایک بنگلہ پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنا گوارہ نہ کیا۔ میر جو گوٹھ سے نقل مکانی کر کے جا سنگھ محلہ ارنگ آباد میرپور خاص میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہاں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے آستانہ سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ ان کے دستِ مبارک پر ہندوؤں کے متعدد گھرانے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں وفات پائی۔ جمن شاہ کے مزار سے متصل ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سید حسن بدرالدینؒ اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ بذریعہ الہام غوث پاک کے ارشاد کے مطابق سفر ہند اختیار کیا۔ آپ کے حکم سے مسان گڑھ عرف مسانیاں شریف یا بدرآباد، گورداسپور میں سکونت پذیر ہوئے۔ ایک فرزند سید حامد علی اپنے وطن بغداد میں رہ گئے۔ سید حسن بدرالدین ہند آ کر موضع شہل گورداسپور میں آباد ہو گئے۔ وہیں آپ کا عقد سید شہاب الدین کی دختر سے ہوا۔ زوجہ کا اسم گرامی "مریم" تھا۔ جن کے بطن سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید علی شاہ صابر (۲) سید محمد لطیف (۳) سید محمد صادق (۴) سید حبیب اللہؒ۔

سید احمد اللہ مصنف "مسلم شعرائے بہار"

(شجرۂ نسب صـ۸۳)

سید احمد اللہؔ کی ننہال ابدالی خاندان بہار سے وابستہ ہے۔ نانا کا نام سید بشارت حسین تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ سید لطافت حسین، سید لیاقت حسین اور سید ہدایت حسین، سید ہدایت حسین کے نواسہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ کریم پروفیسر کراچی یونیورسٹی ہیں۔ سید احمد اللہ مؤلف مسلم شعرائے بہار کے پردادا امیر مصاحب علی کربیا پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں وارد ہو کر سید حمایت حسین کی ہمشیرہ سے عقد ہوا۔ اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے۔ سید احمد اللہ کے دادا سید اللہ بخش کا عقد سید حمایت حسین کی دختر بی بی عجیب النساءؔ عرف بہارن سے ہوا۔ سید احمد اللہ جب ۹ برس کے ہوئے تو والد کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۶ء میں ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کانپور اور امرتسر کے مدارس میں مدرس بھی رہے۔ ۱۹۲۵ء میں حیدرآباد میں دائرۃ المعارف سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں سقوطِ حیدرآباد کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ طبیہ شرقیہ کراچی میں درس پر مقرر ہوئے۔ ان کی دختر سلطانہ بیگم کا عقد ان کے ماموں زاد سے کے فرزند سید احمد سے ہوا جو آڈٹ آفس کراچی میں اکاؤنٹینٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ مدہ شرف آباد میں قیام پذیر ہیں اور ذیل اولاد ہیں۔

اولاد سید احمد (شرف آباد، کراچی)

- پروفیسر شاہ احمد (امریکہ)
- طارق احمد
  - فائق احمد (دانش)
  - شگفتہ جبین
  - ایناس جبین
  - واثق احمد نظامی
- طاہر احمد
  - بینش جویریہ
  - نازش جویریہ
  - عنبر جویریہ
- عاصرہ تبسم، زوجہ مغفور الرحمٰن
- درخشندہ طیبہ، زوجہ محمد اقبال (ٹھراوی) ولد عبد الکریم
  - روزن احمد
  - مصعب کریم
  - منیب کریم
- تسنیم، زوجہ تاج الدین
- آسیہ خاتون، زوجہ امتیاز بلخی، پوتا مولانا نعیم بلخی
- آسماء خاتون

لہ مسلم شعرائے بہار صـ۲۰۲ جلد اوّل ۔ سہ صوفیائے بہار اور اردو صـ

چشم و چراغ غوثیت السید عبد القادر الگیلانیؒ (شیخ کمال الدین) سفیر عراق، کراچی

(شجرہ نسب ۹۸)

آپ کی ولادت یکم جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعرات بغداد کے محلہ "باب الشیخ" میں "بیت علی" میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بغداد میں پائی۔ دینی علوم کی تکمیل مفتی سید یوسف علی عطاؒ کے زیر نگرانی ہوئی۔ تصرف و طریقت کی تعلیم و تربیت اپنے والد محترم اور ان کے جد کے خانوادۂ عالیہ کے مشائخ عظام کے فیضان صحبت سے پائی۔ آپ اپنے والد محترم کے مرید و خلیفہ تھے۔ بعد ازاں آپ نے کلیۂ قانون بغداد سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ لندن اسکول آف اکنامکس سے امتیاز کے ساتھ گریجویشن بھی کیا۔ وزارت خارجہ عراق میں ملازمت کی اور لندن کے عراقی سفارت خانہ میں متعین ہو گئے۔ بعد میں آپ کا تبادلہ نائب سفیر کی حیثیت سے قاہرہ ہوا جہاں جنوری ۱۹۳۴ء میں سابق وزیر اعظم مصر جعفر پاشا کی بھتیجی اور ملکۂ مصر السیدہ فریدہ کی خالہ زاد بہن السیدہ ناہید الگیلانی سے عقد مسنون ہوا۔ مصر میں آپ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی، عبد الوہاب عزام اور فیصل بن عبد العزیز کے ساتھ احیاء اسلام کی جدوجہد میں شریک رہے۔ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں سید رشید الگیلانی کی قیادت میں پیش پیش تھے اس لیے انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر کے رہوڈیشیا (افریقہ) بھیج دیا۔ اختتام جنگ عظیم پر ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں حکومت عراق کی طرف سے پاکستان میں "نمائندہ خصوصی" مقرر ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں تین ممالک پاکستان، تھائی لینڈ اور سری لنکا کے لیے ۱۹۷۲ء تک سفیر مقرر ہوئے۔ انقلابات آئے حکومتیں بدلیں لیکن اس سفیر کو جو اصلاً، مآلاً "سفیر دستگیر" تھا کوئی ہلا نہ سکا۔ ان کے عقیدتمندوں میں مولانا جمال میاں فرنگی محلی، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا عبد العلیم صدیقی، مولانا سید منتخب الحق قادری، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ عبد المصطفےٰ الازہری، شاہ منظور احمد ہمدانی، سید غلام جیلانی قادری، سید غلام محی الدین پیر گولڑہ شریف، میاں علی محمد پاکپتن شریف، پیر ہاشم جان سرہندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پیر غلام محی الدین گولڑہ شریف کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے پڑھائی۔

بحیثیت پیرِ دستگیر طریقت کی تلقین و ترویج میں اپنی دنیاوی گوناگوں مصروفیات کے ساتھ مشغول رہے۔ ہفتہ واری حلقہ (اولاً اتوار بعدہٗ جمعہ) ہر خاص و عام کے لیے تادمِ آخر باقاعدگی سے قائم رہا۔ پاکستان کے لیے ہر وقت دعاگو رہے۔ اس لیے آپ کا لقب "دعاگوئے پاکستان" ہو گیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا۔ آپ کا خُلق "اِلٰی کافۃ الناس" کا مظہر تھا۔ ہر طبقۂ فکر، جمیع مسالک، مسلم و غیر مسلم، امیر و غریب سب کے لیے آپ کا دربارِ فیض رساں یکساں کھلا رہا۔ ہر شخص آپ کے لطف و عنایت کا گرویدہ تھا۔ مُریدوں کو وہ اپنا دوست اور رفیق سمجھتے تھے۔

مندرجہ ذیل مدارس و مساجد اور ادارے کا سنگِ بنیاد آپ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

(۱) دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی (۲) دارالعلوم حامدیہ رضویہ بحرا پیر، کراچی

(۳) اسلامک سنٹر شمالی ناظم آباد، کراچی (۴) جامع مسجد، جامعہ کراچی

(۵) مسجد گودھرا کیمپ نیو کراچی (۶) مسجد کینٹ اسٹیشن، کراچی

(۷) دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

صدر ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک سنٹرز نارتھ ناظم آباد کے صدر و ناظم اعلیٰ بھی رہے ۱۹۷۴ء میں آپ نے دارالعلوم "المرکز القادری" متصل حسن اسکوائر گلشنِ اقبال کراچی قائم کیا۔ جہاں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ طریقت و تصوف و دیگر جدید علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۰ جنوری بروز جمعہ ۱۹۷۵ء کو آپ نے "المرکز القادری" کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد الگیلانی کی تعمیر بھی آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بعد نماز عصر آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ "المرکز القادری" کے احاطے میں آپ استراحت فرما ہیں۔

تمہارے لیے رسولِ خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی

(شجرۂ نسب ص۸۹)

مولانا سید ابوالحسن ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اعلیٰ تھے ان کا گھرانا سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اور سید احمد شہید بالاکوٹ کا گھرانا ہے جس کے کمالات کا پورا عالم اسلام معترف ہے آپ نے اردو وفارسی کی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی اساتذہ میں خلیل عرب تقی الدین ہلالی، مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی سے حدیث پڑھی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے دیوبند میں ایک ماہ تک فیض حاصل کیا۔ مولانا اعزاز علی امروہوی مفتی اعظم دیوبند سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر پڑھی۔ دس سال تک ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی پہلی تصنیف "سیرت سید احمد شہید" ہے۔ مولانا الیاس کاندھلوی سے بڑے تعلقات تھے۔ ان کے ساتھ بہت سے تبلیغی دوروں میں شریک رہے۔ مولانا کی عربی تصنیفات میں اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دمشق یونیورسٹی کی دعوت پر آپ نے جامعہ میں عربی میں کئی لکچر دیئے۔ آپ بہت سی دینی انجمنوں میں شریک کار رہے۔

صدر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رکن مجلس تاسیسی رابطۂ عالم اسلام، رکن مجلس عاملہ موتمر عالم اسلام بیروت، رکن مجلس انتظامیہ اسلامک سنٹر جنیوا، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، رکن مجلس عاملہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ، آپ کا طرز فکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتب سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا احمد لاہوری اور مولانا عبدالقادر رائے پوری سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ بے حد سادہ مزاج ہیں۔ آپ ۴۳ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔

---

[۱] عربی النسل مسلمان ص۱۲۱ تا ۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وصفِ رخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

صدقاً یقیناً انکا صلوا علیہ و آلہٖ

حضرت امام حسینؓ شہید کربلا

حضرت امام زین العابدینؓ

- سید علی الاصغر (صفحہ ۱۲۹)
- سید حسین الاصغر (صفحہ ۱۳۱)
- سید عمر الاشرف (صفحہ ۱۳۰)
- سید ابوالحسن زید شہید
- امام باقرؒ (صفحہ ۱۴۷)
- سید عبداللہ الباہرؒ (صفحہ ۱۳۰)

سید ابوالحسن زید شہید

سید عیسیٰ ابو یحییٰ
سید محمد حیدری
سید علی مدنی
سید حسین مدنی
سید علی عراقی
سید حسین عراقی
سید علی
سید زید ثانی
سید عمر
سید زید ثالث
سید یحییٰ
سید حسین
سید داؤد بزرگ
سید ابوالفرح واسطیؒ

- سید عزالدین
  سید نجم الدین
  داماد محمود غزنوی (صفحہ ۲۹۱)
- سید داؤد (ص ۲۹۱)
- سید ابوالفضائل (ص ۲۹۱)
- سید ابوالفراس
  سید مسعود
  سید علی باگھ
  سید محمد
  سید ہدایہ
  سید ابوالفتح ابراہیم
  سید عزالدین
  سید بدرالدین زید
  - سید محمود جاجنیری (صفحہ ۲۹۶)
  - سید احمد جاجنیری (ص ۲۸۷)

سید حسین ذوالدمعہ
سید یحییٰ محدث
سید عمر الاملی

- سید محمد ابو منصور
  سید ابی عبداللہ حسین
  سید حسین
  سید ابوالحسن الجنیدی
  سید زید
  سید داؤد
  سید حمزہ
  سید علی
  سید محمد
  سید حسن
  سید یوسف
  سید محمد
  سید علی
  سید محمد یوسف حسینی
  دراجو قتالؒ
  سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ (صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰)
- سید احمد محدث
  - سید حسین
    نسابہ نقیب (صفحہ ۲۹۰)
  - سید حسین ابو عبداللہ
    سید علی زید
    سید عبداللہ
    سید ابوطاہر
    سید طاہر
    سید عبداللہ ثانی
    سید ابو بحر
    سید عثمان ترمذی
    سید شاہ کمال الدین
    ترمذی کیتھلیؒ (صفحہ ۲۸۹)

اولادِ سید علی اصغر بن امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرہ نسب صہ)

سید قاسم

سید محمد

سید عمر زید

سید محمد اسحٰق

سید احمد

سید یعقوب

سید احمد

سید شاہ سراج الدین احمد

سید شاہ سلیمان

سید شاہ سلطان ابراہیم

سید شاہ نصیر الدین

سید شاہ علی

سلطان سید شمس الدین بلخیؒ

سید مغیر شمس بلخی

سید حسین توشہ توحید

(صہ ۱۲۹)

سید مظفر شمس بلخی

(لاولد)

سید محمود

سید محمد

سید ابراہیم

سید محمود

سید شاہ حسین

سید جلال الدین

سید شاہ ابراہیم ثانی

سید آدم صوفی

مخدوم حمید الدین راجگیریؒ

شاہ تمیم اللہ

(صہ ۱۲۹)

اولاد سید حسین نوشۂ توحید

سید حسن جشن دائم

سید شاہ احمد لنگر دریا

سید شاہ حافظ

سید شاہ جیون

سید شاہ فرید بلخی

دیوان سید شاہ دولت

سید شاہ نور محمد

سید شاہ علیم الدین بلخی

سید شاہ برہان الدین (فردوسی)

سید شاہ غلام معز بلخی

سید شاہ تقی

سید شاہ عظیم الدین

سید شاہ غلام مظفر

سید شاہ غلام شرف الدین درگاہی

سید سیف الدین بلخی

اخوند شیخ

سید شاہ احمد

سید محمد جلال

پیر دیوان شاہ

دیوان شاہ سیف الدین

دیوان شاہ رفیع الدین

بی بی آصفہ

زوجہ سید غلام معشوق

(کھر بھیا، پٹنہ، بہار)

(تاریخ الشرفا از سید عبد الحسین جد مولانا نذر کمری)

(سیوان، سارن، بہار۔ استاد مؤلف)

اولاد شاہ یتیم اللہ

سید سعد اللہ

سید کریم اللہ

سید واحد علی

سید مصاحب علی

سید اللہ بخش بخشی

سید سلامت اللہ

سید احمد اللہ ندوی

(مصنف مسلم شعرائے بہار)

شاہ نعیم الدین

سید کرم اللہ جھکیہ

سید محمد جمیل

شاہ اسمٰعیل

سید فہیم اللہ

سید رحیم اللہ

سید محمد فرید

سید حبیب اللہ

سید عزیز اللہ

سید محبوب عالم

سید عبد الاحد

سید احمدی

سید قطب عالم

سید صدر عالم

سید عبد الوحید احسن

سید شاہ عبد الرشید مونگیری

(بہار)

اولاد سید عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؓ

پشت نمبر	اسماء	پشت نمبر	اسماء
۵	سید محمد	۲۱	سید نظام الدین
۶	سید اسمٰعیل	۲۲	سید علی
۷	سید حسین	۲۳	سید عماد الدین
۸	سید عبداللہ	۲۴	سید شہاب الدین
۹	سید علی	۲۵	سید محمود
۱۰	سید محمد	۲۶	سید تقی الدین کرمانی
۱۱	سید عبداللہ	۲۷	سید عبدالباسط
۱۲	سید محمد	۲۸	سید عبدالمالک
۱۳	سید حسین	۲۹	سید عبدالسلام
۱۴	سید حسن	۳۰	سید ابوالوفا
۱۵	سید بادشاہ	۳۱	سید ابوالعلاء (اکبرآباد آگرہ)
۱۶	سید جیلانی	۳۲	سید ابوالخیر
۱۷	سید مجتبیٰ	۳۳	سید ابواللیث
۱۸	سید شرف الدین	۳۴	مولانا سید امانت علی
۱۹	سید عز الدین	۳۵	حافظ مولانا سید فصیح اللہ (محلہ دہلی منڈی غازی پور یوپی)
۲۰	سید اشرف		

اولاد سید عمر الاشرف بن امام زین العابدینؓ

پشت نمبر	اسماء	پشت نمبر	اسماء
۵	سید علی اصغر زکریا	۲۳	سید جلال الدین
۶	سید قطب الدین سنجری	۲۴	سید ایوب
۷	سید صدر الدین علی	۲۵	سید ابو محمد
۸	سید حسن جلال الدین	۲۶	سید عبداللہ
۹	سید سعید احمد فتح اللہ	۲۷	سید عبدالقادر
۱۰	سید محمد	۲۸	سید فضل علی دہلوی
۱۱	سید احمد	۲۹	سید ہدایت علی
۱۲	سید معین الدین منہاج	۳۰	سید راحت علی
۱۳	سید خواجہ اسحٰق	۳۱	سید احمد علی
۱۴	سید علی	۳۲	سید حشمت علی
۱۵	مولانا سید بدرالدین بخاری	۳۳	سید عظمت علی ـ سید عزت علی
۱۶	خواجہ سید محمد امام	۳۴	سید جاوید اختر
۱۷	خواجہ داؤد ـ سید فخرالدین ـ سید سیف الدین		
۱۸	سید علیم الدین		
۱۹	سید حسین		
۲۰	سید مبارک		
۲۱	سید محمد		
۲۲	سید خواجہ		

نوٹ:- سید عزت علی سید سلمان کے والد سلیمان الحق کے بہنوئی تھے۔ (مؤلف)

اولاد سید حسین اصغر بن امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرۂ نسب صفحہ ۱۳۲)

سید عبداللہ زاہد
سید جعفر الحجون
سید علی
سید حسین
سید حسن
سید محمد
سید عبداللہ
سید جعفر
سید محمد ثانی
سید محب اللہ
سید شرف الدین
سید علی
سید محمد
سید شہاب الدین
امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کشمیری
(صفحہ)

سید علی سجاد
سید موسیٰ الخمیس

سید حسن نصیر
سید محمد مدنی
سید حسن ثانی
سید علی الکفلی
سید عارف خلیل توختہ
سید محمد توختہ
سید عمر
سید ابو علی
سید حمزہ
سید احمد زاہد مولتانی
سید زید
سید سلیمان
سید حسن
سید عبدالمجید
سید عبدالوحید
سید جلال الدین
سید امیر مسعود غازی
سید قطب الدین
سید یحییٰ
سید خدا بخش شہید
(صفحہ ۱۳۲)

سید حسین
سید نصیر ترمذی
سید حسین
سید علی
سید شاہ احمد توختہؒ
(لاہور)
سید شاہ محمد
سید شاہ عمر
سید شاہ ابوبکر
سید شاہ حمزہ
شاہ احمد زاہد
سید شاہ زید
شاہ نور الحق بندہ
شاہ محمد زاہدی
شاہ ابوالواحد
شاہ راجو
شاہ منور
شاہ قلندر
شاہ لدھن
شاہ محمد
شاہ محب اللہ
(صفحہ ۱۳۳)

اولادِ امیر کبیر سید علی ہمدانی ؒ

سید محمد ہمدانی

سید علاء الدین (بہار)

سید شمس الدین سیاہ پوش

سید بدر الدین
سید صدر الدین
سید اسحٰق
سید اشرف
سید عبد اللہ
سید راجہ محمد
سید نصیر الدین
سید اعظم
سید شاہ علی
سید رفیع الدین
سید محمد افضل
سید شاہ حسن علی
سید مہر علی
سید کریم بخش
سید ولایت علی
(بہار)

سید نور الدین
سید شاہ صدر الدین
سید شاہ برہان الدین
شاہ محمد
شاہ احمد
شاہ محمود ہمدانی
شاہ اشرف
شاہ اسحٰق ہمدانی
شاہ عبد اللہ
شاہ باقی محمد
شاہ بھکاری
سید عبد الرزاق
شاہ محمود ثانی
شاہ درویش محمد
سید حامی علی
سید اصالت علی
سید بشارت علی
سید شرافت علی
(بہار)

اولادِ سید خدا بخش شہید

سید سعد اللہ
سید محمد سلونی
سید لاڈلے
سید سلیم
سید عبد الرقیب
سید حبیب اللہ
قاضی عنایت اللہ
سید شاہ وارث رسول نما ؒ
(بنارس)

اولادِ سید محب اللہ

شاہ صفت اللہ
شاہ خیر اللہ
شاہ محمد شاہی
شاہ مدن

شاہ نور اشرف
سید جہانگیر بخش
سید پیر علی
سید حبیب اللہ
مولانا سید حسین مدنی
(یوپی)

سید شاہ تراب علی
سید شاہ مخدوم بخش
سید شاہ اکرم علی
سید شاہ تفضل حسین
سید زوار حسین
سید انور حسین
ڈاکٹر سید حبیب اللہ احمد
(رگھو کھیوری یوپی)
(سادات سوانہ)

سیّد ابوالفرح واسطیؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۲۷)

آپ سید داؤد کے خلفِ اکبر تھے۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ علم و فضل میں کمال حاصل کیا بعدازاں عراق پہنچ کر شہر واسط میں سکونت اختیار کی جو قلعۃ العمارہ کے قریب آج کل واسطۃ الحسنی کہلاتا ہے۔ اپنی لیاقت سے امارت اور عہدۂ قضا حاصل کیا۔ آپ کے چار فرزند (۱) سید ابوالفراس (۲) سید ابوالفضائل (۳) سید ابوداؤد اور سید نجم الدین بی بی خیرالنساء کے بطن سے پیدا ہوئے جو نجیب الطرفین سیدہ تھیں۔ کسی وجہ سے واسط کی سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال عازم غزنی ہوئے۔ اس وقت غزنی کا فرماں روا سلطان محمود تھا جو سادات کا قدردان تھا بلکہ ان سے نسبی تعلق بھی رکھتا تھا شہر بانو کی طرح وہ بھی نوشیرواں عادل اولاد تھا اور ایرانی النسل تھا۔ سلطان نے سید ابوالفرح واسطیؒ کے فرزندوں کو فوجی منصب داروں میں شامل کیا آخری جنگِ سومنات سنہ ۴۱۶ھ میں وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک رہے۔ فتحیابی کے بعد سلطان سید ابوالفرح واسطی کو اپنے ساتھ واپس غزنی لے گیا ان کے تینوں بیٹے ہند میں رہے اور پنجاب میں کلاں نور تزدو سرہند ریاست پٹیالہ میں سکونت پذیر ہوگئے۔ سید ابوالفراس نے چاچیز میں سکونت اختیار کی۔ سید ابوالفضائل چھاتروڑہ بنور میں اور سید داؤد تہن پور میں متوطن ہوگئے۔ ۱۸۰ سال تک ان کی اولاد پنجاب میں متمکن رہی۔ جب ہند میں قطب الدین ایبک کے زمانہ سے سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو یہ سادات پنجاب سے نکل کر مختلف علاقوں میں منتقل ہونے لگے۔ الغرض سید ابوالفرح واسطی غزنی سے واپس اپنے وطن واسط چلے گئے[1] جہاں سنہ ۴۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

---

[1] تاریخ سادات باہرہ ص ۱۱ تا ۳۹

میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

میر سید کمال الدین ترمذیؒ اپنے چند رفقاء کے ساتھ ۵۸۸ھ میں ترمذ سے دعوت و تبلیغ دین کے لیے ہند تشریف لائے اور قصبہ کیتھل کے نزدیک موضع بہانہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد بعض مجبوریوں کی بنا پر واپس وطن جانا پڑا اس لیے اپنی جگہ اپنے فرزند سید ابراہیم کو سلطان شہاب الدین غوری کی فوج میں شریک کر دیا۔ سلطان نے فوج کا علم دے کر ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر قلعہ ہانسی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ سید شاہ ابراہیم نے کمال جرأت کا مظاہرہ کر کے جدال و قتال کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن خود شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ قلعہ کے نزدیک ہی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور نشانچی کے لقب سے مشہور ہے۔ سید کمال الدین ترمذ سے دوبارہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ان کو کرنال میں آباد کیا یہاں آپ کے دست پر ہزاروں آدمی شرف با اسلام ہوئے۔ آپ نے عین جہاد میں ۶ رجب ۶۱۶ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن کی اولاد ہند کے چپہ چپہ پر آباد ہیں۔

(۱) ملک سید قطب الدین (۲) سید حسام الدین (۳) سید مغیث الدین (۴) سید جلال الدین غازی (۵) سید نظام الدین (۶) سید ابراہیم شاہ (۷) سید سعید جان (۸) سید رکن الدین (۹) سید علیم الدین (۱۰) میر سید نصیر الدین (۱۱) سید عز الدین۔

(۱) میر قطب الدین کا مزار کیتھل میں ہے اور ان کی اولاد موضع کیتھل اور فیض آباد میں آباد ہیں۔

(۲) میر حسام الدین کی اولاد کیتھل، احمد آباد اور فیض آباد ہیں ان کی قبر ابتدائی قادری خاندان کیتھل میں بھی ہے۔

(۳) سید مغیث یا نعت الدین خورد سال فوت ہو گئے۔

(۴) سید جلال الدین غازی ہماری سادات نہٹور (روہیلکھنڈ) کے مورث اعلیٰ ہیں۔

۱؎ تاریخ ناصری، تحفۃ الانساب، باغ سادات، شجرہ سادات نہٹور از مولانا سید عبدالرشید ندوی ص۱۴۲

(۵) میر سید سعید جان موضع پٹن صوبہ مدراس تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔

(۶) میر سید رکن الدین نے احمد آباد (گجرات) کو مسکن بنایا ان کی اولاد و امجاد وہیں آباد ہیں۔

(۷) میر سید علیم الدین قنوج میں بادشاہ دہلی کی طرف سے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس گھرانے میں سید شہاب الدین قنوجی مشہور تھے۔ سید صدر الدین سکندر لودھی کے درباری تھے۔ ان کے نواسہ سید صدر جہاں بادشاہ اکبر و جہانگیر کے وزیر سلطنت تھے۔ ان کے بیٹے سید نظام الدین کو شاہجہاں نے مرتضیٰ خانی کا خطاب رحمت فرمایا تھا۔

(۸) میر سید نصیر الدین شمالی بہار (ترہت) میں ضلع پورنیہ میں کھگڑہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سمری بختیار پور میں بھی ان کی اولاد موجود ہے۔ میر جعفر اور نواب میر قاسم قلعدار مونگیر حکمراں بہار و بنگال میر سید نصیر الدین کی دختری اولاد میں تھے۔

(۹) میر سید عز الدین رزم گاہ سنبھل میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار نہٹور میں ہے سادات سراواں اور سادات سامانہ بھی سید کمال الدین کی نسل سے ہیں۔

مناجات کمالیہ

خداوندا اکبر سمیعاً بصیراً — بقدرت علیٰ کلِ شیءٍ قدیرا

دہی مومناں را تو اکرام وافر — بہ جنت نعیماً و ملکاً کبیرا

دراں ملک باشد برائے تو خوش — درو نیست شمساً و لا زمہریرا

بحدیکہ تو طلب و لیسیں بداری — کلاہ سرا و سراجاً منیرا

بنص قرآن امر کردہ مومن — کہ ذکرم بگویند ذکراً کثیرا

بمثل کلامت کہ گفتن تواند — و لو کان بعضاً لبعضٍ ظہیرا

غضب بر منافق کجے در درآید — ببطن جہنم و ساءت مصیرا

کسے را کہ نامش دہی بر یمینش — بلطف تحاسب حساباً یسیرا

کسے را کہ بر پشت نامش رسانی — فی دعوی ثبوراً و یصلی سعیرا

کسے را کنی صادق الوعد او تو — شعر وایمن از شرہ مستطیرا

بروزیکہ از قبر بیروں شوند آں — بہ محشر چو خیزند اکثر نفیرا

دراں روز یارب بفریاد من رس — نباشم چو مورا علی قطریرا

چہ داند کسے حال درماندگاں را — تو دانی کہ ہستی علیماً بصیرا

کمالِ حسینی بسا جرم دارد

ز رحم عفو کن یا لطیفاً خبیرا

(از میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ)

؎ شجرہ سادات نبتور از مولانا عبدالرشید ندوی ص

سید شریف جرجانی

سید شریف جرجانی صوبہ جرجان یا گرگان کے موضع "طاغو" میں ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ/۲۲ فروری ۱۳۴۰ء میں تولد ہوئے۔ ان کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھا اور لقب سید شریف تھا۔ والد کا نام محمد تھا۔ شجرۂ نسب یہ ہے:

"علی بن محمد بن علی السید زین ابو الحسن الحسینی"

تیرھویں پشت میں سلسلۂ نسب محمد بن زید الداعی بن امام زین العابدینؓ سے ملجاتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مفتاح العلوم نور طاؤسی سے پڑھی۔ جار اللہ زمخشری کی کشاف کا مطالعہ بھی ان کی نگرانی میں کیا۔ "شرح مطالع" قطب الدین کے شاگرد مبارک شاہ سے مصر میں پڑھی بلکہ اس پر حاشیہ بھی لکھا۔ مواقف بھی پڑھی اور اس پر شرح بھی لکھی۔ وہ مصر میں محمد بن محمود البرکاتی سے "ہدایہ" کا درس لیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر شیراز میں درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۲۰ برس تک مدرسہ دار الشفاء میں درس دیتے رہے۔ شیراز کا حکمران شاہ شجاع کا قدردان تھا۔ سلطان تیمور نے ۷۸۹ھ میں شیراز کو تاراج کیا مگر سید شریف جرجانی کو امان دی بلکہ ساتھ سمرقند لے گیا جہاں وہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۴۰۵ء میں تیمور کی وفات کے بعد وہ شیراز واپس آگئے۔ جہاں ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ/ ۶ جولائی ۱۴۱۳ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تالیفات (۱) قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا جو غلط طور پر شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) سے منسوب ہو گیا۔ (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ تفسیر کشاف (۴) حاشیہ المشکوٰۃ بالعلامۃ الطیبی (۵) رسالہ فی اصول الحدیث (۶) حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب (۷) شرح سراجیہ (۸) شرح ایساغوجی (۹) صغریٰ کبریٰ (۱۰) شرح تلخیص (۱۱) حاشیہ شرح مطالع (۱۲) صرف میر (۱۳) نحو میر (۱۴) شرح کافیہ (۱۵) شرح وقایہ۔ (۱۶) حاشیہ مطول (۱۷) آداب الشریف (۱۸) حاشیہ شرح حکمت العین (۱۹) شرح مواقف (۸ جلد) — (۲۰) حاشیہ شرح تجرید قدیم (۲۱) شریفیہ (۲۲) شرح تذکرہ طوسی (۲۳) التعریفات۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی صفحہ ۱۰۹، ۱۱۳)

امیر علی کبیر ہمدانی رح

(شجرۂ نسب ص۱۳۱)

سید امیر علی ہمدانی رح ۷۱۴ھ مطابق ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں تولد ہوئے آپ کی والدہ کا نام بی بی فاطمہ تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اپنے ماموں سید علاء الدین سمنانی رح سے تصرف کی تربیت حاصل کی۔ آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ میں ہوا۔ کوہستان پہار کے نزدیک ختلان میں مدفون ہیں جو روسی ترکستان میں ہے۔ نو مسلم راجہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں سیدنا علی کبیر ہمدانی رح اپنے ۷۰۰ احبابوں کے ساتھ کشمیر میں نزول اجلال فرمایا جن میں آپ کے مرید خاص سید محمد خاوری بھی تھے۔ آپ نے کشمیری زبان سیکھی اور اپنے احبابوں کو کشمیر میں رشد و ہدایت کے لیے چھوڑا۔ کتب سیر میں درج ہے کہ سید صاحب نے اپنی کلاہ سلطان قطب الدین بن شہاب الدین شاہ کشمیر کو عنایت فرمائی تھی وہ ٹوپی اس خانزادہ کے آخری حکمراں فتح شاہ کی وصیت کے مطابق قبر میں رکھ دی گئی۔ مولانا آفی رح کے مطابق لوگ اس تبرک کے فیض سے محروم ہو گئے[1]۔ امیر علی کبیر ہمدانی رح کی وفات کے بعد ان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی بارہ سال تک کشمیر میں رشد و ہدایت میں معروف رہے۔ میر سید محمد ہمدانی رح کے فرزند سید علاء الدین بہار چلے گئے جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں اور ان کی اولاد بھی وہیں آباد ہیں۔ جن میں سید ولایت علی بہت مشہور ہیں جو سید علاء الدین کے فرزند سید شمس الدین سیاہ پوش کی اولاد ہیں۔ سید حمید الدین آزاد بھی اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کشمیری صبح کے وقت اوراد فتحیہ خوش الحانی سے پڑھتا ہے جس کی بشارت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رح کو آستانۂ نبوت پر رحمت للعالمین کی ایما پر ہوئی تھی۔ سید علی ہمدانی رح شاعر بھی تھے۔ تخلص علی اور علائی کرتے تھے۔ علائی اپنے استاد اور خالو سید علاء الدین کی مناسبت سے لکھتے تھے۔ [2] آل بانی مسلمانی - میر سید علی ہمدانی (کشمیر)

---

[1] ماہنامہ ندیم مارچ ۱۹۳۲ء ص۱۰ از سید حمید الدین آزاد بہار۔

نوٹ: حکیم ابن سینا بھی ہمدان کے رہنے والے تھے۔

سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ گلبرگہ شریف دکن

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

اسم گرامی سید محمد کنیت ابو الفتح اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق تھا۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کہلائے۔ آباؤ اجداد ہرات سے دہلی آئے۔ ۷۲۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد سید یوسف حسینی راجو قتالؒ تھے جن کو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے ماموں سید ابراہیم مستوفی دولت آباد کے صوبیدار تھے۔ ۷۳۱ھ میں آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ۷۳۶ھ میں اپنے بڑے برادر سید چندن کے ساتھ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت چراغ دہلویؒ کے وصال کے بعد سجادۂ ولایت پر متمکن ہوئے۔ دہلی میں ۴۴ سال کے قیام کے بعد ۸۰۱ھ میں عازم گلبرگہ (دکن) ہوئے۔ چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون سے عقد کیا جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) سید محمد اکبر حسینی (۲) سید محمد اصغر حسینی، ۸۱۱ھ میں بڑے صاحبزادے نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی لیکن سات ماہ بعد ہی رحلت فرما گئے۔ سید محمد اکبر حسینی کی تصنیفات (۱) التعارف (۲) شرح ملتقط (۳) عقیدہ (فارسی) (۴) اباحت سماع (۵) مقامات صوفیاء (۶) تصریف مالکی، (۷) شرح سوانح (۸) رسالہ مسئلہ (۹) رسالہ علم۔[1]

خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی تصنیفات کی کل تعداد ۳۱ ہے۔ گلبرگہ شریف میں ۲۲ سال تک فیضان عام رہا آخر ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ میں ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔[2] گلبرگہ شریف میں سلطان احمد شاہ بہمنی نے ان کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔

---

[1] بزم صوفیہ ص۴۸۳

[2] عربی النسل مسلمان ص۲۱۷

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ[1]

(شجرۂ نسب ص ۱۲۹)

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ کے والد ماجد مخدوم سید شاہ حمید الدین راجگیری سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مخدوم شاہ تیم اللہؒ کے نانا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ پیر جگجوت کاشغر کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ شہر کے قریب جیٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی بی بی جمال تھا ان کا مزار بھی جیٹھلی میں اپنے والد پیر جگجوت کے نزدیک واقع ہے۔

مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ نے ۹۰۷ھ میں وفات پائی۔

نوٹ:- (۱) سید احمد اللہ مصنف شعرائے بہار حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۲۲ واسطے درج کیے گئے ہیں اسی طرح وہ مخدوم سفید بازؒ کی پچیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۷ واسطے درج ہوتے ہیں۔ (۲) سید احمد اللہ نے اپنے شجرہ میں خود کو حضرت زید شہید کی اولاد بتایا ہے۔ جبکہ وہ حضرت امام زین العابدینؓ کے فرزند سید علی الاصغر کی اولاد ہیں۔ (مؤلف)

---

[1] کنز الانساب ص ۱۰۷ تا ۱۱۱، تاریخ بارہ گیاں ص ۱۴ تا ۱۵

[2] اعیان وطن ص ۱۶۹، مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۱

نوٹ:- مخدوم شمس الدین شمس بارولی (متوفی ۸۵۰ھ) تیم اللہ سفید بازؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

سید ابوالعلاؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۳۰)

سیدنا ابوالعلاؒ خواجہ فیضی کے نواسہ تھے اور آپ کے والد ماجد سید ابوالوفا خواجہ ابوالفیض
کے نواسہ اور ان کے دادا امیر عبدالسلام خواجہ عبداللہ خواجگاں کے نواسہ تھے۔ سید ابوالوفا چار بھائی
تھے۔ سید ابوالخیر، سید ابوالصفا، سید عبداللہ اور سید ابوالوفا، سید عبداللہ سید ابوالعلا کے پیر و مرشد
اور خسر تھے۔ سید ابوالعلاؒ کی ولادت قصبہ نریلا میں ہوئی جو دہلی اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سید
ابوالعلاؒ ۹۹۰ھ میں تولد ہوئے اور یہ مغل بادشاہ اکبر کا دور تھا۔ آپ کے دادا عبدالسلام اسی زمانہ میں
فتح پور سیکری پہنچے۔ وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ
میں مدفون ہوئے۔ سید ابوالعلاؒ کے والد سید ابوالوفاؒ کا انتقال فتح پور سیکری میں ہوا اور وہ دہلی میں مدفون
ہیں آپ کے نانا خواجہ فیضی سہ ہزاری منصب اور سہ ہزار سوار پر مامور ہو کر بردوان (بنگال) کے
ناظم مقرر ہوئے۔ سید ابوالعلاؒ بھی نانا کے ساتھ رہ کر اسی عہدہ پر فائز ہوئے۔ راجہ مان سنگھ صوبیدار
آپ کی کارگزاریوں سے بہت خوش تھا اور آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اسی دوران پٹنہ
اور حاجی پور کے درمیان مینا پور کے مقام پر بادشاہی فوج اور باغیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی
جس میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے فتحیاب ہو کر بردوان لوٹے۔ اسی دوران بادشاہ اکبر
فوت ہو گیا اور بادشاہ جہانگیر دہلی کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس نے تمام امراء سلطنت کو دہلی دربار
میں طلب کیا۔ آپ بھی اس تقریب میں بردوان سے اکبرآباد پہنچے۔ اثنائے راہ میں قصبہ منیر بہار میں
شاہ دولت منیریؒ کے یہاں قیام فرمایا۔ شاہ دولت منیریؒ نے بڑی قدر و منزلت کی اور دسترخوان پر
لقمہ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا ہو گیا اور
آپ روشن ضمیر ہو گئے۔ اکبرآباد پہنچ کر اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے اور جذب و مستی میں غرق ہو
گئے بادشاہ نے ہر چند کوشش کی کہ ان کو واپس لایا جائے مگر نہ لوٹے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین

۱؎ بہار میں ابوالعلائی فیضان صفحہ ۴۳

اولیاءؒ کے مزار پر چلہ کشی کی اور خواجہ غریب نوازؒ کے دربار سے ولایت و قطبیت پر فائز ہوگئے اپنے چچا امیر سید عبداللہؒ سے بیعت ہو کر نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ خواجہ غریب نوازؒ سے اویسیہ نعمت ایسی ملی کہ جس پر نظر کرتے ولی بن جاتا۔ آپ ۱۰ سال کی عمر میں ۹ صفر ۱۰۶۱ھ میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ خلفاء میں شاہ فرہاد اور منعم پاکؒ سے ابوالعلائیؒ سلسلہ بہار میں پھیلا۔

مادری نسبنامہ:۔ سید ابوالعلاؒ بن بی بی فاطمہ بنت خواجہ محمد فیضی بن خواجہ ابوالفیض بن خواجہ عبیداللہؒ خواجگاں بن خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ۔

سید شاہ وارث رسولنما بنارسیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۴۲)

سیدؒ شاہ وارث رسولنماؒ سادات سوانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن نونہرہ پارہ قاضی پور یوپی تھا۔ آپ کے والد قاضی سید عنایت اللہ عہد عالمگیری میں بنارس کے قاضی تھے تحصیل علم کی غرض سے بنارس آئے اور سکونت اختیار کی۔ وہ ۱۰۸۶ھ میں تولد ہوئے اور ۱۱۶۶ھ میں بنارس میں وفات پائی بنارس میں محلہ "مرادی کا باڑہ" ایک سنگی چبوترہ پر آپ کا مزار زیارت گاہ عام ہے۔ تاج العارفین شاہ حبیب اللہؒ بنارس گئے اور حضرت قطب الاقطاب صاحب نسبت اولیسیہ بنوریہ مولانا سید وارث رسولنما بنارسیؒ کی خدمت میں زانوئے ادب تہہ کیا اور بقیہ درسیات کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت رسول نماؒ مرتبہ عرفان میں درجہ قطب الاقطاب پر فائز تھے۔ اس کے ساتھ منصب رسول نمائی بھی بارگاہ نبویہ سے عطا ہوا اور سلوک کا خاص طریقہ دردویہ اور طریقہ قلندریہ کے سلوک کی بھی تکمیل کی۔ حضرت رسول نماؒ نے خرقہ جمیع سلاسل کا تحریری اجازت نامہ ۱۱۲۳ھ میں مہر و دستخط سے مزین فرمایا اور عطا کیا۔ ان کے صاحبزادے کا نام ہشام غلام نقشبندی ہے۔

پشت نمبر	شجرۂ طریقت
۱	سید شاہ وارث
۲	شاہ رفیع الدین
۳	سید سلیم
۴	سید شاہ مصطفےٰ
۵	شیخ تاتار
۶	شیخ محمد القیسی
۷	سید الکریم
۸	سید سلیم
۹	سید پیارے
۱۰	شیخ محمد رحمت اللہ
۱۱	سید قیس
۱۲	سید ابوالحیات قادری
۱۳	سید تاج الدین
۱۴	سید بہار الدین
۱۵	سید جلال الدین
۱۶	سید داؤد
۱۷	سید علی عبداللہ قادری
۱۸	سید ابو صالح نصر
۱۹	سید عبدالرزاق
۲۰	سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۱؎ اعیان وطن ص۱۲۳ تا ۱۲۴، ۲؎ اعیان وطن ص۱۲۳ تا ۱۲۵

نوٹ:۔ حضرت رسولنماؒ چار کتابوں کے مصنف تھے (مؤلف)

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی

(شجرۂ نسب ص ۱۳۲)

شیخ الاسلام سید شاہ حسین احمد مدنی کا خاندان سادات ٹانڈہ، فیض آباد، یوپی، ہند اور سادات ترمذی کی شاخ ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ سید شاہ احمد تو ختہؒ، لاہوری تھے۔ انہوں نے ایک عرصۂ دراز تک مسجد نبوی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ عرب و عجم کے شیوخ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ کی مہمان نوازی بے مثل تھی۔ ان کی شخصیت پر وقار، بارعب اور مسحور کن تھی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے درس حدیث سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا کے ساتھ سید حسین احمد مدنی بھی اسیر رہے۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ۱۹ شوال سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۹ء میں ہوئی تھی۔

آپ کے مریدان بے شمار ہیں آپ نے زندگی بھر رشد و ہدایت کی شمع جلائے رکھی۔ آپ کے خلفائے مجاز کی تعداد ۱۲۵ سے متجاوز ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ حبیب اللہ نے مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ سید حبیب اللہ اپنے شیخ اور پیر و مرشد شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے بڑے عاشق زار تھے۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص ۲۹

نوٹ:۔ تذکرۂ اولیائے لاہور میں وارث کمال نے شاہ احمد تو ختہ کے شجرۂ نسب میں پشت ۱۳ پر علی اصغر لکھا ہے جبکہ عربی النسل مسلمان کے مصنف نے حسین الاصغر لکھا ہے جو تحقیق طلب ہے (مؤلف)

سید حبیب احمد و فردوسی بیگم سادات سوانہ، فیض آباد، گورکھپور اور غازی پور

(شجرۂ نسب ۱۳۲)

ڈاکٹر سید حبیب احمد بن سید انوار حسین موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی کا عقد قدسیہ بیگم بنت سید شہاب الدین سے ہوا، سید شہاب الدین کا نکاح فردوسی بیگم بنت سید نواب محمد علی نصر خان سے ہوا جن کے بطن سے قدسیہ بیگم تولد ہوئیں۔ سید شہاب الدین کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ منیر الدین احمد ہے۔ جو میر سید منصور علی خاں کے فرزند تھے۔ دوسری روایت کے مطابق نواب سید محمد علی نصر خاں کے والد کا نام نواب زادہ سید محمد علی کبیر (گورکھپور) تھا ان کا عقد رقیہ بیگم بنت شاہ منیر احمد سے ہوا تھا۔

سادات سوانہ موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد گورکھپور اور نوہٹہ پارہ غازی پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شجرہ:۔ فردوسی بیگم بنت نواب سید محمد علی نصیر خاں بن سید منصور علی خاں بن سید ذوالفقار علی خاں بن میر سید تراب علی خاں۔

(ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

---

[1] حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تمش فی الارض مرحا

زمین میں اکڑ کر مت چل (القرآن)

باب ۷
سادات باقری۔

اولادِ امام باقر بن امام زین العابدینؓ

۵۔ سید عبداللہ الکریم حسن

۶۔ سید حبیب اللہ
۷۔ سید برکت اللہ
۸۔ سید شہاب الدین الصد
۹۔ سید نجم الدین
۱۰۔ صوفی سید محمد صادق
۱۱۔ سید شہاب الدین مصری
۱۲۔ سید احد الٰہی
۱۳۔ سید معروف
۱۴۔ سید جنید
۱۵۔ سید عثمان ثانی
۱۶۔ سید عبدالوہاب
۱۷۔ سید عثمان شیر سوار
۱۸۔ سید یوسف بتیغ پوش
۱۹۔ سید عبدالقاسم
۲۰۔ سید محمد
۲۱۔ سید عبدالرحیم
۲۲۔ سید عبدالرحمٰن
۲۳۔ سید عاشق علی
۲۴۔ سید محمد فرید

۲۵۔ سید محمد ابراہیم
۲۶۔ سید محمد داؤد
۲۷۔ سید محمد یحییٰ
۲۸۔ سید نجم الدین
۲۹۔ سید محمد علی
۳۰۔ سید محمود
۳۱۔ سید محمد
۳۲۔ سید نور الدین
۳۳۔ سید شاہ احمد حسین
(خسرو پور باڑھ، پٹنہ
بہار
سادات سراواں، اردل
(کنز الانساب صہ ۶۵)

سید ہاشم اسود (رح)
سید اسمٰعیل (رح)

سید ثابت
سید سلیم
سید سعد
سید طلحہ
سید ربیع
سید جنید
سید سفیان
سید غورہ
سید فروہ
سید ظہیر
سید عبداللہ صبوحی
(دمشق)
سید حاجی حمزہ
سید اسمٰعیل
سید اسحٰق
سید شاہ محمد
شاہ قاسم
سید شاہ سلیمان
سید خلیل اللہ
سید قاضی قطب الدین احمد
(پٹن، گجرات)
(تاریخ صوفیائے گجرات صہ ۱۶۷)

اولادِ سید عبداللہ الکریم حسن بن امام باقرؓ

۶۔ سید ہاشم اسود
سید محمد حسن مثنی
سید جعفر مدنی
سید علی رضا
سید حسین
سید اسمٰعیل
سید ابراہیم
سید ابوالقاسم طوسی
سید حسن طوسی
سید عبداللہ طوسی
سید یوسف طوسی
سید محمد یعقوب لاہوری
سید داؤد لاہوری
سید محمد اسحٰق
سید محمد اسمٰعیل دہلوی
سید تاج الدین
سید علاء الدین
سید جمال الدین کالپی
سید جلال الدین
سید تقی الدین بہاری
سید قطب الدین
سید صدر جہاں (ص ۱۴۹)

۶۔ سید اسمٰعیل

سید محمد
سید علی قاسم
سید ابراہیم
سید علی
سید حاتم
سید صالح
سید جعفر
سید موسیٰ
سید ہاشم
سید یحییٰ
سید کمال الدین
سید محمد
سید عبداللہ
شاہ نعمت اللہ
(خسروپور، باڑھ)
پٹنہ، بہار

۷۔ سید خلف
۸۔ سید ابوسعید بلخی
۹۔ سید سیف الدین
۱۰۔ سید یحییٰ
۱۱۔ سید عبداللہ عینی
۱۲۔ سید عبدالجبار
۱۳۔ سید عبدالوہاب
۱۴۔ سید عبدالرزاق
۱۵۔ سید علاء الدین
۱۶۔ سید حمید الدین ارغینی
۱۷۔ سید علی زاہد
۱۸۔ سید معظم
۱۹۔ سید اعظم
۲۰۔ شاہ ابومحمد
۲۱۔ شاہ احمد
۲۲۔ شاہ عبداللہ
۲۳۔ شاہ بڑے
۲۴۔ شاہ حمید
۲۵۔ سید عبدالجلیل
۲۶۔ سید غلام عالم کلاں
۲۷۔ مسماۃ رحم بی بی
۲۸۔ محمد ایوب
۲۹۔ شاہ رفیع الدین

(ہسوہ، فتحپور، یوپی عربی النسل ص ۳۰)

اولادِ سید صدر جہاں بن سید قطب الدین

سید اولیا علی
سید حسین
سید ناظر
سید محمد ناظر
سید محمد یٰسین
سید شاہ ولی اللہ
سید غلام حسین
سید سلطان احمد
سید عطاء حسین عبدالرزاقؒ
(حاجی پور)
سید شاہ نظام الدین
سید شاہ حسین احمد
(حاجی پور بہار)
(کنز الانساب صہ ۶۵)

سید نجم الدین
سید محمد علی
سید عبدالحکیم
سید عبدالقدوس
سید محمد حسن
سید محمد یوسف
سید محمد اسحٰق
سید کرم علی
سید فیض علی
سید صابر علی
سید تبارک حسین
قاضی سید نور الحسن
(بہار)
(کنز الانساب صہ ۵۳)

سید شاہ عطا حسین فانی عبدالرزاق ابوالعلائی منعمی داناپوری

(شجرۂ نسب ملے)

سید عطا حسین فانی منعمی ابوالعلائیؒ کی ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ سید شاہ قمرالدین حسین آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ شاہ عطا حسین کی والدہ اور ان کی نانی دونوں ۱۲۴۰ھ میں رحلت پاگئیں۔ شاہ عطا حسین کو ان کی نانی نے جو کلاہ پہنائی تھی وہ آخر وقت میں انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کے سر پر رکھی جن کا عقد شاہ شمس الدین سے ہوا اور شاہ قمرالدین انہیں کے بطن سے تولد ہوئے جو فخرِ خاندان کہلائے اس طرح ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کے والد سلطان احمد کی شہادت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ بنے۔ آپ کی تعلیم پر آپ کے چچا شاہ مراد علی نے توجہ دی۔ آپ نے فن طب حکیم محمد دلیسنوی سے سیکھا۔ مولانا عزیزالدین حیدر لکھنوی سے عربی سیکھی، بیعت اپنے دادا شاہ غلام حسین منعمی سے ہوئے۔ خواجہ غریب نوازؒ سے روحانی طور پر اسم ذات سیکھا۔ مخدوم شاہ بدیع الدین قطب مدارؒ سے اذکار و اشغال بطریق اویسیہ ملا۔ آپ کے دادا اور مرشد شاہ غلام حسین ۱۲۵۳ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں رحلت فرماگئے۔ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی اولاد سید شاہ امیر علی کی دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ اس کے بعد شاہ قمرالدین سے بھی وخلافت ملی۔ ۱۲۵۵ھ میں آپ کے مرشد شاہ قمرالدین کا وصال ہوگیا، ۱۲۶۰ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ بنارس، الٰہ آباد ہوتے ہی مانکپور پہنچے۔ پھر اکبرآباد پہنچ کر ابوالعلاؒ کے مزار پر چلہ کش ہوئے۔

ملے تذکرہ سید شاہ عطا حسین منعمیؒ ص ۵۵ تا ۶۷، ۲۶ تا ۵۲ (مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

باب ۵: سادات جعفری

امام جعفر صادقؒ بن امام باقرؒ

۶۔ سید علی اکبر		سید محمد	سید محمد العریضی
		سید علی ثانی	سید قاسم العریضی
۷۔ سید محمد	سید احمد	سید عزالدین	سید ابوشعیری العریضی
۸۔ سید علی	سید کمال الدین کرمانی	سید عمر	سید فرید
۹۔ سید حسین ابوالحسن	سید عبداللہ	سید حسن	سید محمد
۱۰۔ سید علی	سید علا ابراہیم	سید احمد	سید اسحٰق
۱۱۔ ابوالحسین عباس	سید یوسف	سید حسین بیابانی	سید یعقوب
۱۲۔ سید احمد	سید جلال	سید محمد کلانی	سید محمد
۱۳۔ سید حمزہ	سید خدابخش	سید مرتضیٰ ثانی	سید نصیر الدین اختر الدین
۱۴۔ سید حسن	سید احمد لاہوری	سید محمد مقبول ثانی	سید عبدالوہاب
۱۵۔ سید عباس ثانی	سید مسعود	سید محمد رفیع الدین	سید عبدالحی
۱۶۔ سید ابراہیم ابوالحسن	سید محمود	سید سمیع الدین	سید محمود
۱۷۔ سید حسین الدین	سید یعقوب	سید احمد حقانی	سید احمد
۱۸۔ سید نصیر الدین	سید سعدی	سید علی کلانی	سید قطب الدین میر عرض
۱۹۔ سید محمد خواجہ	سید اسحٰق	ماجدہ جمیلہ خاتون	سید صادق سالار
۲۰۔ سید محمد یوسف	سید اسمٰعیل	سید علاء الدین علی صابرؒ	سید قطب اللہ
۲۱۔ سید محمد اسحٰق	سید علی اکبر	(کنز الانساب صہ ۶۷)	سید حسن
۲۲۔ سید اللہ داد	سید علی اصغر		سید احمد جیو
۲۳۔ سید قطب الدین بھکر	مولانا سید حاجی خیر الدین		
۲۴۔ سید عبدالعزیز	مولانا سید محمد خطاب بیروی		
۲۵۔ سید برہان الدین (جعفر پوری)	مولانا شہباز بھاگلپوری		

(تذکرہ صادقہ صہ ۳۷۵)

اولادِ امام جعفر صادقؑ

سید علاء الدین العریضی
- سید علی
- سید کمال الدین
- سید عبداللہ
- سید احمد طاہر
- سید ابو محمد جیلانی
- سید ابو الجمال
- سید ابو عبداللہ صوفی
- بی بی عارفہ
- سید عبدالقادر جیلانیؒ (بغداد)

سید محمد دیباج

سید علی العریضی
- سید حسین العریضی
- سید احمد ابو طاہر
- سید جعفر
- سید سلطان
- سید احمد
- سید عبداللہ قلندر
- سید محمد
- سید شمس الدین قلندر (پہرسر بھرت پور)

سید حسین جعفر

سید سیف الدین
- سید یوسف
- سید ظہیر الدین
- سید احمد
- سید عبدالنصیر
- سید کمال الدین
- سید نصیر الدین
- سید شمس الدین
- سید فتح اللہ حاجی
- سید عالم
- سید جہانگیر
- سید قطب فتح جنگ
- سید شاہ محمد
- سید درویش
- سید حسن
- سید رکن الدین جہاں گشتؒ
- سید نور الدین (زبدۂ بہار) (کتاب انساب صفحہ ۶۳)

سید محمد خجون
- سید عبدالغنی
- سید عبداللہ
- سید مسعود
- سید محمد
- سید آدم
- سید اسمٰعیل
- سید ابراہیم
- سید ہزبرہ
- سید محمد
- سید مسعود
- سید علیم الدین گیسو درازؒ (بہار) صـ ۱۵۶

نوٹ:۔
سید علاء الدین صابرؒ کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ جمیلہ خاتونؒ بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کی سگی ہمشیرہ تھیں جن کا پدری شجرۂ نسب فاروقی ہے۔

(۱) عربی النسل مسلمان صفحہ نمبر ۳۰۳ (۲) تاریخ صوفیائے گجرات صفحہ نمبر ۲۳۱
(۳) خواجگان چشت صفحہ ۹۹

اولادِ امام جعفر صادقؓ

سید اسحٰق مؤتمن

سید مطہر	سید حسن عطار
سید محمد رفیع الدین	سید عبدالمطلب
سید حیدر	سید محمد شریف
سید محمد مطہر	سید ثناء اللہ
سید محمد طاہر	سید عبدالجبار
سید اسد اللہ	خواجہ ولی اللہ
سید عبداللہ	خواجہ باقی اللہ
سید عبیداللہ	سید ذکی الدین
سید فضل اللہ	سید نورالدین

سید رشید الدین

سید نجم الدین عبدالاحد

دختر

سید شہاب الدین سہروردیؒ

(پیر جگجوت) بہار

(کنزالانساب صہ ٦٧)

سید یحیٰی

سید علی ضیاالدین

سید تاج الدین

سید داؤد

سید بہاء الدین

سید غیاث الدین

سید امجد

سید نور محمد

سید فتح اللہ

سید عبداللہ

سید علاءالدین صابرؒ

(کنزالانساب صہ ٦٧)

شجرہ اولاد سیّد اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادقؓ

- سید محمد ابوالحسن
  - سید اسمٰعیل ثانی
    - سید محمد موسیٰ
      - سید علی اکبر
      - سید حمزہ
      - سید محمد احمد
      - سید حسین
      - سید عبداللہ
      - سید جمال الدین
      - سید مبارز الدین
      - سید کمال الدین
      - سید محمد مہدی
      - سید علی
      - سید تاج الدین پہلوان
      - سید ظہیر الدین
      - سید عماد الدین نوربخش
      - سید ابراہیم شاہ سمنانی
      - سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (کچھوچھہ شریف)
    - سید منصور
      - سید غالب الدین
      - سید عبدالمجید
      - سید مستنصر باللہ جمال
        - سید احمد ہادی
          - سید ہاشم
          - سید محمد
          - سید محمود سبزواری
          - سید محب الدین
          - سید خالد جمال الدین
          - سید عبدالموتمن
          - سید سلام الدین
          - سید صلاح الدین
          - سید شمس الدین عراقی (لاہور)
          - شاہ اسداللہ
          - سید مخدوم ظہیر الدین
          - سید بہار الدین
          - سید ابراہیم
          - سید اسحٰق بندگی میاں
          - (صفحہ ۱۵۵)
        - سید منتخب اللہ
          - سید مہدی
          - سید ہادی
          - سید احمد شاہ
          - سید محمود شاہ
          - سید شمس الدین قلندر
          - سید کبیر الدین
          - سید عثمان مروندی
          - (لال شہباز قلندرؒ) سیہون شریف (سندھ)
- سید محمد اسحٰق
  - سلطان سید قطب الدین
  - سلطان سید رکن الدین
  - سلطان سید داؤد
  - سلطان سید حمزہ
  - سلطان سید موسیٰ
  - سلطان سید قاسم
  - سید سعید حسن
  - شاہ محمد حمزہ
  - سلطان محمد یوسف
  - سلطان ناصر الدین
  - سلطان شاہ احمد
  - سلطان تاج کاشغری
  - شاہ محمد الدین
  - مخدوم سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ
  - (بہار)[1]

---

[1] بزم صوفیہ صہ۲۵۴، ۳۷۷، کنز الانساب صہ۷۹،

شجرہ اولاد سید اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سید عبداللہ	سید علی	سید عارف	سید زکریا
سید عبیداللہ	سید محمد	سید محمد	سید یحییٰ
سید ابوبکر علی	سید عباس	سید محمود	سید حسین
سید نوراللہ	سید حسن	سید حامد	سید ابراہیم
سید نصیرالدین	سید حمزہ	سید علی	سید علی
سید نجم الدین واصل حق	سید محمود	سید حسن	سید عبداللہ
خواجہ محمد باقی	سید ابوطالب	سید احمد بدرالدین	سید عمادالملک
سید اسمٰعیل	سید یحییٰ	سید جمال الدین	خواجہ ابوضیاءالدین
سید فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	سید قمرالدین	سید کمال الدین	بی بی معصومہ
	سید حسام الدین	سید عمادالدین	خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
باقی	سید نظام الدین	سید وحیدالدین خجندی	
اولاد سید اسحٰق بندگی میاں	سید افضل الدین ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ	بی بی جمیلہ	
محمد زاہد	(میر ماہ بہرائچی)	بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ [3]	
عبدالنبی	(مدفون بہار)		
سید فتح محمد			
سید محمد غوث و سید جیو (متوفی ۱۱۱۷ھ)			
سید احمد محی الدین			
خسرو شاہ مہدی			
(بسوم فتح پور، یو پی)			

۱؎ کنز الانساب صفحہ ۶۹، ۲؎ مخزن الانساب صفحہ ۱۳۷،

۳؎ کنز الانساب صفحہ ۷، ۴؎ کنز الانساب صفحہ ۶۶،

اولاد سید علیم الدین گیسو دراز (بہار)

(شجرۂ نسب صفحہ

مخدوم شاہ محمد نیشاپور

شاہ محمود

مخدوم شاہ جہانگیر

سید شاہ علی

سید شاہ احمد

دیوان شہاب الدین

سید فخر الدین

سید صدا

سید صدر جہان جہانگیر

سید غلام مرتضیٰ

سید احمد علی

میر محمد علی

سید شاہ فرزند علی صوفی منیری — امیر الدین حسین ابوالعلائی فردوسی گیا۔بہار

سید اسد اللہ — شاہ محمد علی

حاجی عمر — شاہ یحییٰ

سید علی — شاہ ایوب

بابی اماں — شاہ عطاء الرحمن — شاہ الیاس

سید عاشق

سید غلام رسول

سید غلام مخدوم

سید ابو تراب

سید شاہ علی چھوٹن

سید سرفراز شرفن

سید بشارت حسین

بی بی وصالت

سید احمد اللہ مصنف مسلم شعراء بہار

علی میاں — حسین میاں — دختر زوجہ سید محمد ایوب بھنوئی ابدالی (لاکانڈرشٹ)

سید شاہ عبد القادر

سید شاہ ابو البرکات

(سجادہ آستانہ اسلام پور پٹنہ)

(مسلم شعراء بہار صفحہ ۱۷۵ جلد چہارم)

اولادِ سیّد احمد جاجنیریؒ بن سید حسنؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۱۵۱)

- سید محمد سہروردی
- سید سلطان بایزید
- دیوان عبدالفتاح شاہ
- سید قیام الدین
- سید امام الدین
  - مولانا سید محمد ضیاء
    - سید غلام اعظم
    - سید احمد الدین
    - سید یعقوب
    - سید کرامت حسین
    - سید عبدالکریم میرداری
    - گیا، بہار
  - سید فصیح الدین
    - سید غلام محی الدین
    - سید لطف علی
    - سید شاہ غلام حسین عباسی
    - سید شاہ محبت حسین
    - سید شاہ منیر الدین
    - رسول پور فتح

(مصنف مخزن الانساب) مظفر پور، بہار

(صفحہ ۱۳۹) (مخزن الانساب) صہ ۱۳۹

- سید صدر عالم
- سید قطب عالم
- سید مخدوم عالم
- سید نور الدین
  - سید غلام محمد
    - میر سید چھکوڑی
    - سید علی
    - سید حبیب الحسنین
    - حکیم سید شاہ محمد حسین صوفی
    - (بہار)
  - سید غلام مجتبیٰ
    - سید غلام منیری
    - میر ذاکر علی
    - سید ارشاد علی
    - (بہار)

(مخزن الانساب) صفحہ ۱۳۹
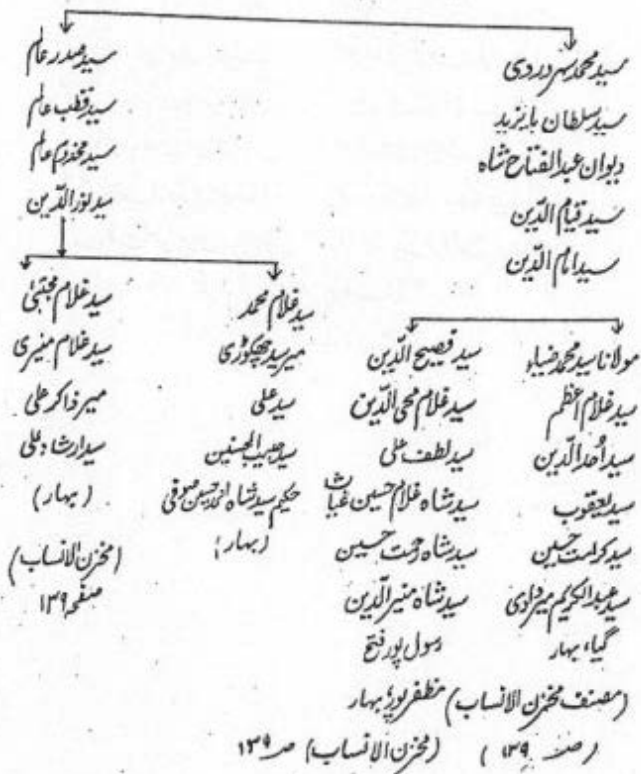
سید عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندرؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۵۷)

سندھ کے مرجع خلائق عظیم صوفی بزرگ عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندرؒ[1] ۵۳۸ھ میں عالم وجود میں آئے آپ کے والد سید ابراہیم کبیرالدین آذربائیجان کے دارالسلطنت تبریز سے ۴۰ میل دور مغرب میں مرفوع مروند میں سکونت پذیر تھے۔ حاکم مروند کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ سلطان شاہ نے اسی عقیدت کی بنا پر اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر کے عقد میں دے دیا۔ جن کے بطن سے لعل شہباز قلندرؒ تولد ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر حضرت بابا ابراہیم ولی کربلائیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے متعدد صوفیائے کرام سے بھی کسب کیا جن میں سرفہرست حضرت فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ، حضرت جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ اور شیخ بوعلی قلندرؒ ہیں۔ آپ سندھ تشریف لاکر سیہون شریف، دادو میں سکونت پذیر ہوئے اور اسلام کا بول بالا کیا شعروسخن سے شفقت رکھتے تھے ان کا تخلص عثمان تھا کلام فارسی زبان میں ہے۔ آپ ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء میں واصل بحق ہوئے۔ سیہون شریف میں آپ کا مزار ہے۔[2]

---

[1] ریاض الانساب ص ۴۴۶ و تذکرۂ اولیاء سندھ ص ۱۰۲

[2] ماہنامہ "الامیر" کراچی نومبر ۱۹۸۹ء ص ۳۴

مخدوم سید علاء الدین احمد صابرؒ کلیر شریف

(شجرہ نسب ۱۵۱)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبد الرحیم ہے اور والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت کی ولادت ۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد ہے۔ "مخدوم" اور "صابر" کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ جب پانچ سال کے ہوتے تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا اور مزید تربیت کے لیے اپنے بھائی بابا فرید گنج شکرؒ کے پاس اجودھن بھیج دیا۔ بابا صاحب نے اپنے بھانجہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ تین سال کے عرصہ میں عربی، فارسی، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی میں دستگاہ حاصل کر لی۔ آپ کی والدہ ہرات واپس چلی گئیں۔ بابا صاحب نے آپ کو لنگر تقسیم کرنے پر لگا دیا۔ آپ لنگر تقسیم کرتے مگر خود کچھ نہ کھاتے۔ اس طرح آپ نے بارہ سال گزار دیئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ نے آپ کو "صابر" کا لقب دیا اور اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا حضرت بابا صاحب نے اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم (شریفہ) کا نکاح اپنی ہمشیرہ کی خواہش کے مطابق آپ سے کر دیا۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور وہاں کی خلافت و ولایت آپ کے سپرد تھی۔ آپ میں شان جلالی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ استغراق اس قدر تھا کہ اپنی خبر نہ رہتی۔ آپ شاعر بھی تھے فارسی کلام میں احمد تخلص کرتے اور "صابر"، "علاء الدین"، ہندی میں تخلص تھا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو جوار رحمت میں قدم رکھا۔ آپ کا مزار پر انوار کلیر شریف میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

لہ آبشار اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۲۳۹ تا ۲۴۱

مناجات علاء الدین صابر کلیریؒ

(شجرۂ نسب ص)

خدایا بجز تو الٰہی نہ دارم — بجز ذاتِ پاکت پناہے نہ دارم

نیم پاک دامان عصیاں بہ پیشت — بجز لطفِ تو عذر خواہے نہ دارم

گناہ تو دارم بکن ہرچہ خواہی — ولیکن کسے داد خواہے نہ دارم

بگیر از کرم دستِ من تا بمحشر — بجز قدرتت من سپاہے نہ دارم

تو ای واقف از حالتِ من خدایا — کہ در دو بر من دستگاہے نہ دارم

نہ در دو غمت من بحالِ شرم سارم — کہ در سینۂ خویش آہے نہ دارم

ترا ایم ترا ایم ترا ایم چو صابرؒ
بجز نامِ تو زادِ راہے نہ دارم

لہ الصلوٰۃ از مفتی خلیل احمد خاں برکاتی ص۱۱

شجرہ و تذکرہ

سید فریدالدین عطارؒ

پشت نمبر	اسماء
۱۵	سید فریدالدین عطارؒ
۱۴	سید اسمٰعیل
۱۳	خواجہ محمد باقی
۱۲	سید نجم الدین ولی حق
۱۱	سید نصیرالدین
۱۰	سید نوراللہ
۹	سید ابوبکر حلی
۸	سید عبیداللہ
۷	سید عبداللہ
۶	سید اسمٰعیل اعرج
۵	امام جعفر صادقؑ

سید فریدالدین عطارؒ شیخ مجدالدین بغدادی کے مرید تھے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے ان کے متعلق فرمایا کہ منصور حلاجؒ کا نور ۱۵۰ سال بعد ان پر متجلی ہوا۔ جلال الدین رومیؒ بلخ جاتے ہوئے فریدالدین عطارؒ سے ملے تھے۔ یہ ملاقات نیشاپور میں ہوئی تھی۔ سید فریدالدین عطارؒ ۱۱۴ سال کی عمر میں ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء میں کفار تاتاریوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا وہ نیشاپور میں شادباغ میں مدفون ہیں۔

تصانیف

(۱) مصیبت نامہ (۲) الٰہی نامہ
(۳) خسرو نامہ (۴) پند نامہ
(۵) اسرار نامہ (۶) جواہر نامہ
(۷) شرح القلوب (۸) مختار نامہ
(۹) دیوان (۱۰) منطق الطیر
(۱۱) تذکرۃ الاولیاء

---

[۱] نفحات الانس ص ۵ تا ۵۳۱

[۲] تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۱۸۱

سید شہاب الدین سہروردیؒ "پیر جگجوت"

(شجرۂ نسب صد ۱۵۴)

شیخ شہاب الدین سہروردی، بہار میں پیر جگجوت کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کاشغر کے بادشاہ تھے، جو ترکستان اور توران کے درمیان واقع ہے۔ بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ (عظیم آباد) کے قریب جیٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ اور آپ کی زوجہ خاتون ملکہ دونوں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ مصنف "عوارف المعارف" کے مرید ہیں۔ آپ کی چار دختر تھیں۔

(۱) بی بی رضیہ والدہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ والدہ سید احمد چرم پوشؒ

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ شاہ سلیمان لنگر دریاؒ والدہ بی بی کمالو کاکوی زوجہ مخدوم سید شاہ حسام الدین مانکپوری حصاری والدہ بی بی معصومہ دحیین غریب دھکڑ پوشؒ

(۴) بی بی جمال والدہ مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

ع ایں سلسلہ از طلائے ناب است
ایں خانہ ہمہ آفتاب است

نوٹ بہ (۱) بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ زوجہ مخدوم سید موسیٰ ہمدانی

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی بن مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہؒ

(۴) بی بی جمال زوجہ مخدوم حمید الدین بن مخدوم آدم صوفیؒ۔

۱؎ کنز الانساب صد ۲۰۶، ۲۱۳، ۲۱۴، تاریخ بارہ گیاں صد ۱۴، ۱۵

۲؎ اعیان وطن صد ۳۴ تا ۲۱۵

سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

(شجرۂ نسب[154])

سید محمد اشرف اسم گرامی اور جہانگیر لقب تھا۔ آپ کی ولادت سمنان میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار آل سمنان کے مشہور سلطان تھے۔ اور والدہ خدیجہ بیگم خواجہ احمد یسوی کی دختر تھیں وہ تہجد گزار اور صائم الدہر تھیں۔ کمسنی میں قرآن حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں معقولات اور منقولات کا درس لیا۔ والد کی رحلت کے بعد سمنان کے سلطان ہوئے۔ بشارت کے مطابق آپ نے ترک سلطنت کیا اور عازم ہند ہوئے عنان حکومت اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کر دی۔ سمرقند، بخارا ہوتے ہوئے سید جلال الدین حیدر مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں اوچ شریف (ملتان) پہنچے۔ ان سے فیضیاب ہو کر منیر شریف بہار پہنچے جہاں مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے لیے شرط تھی کہ امام نجیب الطرفین سید ہو، تارک سلطنت ہو اور سات قرأتوں کا قاری ہو۔ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ہی ان شرائط پر پورے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ علاء الدین علاء الحقؒ پنڈوی، مالدہ، بنگال کی خدمت میں حاضری دی اور تمام روحانی فیضان سے فیضیاب ہو کر مرشد کے حکم پر جونپور پہنچے۔ راستہ میں منیر، سہری، بختیار پور (اشرف چک) منیر، محمد آباد گہنہ (اعظم گڑھ) اور ظفر آباد میں ٹھہرے جہاں لوگوں کو مرید کیا۔ جونپور سے رخصت ہو کر روح آباد میں سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ کے لیے حجرہ تعمیر ہوا جو آج کل کچھوچھہ شریف فیض آباد یوپی سے موسوم ہے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ مختلف مقامات پر جا کر رشد و ہدایت فرماتے اسی دوران ردولی، اسمور (آسومُش) اور قصبہ جائس میں ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ شیخ بدیع الدین مدار کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کی اور وہاں سے دیگر بلاد اسلامیہ و مقامات مقدسہ کی سیاحت کی۔ ۲۷ محرم ۸۰۸ھ کو وصال ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔ تین کتابیں ان سے منسوب ہیں۔ (۱) لطائف اشرفی (۲) مکتوبات اشرفی (۳) بشارت المریدین۔ وصال کے بعد ان کے ہمشیرزادہ اور مرید خاص حضرت نور العین عبدالرزاق سجادہ نشیں ہوئے۔

مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوری رحؒ

(شجرۂ نسب صـ ۱۵۱)

پشت نمبر	اسماء
۲۶	مولانا شہباز بھاگلپوری سلطانؒ
۲۷	مولانا شاہ عبدالحمید
۲۸	مولانا شاہ نصراللہ
۲۹	مولانا شاہ تاج الدین
۳۰	شاہ امام الدین
۳۱	شاہ غلام اشرف
۳۲	شاہ غلام مجتبیٰ دیوروی
۳۳	بی بی نصرت رحؒ زوجہ شاہ محمد حسین (بہار)

مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوری ؒ ۹۵۳ھ مطابق ۱۵۴۶ء میں صوبہ بہار کے ایک مشہور موضع دیرہ شریف میں تولد ہوئے۔ آپ نے ابتدا میں شاہ محمد دیوروی سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں شیخ سلامیؒ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر بحلاتا ناروپور شہر بھاگلپور میں اقامت پذیر ہوتے اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔ وہ زیادہ تر درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے مرض الموت میں بھی درس نہیں چھوڑا وفات سے کچھ پہلے مشکوٰۃ شریف کا درس دے رہے تھے۔ جیسے ہی فارغ ہوئے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی آپ کی وفات ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھاگلپور شہر میں مرجع خلائق ہے۔ ان کے متعلق یہ شعر زبان زد خلائق ہے۔

چڑھے گھوڑا اڑ لے باز
پھر شہباز کا شہباز

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ فتاویٰ عالمگیری کے لیے اکثر و بیشتر مولانا شہباز بھاگلپوریؒ سے رجوع کرتا تھا۔ مولانا کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے ان سے فرمایا کہ "شہبازؒ ابو حنیفہؒ وقت ما است۔"

(تذکرۃ الکرام صـ ۳۰ از شاہ محمد احمد پھلواروی وادیٔ بالان از ڈاکٹر آغا عماد الدین صـ ۱۹)

۱؎ تذکرہ صادقہ صـ ۲۲۴، ۲۲۵، ۲؎ تذکرہ صادقہ صـ ۲۷۵، ۳؎ تذکرہ صوفیائے بنگال صـ ۱۷۵ تا ۱۷۶

نوٹ:۔ شجرہ میں اصول الانساب کی رو سے ۵ اسماء کم درج ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

ڈاکٹر عبدالغفار انصاری کے مطابق

حضرت سید شاہ شہباز محمد بھاگلپوری رحؒ کا شجرۂ نسب پندرھویں پشت میں سید شاہ جلال الدینؒ سے جا ملتا ہے اور بیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ جعفری سید تھے۔ آپ کے جد امجد حاجی خیر الدین اپنے فرزند مولانا سید شاہ خطاب کے ہمراہ موضع دیورہ ضلع گیا، بہار تشریف لائے۔ مولانا شہباز بھاگلپوریؒ کی ولادت باسعادت بمقام دیورہ مغل بادشاہ ہمایون کے دور میں ہوئی۔ آپ تیس سال تک دیورہ ہی میں رہے بعد ازاں سنہ ۹۵۸ھ میں بھاگلپور منتقل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی مزید تعلیم کے لیے قنوج تشریف لے گئے۔ علم حدیث میں آپ نے حضرت شیخ ابن الحجر المکیؒ سے درس لیا۔ آپ عشق رسول میں کامل تھے۔ اور مکمل اتباع شریعت کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزاردی۔ آپ کا فیض سیالکوٹ، ڈھاکہ، پنڈوہ، مونا پور، بردوان، بنگھرا، پٹنہ اور ابنار تک پہنچا۔ آپ نے اپنے محلے ملا چک میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جہاں آپ خود درس دیا کرتے۔ یہ مدرسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ سید رضی الدین رضی مولف فتاویٰ عالمگیری نے اسی مدرسہ سے اکتساب علم کیا تھا۔

آپ مخدوم شاہ برہان الدین دیورویؒ سے بیعت تھے۔ شیخ پورہ سے خلافت دیورہ گئی تھی جس کی تصدیق دیورہ کی خانقاہ کمالیہ برہانیہ فردوسیہ کے سجادہ نشین شاہ محمد ابراہیم نے بھی کی ہے۔ ان کے قول کے مطابق مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ سلاسل فردوسیہ کے مرید تھے۔ دیورہ کی خانقاہ میں ایک قدیم کرم خوردہ قلمی نسخہ مرقومہ شیخ شعیبؒ فارسی زبان میں محفوظ ہے جس کے مطابق مخدوم شیخ شعیب جلال منیریؒ کے خلفاء میں ایک بزرگ مخدوم شاہ اسحٰق تھے جن کے والد خواجہ داؤد پانی پت سے نقل مکانی کر کے بہار میں محلہ جگجن آباد میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ شاہ اسحٰق کے فرزند خواجہ شاہ بخورداد اور ان کے فرزند مخدوم شاہ برہان الدین عرف بندگی اخوند میاں دیورویؒ تھے ان کے نام پر دیورہ کا آستانہ خانقاہ کمالیہ برہانیہ ہے۔ آپ باکمال بزرگ تھے اور عثمانی النسب تھے۔ (شجرہ ب) ایک سو سال سے زیادہ عمر پاکر

(تاریخ بارہ گیاں ص۲۰۹)

مخدوم برہان الدین دیوروی نے ۱۰۰۹ھ میں رخت سفر باندھا۔ مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوری انہیں کے مرید خاص تھے۔

آپ کے برادر گرامی سید شاہ شہاب الدین کا مرقومہ ترقیم شریف قلمی نسخہ کتب خانہ پیر دمڑیا، میں اب تک محفوظ ہے۔ اپنے برادر گرامی کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوری اپنے وقت کے جید عالم تھے اور متاخرین میں علوم حدیث، منطق، فقہ اور فلسفہ میں افضل ترین تھے۔ مصنف تذکرہ صادقہ کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوری نے سیکڑوں طالبان حق کو فیضیاب کیا اور درجۂ ولایت پر پہنچایا۔

شاہجہان بادشاہ نے آپ کے علم و فضل اور بزرگی سے متاثر ہو کر جاگیر کے وثیقے آپ کی خدمت میں بھیجے جو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے۔

خلفاء مولانا صفی سیالکوٹی (فرزند)، شاہ ارزانی، شاہ مہر علی، دیوان سید راجا، شاہ قطب، شاہ صدق دائم (مزار عظیم پور ڈھاکہ)، حضرت منان محی الدین وغیرہ۔

آپ کے خلفاء نے سیالکوٹ، مونگیر، پٹنہ، بردوان، مدنا پور، پنڈوہ، ڈھاکہ اور پورنیہ کے اطراف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری کیا۔

(حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری از ڈاکٹر عبد الغفار انصاری)

اولاد مولانا سید شہباز بھاگلپوریؒ شجرہ نسب ص ۱۵۱

- مولانا سیفی (سیالکوٹ)
  - مولانا محمد عاصم
  - مولانا محمد عابد
  - مولانا محمد مجید
  - مولانا محمد صفی
    - مولانا عابد شاہپوری
      - مولانا اشرف عالم (سجادہ نشین) (سیالکوٹ)
    - مولانا طاہر
      - محمد شفیع شعور مصنف (بہارستان)

تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۰۵

- مولانا عبد السلام

- سید شاہ عبد الحمید دلوری
  - سید شاہ نصر اللہ
  - سید شاہ تاج الدین
  - شاہ امام الدین
    - شاہ قطب الدین
    - شاہ غلام اشرف
      - سید غلام غوث
        - شاہ حبیب الحسن
        - بی بی جمیلہ زوجہ عبد الرحیم مصنف (تذکرہ صادقہ)
      - شاہ غلام مجتبیٰ دیلوری
        - بی بی نصرت زوجہ سید شاہ محمد حسین (بہار) (تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۰۵)
      - سید شاہ خیرات علی
        - محمد بخش چرکرو
        - بی بی رحیمہ
        - ابوالخیر

- رابعہ زوجہ ابو برکت فیض مولانا
  - مولانا ابو تراب منور
  - مولانا ابو الخیر انور
  - مولانا عزیز درگاہی
    - بی بی گلشن
      - بی بی زمرن
      - مولانا فرحت حسین
      - مولانا عبد الرحیم (مصنف تذکرہ صادقہ)
        - نور الہدیٰ
        - عبد الفلح
    - شاہ محمد معین
      - شاہ محمد حسین
      - بی بی محمودہ

- شیخ رفیع الدین حسین
  - مولانا ولایت علی
    - عبد اللہ شاہ غازی
    - سالار جنگ اسیلا (سوانح)
    - شہید ملتان جمیل
  - مولانا عنایت علی
    - صادق پوری

سیّد شاہ فرزند علی صوفی منیری رح

(شجرۂ نسب ص۱۵۶)

شاہ فرزند علی صوفی منیری کی ولادت ۹ شوال ۱۲۵۳ھ کو ولادت ہوئی[1] اور وفات ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ میں واقع ہوئی۔ آپ اسلام پور پٹنہ میں مدفون ہیں۔ آپ سید شاہ اولاد علی کے چھوٹے بھائی ہیں جو شرف الدین یحیٰی منیری کے مرید و خلیفہ تھے۔ ننہالی رشتہ شاہ خلیل برادر شرف الدین یحیٰی منیری بن اسرائیل بن امام تاج فقیہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے نانا شاہ ابوالفرح قمرالدین حسین عرف شاہ لطف علی فردوسی ہیں۔ آپ شرف آباد پار تھو متصل پن پن، پٹنہ کے متوطن تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید اولاد علی نے منیر میں سکونت اختیار کر لی اس لیے آپ بھی منیر میں قیام پذیر ہوگئے۔ آپ کا عقد اسلام پور پٹنہ میں شاہ ولایت علی کی دختر تدیرن سے ہوا۔ صوفی منیری کے فرزند سید علی کامل مشہور و معروف شاعر تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر طیب ابدالی پی ایچ ڈی ہیں۔ شاہ عبدالقادر سجادہ نشیں کامل کے بڑے بھائی تھے۔ سید شاہ صوفی منیری کی تعلیم و تربیت ان کے ماموں شاہ بکین نے کی اس کے بعد درس کی تکمیل اپنے بڑے بھائی شاہ اولاد علی زاہدی فردوسی (متوفی ۲۰ صفر ۱۳۰۷ھ) سے کی۔

سجادگان خانقاہ اسلام پور پٹنہ کے سجادگان میں سید شاہ عبدالقادر اور حاجی شاہ محمد عمر (متوفی ۱۳۹۱ھ مشہور ہیں)

تصانیف راحت روح، وسیلہ شرف و ذریعہ دولت لوائے حمد، سرود مستاں (فارسی)، اصول اکسیر، مثنوی کشش عشق، روش عشق، مصطلحات التصوفین۔

---

[1] ماہنامہ الحبیب اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۳۸ تا ۴۱

(باب ۹ سادات کاظمی) شجرۂ اولادِ امام موسیٰ کاظم رض

سید حسن	سید حمزہ	میر ہاشم	سید جعفر
سید موسیٰ	سید ابوالقاسم	سید احمد	سید حسین
سید علی اکبر	سید محمد الاعرابی	سید جعفر	سید علی
سید علی اظہر	سید محمد	سید محمد	سید ابراہیم
حکیم زاہد ترمذی	سید اسمٰعیل	سید ہارون	سید حسین ثانی
سید ارسلان	سید محمد	سید محمد ثانی	سید یوسف
سید مسعود	سید جعفر جلال	سید جعفر ثانی	سید علی ثانی
سید مودود ترمذی ثانی	سید ابراہیم	سید علی	سید حسین ثالث
قاضی نظام الدین قبلہ	سید محمد	سید حسن	سید محمد
سید بہاء الدین	سید شرف شاہ	سید محمد ثالث	سید میر علی ہراتی
سید محمد شہاب الدین	سید فیروز زریں کلاہ	سید علاء الدین	سید میر حیدر ہروی
شاہ نجم الدین	حاجی سید عیوض	میر سید حسن	سید کبیر علی ثانی
سید جہاں شاہ	سید محمد حفیظ	سید خوارزم شاہ	سید شرف الدین
سید محمود	سید شمس الدین مشہدی	میر بزرگ	سید جلال الدین جرار
سید محمد رضا	سید صلاح الدین رشید	میر عماد	سید حاجی شاہ
بی بی رقیہ	سید قطب الدین	میر علی	سید ہاشم
سید حسن علی	ص ۱۲۳	سید شبیر قلندر	سید عبدالمومن تتن شاہ
ہسوہ فتحپور		خوارزم شاہ	سید آل محمد
(یوپی ہند)		سید میر تلتی	شاہ عبدالکریم بلڑی والے رح
ص ۳۲		سید شافعی	سید شاہ جمال
عزی الفضل سلطان		میر معصوم بکھری رح	سید عبدالقدوس
		(بکھر: سندھ)	سید حبیب اللہ
			سید شاہ عبداللطیف بھٹائی
			(بھٹ شاہ، سندھ)

نوٹ: سید شمس الدین مشہدی سید صلاح الدین رشید کے برادر تھے۔ (مؤلف)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمؒ

سید ابراہیم المرتضیٰ

سید موسیٰ ثانی

سید احمد حسین

- سید احمد حسین
- سید حسن حسینی
- سید ابوالقاسم
- سید سلطان مہدی
- سید الحسین فاتحؒ
- سید علی
- سید حازم
- سید ثابت
- سید یحییٰ
- سید ابوالحسن نورالدین
- سید احمد کبیر رفاعیؒ

(صہ ۱۷۱)

سید محمد

- سید محمد
- سید احمد
- سید محمد
- سید علی
- سید حسین
- سید جعفر
- سید عبدالرشید شہید
- امیر حسن مقبول
- سید محمد قصوری
- سید ابراہیم
- سید امیر حمزہ
- خواجہ نورالدین
- مرشد
- خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ

سید عبدالمطلب

- سید عبدالمطلب
- سید نوح
- سید محمد
- سید زین العابدین
- سید عبداللہ
- سید علی اصغر
- سید علی اکبر
- سید علی شیر
- سید محمود
- سید منجھن
- سید حسن
- حاجی سید محمود
- سید عبدالحئی
- سید موسیٰ
- سید سلیمان
- سید شیخ
- سید جمالی
- سید محمد حسن
- قاضی سید احمد حسین رمضانی
- (بہار)

سید اسمٰعیل

- سید اسمٰعیل
- سید علی
- سید محمد العلوی
- سید قلندر
- سید محمد سعید
- سید دولت
- سید حسین
- سید یعقوب
- حاجی سید یوسف
- سید پہلوان
- سید اسمٰعیل
- سید محمد آدم بنوریؒ
- سید محمد اولیاء
- سید عبدالاحد
- سید رحمت اللہ شاہ
- سید غلام حبیب
- سید موسیٰ
- سید احمد شاہ
- سید مزمل شاہ
- سید زکریا
- سید محمد یوسف بنوریؒ

شجرۂ اولادِ امام موسیٰ کاظمؓ

اولادِ سید احمد کبیر رفاعیؒ
(شجرۂ نسب ص۱۶۱)
سید معدن اسرار اللہ
سید ابراہیم
سید عمر جلیس جیش اللہ
سید عبد الرحمٰن
سید احمد
سید علی وا عز
سید یوسف
سید قاسم
سید حسین شریف
سید عبد القادر
سید علی
سید صالح
سید عبد الرحیم
سید یوسف
سید محی الدین
سید زین العابدین
سید بدر الدین
سید حسین الدین
سید نور الدین سیف
سید بدر الدین
سید رضی الدین (لالہ میاں)
(کراچی)

سید ادریس
سید ابراہیم
سید عبد العزیز
سید نجم الدین طاہر
سید ابو محمد احمد حسن
خواجہ سید کمال الدین
خواجہ سید غیاث الدین
خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

سید اسمٰعیل

سید شیخا
سید عبد اللطیف
سید عمر
سید زین العابدین
سید احمد سلطان
سخی سرور
(شیخوپورہ پنجاب)

سید نعمت اللہ
سید یحییٰ
سید یوسف
سید عبد اللہ
سید نجم الدین
سید قاسم
سید موسیٰ
سید عثمان
سید عبد اللہ
سید محمد جونپوریؒ
(یوپی، ہند)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمؒ

سید عبیداللہ
سید قاسم
سید عبداللہ اشرف

- سید عمر
  - سید قریش
  - سید حسن
  - سید زکریا
  - سید یحییٰ
  - سید علاؤالدین
  - سید رکن الدین
  - سید یوسف
  - سید محمد
  - سید قاسم
  - سید عبدالرحمٰن
  - سید اسمٰعیل
  - سید محمود
  - سید احمد
  - سید اسحٰق
  - سید عبدالکریم عبدالرحیم
  - سید سلیمان ہمدانی
  - میر سید خضر ابراہیم
  - مخدوم سلطان مبارک
  - سید موسیٰ کاظم ہمدانی
  - سید احمد چرم پوشؒ
  - (بہار)
  - (ص ۱۲۳)

- سید ہارون
  - سید عمران
  - سید جعفر
  - سید زید
  - سید رشید
  - سید حسین
  - سید عباس
  - سید علی مکی موسوی الکھلوی
    - سید جہانگیر شاہ
      - سید حسین
      - سید محمد
      - سید محمود
      - سید بہاؤالدین
      - سید عباس
      - سید نصیرالدین
      - سید میر علی
      - سید حسین ثالث
      - سید پالن شاہ
      - سید کبیر شاہ
      - سید کھیلن شاہ
      - (ص ۱۲۳)
    - سید محمد
      - سید صدرالدین شاہ
      - سید شجاع
      - (سندھ)

سید ہارون

- سید مرتضیٰ
  - سید علی اصغر
  - سید عبداللطیف
  - سید بابا مسعود
  - سید بابا عبداللہ
  - سید یوسف
  - سید بزرگ
  - سید فتح اللہ
  - سید علی رومی
  - سید عبداللہ بزاری
  - شاہ عبدالفتاح
  - سید محمد
  - سید مخدوم گنج بازؒ
  - (بہار)
  - (ص ۲۲۳)
  - لطائف اشرفی

- سید محمود
  - سید جعفر
  - سید زید
  - سید حسن
  - سید احمد
  - سید صادق
  - سید مسعود
  - سید موسیٰ
  - سید قدرت اللہ
  - سید محمد امین
  - سید عبداللہ
  - سید عبدالعزیز شیرازی
  - سید ابوالحسن علی
  - سید عبدالباقی
  - سید عبدالہادی
  - سید عبدالوہاب
  - سید یونس
  - سید زین العابدین
  - سید اسدالدین
  - سید شمس الدین
  - سید نجم الدین
  - سید ابوتراب شاہ گداؒ
  - (لاہور)

(ص ۲۹۵ تاریخ اولیائے لاہور)

اولاد سید قطب الدین
(شجرۂ نسب صفحہ ۱۹۶)

سید حاجی
- سید نصیر الدین
- سید محمود
- سید علاء الدین
- سید حسن
- سید طہٰ حسن درس
- سید جمال
- سید محمد
- سید حامد
- سید سلیم
- سید احسان اللہ
- بندگی شاہ برکت اللہ

(بہار صفحہ ۱۵۲)
مخزن الانساب

سید صالح
- شیخ امین الدین جبرائیل
- صفی الدین ابو اسحٰق
- شیخ صدر الدین ابراہیم
- سلطان جنید
- سلطان حیدر
- شاہ اسمٰعیل
- شاہ تہماسپ
- سلطان خدابندہ
- شاہ عباس صفوی
(شاہ ایران)

(صفحہ ۹۶ تحقیق الاقوام)

اولاد سید کھیلن شاہ
(شجرۂ نسب صفحہ ۱۷۳)

- سید عثمان شاہ
- سید شکر اللہ
- سید فتح محمد
- سید محمد امام
- سید محمد بقا
- سید پیر راشد علی
- سید حزب اللہ
- سید شاہ مرداں پیر پگارا
- سید صبغت اللہ
- سید شاہ مرداں پیر پگارا
(کنگری خیرپور میر جو گوٹھ سندھ)

شجرۂ اولاد سید احمد چرم پوش
(شجرۂ نسب صفحہ ۱۷۲)

سید تاج الدین — سید سراج الدین

سید سراج الدین
- سید عبدالرحمن
- سید شاہ علی بدھن
(ساکن امیر بہاسا)
- سید رکن الدین منجھن
- سید شاہ محمود اول
- سید نصیر الدین
- سید شاہ حبیب اللہ
- سید شاہ محبوب اللہ
- سید شاہ محمود ثانی
- سید شاہ محمد
- سید شاہ سراج ثانی
- میر کرودڑی
- سید کرامت علی
(موضع بیچپی ابراواں)
- سید کرم علی
- سید محمد عطا کریم
- سید محمد اللہ داد

سید رضا کریم — سید محمد کریم — سید محمد طفیل کریم

حضرت شمس العارفین سید شمس بابا کاظمیؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۱۷۶)

حضرت شمس باباؒ امام موسیٰ کاظمؓ کے پوتا تھے۔ آپ کا مختصر ذکر حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی کتاب دلیل العارفین میں ملتا ہے۔ شمس باباؒ کا مزار غزنی میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا پورا نام سید عبدالواحد اور لقب شمس العارفین تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور غزنی تشریف لائے جہاں وہ شمس باباؒ کے مہمان رہے۔ واضح ہو کہ خواجہ اجمیریؒ شاہ ابو الخیر لاکھ ہزاری شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ اور حضرت بری امام لطیف اور پور شاہاں بھی امام موسیٰ کاظمؓ کی اولاد ہیں۔ شمس باباؒ کی اولاد میں حاجی شاہ سلطان حسین بن شاہ سلطان محمود بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار بھی افغانستان میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ عبدالوہاب ہندوستان وارد ہوئے جن کا مزار کالا باغ میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ پختہ بنا ہوا ہے۔ نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان ان کا معتقد اور مرید رہا ہے۔

سید شاہ عبدالوہاب کاظمیؒ کے ورود مسعود سے قبل یہاں کے لوگ پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں رہتے تھے لیکن شاہ صاحب کے کہنے پر یہ لوگ کھلے میدان میں آباد ہوئے اس سے قبل یہاں اعوانوں اور پٹھانوں کے درمیان مناقشہ ہوا تھا جس میں شاہ صاحب کی برکت سے اعوان کامیاب ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب تعداد بڑھی تو اس خانوادہ کے لوگ قصبہ موچھ کو اپنا مسکن بنایا۔ پھر یہ لوگ رحیم یار خان کی طرف بڑھے۔ جہاں مولانا شمس الزمان نے اپنا آستانۂ عالیہ قائم کیا۔ سید محمد امین دوست محمد نے نیازیوں میں سے تاجہ خیل کی رفاقت کو پسند کیا۔ نیازیوں نے پچاس ہزار کنال اراضی پیش کی جہاں حضرت دوست محمد نے اپنی خانقاہ تعمیر کی۔ نیازی قبیلہ بھی غزنی سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے دستاویزات کی رو سے اس خاندان کو سید کی بجائے

سے تذکرہ سادات دوست محمد خیل صفحہ ۲۹، ۴۴۔

قریش لکھا گیا: سید دوست محمد کے چھ فرزندوں سے چھ نسلی شاخیں جاری ہوئیں۔ (۱) علی محمد (۲) محمد فاضل (۳) معظم علی (۴) عبدالنبی (۵) محمد مراد (۶) محمد شفیع۔ اسی خاندان کے افغان لاڑک، اخوندی اور داودی بھی کہلاتے ہیں۔

اس خانوادے کے علامہ سید جمال الدین کاظمی وراثتاً تمام امتیازی اوصاف سے متصف ہیں۔ اپنی استقامت اور مجاہدانہ شان کے سبب وہ صف اول کے شہسوار ہیں۔ علامہ کے پردادا خواجہ پیر بخش رح صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کو خواجگان سیالوی سے خرقہ خلافت عطا ہوا تھا۔ بعدازآں ان کے دونوں عابد و زاہد اور باکرامت صاحبزادگان خواجہ غلام فرید شاہ اور خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کے زمانہ میں سلسلہ بیعت دور دور تک پھیل گیا تھا۔ خواجہ غلام فرید شاہ کے فرزند خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمی سجادہ نشین ہوئے۔ یہی علامہ سید جمال الدین کاظمی کے والد محترم ہیں۔ سید جمال الدین کاظمی ۱۹۳۶ء میں تولد ہوئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں تمام جدید و قدیم علوم کی تکمیل کی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی رح نے ۱۹۶۶ء میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی اور خرقہ خلافت سے نوازا۔ صاحبزادہ بیک وقت ایک شیخ طریقت، صاحب سجادہ، مفکر، محقق اور اسلام کے نڈر سپاہی ہیں۔ انھوں نے چند مفید کتابیں تصنیف فرماکر اپنے بحر العلوم ہونے کا ثبوت ہی نہیں پیش کیا بلکہ علمی طبقوں میں اپنی عالمانہ فضیلت کی دھاک بٹھا دی ہے۔ تصنیف و تالیف اور تحقیق کا موں کی تکمیل کے لیے انہیں ایک وسیع کتب خانہ میسر ہے جو لاکھوں روپے کی بیش قیمت اور نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۶ء میں اقامت دین کے لیے کراچی سے اسلام آباد تک "لونگ مارچ" کی تیاری ان کی زندگی میں اور قیام اسلامی نظام کے جدوجہد کی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہے۔

نوٹ:- موجودہ شجرہ کے مطابق حضرت معین الدین چشتی رح امام موسیٰ کاظم رض کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے جبکہ شمس بابا امام موسیٰ کاظم رح کی چوتھی پشت میں تولد ہوئے اس لیے اول الذکر کا موخر الذکر کے یہاں مہمان رہنا تحقیق طلب ہے۔ (مولف)

اولاد سید ابراہیم بن امام موسیٰ الکاظمؑ

سید شاہ محمد ناصر الدین قریشی مشہدی
سید شاہ شمس بابا قریشی غزنویؒ
سید شاہ قطب الدین
سید شاہ رجب الدین
سید فیروز حسین شاہ
سید محمد شاہ
سلطان ابراہیم شاہ
سلطان محمود شاہ
سلطان حسین شاہ
سید اسمعیل شاہ
سید یعقوب شاہ
سید اسحٰق شاہ
سید عبداللطیف شاہ
سید سعید الدین شاہ
سید صدر الدین شاہ
سید عبدالمعروف شاہ
سید عبدالمالک شاہ
سید موسیٰ شاہ

اولاد پیر سید عبدالوہاب شاہ گگڑ (ازلالہ کالا باغ)

سید محمد شاہ
سید جلال شاہ
سید حسین شاہ
سید آدم شاہ
سید علاء الدین شاہ
سید دوست محمد شاہ
سید عبدالنبی شاہ
سید گل حسین شاہ
میاں محمد شاہ
شاہ شرف حسین
سید پیر بخش شاہ

سید پیر بخش شاہ کی اولاد:
- خواجہ غلام فرید شاہ
- خواجہ غلام نصیر الدین شاہ

خواجہ غلام فرید شاہ کی اولاد:
- صاحبزادہ غلام نظام
- صاحبزادہ غلام کمال الدین شاہ

صاحبزادہ غلام کمال الدین شاہ کی اولاد:
- علامہ سید جمال الدین کاظمی (مہتمم مدرسہ فریدیہ فخریہ ملیر کراچی)
- معظم شاہ
- غلام نصیر شاہ

علامہ سید جمال الدین کاظمی کی اولاد:
- سید فرید الحسنین کاظمی
- طٰہٰ نورانی
- حافظ سید شاہ محمد فاروق کاظمی

خواجہ معین الدین چشتی سنجریؒ

(شجرۂ نسب ص۱۷۱)

ہند میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتیؒ سجستان میں تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ طلب خدا میں سمرقند پہنچے۔ کلام پاک حفظ کیا اور علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ سمرقند سے نکل کر عراق کے قصبہ ہارون پہنچے اور شیخ عثمان ہارونیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ڈھائی سال تک مرشد کی خدمت میں رہے اور دس سال تک مرشد کے ساتھ سیاحت کی بارگاہ رسولؐ سے ہند آنے کی بشارت ہوئی۔ جس وقت اجمیر آتے ہوئے لاہور میں ٹھہرے تو حضرت علی ہجویریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے مزار پر چلہ کیا۔ لاہور سے خواجہ صاحب ملتان آئے ملتان سے دہلی گئے۔ پھر اجمیر شریف ۱۰ محرم ۵۶۱ھ میں نزول ہوا جہاں آخر دم تک قیام فرمایا۔

اجمیر کے قیام کے دوران دو شادیاں کیں جن میں سے ایک تو سید وجیہہ الدین مشہدی (حاکم اجمیر) کی دختر بی بی عصمت تھیں دوسری کسی ہندو راجہ کی لڑکی بی بی امت تھیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد میں تین فرزند حضرت سید فخر الدین، حضرت سید ضیاء الدین ابو سعید اور سید حسام الدین تھے۔ ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے سید فخر الدین اور بی بی حافظہ جمال کو خلافت بھی دی۔ بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ۶ رجب ۶۳۳ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۳ برس بتائی گئی ہے۔ اجمیر شریف میں مدفون ہیں جہاں مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ رات کو کم سوتے، عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے کلام پاک دن رات میں دو بار ختم کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں دعا کی تھی کہ قیامت تک خانوادہ

۱؎ مرآۃ الانساب ص۔، ۲؎ بزم صوفیہ ص۲۶، ۳؎ کنز الانساب ص۶۷

۴؎ کنز الانساب ص۷۱، ۵؎ بزم صوفیہ ص۳۵

چشتیہ کا سلسلہ قائم رہے چنانچہ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ فقیرانہ لباس میں رہتے اور صائم الدہر بزرگ تھے۔ ہند کے صوفیائے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ رسول اکرمؐ کی طرف سے قطب المشائخین کے لقب کی بشارت ملی۔ سماع کا ذوق تھا۔ ان کی محفل سماع میں معاصرین مشائخ کی بڑی کثرت ہوتی تھی[1]

خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی ہے مگر کئی تصانیف ان کے نام سے منسوب ہیں مثلاً

(۱) رسالہ در کسب نفس (۲) رسالہ وجودیہ (۳) حدیث المعارف (۴) گنج الاسرار (۵) دیوان معین (۶) انیس الارواح (۷) دلیل العارفین۔

دلیل العارفین میں مقامات سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مقام ایک ایک پیغمبر سے منسوب ہے مثلاً توبہ حضرت آدمؑ سے، عبادت حضرت ادریسؑ سے، زہد حضرت عیسیٰؑ سے، رضا حضرت ایوبؑ، قناعت حضرت یعقوبؑ، مجاہدہ حضرت یونسؑ، صدق حضرت یوسفؑ، تفکر حضرت شعیبؑ، استرداد حضرت شعیبؑ، اصلاح حضرت داؤدؑ، اخلاص حضرت نوحؑ، معرفت حضرت خضرؑ، شکر حضرت ابراہیمؑ اور محبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مشہور خلفاء

خواجہ بختیار کاکیؒ، خواجہ فخر الدین (فرزند)، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہہ الدین، خواجہ برہان الدین، شیخ محمد ترک نارنولی، خواجہ عبداللہ بیابانی اور شیخ مسعود غازی (اجمیر)

---

[1] بزم صوفیہ صـ ۴۸ ر ۱۹۶۱ء

حضرت سید شاہ طالب علی شطاری تملپوریؒ

حضرت سید شاہ طالب علی شطاریؒ تملپوری شطاریہ سلسلۂ طریقت کے بزرگ تھے۔ وہ نسباً حسنی حسینی سید تھے۔ آپ کی خانقاہ تملپور در بھنگہ میں ہے جہاں آپ کی ابدی آرام گاہ بھی ہے اور دوسری خانقاہ علاء الدین پور (رو ہوا و سہرا) میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے سجادہ نشیں حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال رحیم یار خاں (پاکستان) میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشینی اور سجادگی آپ کے لائق فرزند علامہ سید شاہ احمد علی حسینی شطاری کو تفویض ہوئی۔ آپ عالم دین، صوفی اور حکیم حاذق ہونے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے عربی زبان کے ادیب، صحافی اور شاعر بھی تھے۔ آپ کو عربی نعت گوئی میں بڑی شہرت ہوئی۔

شجرۂ نسب

سید شاہ ارشد علی شطاریؒ

۱۸۔ قاری سید ارشد علی حسینی شطاری

۱۷۔ سید احمد علی حسینی شطاری

۱۶۔ سید علی احمد حسینی شطاری

۱۵۔ سید طالب علی حسینی شطاری

۱۴۔ سید محمد الامیر شطاری

۱۳۔ سید محمد الحسین شطاری

۱۲۔ سید علی شطاری

۱۱۔ سید معین الدین عبد الباری احمد شطاری

۱۰۔ سید عبد المہیمن محمد محی الدین شطاری

۹۔ سید محمد الحارس شطاری

۸۔ سید علی

۷۔ سید ابراہیم

۶۔ امام موسیٰ کاظمؓ

(وادیٔ بالان از پروفیسر ڈاکٹر آغا عماد الدین صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۹۳)

سیّد صدرالدین شاہ صدرؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۴۲)

اسم گرامی سید صدرالدین اور لقب شاہ صدر تھا۔ والد کا نام سید محمد اور دادا کا نام سید علی مکی تھا۔ آپ کا تعلق کاظمی سادات سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں شاہ صدر کے جدِّ اعلیٰ سید علی مکی جو اکابر شیوخ اور اولیاءِ کبار میں تھے اپنے ایک سو رفقاء اور ہمراہیوں کے ساتھ سامرہ سے ہجرت کر کے تبلیغ کے لیے سندھ تشریف لائے۔ اور پرگنہ سیوستان ضلع دادو میں "بھگے توڑے" نامی پہاڑ کے دامن میں دریا کے کنارے ایک پُرفضا اور خاموش بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے چل کر سید علی کے نام پر "لک علوی" مشہور ہوا اور ان کی اولاد لکھیاری سادات کہلائی۔ یہ سادات کا پہلا خانوادہ تھا جو عازمِ سندھ ہوا۔ لکھیاری سادات اپنی شرافت و نجابت کے اعتبار سے پورے سندھ میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کا ایک سندھی مورخ میرک یوسف اپنی کتاب "مظہر شاہجہانی" میں سنہ ۱۰۴۴ھ میں سادات لکھیاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سادات لکعلوی بسیار صحیح النسب اند" وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ دوسرے سادات میں نہیں کرتے۔ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے سید علی مکی کی سندھ میں آمد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "اروڑ" کے راجہ دلورائے کا بھائی "آمرانی" نے اسلام قبول کر لیا اور منصورہ میں جا کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حافظِ قرآن بن کر واپس آیا تو گھر والوں نے شادی پر مجبور کیا انہوں نے انکار کیا تو کسی نے طعنہ دیا کہ یہ تو عرب لڑکی سے شادی کرے گا۔ یہ بات دل میں بیٹھ گئی وہ فوراً حج کے لیے روانہ ہوا وہاں اس نے ایک عرب لڑکی فاطمہ سے شادی کی اور سندھ میں رہنے لگا۔ ایک دن کسی نے دلورائے سے فاطمہ کے حسن و جمال کی تعریف کی وہ درپئے آزار ہوا آمرانی بروقت پہنچا اور برہمن آباد سے فوراً نکل گیا۔ شہر کے لیے اس نے بددعا کی۔ وہ سیدھا عرب پہنچا اور خلیفہ کے دربار میں فریاد کی خلیفہ نے سامرہ سے سید علی کو ۱۰۰ عرب مجاہدین کے دستہ کے ساتھ دلورائے راجہ کی گوشمالی کے لیے سندھ بھیجا۔ لیکن دستہ کے پہنچنے سے

لہ تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۱۱۴ تا ۱۱۵

قبل ہی برہمن آباد خدا کے غضب سے تباہ ہو چکا تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ سید علی جب سندھ پہنچے تو راجہ پشیمان ہو کر تائب ہوا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی سید علی سے کر دی جن سے چار صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) سید محمد (۲) سید مراد (۳) سید حاجی (۴) سید چنگو۔ شاہ صدر سید علی کے بڑے صاحبزادے سید محمد کے فرزند ہیں۔ لکھیاری سادات سندھ میں ہر جگہ موجود ہیں۔ روضہ شاہ صدر زیارت گاہ خلائق ہے۔ سید محمد شاہ صدر کے نواسہ ہیں جو ولی کامل تھے۔ سید محمد شجاع بھی شاہ صدر کے نواسہ تھے جو نقشبندیہ سلاسل کے نامور بزرگ اور صوفی تھے۔

سیّد شمس الدین مشہدیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۶۹)
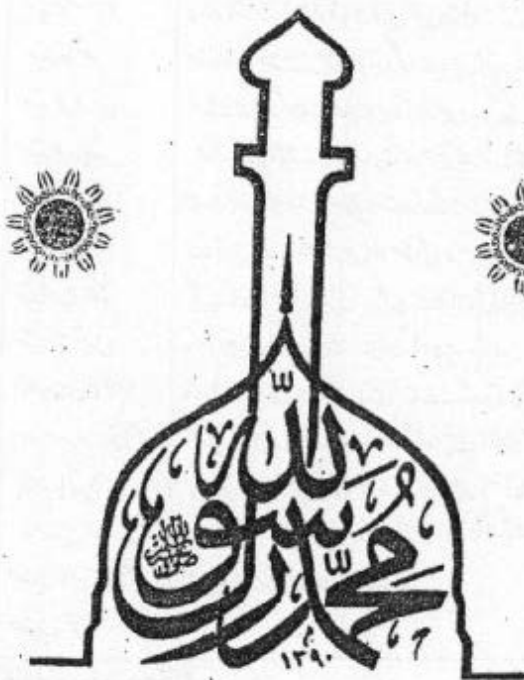
بندگی شاہ برکت اللہ کے مورث اعلیٰ سید شمس الدین مشہد سے ہند تشریف لائے۔ اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ سے بیعت ہوئے۔ مخدوم الملک کے برادر مخدوم جلیل الدین منیری کی دختر رقیہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے سید شاہ منجھن تولّد ہوئے جن کی اولاد میں شاہ واجد علی تھے جو سید رستم بن سید شاہ حیدر اجگیری کے داماد تھے۔ ان کی اولاد کھرانٹ پرگنہ سمائے ضلع گیا میں آباد ہیں۔ سید شمس الدین مشہدیؒ کے برادر کا اسم گرامی سید صلاح الدین رشید تھا اور ان کے چھوٹے بیٹے بھاگلپور میں سکونت پذیر ہوئے۔

لہ مخزن الانساب ص۱۵۱، تحقیق الاقوام ص۹۳

مخدوم سیّد احمد چرمپوش رح

(شجرۂ نسب ص[۱۷۲])

مخدوم سید احمد چرمپوش رح تیغ برہنہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بہار کے اکابر شائخین میں سے تھے۔ یہ سلاسل سہروردیہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری رح اور مخدوم قیم اللہ سعید باز رح کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ہمدان میں ۶۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے سلطان تھے۔ سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ کچھ دن مخدوم چرمپوش سلطان رہے پھر یہ بھی تخت و تاج چھوڑ کر شہر ملتان چلے آئے۔ مولانا علاء الدین علاء الحق پنڈوی رح ان کے پیر تھے۔ ان کے اشارہ پر لہاسہ (تبت) تشریف لے گئے۔ آپ کے کمالات و کرامات سے متاثر ہو کر وہاں کا راجہ مسلمان ہو گیا۔

انبیر درگاہ بہار شریف میں والد اور والدہ کے ساتھ ہی ان کا مزار ہے۔ ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۶ صفر ۷۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم سید احمد چرمپوش رح کے دو فرزند تھے:-

(۱) سیّد شاہ سراج الدین احمد

(۲) سیّد شاہ تاج الدین احمد

شاہ سراج کے ایک فرزند کا نام سید عبدالرحمٰن تھا۔

---

[۱۷۲] مخزن الانساب ص۱۴۸، کنز الانساب ص۷۲، ۷۹، تاریخ بارہ گیاں ص۱۳

سیّد محمد جونپوری رح

پشت نمبر	اسماء
۱۷	سیّد محمد جونپوری رح
۱۶	سیّد عبداللہ
۱۵	سیّد عثمان
۱۴	سیّد موسیٰ
۱۳	سیّد قاسم
۱۲	سیّد نجم الدین
۱۱	سیّد عبداللہ
۱۰	سیّد یوسف
۹	سیّد یحییٰ
۸	سیّد نعمت اللہ
۷	سیّد اسمٰعیل
۶	امام موسیٰ کاظم رح
۵	امام جعفر صادق رح
۴	امام باقر رض
۳	امام زین العابدین رض
۲	حضرت امام حسین رض
۱	حضرت علی رض

سیّد محمد جونپوری شیخ دانیال کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کی ولادت سنہ ۸۴۷ھ میں جونپور میں ہوئی۔ سنہ ۸۸۸ھ میں جونپور سے ہجرت کر کے عظیم آباد آئے پھر چندیری تشریف لے گئے۔ وہاں سے مانڈو (مالوہ) آ گئے۔ بادشاہ غیاث الدین خلجی (متوفی سنہ ۹۰۵ھ) آپ کا معتقد تھا۔ سنہ ۸۸۸ھ میں چانپانیر (گجرات) میں ڈیڑھ سال رہے۔ سنہ ۹۰۰ھ میں گجرات سے برہانپور آئے پھر بیدر گئے۔ بیدر سے گلبرگہ گئے۔ سنہ ۹۰۵ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ سنہ ۹۰۶ھ میں ناگور ہوتے ہوئے جیسلمیر (نصرپور) سندھ آئے۔ سنہ ۹۱۰ھ میں قندھار سے فرح پہنچے۔ سنہ ۹۱۰ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ میراں سید محمود نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ وہ موضع رج اور فرح کے درمیان مدفون ہوئے۔

نوٹ:۔ ٹھٹھہ کے مشہور رضوی سادات کے جدِ اعلیٰ سید محمد یوسف بھکری اور سید مبارک شاہ، شیخ دانیال کے مرید ہو کر سید محمد جونپوری کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ سندھ کے مشہور حکمراں خاندان کلہوڑہ (عباسی) کا شجرۂ طریقت بھی سید محمد جونپوری سے ملتا ہے۔

سلہ تذکرہ صوفیائے سندھ صـ ۲۴۳

پشت نمبر	اسماء
۲۵	شاہ عبدالکریم بلڑی والے
۲۴	سید لعل محمد
۲۳	سید عبدالمومن سمن شاہ
۲۲	سید ہاشم
۲۱	سید حاجی شاہ
۲۰	سید جلال الدین جرار
۱۹	سید شرف الدین
۱۸	سید کبیر علی ثانی
۱۷	سید حیدر ہروی
۱۶	سید میر علی ہراتی
۱۵	سید محمد
۱۴	سید حسین ثالث
۱۳	سید علی ثانی
۱۲	سید یوسف
۱۱	سید حسین ثانی
۱۰	سید ابراہیم
۹	سید علی
۸	سید حسین
۷	سید جعفر
۶	امام موسیٰ کاظمؓ

شجرہ و تذکرہ

سید شاہ عبدالکریم بلڑی والے[۱]

سید شاہ عبدالکریم متعلوی، ۲۰ شعبان ۹۴۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۵۳۸ء کو مٹیاری میں پیدا ہوئے۔ ان کے جد اعلیٰ سید علی نے متعلوی شہر آباد کیا تھا جو آج کل مٹیاری شریف کہلاتا ہے۔ بچپن ہی میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سید جلال نے کی۔ سید شاہ عبدالکریم نے مخدوم نوح ہالائیؒ سے فیضان حاصل کیا۔ اپنے پیر مخدوم نوح ہالائیؒ کے ارشاد کے مطابق مٹیاری شریف سے ہجرت فرما کر بلڑی شریف میں سکونت پذیر ہو گئے۔ مخدوم آدم سیہا اور سید یوسف مہدی بھکری سے بھی بیعت کی اور اپنی پوری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزار دی۔ ساری زندگی فقر و فاقہ اور تنگدستی میں بسر کی۔

آپ ۸۸ سال کی عمر میں ۷ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے۔

(۱) سید ظلا اول (۲) سید عبدالرحیم شاہ

(۳) سید جلال شاہ (۴) سید برہان شاہ

(۵) سید ظلا ثانی شاہ (۶) سید دین محمد شاہ

(۷) سید حسین شاہ (۸) سید عبدالقدوس شاہ

---

[۱] تذکرہ صوفیاء سندھ

سید عبد اللطیف بھٹائی سائیںؒ بھٹ شاہ ہالہ حیدرآباد سندھ

(شجرۂ نسب ص ۱۷۹)

اس خاندان کے ایک بزرگ سید حیدر ہرات سے ۸۰۱ھ[1] میں سندھ تشریف لائے اور قصبہ ہالہ میں سکونت اختیار کی اس خاندان کے کچھ افراد بلڑی میں آباد ہوئے۔ اسی شاخ میں سید عبدالکریم بلڑی والے متلوی شاہ کے پردادا بلڑی والے کہلائے۔ شاہ صاحب کے والد سید حبیب شاہ بہت ہی عابد زاہد بزرگ تھے وہ صاحب وجد و حال بھی تھے اور ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے۔ شاہ عبداللطیف کی ولادت ہالہ حویلی میں ۱۶۸۹ء (۱۱۰۱ھ) میں ہوئی۔ معاصرین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تھا۔ جب سید حبیب کوٹڑی چلے آئے تو شاہ لطیف بھی والد کے ساتھ کوٹڑی میں رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا جب انتقال ہوا تو شاہ لطیف اس وقت ۱۸ برس کے تھے۔ ان کے وطن میں اس وقت کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے وہ وقت بھی دیکھا جب نادر شاہ بادشاہ نے ایران سے آکر سندھ کو لوٹا۔ نادر شاہ ۱۱۵۲ھ کے اواخر میں سندھ آیا اور ۱۱ محرم ۱۱۵۳ھ کو لاڑکانہ سے ایران روانہ ہوا اور ۱۱۶۰ھ میں قتل ہوا۔ ان کے سامنے ایک وقت ایسا بھی آیا جب احمد شاہ ابدالی دندناتا ہوا دہلی آیا اور اس نے سندھ کو کابل کے تحت بنایا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی مشہور تصنیف "شاہ جو رسالو" ہے جو سندھ کے چپے چپے میں نہایت عقیدت و اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ ایک مشہور روایت کے مطابق شاہؒ کی بددعا سے "شاہ بندر" تحصیل ضلع ٹھٹھہ ویران ہو گیا جو ان دنوں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

مقالات الشعراء کے مصنف نے آپ کے محامد و فضائل کا اعتراف کیا ہے۔

"آنجناب اگرچہ اُمّی بودند اما علم عالم بتمام براہ حفظ دل شاں ثبت بودہ، الحق ایں بیت قابل لائق شان شاہ است؎

چو طفل غنچۂ نادیدہ دبستاں
بپرسی پارۂ اسرار رحمٰن

---

[1] تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۱۷۱ [2] مقالات الشعراء مرتبہ پیر حسام الدین راشدی ص ۸۲۰-۶۹۷

آپ کا نسبی تعلق سادات کاظمی سے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ مخدوم عربی دیانہ کی دختر تھیں۔ آپ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء میں بھٹ شاہ میں واصل بحق ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بھٹ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔

منقبت (فارسی)

شاہ لطیف بھٹائی سائیں شاعرِ بے نظیر
بر مزارِ شاہ آید اولیا و اولیٰ فقیر

عاشقاں را دوست داند عارفاں را رہنما
باب علم معرفت چہ وا کند در دلپذیر

لات لطیفی لطف پیدا در دل انساں کرد
ترک گردد تا و حال آں نعمتِ سلطان فقیر

خوبتر تشریح کردند آگہی ایمان را
افشا گردد راز ہائے شیفتت اسرار پیر

خفتہ و پوشیدہ بودند در رسالش اسرارِ عشق
مثلِ پروانہ بمیرد بر شمع حق خود فقیر

ہفت خواں آں شاعرِ سندھی زباں فرزند سندھ
دلبرے افضل ترین شیریں سخن مثل دبیر

شاعرِ چنگ و رباب اولیاء صوفی صفت
نزد بالہ بر مزارش دیدہ ام جمِّ غفیر

در عالم ناپائدار زیستن آساں نیست
باصفا آنکہ باں او تو روشن ضمیر

شاعرِ ذیشاں بزرگ پیر و مرشد رہبر
ہمچنیں با انجم نازاں یک جہاں ہستند اسیر (مؤلف)

سیّد محمد بقاؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۲۳)

سید محمد بقا کی ولادت ۱۱۳۵ھ کو رسول پور ساٹھی خیرپور میں ہوئی[1]۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سید محمد بقا نے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کیے۔ سلاسل قادریہ میں سید عبدالقادر حسینی سے اکتساب فیض کیا جو شیخ سید صالح شاہ قادری کے مرید تھے۔ سلاسل چشتیہ اور نقشبندیہ میں آپ کی رہبری مخدوم اسمٰعیل روہڑی نے کی۔ آپ کے مرشدان سلاسل میں خواجہ اسمٰعیل، خواجہ جمال اللہ، شیخ حاجی ایوب، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سید آدم بنوری، شیخ رکن الدین گنگوہی، عبدالقدوس گنگوہی، شیخ احمد عبدالحق ردولوی اور شیخ جلال پانی پتیؒ کی توسط سے خواجہ معین الدین چشتیؒ خواجہ باقی باللہ، خواجہ امکنگیؒ، درویش محمد، خواجہ محمد زاہد، خواجہ عبیداللہ احرارؒ، خواجہ یعقوب چرخیؒ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ معروف تھے۔

سید علی گوہر حسینی نے اپنی کتاب خزینۃ المعرفت (قلمی) صفحہ ۱۰۸ اور ۱۰۹ پر تینوں سلاسل طریقت کی تفصیل درج کی ہے۔ سید محمد بقا نے قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے سرچشموں سے فیضیاب ہوکر سندھ میں عرفان و تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں صرف کی۔ وہ سندھی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ میں سید بقاؒ کتابوں کی ایک گٹھری سر پر رکھے ہوئے تشریف لیے جارہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس گٹھری کو مال و دولت سمجھ کر آپ کو شہید کردیا۔ قصبہ شیخ طیب (خیرپور) میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ سید محمد بقاؒ کے کل اٹھارہ فرزند تھے جن میں پیر سید محمد راشد روضہ دھنیؒ نے علم و فضل، تقویٰ، تقدس، عرفان اور تصوف کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کی اولاد میں سندھ کے مشہور پیر پگارا پیر سکندر شاہ، شاہ مردان ثانی کے لقب سے زینت آرائے سجادہ ہیں۔ غرض یہ کہ آپ نے فضل و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی اس کی روشنی سرزمین سندھ کے چپے چپے پر پھیلی۔

---

[1] تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۲۶۳ تا ۲۷۳

نوٹ۔ سید محمد بقاؒ حضرت علیؓ کی چونتیسویں پشت میں تولد ہوئے (مؤلف)

پیر سیّد محمد راشد روضی دھنی و سیّد شاہ مرداں پیر پگارا

(شجرۂ نسب صفحہ ۱۴۳)

پیر سید محمد راشد روضی دھنیؒ کی ولادت ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ علوم دینیہ مخدوم احمد اور شاہ فقیر اللہ علوی سے حاصل کیے اور اپنے والد سید محمد بقا کے دست پر بیعت ہو کر روحانی تربیت اور فیض حاصل کیا۔ ۱۲۳۳ھ میں پیر سید محمد راشدؒ نے ۶۳ سال کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی تصنیفات میں (۱) شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (۲) جمیع الجوامع مشہور ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند پیر صبغت اللہ شاہ اوّل مسند خلافت پر بیٹھے۔ اس خاندان میں یہ پہلے پیر ہیں جو پیر پگارا یعنی صاحب دستار کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے دوسرے بھائی پیر محمد یٰسین جھنڈا والے دوسری جگہ چلے گئے جو پیر جھنڈا کہلائے۔ پیر جھنڈا کا کتب خانہ آج بھی علمی دنیا میں غیر معمولی شہرت و عظمت رکھتا ہے۔ ان کے عہد میں سلطنت اسلامیہ کا چراغ جھلملا رہا تھا۔ پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سکھ سندھ پر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں تو جہاد کا عزم مصمم کر لیا۔ شہید صبغت اللہ شاہ کا سلسلۂ نسب ۲۳ ویں پشت میں حضرت سید علی الکعلویؒ عرف لکھیاری سے جا ملتا ہے۔ سندھ کے اطراف میں آپ کے لاکھوں مرید پھیلے ہوئے ہیں اور حُر کہلاتے ہیں آپ کی ولادت ۱۳۲۷ھ میں پیر جو گوٹھ خیر پور میں ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں ۱۲ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں فریضہ حج ادا کیا اور حُر تحریک قائم کی اور انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہو گئے اور جہاد کا اعلان کر دیا نعرہ تھا وطن یا کفن۔ حُر تحریک کا مرکز سانگھڑ تھا۔ پیر صاحب کو ضلع سانگھڑ سے گرفتار کر لیا گیا اور ان پر خفیہ مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ انگریزوں نے کوشش کی کہ اگر پیر صاحب معافی مانگ لیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا ایک ہی جواب تھا۔ میں حسینی سید ہوں اور سید موت سے نہیں ڈرتا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو فجر کے وقت سید صبغت اللہ شاہ ثانی پیر پگارا کو پھانسی دے دی گئی۔ ان کے مرید حُر مجاہدوں کو بہت ہی دردناک اور اذیتناک سزائیں دی گئیں۔ ان کی بیوی

تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۱۰۸

پکڑ کر کیمپوں میں رکھا گیا ہزاروں بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں بھوک افلاس اور بیماریوں سے متاثر ہو کر ہلاک ہوگئے۔ یہ کیمپ درج ذیل مقامات پر قائم کیے گئے تھے۔ (۱) جرہی (۲) وارہ (۳) نواب شاہ (۴) جھول (۵) سینجھورو (۶) کھپرو (۷) سانگھڑ (۸) پتھورو (۹) میرپور خاص (۱۰) سکھر (۱۱) حیدرآباد (۱۲) خیرپور جب غازی تحریک کے سرفروش مجاہدوں نے اپنے قائد اور مرشد کی رہائی کے لیے پرزور تحریک چلائی اور ہتھیار اٹھالیے تو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور حر مجاہدوں کے گاؤں کے گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ عوام پر بے پناہ مظالم کے بعد آخرکار انگریز اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن آزادی کے متوالوں کی قربانیوں کے افسانے آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں[1] قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالقدوس بہاری کی کاوشوں سے قائداعظم کے حکم پر حروں کو کیمپوں سے آزاد کیا گیا تاکہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء

سیّد احمد کبیر رفاعی

(شجرۂ نسب ص۱۴۰)

سلاسل رفاعیہ کے مورثِ اعلیٰ سید احمد کبیر رفاعیؒ تھے۔ آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ اپنے جدِ امجد سید حسن اصغر رفاعہ کے سبب رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی کے مسلک کے پابند تھے۔ آپ نسباً شہید کربلا اور امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد ہیں اس لیے موسوی کہلائے۔

سید عبدالرحیم رفاعی کا تعارف نواب سید روح اللہ خاں نے شہنشاہ اورنگ زیب سے کرایا آپ کے کشفِ کمال سے اورنگ زیب بھی آپ کا معتقد ہو گیا۔ سید صاحب نے دکن میں مالابار، کنور، کالی کٹ کا سفر اختیار کیا اور سلاسل رفاعیہ کو فروغ دیا سفر میں آپ کے فرزند سید یوسف رفاعی ملک جاوہ (انڈونیشیا) گئے۔ وہاں آزمائش میں آپ کو آگ سے گزرنا پڑا یہ دیکھ کر سلطان بہت معتقد ہو گیا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ نے ملک کا دورہ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سید عبدالرحیم کا انتقال ۱۱۳۲ھ میں سورت میں ہوا۔ خانقاہ بریا بھاگل میں آپ مدفون ہیں۔ قبل اس خانوادہ کے بہت سے بزرگ ہند تشریف لا چکے تھے انہیں میں سے سید نجیب الدین رفاعی کے خاندان کے سید احمد اللہ رفاعی ۱۳۰۱ھ میں بروده کے سجادہ نشیں تھے آپ نے اپنی دختر کا عقد سید نور الدین سیف اللہ رفاعی سے کر دیا اور ان کو سجادہ بنایا ان کے وصال کے بعد سیّد بدر الدین محمد رفاعی ۱۳۱۵ھ میں بروده کے سجادہ نشیں بنے۔ آپ کے چار صاحبزادگان تولد ہوئے (۱) سید حسام الدین رفاعی (۲) سید زین العابدین رفاعی (۳) سید رضی الدین رفاعی (۴) سیّد فخر الدین رفاعی اور دختر بھی تھیں۔ سید بدر الدین رفاعی کا وصال ۱۳۶۷ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید حسام الدین رفاعی گدی نشیں ہوئے۔ فی الحال ان کے منجھلے صاحبزادہ سید کمال الدین رفاعی خانقاہ رفاعیہ بڑودہ کی سجادگی پر جلوہ افروز ہیں۔

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو سید رضی الدین (للا میاں) رفاعی اپنے چھوٹے بھائی سید فخر الدین کے ہمراہ کراچی تشریف لائے آپ نے تجارت شروع کی اور ساتھ ساتھ سلاسل رفاعیہ کو

بھی فروغ دیا۔ آپ کو اپنے جد امجد سید احمد کبیر رفاعیؒ سے حد درجہ محبت تھی۔ آپ نے پانچ مرتبہ سید احمد کبیر رفاعی کے روضۂ مقدس واقع ام عبیدہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں (۱) سید جلال الدین رفاعی (بادشاہ میاں) (۲) سید وزیر علی رفاعی (۳) سید بدر الدین رفاعی (۱) سیدہ محمودہ بیگم (۲) سیدہ شاہدہ بیگم۔ آپ کا شجرہ یوں ہے: سید رضی الدین بن سید بدر الدین بن سید نور الدین سیف بن سید حسام الدین بن سید بدر الدین محمد بن سید زین العابدین بن سید محی الدین بن سید یوسف رفاعی بن سید عبدالرحیم رفاعی۔

نواب سید امیر علی موسوی

(مادری شجرۂ نسب ص)

نواب سید امیر علی خان بہادر رئیس باڑھ نواب کوٹھی پٹنہ کا خاندان موسوی، رضوی، نقوی اور زیدی النسب ہے۔ قاضی سید زرح موسوی[۱] اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے وہ بغداد میں منصب قضا پر فائز تھے۔ عہدِ مغلیہ میں بغداد سے ہندوارد ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا اسم گرامی بی بی زینب تھا اور فرزند کا نام سید ابوبکر۔ شہنشاہ دہلی نے ان کی بزرگی کی شایانِ شان شیخ المشائخ کا لقب دیا جب سے یہ خانوادہ شیخ کہلانے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے بہار میں خانقاہ کے لیے چک زینب اور چک ابابکر کی جاگیر عطا ہوئی[۲] یہ مواضعات باڑھ ضلع پٹنہ میں ہیں۔ سید ابابکرؒ کے فرزند ملا سید شاہ نور محمد تھے جن کے بیٹے سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد کے دو صاحبزادے تولّد ہوئے۔ (۱) شیخ غلام محی الدین (۲) شیخ عطا محی الدین۔ شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام شیخ محمد رفیع تھا جن کی زوجہ بی بی فہیدہ بنت قاضی سید محمد ماہ تھیں۔ قاضی سید محمد ماہ قاضی معین الدین کے پوتے تھے جن کو شاہجہاں بادشاہ نے مصارف کے لیے باڑھ، پٹنہ میں ایک موضع "قاضی معین الدین چک" جاگیر میں عطا کیا تھا جو وہاں اب تک مشہور ہے۔ مسماۃ فہیدہ کی والدہ کا نام مسماۃ ظریفہ تھا جو سید سلام اللہ خان خانان کی دختر تھیں۔ خان خانان دیوان محمد معظم کے فرزند تھے۔ دیوان معظم شاہزادہ کامگار کے وزیر مقرر ہوئے تھے۔ شاہزادہ کامگار بہادر شاہ اول کا بیٹا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا پوتا تھا۔ دیوان معظم کو پرگنہ لاکھو ضلع مونگیر میں ایک لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ دیوان معظم کے بھائی[۳] کا نام سید حاجی محمد تھا جو شاہجہاں

---

[۱] امیر نامہ (فارسی) از نواب سید امیر علی ص۱۲۹ تا ۱۹۸، حقیقت بھی کہانی بھی از سید بدر الدین احمد بہار اکیڈمی پٹنہ ص۲۴۱

[۲] تاریخ حسن ص۹۱

نوٹ[۱] سید محمد اسلم عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ہگلی بندر (بنگال) کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

نوٹ[۲] سید خان غازی عہد اکبری میں فوج کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

نوٹ[۳] سید ابوبکرؒ کو بزرگی کی بناء پر شیخ المشائخ لقب دیا گیا جس کے سبب یہ خاندان شیخ کہلایا۔ (مؤلف)

بادشاہ کے بیٹے شاہ شجاع کے آتالیق مقرر ہوئے تھے بعد میں شاہ سلطان لکھینوی شاہ شجاع کے آتالیق مقرر ہوئے تھے۔ دیوان معظم کے والد کا نام صرفی سید جمال کرمان کے مشہور بزرگ تھے۔ شیخ محمد رفیع کے دو بیٹے تھے (۱) شیخ وارث علی (۲) شیخ محب علی (لاولد)۔ مسماۃ وجیہہ شیخ وارث علی کی زوجہ تھیں جو نواب سید امیر علی کی دادی تھیں۔ مسماۃ وجیہہ سید غلام محمد نقوی کی دختر تھیں جو سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت ؒ کے خانوادہ سے تھے۔ شیخ وارث علی کے بیٹے کا نام اسدالدین احمد عرف شیخ احمد علی تھا جن کے نامور بیٹے نواب سید امیر علی تھے شیخ احمد علی کی زوجہ کا نام مسماۃ رحمانی تھا جو سید رحم علی کی بیٹی تھیں۔ سید رحم علی ہگلی بندر کے قاضی سید محمد اسلم زیدی الواسطی جاجنیری کے بیٹے تھے جن کا تعلق خانوادہ سادات سیاں سے تھا اور جو سید احمد جاجنیری ؒ کی اولاد میں سے تھے۔ واضح ہو کہ سید احمد جاجنیری ؒ بہار میں سادات بارہ گانواں کے مورث اعلیٰ گزرے ہیں۔ نواب سید امیر علی کے پردادا شیخ محمد رفیع کے خسر سید محمد ماہ رضوی کی اولاد بڑھن پور ترہت میں آباد ہے۔ تمام اراضی واملاک نواب سید امیر علی کے دادا شیخ وارث علی کے نام منتقل ہوئی۔ انگریزوں کے دور میں بھی جاگیر بحال رکھی گئی اور تاحیات ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ مارچ ۱۷۹۵ء میں شیخ وارث علی کے بیٹے شیخ احمد علی کے نام سے زمینداری کی سند جاری ہوئی۔ شیخ احمد علی سنبھل، مرادآباد (یوپی) میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور خدمت بطور احسن انجام دینے کے سبب ان کو سررشتہ دار مقرر کیا گیا۔

سید امیر علی کی ولادت قصبہ باڑھ محلہ قاضی معین الدین چک عظیم آباد میں ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء میں ہوئی۔ بہت ہی کم عمری میں ضروری علوم کی تکمیل کی۔ اپنی آبائی جائداد پر انہوں نے تکیہ نہیں کیا بلکہ معاش کی جستجو میں رات دن کوشاں رہے۔ ۱۸۲۹ء میں پٹنہ میں دیوانی عدالت میں وکالت شروع کر دی اور بہت جلد عروج حاصل کیا۔ ۱۸۳۳ء میں ہند کے دارالحکومت کلکتہ پہنچے۔ نصیرالدین حیدر نواب اودھ کے ارکین دولت میں شامل کر لیے گئے۔ بعد ازاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ خاص مقرر ہوئے ۱۸۴۳ء میں دیوانی، نظامت کلکتہ میں شامل ہو گئے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس وقت مسٹر سیموئل پٹنہ کا کمشنر تھا اور سید امیر علی مجسٹریٹ تھے۔ اس کے بعد کلکتہ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیے گئے۔ بعد ازاں حکومت بنگال کی کونسل کے رکن کے منصب پر فائز ہوئے۔ لارڈ لارنس نے ۱۸۶۴ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا تھا۔ کچھ دنوں آپ لیجسلیٹو کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۸۶۷ء میں جو بیس

پرگنہ کے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے ۱۸۷۶ء ہی میں وائسرائے ہند مظفر پور بہار میں دربار لگایا جس میں خدمت کے عوض ایک لاکھ روپے خزانہ شاہی سے جیب خرچ کے لیے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ نواب اور سی آئی ای کا خطاب بھی مرحمت فرمایا گیا۔ آپ اپنے زمانہ کے ہردلعزیز افسر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سینکڑوں محب وطن کو سولی پر چڑھا دیا گیا اس وقت آپ کو کمشنر مقرر کیا گیا جس سے سینکڑوں بے گناہوں کی جان بچ گئی۔ ان بچ جانے والوں میں نواب سید لطف علی خاں بھی تھے۔ بعد ازاں سید امیر علی کو "وزیر السلطان" کا خطاب مرحمت فرما کر معزول نواب واجد علی شاہ کا مشیر مقرر کردیا گیا۔ سید امیر علی نے اپنی کروڑوں کی جائداد کو گروی رکھ کر نواب واجد علی شاہ کے اخراجات پورے کیے۔ جب نواب سید امیر علی کا انتقال ہوا تو ساری جائداد ہندو مہاجنوں کے پاس گروی تھی اس طرح آپ کی کل موروثی جائداد قرض میں تلف ہوگئی۔

نواب سید امیر علی کے تین فرزند تھے (۱) نواب زادہ خان بہادر سید اشرف الدین احمد ہگلی امام باڑے کے متولی تھے۔ وہ جب باڑھ آئے تو انہیں سی آئی ای سے نوازا گیا۔ (۲) نواب زادہ سید افضل الدین احمد "فسانۂ خورشیدی" کے مصنف تھے۔ آپ انسپکٹر آف رجسٹریشن کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۳) نواب زادہ سید احسن الدین احمد ڈپٹی ایس بہار و اڑیسہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعد ازاں انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بھی رہے۔ لیفٹیننٹ گورنر بہار کی ایگزیکیٹو کونسل کی رکنیت کا چارج لینے والے تھے کہ حرکت قلب بند ہوگئی۔ کلکتہ میں سید احسن الدین احمد کا انتقال ہوا اس وقت آپ کھلنا کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ کھلنا شہر کی ایک شاہراہ آپ کے نام پر موسوم ہے۔

سید افضل الدین احمد بہار کے باکمال نثر نگار تھے۔ وہ ۱۸۵۸ء میں تولد ہوئے۔ کلکتہ میں ان کی اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اچھے ماحول میں ہوئی اور انہیں قابل اساتذۂ کرام سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ ان کی انگریزی تعلیم کے لیے انگریز معلم رکھے گئے تھے۔ کلکتہ اس وقت مشرقی و مغربی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کا آنا جانا نواب واجد علی شاہ کے محلات میں بھی تھا۔ ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھ بھی ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کی طبیعت بھی رنگین مزاج تھی۔ دولت کی فراوانی تھی اور آپ نواب زادہ بھی تھے "فسانۂ خورشیدی" میں انہوں نے کلکتہ کے مسلم امراء، نواب زادوں کی بیگمات کی معاشرتی ماحول کی بڑی مہارت اور چابکدستی سے عکاسی کی ہے۔ یہ کتاب

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں شمسی پریس میں چھپی تھی۔ بارہ رمضان کا لگاؤ آخر دم تک رہا۔ بہار شریف میں آپ کی سسرال تھی اور بیرسٹر نواب سید نصیر الدین حسین ان کے داماد تھے۔ ۱۹۱۰ء میں سید افضل الدین احمد کا انتقال ہوا۔ انشاء پردازی میں ان کا درجہ کمال ڈپٹی نذیر احمد اور عبدالحلیم شرر سے کم نہ تھا۔

سید افضل الدین احمد کے فرزند کا اسم گرامی سید نجم الدین احمد تھا جن کے سات صاحبزادے ہیں۔ (۱) سید منہاج الدین احمد (۲) سید سراج الدین احمد (۳) سید سمیع الدین احمد سابق ایڈیشنل کمشنر کراچی (۴) سید زین الدین احمد، افسر محکمہ خوراک (۵) سید ریاض الدین احمد (۶) سید سیف الدین احمد (۷) سید حسین الدین احمد کونسلر بحرین حکومت پاکستان۔

سید نجم الدین احمد کے داماد کا اسم گرامی فضل حق تھا جن کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ (۱) سید قیصر جمیل اے جی پی آر کراچی (۲) سید پرویز جمیل (۳) رخسانہ خاتون۔

سید زین الدین احمد محکمہ خوراک میں افسر تھے ان کے سب سے بڑے صاحبزادہ سید ناصر تبریز ایک ہونہار سی ایس پی افسر ہیں۔ وہ پاکستان آڈٹ ڈپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں وہ بڑے ہی چاق و چوبند اور تیز فہم انسان ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں۔ ہر وقت فلاحی کاموں کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت ان کی زندگی کا شعار ہے۔ وہ اپنے آباد اجداد کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ قوم کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں :- (القرآن)

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد (باڑھ، پٹنہ)

سید منہاج الدین — سید سمیع الدین احمد — سید زین الدین احمد — سید ریاض الدین احمد (ص ۱۹۹) — سید سیف الدین احمد (ص ۱۹۹) — سید حسین الدین احمد — ریحانہ خاتون (ص ۱۹۹)

سید سراج الدین

سید زین الدین احمد: سید عاصم تبریز زوجہ ریحانہ خاتون — سید وسیم تبریز زوجہ فرزانہ — قمر تبریز — طلعت — نصرت — فرحت

سید عاصم تبریز: اوج — دانیا

سید وسیم تبریز: سعد وسیم

شمس تبریز

نور النہار زوجہ محمد تسلیم: فرید — صبوحی — احمد سلطان

سید سمیع الدین احمد: نازش پروین زوجہ شاہد سرفراز — طارق کمال زوجہ ڈاکٹر طلعت — خالد جمال — سلطان سمیع زوجہ شائستہ — فرخ

نازش پروین: اعرج — ہما

سید سراج الدین: اقبال — شکیل — جمیل — عقیل — ندیم — عشرت زوجہ آفتاب — نسرین — ناہید — نشاط

سید منہاج الدین: فرح شہزاد — شہناز بیگم — دختر — جاوید منہاج — فیض منہاج — نسرین منہاج

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد، باڑھ، پٹنہ

- سید ریاض الدین احمد
  - پروفیسر نگہت پروین زوجہ معین احمد پرنسپل
    - شارق
    - فوزیہ
    - صبا
    - سلمیٰ
  - سید لقمان احمد
  - سید فرازالدین احمد
    - ڈاکٹر اعجاز شمیم
  - سید مشتاق احمد
  - سید خرم ریاض
    - سید رشید ریاض
- سید سیف الدین احمد
  - صلاح الدین
  - سید مصلح الدین
  - شاہینہ زوجہ محمد جمیل
  - منیبہ
- سید حسین الدین احمد (ڈاکٹر، ابوظبی)
  - سید تنویر احمد
  - تزئین
  - ارم
  - سید فرہاد حسن
- سیدہ ریحانہ خاتون زوجہ فضل حق
  - سید قیصر جمیل زوجہ گل رعنا
    - سیدہ نجیبہ الحق
    - سید ملیح الحق
  - سید پرویز جمیل
  - فرزانہ خاتون زوجہ سید ارشد پرویز
    - مہان یزدان
    - مہرین فلزا
  - رخسانہ خاتون

سیّد آدم بنوری ؒ و سیّد یوسف بنوری

(شجرۂ نسب ص۱۷۱)

سید محمد یوسف بنوری کا نسبی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانی کے سب سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جائے پیدائش بنور تھی جو ریاست پٹیالہ میں سرہند کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں افغان قبائل نے بڑی عزت وتکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی الیاس آخوند آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازآں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کوہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا میر احمد شاہ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محلہ آباد کیا جو گڑھی میر احمد شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید ذکریا نے ہندوستان کے مشہور خانقاہوں کی زیارت کی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلہ کشی کی امیر امان اللہ والی کابل کے دور میں جہازوں کے کاروبار میں ان کا بڑا مالی نقصان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی پھوپھی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو باکرامت ولیہ تھیں۔ حضرت مریم کی طرح ان کے پاس بے موسم کے میوے آتے تھے۔ سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے بادنوچرخہ کات کر اپنا کفن تیار کیا تھا لیکن مجبوری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا عید کا جوڑا بنوایا تھا۔

مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر مگر لطیف کتابیں تصنیف کیں مثلاً روح معجزات رویا، تعبیر رویا اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلۂ ارادت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ حاجی شفیع احمد نگینوی مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا ذکریا شیخ الحدیث سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبداللہ بن باز؛ وزیر امور دینیہ حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جد امجد شاہ علم اللہ رائے بریلی یوپی کے نامور بزرگوں میں گزرے ہیں۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص۲۵۳

نوٹ:۔ اصولِ انساب کی رو سے ۱۶ یا ۱۷ اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

باب سادات رضوی

شجرہ اولادِ امام علی رضاؑ

سید ہادی	سید سلطان علی	سید جعفر ثانی	سید رضی
سید موسیٰ	سید مرتضیٰ	سید رشید الدین	سید حسن
سید محمد عون	سید برخوردار	سید حسن	سید مسعود
سید علی	سید اسمٰعیل	سید متقی الدین	سید محمود
سید حسین	سید عبداللہ	سید احمد حسین	سید علی
سید زین الدین	سید مکارم	سید معروف	سید مرتضیٰ
سید باقر	سید محمد خنگسوار	سید احسن الحق	سید برہان الحق
قاضی فاخر خاموش	سید محمد	سید اسحٰق	سید سراج الحق
قاضی جمال الدین	سید احمد	سید احمد	سید کمال الدین
قاضی قاسم	سید برخوردار	سید محمد	سید جلال الدین
قاضی مسطحن	سید منجھن	سید کمال الدین	سید ماہ
قاضی بڑھن	سید رکن الدین	سید احمد اوشی	سید سلیمان مشہدی
قاضی معین الدین	سید عیسیٰ	خواجہ کمال الدین اوشی	سید ابراہیم
قاضی محمد ماتری	سید حسین	خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (دہلی)	
قاضی یار محمد	سید جمال		
قاضی اکرام	سید زین العابدین		
قاضی محمد واسع (لکھنؤ ہند)	سید عبدالرحمٰن		
	سید معین اسکربجوی		
	سید غلام یحییٰ		
	سید غلام اشرف		
	فند قادر بخش		
	سید واحد حسین		
	سید شاہد حسین راجگیری (بہار)		

شجرۂ نسب اولادِ امام علی رضاؓ

سید ابراہیم

- سید عبدالشکور
- سید عبدالعزیز
- سید معروف
- سید جنید جعفر
- سید علی رامینی
- سید محمود الخیر
- سید امیر احمد
- سید محمد
- سید عبدالخالق
- سید محمود کرمانی
- سید محمد
- سید شمس الدین
- سید احمد
- سید عبداللہ
- حکیم سید حسن عسکری
- (لکھنؤ، ہند)

- سید محمد واسطی
- سید فضل
- سید محمد تقی
- سید موسیٰ
- سید قربان علی
- سید عبداللہ شہکی
- سید صدرالدین
- سید بہاءالدین
- سید محمد علی
- سید مطیع علی
- سید محمد غازی
- (بھرت پور، ہند)

- سید قطب الدین
- سید شہاب الدین
- سید علی
- سید مرتضیٰ
- سید حسن
- سید اسحاق
- سید آدم حسین
- سید حاجی محمد
- سید نظام الدین مشہدیؒ
- مولانا سید حسام الدین
- سید بڑے
- سید عبدالفتاح
- سید عبدالغفور
- سید عبدالشکور
- سید غریب محمد پنجہ
- سید محمد معشوق
- سید محمد غلام مخدوم
- سید غلام صمدانی
- سید منیر علی (بہار شریف)
- سید تفضل حسین
- سید تجمل حسین
- حافظ سید شاہ نذر الرحمٰن۔
- (لودھی کٹرہ عظیم آباد)

- سید مجتبیٰ
- سید عبداللہ اکبر
- سید مصطفیٰ
- سید علی بزرگ
- سید محمد جمیل
- سید محمد خلیل
- سید عبدالجلیل
- سید عبداللہ ثانی
- سید محمد
- سید احمد
- سید شاہ ابوالبرکات
- سید حیدر
- سید مظفر
- میر سید اصغر
- سید شاہ مبارک
- سید شاہ برکات
- سید شاہ حیات
- سید شاہ ابوالعلا شہیدؒ
- (بہار)

شجرہ اولاد امام علی رضاؓ

سید حسن

- سید یوسف
- سید عبدالمطلب
- سید عبدالرزاق
- سید ابراہیم
- سید نوح
- سید محمد شہید
- سید علاء الدین
- سید عبداللہ
- سید علی اصغر
- سید علی اکبر
- سید علی شیر
- سید مبارک مونگیری
- سید خضر الدین
- سید سااللہ
- سید بڑے
- سید اخوند میر
- سید چاند
- سید زیبا
- سید جان علی
- سید مخصوص علی
- سید معصوم علی
- سید محمد امین
- سید سیف الدین
- سید کرم علی
- سید فضل علی رضوی (بہار شریف)

- سید مصطفیٰ مشہدی
- سید اسمٰعیل
- سید عبدالکریم
- سید عبدالرحمٰن جیلانی
- سید تاج الدین
- سید منہاج رستی (پھلواری شریف بہار)
- سید شاہ معروف
- سید شاہ عارف
- سید غلام جیلانی
- سید لعل محمد
- سید سعد اللہ
- سید محمد برخوردار
- سید جمال
- سید علی اکبر
- سید نصر اللہ
- سید منور علی
- سید انور علی
- سید محمد عارف سوہن
- سید امجد علی
- حکیم حفاظت حسین
- سید عبدالعزیز بیرسٹر پٹنہ (صدر بہار مسلم لیگ)

- سید عبدالرشید
- سید عبدالحمید
- سید صدر عالم
- سید عالم
- سید آدم
- سید ابراہیم
- سید احمد
- سید علی
- سید محمد
- بی بی رضیہ
- خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح (دہلی)

- سید یعقوب
- سید اسحٰق
- سید یوسف
- سید محمد
- سید احمد
- سید سیراں
- سید بڑے
- سید عرب اول
- سید میر محمد
- سید معین محمد
- سید شمس محمد
- سید محمد
- سید میر
- سید مبارک ثانی
- سید عرب ثانی
- سید خلیل
- سید شمس الدین
- سید حسن شہید
- سید سلیمان (ڈلیہ بہار)

صفحہ ۲۰۴

شجرہ اولاد سید مبارک (شجرہ نسب میں)

سید زین
سید محمد
سید میر
سید ابو الفتح
سید عالم
قاضی عبد الفتاح (آبگلہ)
شجرہ
شجرۂ اولاد سید بیا (شجرہ نسب میں)
سید شیخ
سید اعظم شیر
سید اسد شیر
سید جعفر شیر
سید مسعود شیر
سید بہادر شیر
سید ہدایت شیر
میر افضل شیر (سہار شریف)

شجرۂ اولاد سید سلیمان (شجرۂ نسب میں)

میر صدر الدین — سید جسان

میر سید نجیب	میر محمد بشیر	میر دوست محمد
سید عظیم الدین	میر رجب علی	سید غلام حیدر
میر حسین علی	میر وجیہہ منگن	سید محمد واصل
میر دوست علی	میر عظمت علی	میر محمد علی محسن
میر امجد علی	میر حکیم مجدی	میر واجد حسین
میر اقبال علی	حکیم سید ابو الحسن	میر نظیر حسین
حاجی سید زین الدین	علامہ سید سلیمان ندوی	سید عبد الحلیم
بی بی عصیفن	(دیسنہ، بہار)	سید رحیم الدین
سید قمر الہدی	(ص ۲، ۳۷)	(استھانوال پٹنہ)
سید مصباح الہدی دیسنوی	(نسب نامہ دیسنہ)	
استاد مؤلف		
عم		
(نسب نامہ دیسنہ)		

شجرۂ نسب اولاد امام علی رضاؓ

سید حسین

شجرۂ اولاد مولانا

مینا مشہدی رضوی
سید عارف مشہدی
سید معروف مشہدی
سید محمد اسحٰق
سید محمد صالح
حکیم ابد علی
حکیم احمد علی
حکیم محمد آفاق
حکیم محمد اسحٰق
سید محمد صالح
سید کریم اللہ
سید طیب اللہ
سید یوسف علی
سید احسان علی
سید آل نبی
(موضع اینگلم ضلع گیا، بہار)

شجرۂ نسب اولاد

قاضی ابراہیم فتحپور
قاضی عبد الجلیل
قاضی جلیل
قاضی عقیل
قاضی جمال محمد
سید محمود
سید حسین علی
سید محمد افضل
(فتحپور، یوپی)

سید محمد

سید حسین
سید علی
سید عمر
سید آبا بکر
سید علی حمزہ
سید بہاء الدین
مخدوم احمد
سید محمد زید
سید محمد
سید الف محمد
سید قادر علی
سید صدر جہاں
سید حسین
سید نظام الدین
قاضی سید جمال الدین
(ارچشتی غزنوی)
قاضی نظام الدین
قاضی رکن الدین
قاضی سید احمد
قاضی صدر الدین
قاضی ابراہیم
(فتحپور، یوپی، ہند)

سید جمال الدین

سید ابوالقاسم
سید ابوالفتح
سید نظام
سید صدر الدین
سید احمد
سید محمد
سید حسن
سید فخر الدین
سید محمد
سید حسن
سید مرتضیٰ
سید محسن
سید علاء الدین
سید حسن ثانی
سید افضال اللہ
سید ولی بدن
سید راجی
سید جمال علی
سید بندہ علی
میر سید فضل علی
میر سید جعفر رضوی
میر حاجی مظفر
میر سید محمود (مدراس)
رجب ۳۶۲ھ عربی النسل مسلمان
(ہانسی، یوپی)

شجرۂ نسب پدری خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(بمطابق کنز الانساب) صفحہ ۸۲	(بمطابق مراۃ الانساب)	(بمطابق بزم صوفیہ) صفحہ ۶۳	(بمطابق شجرۂ سندھ)
۱۹۔ خواجہ قطب بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ	خواجہ بختیار کاکیؒ
۱۸۔ خواجہ کمال الدین اوشیؒ	خواجہ کمال الدین اوشیؒ	سید کمال الدین	سید کمال الدین ثانی
۱۷۔ خواجہ سید محمد موسیٰ	سید موسیٰ اوشی	سید موسیٰ اوشی	سید موسیٰ
۱۶۔ سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد اوشی	سید احمد ثانی
۱۵۔ سید حسین الدین	سید محمد	سید کمال الدین	سید کمال الدین
۱۴۔ سید رشید الدین	سید احمد	سید محمد	سید محمد
۱۳۔ سید رضی الدین	سید احسان الحق حسین	سید احمد	سید احمد
۱۲۔ سید حسن معروف	سید معروف	سید رضی الدین	سید اسحٰق
۱۱۔ سید محمد اسحٰق	سید احمد	سید حسین الدین	سید احسان الحق حسین
۱۰۔ سید محمد جواد	سید رضی الدین	سید رشید الدین	سید معروف
۹۔ سید علی سجاد	سید حسین الدین	سید جعفر ثانی	سید احمد
۸۔ سید جعفر ثانی	سید رشید الدین	امام علی رضاؓ	سید رضی الدین
۷۔ امام علی رضاؓ	سید جعفر ثانی		سید حسین الدین
	امام علی رضاؓ		سید رشید الدین
			سید جعفر ثانی
			امام علی رضاؓ

شجرۂ نسب مادری خواجہ قطب الدین کاکیؒ

(بمطابق کنز الانساب)
ص ۸۲

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
بی بی رضیہ
سید محمود
سید علی
سید احمد
سید ابراہیم
سید آدم
سید عالم
سید صدر عالم
سید عبد المجید
سید عبد الحمید
سید عبد الرشید
سید حسن
امام علی رضاؑ

بمطابق
(شجرہ سندھؒ)

خواجہ بختیار کاکیؒ
بی بی رضیہ
سید محمود
سید علی
سید احمد
سید ابراہیم
سید آدم
سید عالم
سید صدر عالم
سید عبد الحمید
سید عبد الرشید
سید حسن
امام علی رضاؑ

تذکرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اوشی قصبہ اوش، [illegible] میں تولد ہوئے۔ بختیار الدین اسم گرامی اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ عرفِ عام میں خواجہ کاکیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۵ برس کی عمر میں مولانا ابو حفص سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کی تعلیم پائی۔ سترہ سال کی عمر میں خواجہ معین چشتیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ دن رات میں ۵۰ رکعت نماز ادا کرتے اور ہر رات تین ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ آپ سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ غزنی، سمرقند اور بغداد گئے۔ وہاں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مجلس میں خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ سے بھی شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دہلی کے سفر میں ملتان جا کر شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے ملاقات کی۔ آپ کی ریاضت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ اخیر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے۔ ہمہ وقت استغراق و مراقبہ میں رہتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے تجدید وضو کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہر روز دو بار کلامِ پاک ختم کرتے تھے۔ سورۂ یوسف کی برکت سے انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ محفلِ سماع میں اس شعر پر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

"کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است"

آپ کا سالِ وفات ۶۳۳ھ ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے گا جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں اور ہمیشہ نماز باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا کی ہو۔ یہ شرطیں صرف سلطان التمش کی ذات میں پوری ہوتی تھیں اس لیے انہی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی تصنیف میں ایک کتاب "فوائد السالکین" آپ سے منسوب ہے جو ملفوظات پر مشتمل ہے جنہیں خواجہ فرید احمد گنج شکرؒ نے جمع کیا ہے۔ مشائخ چشتیہ سلوک میں پندرہ درجے شمار کرتے ہیں ان میں ایک کشف و کرامات کا ہے اس درجہ کے حاصل ہونے پر سالک اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے ورنہ بقیہ درجات سے محروم رہ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک منصور عارف کامل نہ تھا اس لیے کہ اس نے اسرار ظاہر کر دیے۔ آپ کے خلفاء میں بابا شکر گنج، شیخ محمود بہاری، سید محمود جاہیزی، سلطان نصیر الدین التمش، حمید الدین ناگوری، شیخ جلال تبریزی، نظام الدین اولیاء مشہور رہے۔

شجرہ و تذکرہ سید منہاجؒ راستیؒ

پشت نمبر	اسماء گرامی
۱۴	سید منہاج راستیؒ
۱۳	سید تاج الدین جیلانیؒ
۱۲	سید عبدالرحمٰنؒ جیلانی
۱۱	سید عبدالکریم مشہدی
۱۰	سید اسمٰعیل مشہدی
۹	سید مصطفےٰ مشہدی
۸	سید حسن
۷	امام علی رضاؑ

سید منہاج راستیؒ آٹھویں صدی ہجری یعنی ۷۶۳ھ میں پھلواری شریف تشریف لائے[1] اور یہیں مستقلاً قیام پذیر ہوئے اور ۷۸۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائیؒ۔

سید منہاج راستیؒ کی دوسری اہلیہ سماۃ بی بی آمنہ بنت شاہ اسمٰعیل کرجویؒ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئیؒ وہ مندرجہ ذیل دیہاتوں میں پھیل گئی۔

(۱) عشری (۲) بدلپورہ (۳) مصطفےٰ پور گھگرل۔

بہار کے مختلف سادات گھرانوں سے ان مواضعات میں ان کی جزئیت پہنچی۔

(۱) کاکو شریف (۲) کرائے پر سرائے (۳) نیورہ

(۴) تیگھرہ دستگیر (۵) پکھورا (۶) گور گاواں

آپ کی اولاد و امجاد میں سید علی اکبر اور بیرسٹر عبدالعزیز (مرحومین) بہت ہی مشہور ہوئے۔ حضرت نے صوبہ بہار میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔

نوٹ :۔ علم الانساب کی رو سے شجرہ میں کم از کم دس واسطے کم درج ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

---

[1] اعیان وطن ص۱۳۵ تا ۱۳۴

علامہ سیّد شاہ شفیق رضوی عماد پوری

مغل سرائے سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر رفیع گنج ریلوے اسٹیشن واقع ہے اس کے قریب ہی عماد پور ایک مردم خیز بستی ہے۔ جو علامہ سید شاہ حسن مرتضےٰ کے آباؤ اجداد کا مولد و مسکن ہے۔ آپ کا اسم گرامی سید حسن مرتضےٰ ہے اور تخلص شفیق، آپ بہار کے سادات رضوی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ حسن رضا تھا آپ کے دادا جان خان بہادر سید کرامت علی الہ آباد کے مفتیٔ اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد سید حسن رضا کی وفات ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت علامہ شفیق صرف چار سال کے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سید سجاد حسین سے ہوئی۔ طب کی کتابیں حکیم عابد علی کوثر خیرآبادی سے پڑھیں۔ تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا شوق آپ کو شروع ہی سے تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپ نے حضرت امیر مینائی لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ امیر مینائی لکھنوی کی وفات ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔

علامہ شفیق کے تلامذہ میں علامہ سید عباس سریر کا بری بہت مشہور ہیں۔

تصانیف:-

ثمرۂ عقیدت (۲) آئینۂ پیغمبر (۳) تحفۂ یازدھم (۴) غنچۂ نوبہار (رباعیات) (۵) تہذیب الآفاق (۶) منتخب العروض (۷) تحقیق سخن (۸) محبوب سخن (۹) اصناف سخن (۱۰) رکن حروفی، (۱۱) گنجینۂ تاریخ۔

علامہ شفیق رضوی عماد پوری کا وصال ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں ہوا۔[1]

---

[1] ماہنامہ الجیب پھلواری شریف اکتوبر ۱۹۶۸ء صہ ۱۸۔

بیرسٹر عبدالعزیز (عزیزِ ملّت)

(شجرۂ نسب صـ ۲۰۳)

والد ماجد کا اسم گرامی سید حفاظت حسین تھا جو کنوارے حکیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ مشہور حکیم تھے۔ راجہ مہاراجہ بھی علاج معالجہ کے لیے رجوع ہوتے تھے۔ ایام طفلی ہی میں عبدالعزیز کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں جسٹس شرف الدین کلکتہ ہائی کورٹ کی ہمسائیگی حاصل تھی ان سے انہوں نے کسب علم و دانش کیا۔ سید علی امام اور سید حسن امام اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کالجیٹ اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سینٹ کولمبس کالج ہزاری باغ میں بی اے میں داخلہ لیا۔ گریجویشن کے بعد ان کے بہنوئی صاحب نے انہیں بیرسٹری کے لیے لندن بھیجنے کا بندوبست کیا۔ مسٹر عزیز لندن میں سات سال مقیم رہے۔ مضمون نویسی کا بڑا شوق تھا۔ فصیح و بلیغ انگریزی لکھتے اور بولتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ ۱۹۱۲ء میں لندن سے واپس ہوکر کلکتہ میں پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں اسمبلی میں پہنچے۔ ۱۹۴۰ء میں نظام حیدرآباد اسٹیٹ میں صدر المہام رہے۔ آپ کے بنگلہ کا نام رضوان تھا۔ قائد اعظم پٹنہ میں اسی مکان میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

سیّد رحیم الدین استھانوی ایڈیٹر البنچ پٹنہ

(شجرۂ نسب صـ ۲۰۴)

استھانواں سید رحیم الدین استھانواں کے مشاہیر میں سے تھے وہ البنچ پٹنہ کے ایڈیٹر تھے اور اپنے زمانہ کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا سید احمد ندوی راقم کے رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ میں اردو کے استاد تھے۔ جن کے صاحبزادہ سید ابوظفر علی احمد اکاؤنٹس آفیسر لے جی پی آر کراچی راقم کے مشفق کرم فرماؤں میں سے ہیں۔ سید احمد ندوی صاحب کا کراچی میں ۱۹۶ء میں انتقال ہوا۔

؎ اعیانِ وطن صـ ۱۳

جسٹس سیّد امیر علی و انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد۔ کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	امام علی رضا مشہدیؒ کی اکتیسویں پشت میں تولّد ہوئے
۳۸	سید محمد صادق علی
۳۹	نامعلوم
۴۰	سید احمد فاضل
۴۱	سید سعادت علی
۴۲	جسٹس سید امیر علی
۴۲	سید امداد علی برادر امیر علی
۴۳	سیدہ قمر النساء بنت امداد علی
۴۴	عبدالرحمٰن انسپکٹر آف پولیس
۴۵	انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ
	نسبی پڑپوتے امیر الرحمٰن
۴۵	انیس الرحمٰن
۴۴	عبدالرحمٰن
۴۳	شیخ رحم علی
	شیخ کرم علی

سید صادق علی خاں امام علی رضا مشہدیؒ کی اکتیسویں پشت میں مشہد میں تولد ہوئے۔ یہی جسٹس سید امیر علی کے خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ ۱۷۳۹ء میں جب سلطنت مغلیہ افراتفری کا شکار ہوئی اور محمد شاہ رنگیلا عیش و عشرت میں پڑ گیا تو نادر شاہ بادشاہ ایران موقع سے فائدہ اٹھا کر دہلی پر حملہ آور ہوا اور دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ نادر شاہ کی فوج میں سید صادق علی خاں کے پوتے سید احمد فاضل بھی ایک اہم عہدہ پر فائز تھے۔ نادر شاہ تو واپس ایران چلا گیا مگر سید احمد فاضل نے دہلی میں بود و باش اختیار کرلی۔ جب دہلی میں حالات ناموافق ہوئے تو ان کے فرزند سید سعادت علی نے اودھ کے نواب وزیر علی کے دربار میں پناہ لی۔ پھر ایک وقت آیا کہ وہ اودھ سے بنگال منتقل ہوگئے۔

سید سعادت علی کے پانچ فرزند تھے (۱) سید وارث علی (۲) سید امداد علی، (۳) جسٹس سید امیر علی (۴) سید ثاقب علی (۵) سید عباس علی۔

سید امداد علی کی دختر سیدہ قمر النساء کا عقد شیخ رحم علی بن شیخ کرم علی سے ہوا جو سیمبورہ، بہار شریف پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سید وارث علی کی زوجہ کا نام آرہ والی بیگم تھا جو ملکی محلہ کی رہنے والی تھیں۔ سید امیر علی ۱۸۴۹ء میں کلکتہ کے نزدیک چنسورہ میں پیدا ہوئے اور آپ کا سالِ وفات ۱۹۲۸ء ہے۔ سید امیر علی ایک مشہور مؤرخ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تاریخ پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں ان کی ایک کتاب "تاریخ صحرائیشی" بہت مشہور ہوئی۔ سید امیر علی نے مسلمانوں کی بہت سی تنظیموں کو منظم کیا اور

---

[۱] اسکیچ اینڈ لائف آف سید امیر علی از جی اے نٹیسن اینڈ کمپنی مدراس صفحہ

ان کے روحِ رواں رہے وہ برصغیر کے مشہور و معروف قانون داں کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں وہ دو دن جنٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

انیس الرحمٰن وکیل انیس الرحمٰن ۸ مئی ۱۹۱۹ء کو موتیہاری میں پیدا ہوئے وہیں سے میٹرک کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے انٹر کیا اور مولانا مناظر احسن گیلانی کے شاگرد بھی رہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے بھی مستفیض ہوئے۔ پٹنہ سے ایم اے ایل ایل بی کیا۔ مسلم نیشنل گارڈز موتیہاری کے سالار رہے اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر، تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ وہ مصنف، مترجم، شاعر اور مضمون نگار ہونے کے علاوہ مشہور وکیل بھی ہیں اس وقت شرف آباد کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ موصوف بلا کے ذہین، طباع شخصیت کے مالک ہیں۔ قوم کا درد ان کے دل میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سید سلیمان ندوی فاؤنڈیشن کے روحِ رواں ہیں۔ اورنگی میں سید سلیمان ندوی میموریل اسکول بھی چلا رہے ہیں۔ عزیز ملت اسکول اورنگی بھی انہیں کا قائم کردہ ہے۔ آپ پچاس کتابوں کے مصنف ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا

اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

نمونۂ کلام

اے سرزمینِ بہار

آبشاروں، جوئباروں کوہساروں کی زمیں — سبزہ زاروں، مرغزاروں لالہ زاروں کی زمیں

نسترن نرگس کی سوسن کے نکھاروں کی زمیں — موتیا کی اور چنبیلی کی بہاروں کی زمیں

اے نواری اور جوہی کے خماروں کی زمیں — خوشنما چمپا کی خوشبوؤں کے ہاروں کی زمیں

رات کی رانی کی اور گل کے نظاروں کی زمیں — کوئلوں کی اور پپیہوں کی ہزاروں کی زمیں

فاختہ کے ہُدہُدوں کے دل کے تاروں کی زمیں — اور طیورِ نغمہ خواں کے گلعذاروں کی زمیں

بجلیوں کی بارشوں کی اور شراروں کی زمیں — وہ مسلسل زندگی کے شاہکاروں کی زمیں

آم کی لیچی کی جامن کی اناروں کی زمیں — لہلہاتی کھیتیوں کی نو بہاروں کی زمیں

دھان کی گیہوں کی پٹ سن کی چناروں کی زمیں — لوہے کی کوئلے کی ابرق اور پاروں کی زمیں

اے نکھاروں کی زمیں اے کٹھلوں کی سرزمیں — بھینی بھینی خوشبوؤں، گجروں کی ہاروں کی زمیں

اے دلِ ہندوستاں اے روحِ مشرق کا شباب — حسن برستا ہے جہاں اُن ماہ پاروں کی زمیں

غیرتِ اسلام پر مٹ جانے والوں کی زمیں — ان جیالوں کی زمیں ان شہسواروں کی زمیں

ان کے خوں سے سرزمینِ پاک کی تخلیق ہے

جاں نثاروں، جاں سپاروں، سوگواروں کی زمیں

(انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ)

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۳	سید فضل علی
۳۲	سید کرم علی
۳۱	سید سیف الدین
۳۰	سید محمد امین
۲۹	سید محمد معصوم شیر بنگال
۲۸	سید مخصوص
۲۷	سید جان
۲۶	سید زیبا
۲۵	سید چاند
۲۴	سید اخوند میر
۲۳	سید بڑے
۲۲	سید سالار
۲۱	سید خضر الدین
۲۰	سید مبارک
۱۹	سید علی شیر
۱۸	سید علی اکبر
۱۷	سید علی اصغر
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید محمد شہید
۱۳	سید نوح
۱۲	سید ابراہیم
۱۱	سید عبدالرزاق
۱۰	سید عبدالمطلب
۹	سید محمد یوسف
۸	سید امام حسن
۷	سید علی رضاؒ

شجرہ و تذکرہ
سید فضل علی رہوی، بہار شریف

سید فضل علی موضع رہوئی بہار شریف، پٹنہ کے ایک عابد و زاہد اور صوفی بزرگ گزرے ہیں، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید کرم علی تھا۔

آپ کے چار حقیقی برادر تھے۔

(۱) سید شاہ افضل علی

(۲) سید شاہ جمعیت علی

(۳) سید شاہ معصوم علی

یہ چاروں بھائی مسماۃ بی بی فاطمہ کے بطن سے تولد ہوئے جو سید کرم علی کی زوجہ اولیٰ تھیں۔ سید فضل علی کی شادی مسماۃ بی بی واصلہ سے ہوئی جن سے سید ابوالقاسم پیدا ہوئے۔ سید فضل علی حضرت منعم پاکبازؒ سے بیعت تھے۔

سید فضل علی ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی ہیر رانجھا اردو میں تحریر کی ہے جس میں چار سو پچاسی اشعار ہیں۔

---

[1] صوفیائے بہار اور اردو صہ ۵۴ تا ۵۵

شجرہ محمد طٰہٰ کمال آبگلوی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۵	سید محمد طٰہٰ کمال آبگلوی[1]
۴۴	ڈاکٹر سید شاہ عبدالسبحانؒ
۴۳	سید امانت حسین مشہدی
۴۲	سید شاہ حمایت حسین
۴۱	سید شاہ کرامت حسین
۴۰	شاہ برہان الدین رضوی مجھی
۳۹	قاضی رفیق اللہ
۳۸	مخدوم سید شاہ محمود
۳۷	مولانا سید شاہ محمد مینا رضوی مشہدیؒ

کمال آبگلوی کی ولادت سنہ ۱۹۱۰ء میں آبگلہ میں ہوئی۔ وہ حضرت مینا مشہدی کی اولاد و امجاد میں سے تھے۔ مینا رضوی مشہدی ایران کے شہر دہلی وارد ہوتے اور شاہی جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب مقرر ہوتے۔ ان سے سید کمال تک کم از کم ۲۰ پشتیں گزری ہیں۔ لیکن صرف ۹، اسمائے گرامی درج ہوئے ہیں حضرت علیؓ سے مینا مشہدی تک ۲۱، یا ۲۲ پشتیں گزری ہیں۔ قاضی سید شاہ رفیق اللہ نبیرہ سید شاہ مینا مشہدی کو پرگنہ گیا صوبہ بہار کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا اور ۵۰۰ بیگھہ زمین جاگیر میں عطا کی گئی۔

نوٹ:۔ قدیم بستی آبگلہ موجودہ آبادی سے چند گز کے فاصلے پر جانب شمال زیر دامن کوہ آباد تھی۔ آثار قدیمہ میں مسجد کا پختہ سنگی چبوترہ اور قبرستان آبگلہ کی پہاڑی کے دامن میں اب بھی موجود ہے۔ قاضی سید بڈھے قاضی رفیق اللہ کے نواسے تھے وہ آبگلہ ہی آسودۂ خاک ہیں جو دوسری جہت سے مینا مشہدی کے پوتے کے پوتے تھے۔ سید احمد اللہ (مصنف، مسلم شعراء بہار کے پردادا میر مصاحب علی کھر بھیا، ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں ان کی شادی ہوئی تھی اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت مینا مشہدی رضوی کے پوتے قدیم آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے تھے۔ گویا قدیم آبگلہ ۵۵۰ سال تک آباد رہا۔ آخر کار گردش ایام نے اسے ویران کر دیا۔

میر مصاحب علی حضرت آدم صوفیؒ کی اولاد میں سے تھے۔

---

[1] مسلم شعرائے بہار جلد چہارم ص۱۴۳

علامہ سید سلیمان ندوی دیسنوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۰۲)

ابو نجیب اسم گرامی اور عرف سید سلیمان ندوی ہے سنہ ۱۸۸۵ء میں دیسنہ میں تولد ہوئے اور سنہ ۱۹۵۳ء میں ارتحال ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم سید ابو حبیب صاحب سے دیسنہ میں حاصل کی۔ چند ماہ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بہار میں پڑھا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں مولوی محمد احسن استھانوی کے ساتھ دارالعلوم ندوہ گئے اس وقت دارالندوہ کے اراکین مولانا محمد علی مونگیری، شاہ سلیمان پھلواروی اور مولانا شبلی تھے سنہ ۱۹۰۴ء میں جب شبلی نعمانی اس کے ناظم ہوئے تو سید سلیمان ندوی کو اپنی تربیت میں لے لیا۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں لکھنؤ میں دستار بندی کی تقریب تھی حاضرین مجلس نے علامہ کا امتحان لینے کی غرض سے عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کی فرمائش کی۔ خواجہ غلام الثقلین نے موضوع تجویز کیا "ہند میں اشاعت اسلام" سید سلیمان ندوی نے ایسی دلکش اور جامع تقریر کی کہ سارا مجمع عش عش کرنے لگا۔ مولانا شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا عمامہ بھرے مجمع میں شاگرد کے سر پر رکھ دیا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں آپ ندوہ میں استاد مقرر ہوئے، سنہ ۱۹۱۰ء میں "الہلال" کے ایڈیٹر ہو گئے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں دکن میں کالج کے پروفیسر مقرر ہوتے۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد سیرت النبی کی تکمیل میں لگ گئے، جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۹۳۳ء میں سر راس مسعود، ڈاکٹر اقبال کے ساتھ شاہ افغانستان کی دعوت پر کابل گئے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد کے ساتھ یورپ گئے۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں حج کیا۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں ڈھاکہ تاریخی کانفرنس کی صدارت کی۔

ؔ نسب نامہ دیسنہ صفحہ ۲۰۲ ؔ تاریخ بارہ گیاں صفحہ ۳۶ تا ۳۸

ڈاکٹر پروفیسر سید محمد مجتبیٰ رضوی

ڈاکٹر پروفیسر مجتبیٰ رضوی کا تعلق موضع آنگلہ کے مشہور رضوی خاندان سے ہے جو میناشہدی رضوی کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید عبدالغفار ہے جو آنگلہ کے رہنے والے تھے اور ان کے دادا جان کا اسم گرامی سید محمد خلیل مختار ہے جو سید آباد پرسائیں (کاکو) سے تعلق رکھتے تھے۔ پروفیسر مجتبیٰ رضوی کے نانا مولوی سید محمد کاظم وکیل موضع حسن پورہ نزد پھلواری شریف اور دریاپور سے تعلق رکھتے تھے جن کے پردادا میر جمعہ تھے ملاحظہ ہو فارسی کا ایک مصرعہ ''کلیم از ماہرو دائم امیر است''

پروفیسر صاحب ۱۹۲۴ء میں موضع سیلاواں میں تولد ہوئے۔ پرائیوٹ طور پر میٹرک کیا۔ بی این کالج پٹنہ سے انٹر اور گریجویشن کیا۔ ۱۹۴۶ء میں ایل ایل بی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ چاٹگام میں سرکاری فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو بحری جہاز سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء کو کراچی آمد ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے ایم اے فرسٹ پوزیشن میں کیا اور اردو کالج کراچی سے منسلک ہو گئے جہاں دس سال تک آپ تاریخ و سیاسیات کے صدر شعبہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں آپ مرکزی حکومت کی اوورسیز اسکالرشپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن گئے جہاں سے آپ نے جیوپالٹکس میں پی ایچ ڈی کیا آپ پورے پاکستان میں اس مضمون میں واحد پی ایچ ڈی ہیں اس لیے آپ کو بابائے جیوپالٹکس کے خطاب سے نوازا گیا۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو آپ کو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں شعبہ سیاسیات کی تعمیر نو کا کام سپرد کیا جو آپ نے بطور احسن انجام دیا۔ ۱۹۸۹ء میں آپ کراچی واپس آئے۔ جب سے آپ بین الاقوامی

نسب پدری

اسمائے گرامی

ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی

سید عبدالغفار

سید محمد خلیل مختار

میر امجد علی

میر دائم اللہ

سید محمد ماہرو

سید محمد کلیم (اولاد)

میناشہدی رضوی (آنگلہ)

نسب مادری

پروفیسر مجتبیٰ رضوی

سیدہ صفیہ خاتون

سید محمد کاظم

سید محمد عبداللطیف

میر عبدالصمد دریاپوری

میر جمعہ

میر دائم اللہ

سید محمد ماہرو

سید محمد کلیم

اولاد

میناشہدی رضوی (آنگلہ)

تعلقاتِ عامہ کے شعبہ میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ اور جامعہ کراچی سے اعزازی طور پر منسلک ہیں۔ آپ صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں شہرۂ آفاق ہیں۔ فرنٹیئر آف پاکستان ایک بعد معلوماتی اور تحقیقی مقالہ ہے جس کا بڑا چرچا ہوا اور اس کو غیر معمولی تصنیف قرار دیا گیا۔
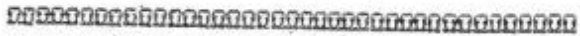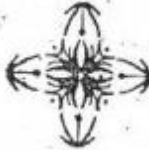
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید صبیح محسن
۴۶	سید محمد محسن
۴۵	حاجی محمد حسین
۴۴	بی بی مریم زوجہ میر محتشم
۴۳	حکیم سید امجد حسین
۴۲	میر ریاض علی
۴۱	میر فہیم اللہ
۴۰	میر حشمت اللہ
۳۹	میر فرخ شیر
۳۸	میر خداوند
۳۷	میر سید حسن
۳۶	میر شمس الدین
۳۵	میر ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری

سیّد صبیح محسن دیسنوی

کنٹرولر پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن ۔ کراچی

سید صبیح محسن ۲۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو عظیم آباد، بہار میں تولد ہوئے۔ آپ نے بی ایس سی کرنے کے بعد صحافت میں ایم اے کیا۔ آج کل ریڈیو پاکستان میں کنٹرولر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے کئی ڈرامہ سیریز پاکستان ٹیلیویژن سے ٹیلی کاسٹ ہوئے۔ آپ نے صحافت میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ اردو انگریزی کے متعدد قومی روزناموں اور رسالوں میں کالم نویس اور مضمون نگار رہے۔ ریڈیو پاکستان کے رسالہ "آہنگ" کے مدیرِ اعلیٰ بھی رہے۔

سیّد صبیح محسن کی طرزِ نگارش پر مولف کا مختصر تبصرہ

صبیح محسن صاحب اردو ادب کے صفِ اول کے مزاح نگار ہیں۔ شائستگی اور شگفتگی ان کی زبان کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ خوبصورت انداز میں معاشرہ کی المناک حقیقتوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ صبیح محسن چھپے رستم ہیں ظاہر میں سنجیدہ نظر آتے ہیں لیکن باطن میں نہایت شگفتہ مزاج واقع ہوئے ہیں ان کے قلم کی کاٹ سے کوئی باہر نہیں وہ تو شجرے اور نسب ناموں کے مجہول کے پول بھی کھولتے نظر آتے ہیں۔ منافقت اور ناانصافیوں سے انہیں چڑ ہے طنز کرتے ہوئے بھی وہ اعتدال اور شرافت کا دامن تھامے نظر آتے ہیں۔ ان کے قلم کی کاٹ کرب نشاط انگیز ہی نہیں بلکہ طلسماتی تاثیر رکھتی ہے انہوں نے مزاح نگاری میں بہت جلد ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

---

[1] نسب نامہ دیسنہ از سید نجم الہدیٰ دیسنوی صفحہ ۲۶۲ [2] نسب نامہ دیسنہ صفحہ ۶۲

نوٹ: سید غلام محی الدین سید محمد عاشق کے حقیقی برادر تھے جن کی اولاد میں پرنسپل معین الحق استھانوی اور سید محمد احسن وکیل باڑھ ہیں۔ (نسب نامہ دیسنہ صفحہ ۶۱)

باب ۱۷ سادات نقوی شجرۂ نسب اولادِ امام تقی الجوادؑ

سید موسیٰ المبرقع — سید ابراہیم (صفحہ ۲۲۲) — سید حسین

سید موسیٰ المبرقع:
ابوالمکارم سید محمد اکبر (صفحہ ۲۲۳) — سید محمد قاسم — سید عمران — سید محمد

سید محمد قاسم:
سید حیدر
میر سید علی
میر سید شاہ عباس
میر حسن مصدق
سید علاء الدین
سید شجاعت علی — سید وحید الدین چلہ کش
سید وحید اشرف
سید عبد اللہ
سید ابو محمد
سید امام الدین مشہدی
مولانا سید نظام الدین رضوی
سید حسین الدین
سید بڑے
سید عبد الفتاح
میراں سید عبد الغفور
(صفحہ ۲۲۴)

سید عمران:
سید عماد الدین
سید محمد طاہر
سید محمد عماد
سید محمد عمران
سید عماد الدین
سید محمد طاہر
سید محمد یحییٰ
سید محمد طاہر
سید صالح الدین
سید محمد جعفر
سید محمد حسین
سید محمد حسن خوئی
(مشہد ایران)

سید محمد:
سید اسمٰعیل
سید داؤد
سید محمود
سید مسعود
سید شاہ منیر
سید محمد ماہ
سید محمد
سید ابوالحیات
سید عبد الوہاب
سید ابوالعلائی
سید عبد الباقی
سید ابوالفضل
سید ابوالفیض
سید ابوالحسن
سید ابوالمکارم
سید ابوالقاسم
سید عبد الرشید
سید عبد الحفیظ
سید عبد المجید
سید تقی الدین
سید آدم صفی الدین
(صفحہ ۲۲۴)

سید حسین:
سید علی
سید شاہ
سید شاہ محمد
سید عبد اللہ
سید منیر
سید احمد
سید بایزید
سید الیاس
سید علی احمد
سید رحم علی
سید قاسم علی
سید عبد الرسول
سید برہان الدین
سید فتح علی
سید کرم علی
سید برکت علی افضل پور (دربھنگہ)
سید دلاور علی
سید امداد علی
سید محی الدین
(خیرآباد بھنگہ)
سید قلب علی (ابیلہ دربھنگہ)
سید احمد — سید یٰسین

(آئینہ مبارک صفحہ ۲۶۵
از محمد حسین سرسہدہ، پٹنہ)

شجرۂ نسب اولاد سید ابراہیم بن امام تقی الجوادؑ

سید عبدالمعید
سید برہان الدین
سید حسین عشق گرداںؒ
سید عبدالعزیز
سید عبدالرحمٰن
سید عبدالرزاق
سید شہاب الدین
سید احمد
سید ضیاء الدین
سید محمد
سید اکبر

- سید احمد
  - سید شاہ جعفری الکوری
  - سید محمد
  - سید یوسف
  - سید حسنی
  - سید پیارے
  - سید چاند
  - سید جلال
  - (سہسرام بہار)
- سید محمود پیارے
  - سید حامد چاند
  - سید جلال دانشمند
  - سید محمد اشرف
  - سید ابل اللہ مبارک حسین
  - دیوان سید محمد جعفر
    - دیوان ابوسعید
      - سید خلیل شیخپوری
      - (مونگیر)
    - شاہ خلیل
      - شاہ صاحب عالم
      - زہرہ
      - سید وارث علی
      - سید اولاد علی
      - سید لطافت حسین
      - (خسرو پور نواده گیا)

اولاد سیّد حامد (چاند)

(شجرہ صفحہ ۲۲۲)

سید شاہ ابراہیم زندہ دل (کاکر) (متوفی ۱۱۹۹ھ) — سید جلال دانشمند

سید محمد باقی

سید مبارز

سید ابوالحسن

میر سید محمد

میر سید اسلم جعفری

سید غلام جعفر

میر سید علی ابراہیم پیر میاں (پیر بگیھ)

میر عنایت کریم

سید جعفر علی — سید سجاد علی

سید شاہ حسین علی (باقی بگیھ)

سید احمد سجاد — فضل سجاد

شاہ سجاد — سید وحید سجاد

حکیم حسن سجاد — شاہ اصغر سجاد — سید یٰسین — سید سبحان احمد

سید ظفر سجاد

لہ نسب نامہ جعفری از سید احمد سجاد جعفری (ص ۱۰۹، ۱۲۱)

شجرۂ نسب اولاد سید ابوالمکارم سید احمد اکبر بن سید موسیٰ المبرقع

- سید محمد اعرج
  - سید محمد اشرف
    - سید علی
    - سید نظام الدین
    - سید یوسف
    - سید فضل اللہ
    - سید اسحٰق
    - سید حیدر
    - سید کبیر الدین
    - سید سراج الدین
    - سید محمود
    - سید شمس الدین
    - سید شہاب الدین
    - سید سلطان
    - سید عبدالرحمٰن
    - سید محبوب
    - سید نصیب شاہ
    - سید آفاق
    - (ص ۲۲۷)
  - سید احمد نقیب (ص ۲۲۵)
  - سید موسیٰ
    - سید احمد ثانی
      - سید موسیٰ ثانی
      - سید یحییٰ
      - سید حسن
      - سید عبداللہ
      - سید مظہر
      - سید جلال الدین بیابانی
      - سید قطب الدین یوسف
        - سید اسد اللہ
          - سید رکن الدین
          - میر سلطان
          - سلطان امیر یحییٰ
          - خوجہ محمود انجیر فغنوی
        - سید عبداللہ ثانی
          - خواجہ ابویوسف ہمدانی
    - سید نظام الدین حسین
      - سید نصیر الدین احمد
      - سید ابی طالب
      - سید علاء الدین
      - سید حسین
      - سید تاج الدین احمد
      - سید لطف اللہ
      - سید حسین علی ہادی
      - سید اسحٰق عندلیب مکی
      - سید ابوالعباس
      - سید عبدالباسط
      - سید حسین علی
      - سید شہاب الدین
      - سید احمد کبیر
      - سید علاء الدین
      - سید وجیہہ الدین
      - سید فرید
      - (ص ۲۲۶)
- سید سبطین حسین

شجرۂ نسب اولاد سید احمد نقیب بن سید محمد اعرج

سید احمد
سید موسیٰ
سید احمد
سید محمد
سید علی
سید جعفر
سید محمد
سید عیسیٰ
سید ابوالفتح
سید یاد حسین
سید کاظم الدین
سید جعفر
سید باقر
سید موسیٰ
سید شرف الدین
(صد ۲۲۶)

سید یعقوب
سید عبداللہ بخش
سید زید
سید محمود
سید ابراہیم
سید عبدالعزیز

سید زید
سید نذراللہ
سید داؤد
سید سیف الدین
سید حسن
سید عبدالمجید
سید سیف الدین
سید علی الدین
سید خیر الدین
سید داؤد
سید منگن
سید سعید دانشمند
(صد ۲۲۶)

سید احمد
سید یعقوب
سید علاء الدین
سید فخر الدین
سید محمد
سید عمر
سید بڑے
سید محمد
سید تقی
سید محمود
سید عبدالرحیم
سید عارف
سید چاند
سید شاہ
سید باسط علی
(زید پور، یوپی)

سید موسیٰ
سید محمد حسین
سید محمد حامد
سید عز الدین
سید صفی الدین
سید محمود
سید زین العابدین
سید محمد
مخدوم سید ابوسعید گردیز باز
سید مبارک
شاہ درویش
شاہ محمد
شاہ اعلیٰ
سید محمد اسمٰعیل
سید محمد حافظ
شاہ عبدالرسول
سید شاہ غلام مبارک
سید شاہ غلام مصطفےٰ
سید شاہ غلام رسول
(بیتھو شریف گیا بہار)

شجرہ نسب اولاد سید شرف الدین (صـ۲۲۵)

سید ابراہیم
سید حفیظ احمد
سید عزیز
سید محمد دوست
سید برہان
سید محمد عباد
سید محمد ہادی
سید محمد متقی
سر سید احمد خاں
(علی گڑھ، یوپی)

اولاد سید سعید دانشمند (شجرہ نسب صـ۲۲۵)

سید اشرف دانشمند

سید کمال
سید جمال
سید عقیدہ
عبدالرحمٰن
عبداللہ علی
میراں خرم علی
حامد علی
محمد علی
امداد علی
محب حسن
رضا حسن
زوجہ سید غلام الحق
سید سلمان حیدر
(چاندپور، یوپی)

شجرۂ نسب اولاد سید آدم صفی الدین

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۱)

سید ابو الفیض

سید مبارک

سید فتح محمد

سید حبیب اللہ

سید ابو المعالیؒ (لاہور)

اولاد سید میراں عبد الغفور صفحہ ۲۲۱

سید عبد الشکور (کھرتھیا، پٹنہ)

سید غریب محمد قبیجہ

سید محمد معشوق

سید غلام مخدوم

سید غلام مصطفی

سید میر علی

میر تفضل حسین

میر تجمل حسین

سید نذر الرحمٰن

عزیز النساء

صالحہ خاتون

سید قیام الدین (کراچی)

اولاد سید آفاق

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۴)

سید خلیل الرحمٰن

بی بی صفیہ

سید فضل علی

سید افضل علی

حکیم فیاض علی

سید عبد القادر

(گیا، بہار)

اولاد سید فرید

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۴)

سید احمد

سید محمود قلندر

سید سعد اللہ

سید محمد ابراہیم

سید اسمٰعیل

سید محمد عارف

سید وجیہ الدین

سید محمد وارث

سید محمد ابراہیم

سید غلام احمد

سید فضل علی شہید

سید وارث علی

سید نوازش علی

سید ذو الحسن

سید محبوب نبوی

(دیوبند، یوپی)

سید سبطین حسین

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۳)

سید نثار حسین مشہدی

آقا علی احمد مشہدی

سید شاہد حسین رضوی

سید عابد حسین

سید حسین علی

سید حسن علی

سید آلِ رضا

سید جعفر حسین

سید باقر حسین

صوفی سجاد حسین

سید احمد حسین

حکیم مولانا شاہ سید محمد حسین صوفی

حکیم شاہ سید بنگی برہان الدین نظامی۔ عظیم آباد

کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۸	سید خلیل شیخپوری
۲۷	دیوان ابو سعید
۲۶	دیوان سید جعفر
۲۵	سید ولی اللہ مبارک حسینی
۲۴	پیر سید محمد اشرف
۲۳	سید جلال دانشمند
۲۲	سید حامد چاند
۲۱	سید محمود پیارے
۲۰	سید اکبر
۱۹	سید محمد
۱۸	سید ضیاء الدین
۱۷	سید احمد
۱۶	سید شہاب الدین
۱۵	سید عبد الرزاق
۱۴	سید عبد الرحمٰن
۱۳	سید عبد العزیز
۱۲	میراں سید حسین خنگسوارؒ
۱۱	سید برہان الدین
۱۰	سید ابو المؤید
۹	سید ابراہیم
۸	امام تقی الجوادؑ

شجرہ و تذکرہ میراں سیّد حسین خنگسوارؒ شہید و شیخ سیّد خلیل شیخپوری

خاندان میراں سید حسین خنگسوار شہید ایک عرصہ سے بہار میں آباد ہے۔ اس خانوادہ میں سید شیخ خلیل شیخپوری مشہور گزرے ہیں۔

میراں سید حسین خنگسوارؒ سید ابو الفرح واسطیؒ مورث اعلیٰ سادات بارہ کے ہمشیرزادہ تھے۔ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ سلطان نے ان کو مفتوحہ علاقہ اجمیر کا عامل مقرر کیا لیکن مفسدوں نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کی تجہیز و تکفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے کی۔ ان کا مزار بالائے کوہ تاراگڑھ نزد اجمیر شریف مرجع خلائق ہے مشہور روائت ہے کہ وہاں اب بھی شب کے وقت نمازیوں کی تکبیر کی آواز سنائی دیتی ہے ۸۶۷؁ھ میں میراں سید خنگسوارؒ کی ولادت ہوئی تھی اور ۱۱۳ سال کی عمر میں ۹۸۰؁ھ میں آپ شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد شیخپورہ ضلع مونگیر، بہار کے اطراف و جوانب میں آباد ہیں۔

سلہ مخزن الانساب ص۳۱۵، کنز الانساب ص۹۰، تحقیق الاقوام ص۱۰۹، گلزار ابرار ص۱۲۶

شجرہ و تذکرہ
سید وحید الدین چلہ کشؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۶	سید وحید الدین چلہ کش	۳۶	سید قیام الدین
۱۵	سید علاء الدین	۳۵	صالحہ خاتون
۱۴	سید شاہ حسن صدیق	۳۴	عزیز النساء
۱۳	سید شاہ عباس	۳۳	سید شاہ نذر الرحمٰن حنیف
۱۲	میر سید علی	۳۲	میر تجمل حسین
۱۱	سید شاہ حیدر	۳۱	میر تفضل حسین
۱۰	سید قاسم	۳۰	سید میر علی
۹	موسیٰ المبرقع	۲۹	سید غلام صمدانی
۸	امام تقی الجواد	۲۸	سید غلام مخدوم
۷	امام علی رضا	۲۷	سید محمد مشتاق
۶	امام موسیٰ کاظم	۲۶	سید غریب محمد مجا
۵	امام جعفر صادق رضؓ	۲۵	سید عبد الشکور
۴	امام باقر رضؓ	۲۴	میراں عبد الغفور
۳	امام زین العابدین رضؓ	۲۳	سید عبد الفتاح
۲	امام حسین رضؓ	۲۲	سید بڈھنے
۱	حضرت علی رضؓ	۲۱	سید حسام الدین
		۲۰	سید نظام الدین فخری
		۱۹	سید امام الدین شہیدؒ
		۱۸	سید ابو محمد
		۱۷	سید عبداللہ
		۱۶	مخدوم سید وحید الدین چلہ کش

سید زین بدر عربی جامع ملفوظات مخدوم الملک شرف الدین یحیٰی منیری کے مطابق حضرت مخدوم سید وحید الدین رضوی مشہدی چلہ کشؒ نے خود ارشاد فرمایا کہ خواجہ نجیب فردوسی سہروردی ان کے حقیقی ماموں تھے۔ سید وحید الدین چلہ کش کے فرزند سید علیم الدین تھے جن کے فرزند سید امام الدین تھے۔ سید امام الدین کے دو فرزند تھے جن میں مخدوم سید علیم الدین شاہ جیکہ سجادہ نشین تھے۔

مخدوم سید وحید الدین رضوی چلہ کش کا عقد بابی بارکہ بنت شیخ ذکی الدین بن مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ سے ہوا۔

مسماۃ عزیز النساء کا عقد سید ظفر الدین سے ہوا جو موضع چپلاواں کے رہنے والے تھے مسماۃ صالحہ خاتون کا عقد سید نظام الدین سے ہوا جو موضع اور نجیبہ پکورہ کے رہنے والے تھے۔

سید قیام الدین کے تین فرزند اور دو دختر ہیں۔

فرزندان (۱) سید ندیم احمد (۲) سید فرخ احمد (۳) حافظ سید عمران احمد خرم

دختران (۱) وقار النساء (۲) فاطمۃ الزہرہ۔ **ماخذ**:۔ کرسی نامہ مرتبہ سید محبوب الحق وفا اشتصوی

۱؎ کنز الانساب ص ۹۹ حیات ثبات

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	امام تقی رض
۹	سید موسیٰ المبرقع
۱۰	سید محمد
۱۱	سید اسمٰعیل
۱۲	سید داؤد
۱۳	سید محمود
۱۴	سید مسعود
۱۵	سید شاہ منیر
۱۶	سید محمد ماہ
۱۷	سید محمد
۱۸	سید ابوالحیات
۱۹	سید ابوالوہاب
۲۰	سید ابوالعلاء ؒ
۲۱	سید عبدالباقی
۲۲	سید ابوالفضل
۲۳	سید ابوالفیض اوّل
۲۴	سید ابوالمحاسن
۲۵	سید ابوالمکارم
۲۶	سید ابوالقاسم
۲۷	سید عبدالرشید
۲۸	سید عبدالحفیظ
۲۹	سید عبدالمجید
۳۰	سید تقی الدین
۳۱	سید آدم صفی الدین
۳۲	سید ابوالفیض ثانی
۳۳	سید مبارک
۳۴	سید فتح محمد
۳۵	سید حبیب اللہ
۳۶	سید ابوالمعالیؒ لاہوری

شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری

سید شاہ ابوالمعالیؒ کی ولادت سرگودھا کے شہر بھیرہ میں یکم ذی الحجہ ۹۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا پدری شجرۂ نسب ۲۸ واسطوں سے سید موسیٰ المبرقعؒ بن امام تقیؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید رحمت اللہ یا سید حبیب اللہؒ کا اصل نام سید اسدالدین اور شاہ خیرالدین تھا وہ ۹۸۸ھ میں وہلی وارد ہوئے تھے۔ سید شاہ ابوالمعالیؒ نے اپنے والد ماجد سے کسبِ علم کیا۔ علوم کی تکمیل کے بعد لاہور میں میاں میرؒ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ ۱۰۲۴ھ میں واصل بحق ہوگئے۔ آپ کا مزار لاہور میں ابوالمعالی روڈ پر مرجع خلائق ہے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ فارسی اور عربی زبان میں آپ نے شاعری کی ہے۔ آپ کا تخلص غربتی تھا۔

تصنیفات

(۱) تحفۃ القادریہ

(۲) نغماتِ داؤدی

(۳) مونسِ جاں

(۴) گلدستہ باغِ ارم

(۵) زعفران زار

(۶) ہشت محفل (قلمی نسخہ)

ؔ سیارہ ڈائجسٹ جلد دوم اولیاء نمبر صفحہ ۲۱۳

سیّد ابراہیم و سیّد محبوب رضوی دیوبندیوپی ہند

(شجرۂ نسب ص ۲۲۸)

گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں خاندان سادات کے ایک بزرگ سید محمد ابراہیمؒ نے اہل اللہ کے مشورہ سے دیوبند کا انتخاب کیا۔ دہلی کی مرکزی حکومت کی طرف سے دیوبند میں قیام کے لیے مسجد اور وسیع خانقاہ تعمیر کرائی گئی اور مدد معاش کے لیے زمینیں دی گئیں۔ ہندوستان میں سادات رضویہ کا خاندان لکھنؤ، خیرآباد، اور تیدپور میں موجود ہیں۔ سر سید احمد خاں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابراہیم کے اجداد میں سید حسین حمص سے ترکِ وطن کر کے اوش آئے اور وہاں سے ہند تشریف لائے۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے بیعت ہوئے اور سندھ میں بھکر میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہیں ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔ تقریباً ۰۰ سال کے بعد شہاب الدین کی ساتویں پشت میں سید محمود قلندر حمص سے ہند آئے۔ شیخ محمود لکھنؤ سے جونپور چلے گئے۔ قطب الدین بینا ئے دل سے خلافت حاصل کی ۹۸۶ھ میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ سید محمد ابراہیم اپنے دادا سید محمود قلندر سے سلسلۂ قادریہ شطاریہ میں بیعت تھے۔ اور اولیائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے آپ ۵ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ سید محمد ابراہیم شیخ علاء الدین چشتی کے مشورہ کے مطابق دیوبند میں قیام فرمایا تھا جہاں مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ سید محمد ابراہیم نے ۵ شوال ۱۰۳۲ھ کو وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید محمد اسمٰعیل اور شاہ محمد امین، سید احمد شہید بالاکوٹؒ ۱۲۳۶ھ میں جب دیوبند تشریف لائے تو فرمایا "یہاں سے علم کی بو آتی ہے" جسے مکاشفہ اور پیشین گوئی کہا گیا اس لیے کہ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اس خانوادہ کے مشاہیر میں حکیم سید برکت علی، حاجی آل حسن، مولانا سید محمد میاں اور مولانا سید حامد میاں قابلِ ذکر ہیں۔

لہ عربی النسل مسلمان ص ۳۷۳ تا ۳۸۰

سر سیّد احمد خاں

سرسید احمد خاں کی تاریخ ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء ہے۔ آپ کے آباء و اجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں عرب سے ہرات ہوتے ہوئے ہندوارد ہوئے۔ آپ کے دادا جواد الدولہ عالمگیر ثانی کے عہد میں ایک ہزار پیدل اور ۵۰۰ سوار فوج کے منصب دار تھے۔ آپ کے والد سید محمد تقی خاں بہادر کا بھی شاہ عالم ثانی کے دور میں یہی منصب رہا۔ آپ ۱۸۳۷ء میں دہلی کے صدر امین کے سررشتہ دار مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں بجنور کے سب جج مقرر ہوئے۔ آپ کو حکومت برطانیہ سے خطابات بھی ملے اور آپ وائسرائے کونسل کے ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔ آپ کا خاندان سادات دہلی میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ آپ کے نانا خواجہ فریدالدین احمد خاں بہادر حکومت برطانیہ کے خاص معتمد اور شاہ دہلی کے وزیر تھے۔ وہ علوم ریاضی اور ہندسہ کے عالم بھی تھے۔ سرسید احمد خاں کی تاریخ وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۵ھ ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

(۱) رسالہ اسباب بغاوت ہند

(۲) آثار الصنادید

اولاد سید حامد اور سید محمود دو بیٹے تھے۔ سید محمود کے بیٹے کا نام سید راس مسعود تھا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۷	سرسید احمد خاں
۳۶	سید محمد متقی
۳۵	سید محمد ہادی
۳۴	سید محمد عماد
۳۳	سید برہان
۳۲	سید محمد دوست
۳۱	سید عزیز
۳۰	سید حافظ احمد
۲۹	سید ابراہیم
۲۸	سید شرف الدین
۲۷	سید موسیٰ
۲۶	سید باقر
۲۵	سید جعفر
۲۴	سید کاظم الدین
۲۳	سید یاد حسین
۲۲	سید علی
۲۱	سید ابوالفتح
۲۰	سید عیسیٰ
۱۹	سید محمد
۱۸	سید جعفر
۱۷	سید علی
۱۶	سید محمد
۱۵	سید احمد
۱۴	سید موسیٰ
۱۳	سید احمد
۱۲	سید احمد نقیب
۱۱	سید محمد اعرج
۱۰	سید احمد اکبر
۹	سید موسیٰ المبرقع
۸	امام تقی الجواد

بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری ص ۲۵۳

پیرِ طریقت سید شاہ برہان الدین بقاؔ نظامی
دستگیر، کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	حکیم سید شاہ برہان الدین بقاؔ نظامی
۲۴	حکیم سید شاہ محمد حسین رضوی
۲۳	علامہ سید شاہ محمد حسین رضوی
۲۲	سید شاہ سجاد حسین
۲۱	سید شاہ باقر حسین
۲۰	سید شاہ جعفر حسین
۱۹	سید شاہ آلِ رضا
۱۸	سید شاہ حسن علی
۱۷	سید شاہ حسین علی
۱۶	سید شاہ عابد حسین
۱۵	سید شاہ زاہد حسین رضوی
۱۴	آقا محمد علی رضوی
۱۳	آقا احمد علی رضوی
۱۲	سید شاہ زوار حسین
۱۱	سید سبطین حسین
۱۰	سید شاہ احمد
۹	سید موسیٰ المبرقع
۸	امام تقی الجواد
۷	امام علی رضاؑ

حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعرات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء میں عظیم آباد میں تولد ہوئے۔ بقا صاحب کی تعلیم و تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا شاہ عبدالنان، مولانا شاہ حبیب الحق، مولانا محمد لاڈلے، مولانا محمد مبین، مولانا تمنا عمادی اور مولانا فرید الدین قابلِ ذکر ہیں۔ بقا صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ کلکتہ شہر میں گزرا۔ ۱۹۴۰ء میں عظیم آباد سے مٹیا برج کلکتہ تشریف لائے۔ ۱۹۶۶ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ آخر کار ۱۹۶۹ء سے کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ آپ کا آبائی پیشہ طبابت اور جواہر شناسی تھا۔ آپ کو علم نجوم میں بھی مہارت حاصل ہے۔ آپ نے حضرت معروف امیٹھویؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یہ انہیں بزرگ کا فیضان ہے کہ بقا نظامی ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے ابھرے۔ شاعری میں وہ مائل لکھنوی کے تلامذہ میں رہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ "میں تقریباً چالیس برسوں سے طبابت اور شاعری کر رہا ہوں"۔

بقا نظامی صاحب کا نسبِ پدری ساداتِ رضوی ہے اور نسبِ مادری کی رو سے وہ شیخ صدیقی ہیں۔ آپ کے خانوادے کے مورثِ اعلیٰ آقا محمد علی رضوی نیشاپور ایران سے افغانستان ہوتے ہوئے ہندوارد

نوٹ: درسلسلہ شجرہ میں ۲۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں۔

؎ بقا صاحب کے خسر صادق حسین بن صفدر حسین معزول بادشاہ اودھ واجد علی شاہ کے ساتھ لکھنؤ سے کلکتہ آگئے تھے وہ بادشاہ کی فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

ہوئے۔ اور پانی پت کرنال میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ یہ مغل بادشاہ فرخ سیر کا دورِ حکومت تھا۔ آقا محمد علی رضوی بڈھا کھیرا پانی پت گنج سیداں کرنال میں آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے نامور فرزند سید شاہ زاہد حسین رضوی پنجاب سے نقل مکانی کرکے صوبہ بہار پہنچے جہاں وہ شیر گھاٹی ضلع گیا میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ یہ خاندان نو پشتوں تک عظیم آباد میں رہا۔ سید شاہ زاہد حسین کی آٹھویں پشت میں علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی تولد ہوئے جن کا شمار عظیم آباد کے جید علماء اور معتبر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ علامہ کے ایک فرزند حکیم مولانا سید شاہ محمد حسین رضوی پیدا ہوئے جو عظیم آباد کے ذی علم بزرگ اور ماہر طبیب تھے یہی بزرگ بقا نظامی کے والد ماجد تھے۔ بقا صاحب کی سگی بہن رابعہ خاتون پرنسپل مہاراجہ بیا گرلز کالج گلزار باغ پٹنہ کا ۱۹۷۶ء میں ہوا۔ بقا صاحب کی ہمشیرزادی کا نام بلقیس بیگم ہے جو امام رضا ساکن منگل تالاب پٹنہ کی زوجہ ہیں۔ بقا صاحب کے بھائی سید ذاکر حسین زکریا کا انتقال مٹیابرج میں ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ نقشِ بقا ان کا پہلا مجموعہ کلام تھا۔ دوسرا مجموعہ صہبائے بقا پروفیسر ستار شاہدی نے ترتیب دی اور ایک کتاب مکتوبِ بقا کے نام سے چھپی۔ بقا نظامی سلاسلِ تصوف میں چاروں سلسلوں سے مستفیض ہیں انہیں نظامی چشتی قادری سہروردی اور نقشبندی سلاسلِ طریقت سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ وہ برصغیر کے ایک منفرد صوفی شاعر، ادیب، خطیب، طبیب اور جامع کمالات شخصیت کے مالک ہیں۔

تصنیفاتِ بقا

(۱) نقشِ بقا (۲) صہبائے بقا (۳) مکتوبِ بقا (۴) مطلب القلوب (۵) مرآۃ بندگی (۶) انتخاب دیوان یادگار معروفؒ (۷) مجربات درویشی (۸) رباعیاتِ بقا (۹) راہِ حمد (۱۰) انوار بندگیؒ (فارسی سے ترجمہ)

شہپرِ جبرئیلؑ (مجموعہ نعت شریف)

محرمِ راز (مجموعہ غزلیات)

چشمِ وا (مجموعہ مقالات)

شجرہ نسب اولاد عبداللہ جعفر بن امام نقی ہادیؑ

سید ابو طاہر قاسم

- سید عباس
  - سید حسن
  - سلطان سید
  - سلیمان
  - سید علاء الدین
  - سید حمید الدین پیلہ کش
  - زوجہ بی بی بارکہ
  - سید عبداللہ
  - سید ابو محمد
  - سید امام الدین
  - سید حسام الدین
  - سید شاہ عمانہ
  - سید میران
  - سید زبیر
  - سید غلام محی الدین
  - ملا سید رازی
  - سید رحیم اللہ
  - پیر علی درویش
  - (بہار)
  - (کتاب الانساب ص ۸۳)
- سید محمد
  - سید طاہر
    - سید محمد آفاق
    - سید ابو القاسم
    - مورث اعلیٰ
    - سادات نقوی
    - (بہار)
  - سید زید
    - سید اسحٰق
    - سید احمد
    - سید یعقوب
    - سید محمد
    - سید ضمیر
    - میر سید شاہد
    - میر سید عبدالعزیز
    - سید جعفر
    - سید محمد
    - (کتاب الانساب ص ۶۲)

سید ابو طالب حمزہ

- سید نظام الدین
- سید عیسیٰ باقر
- سید زین الدین
- سید شہاب الدین گردیزی

سید علی اصغر (اشقر)

(ص ۲۳۶)

شجرہ نسب اولاد سید علی اصغر (اشقر) ابن عبداللہ جعفر بن امام ہادی نقی رضہ

- سید عبداللہ علی اکبر (صفحہ ۲۳۴)
- سید اسمٰعیل
  - سید احمد
    - سید محمد
    - سید محمود
    - سید جعفر
    - سید عبدالمعید سبزواری
    - سید قطب عبدالفتاح فرسونی
    - سید عثمان فرسونی
    - سید عبداللہ فرسونی
    - سید شہاب بزرگ
    - سید سراج الدین
    - سید شہاب ولی
    - ملا علیم الدین
    - قاضی سید مینا
    - ملا عبدالمقتدر منجن جونپوری
    - سید عبدالوہاب
    - سید عبدالفتاح دانشمند
    - سید عبدالقادر
    - سید عبدالرحیم
    - سید جلال الدین
    - سید زین الدین
    - سید کریم متعتیانہ
    - سید انور علی
    - سید سراج الدین
    - (میرداد گیا، بہار)
  - سید محمد ص ۲۴۱
  - سید عقیل ناصر
    - سید اشرف ہارون
    - سید شریف حمزہ
    - سید اکرم جعفر ثانی
    - سید افضل زید
    - سید قاسم منور
    - سید ابراہیم القدر
    - سید شجاع احمد
    - سید محمد بخاری
      - سید محمود
        - سید محمد شیرازی
        - سید احمد
        - سید محمد حسین
        - سید احمد حسین الحسینی
        - (میر مراد، سکھی سندھ)
      - سید صدرالدین خطیب
        - سید بدرالدین
          - سید علی مرتضیٰ
          - سید تقی الدین
          - سید عثمان الحکام
            - بندگی جنید ثانی
              - بندگی شاہ نظام الدین
              - (بہار)
            - سید بایزید
              - شیخ اولیاء
              - شاہ نعمت اللہ
              - شاہ عبداللہ
              - شاہ عزیز اللہ
              - شاہ کرامت اللہ
              - شاہ عصمت اللہ
              - (مظفر پور، بہار)
        - سید تاج الدین
          - میر خلیق صدق
          - سید تاج الدین ثانی
          - سید ابواللیث
          - سید عبداللہ
          - سید ہادی شاہ
          - سید علوی شاہ
          - سید موسیٰ شاہ
          - مخدوم شاہ محمد جعفر
          - (روہڑی سندھ)

شجرۂ نسب اولاد سید ابو عبداللہ علی اکبر بن سید علی اشقر (ص ۲۳۵)

سید ابو محمد الحسین (ص ۲۳۸)

سید احمد مشہدی
سید علی اصغر مشہدی
سید حسن مشہدی
سید ابی عبداللہ بخاری
سید خواجہ علی اقبال
سید محمد بدایونی
سید جمال
سید ابراہیم
مخدوم فرید پیر بخشؒ
سید معین الدین
سید نصیر الدین
سید سلطان اکبر
سید مظفر
سید منصور
سید محبوب
سید مسعود
سید عنایت اللہ
سید امیر اللہ
سید احسان الدین
سید محمد بخش
سید وحید
ناظر محمد افضل
(الیشہ)

سید موسیٰ مشہدی
سید زید مشہدی
سید علی
سید یحییٰ
سید جعفر
سید حمزہ
سید دعائی زہوی
سید داؤد
سید شمس الدین
سید احمد قتال رہوی
سید فضل فضل
سید داؤد
سید محمود
تا
سید احمد حاجی جیری
مورث اعلیٰ
(مؤلف)
(سکونت بہار)

سید مرتضیٰ
سید محمود
سید مجتبیٰ
سید محمد ابو الفتح
سید جعفر ثالث
سید احمد صغیر
سید علی ابو الرشید بخاری
سید جلال سرخ بخاریؒ
سید علی
سید سعید محمود
سید علی اصغر
سید عبدالمجید
سید عبدالحمید
سید عبداللہ
سید شاہ شرف الدین بخاری
سید شاہ تقیق بخاری (سندھ)

سید محمد
خواجہ سید عرب
سید ابی عبداللہ
خواجہ سعید
سید عبدالعزیز
سید حسن
سید عبدالکریم
سید احمد
سید طٰہٰ
سید عبدالباہر
سید صدر الدین
سید صالح
سید فضل اللہ
سید نعمت اللہ نوری
(بہار)

سید موسیٰ (ص ۲۳۸)

سید احمد بدایونی
خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
(دہلی)

سید عبداللہ
دیوان عبدالوہاب
دیوان عبداللطیف
سید شریف
سید غلام مجتبیٰ
سید زکی الدین
سید اظہر علی
سید محمد امام
سید احمد کریم شاہ
بی بی صغیرن
(دلیسہ بہار)

اولاد سید موسیٰ
(شجرہ نسب ص۲۳۷)

سید عبدالرحمٰن
سید عبداللہ
خواجہ ابوبکر
خواجہ عزیز
سید کمال الدین
سید عبدالرشید
مخدوم سید احمد
مولانا سید دولت
سید فضل اللہ
سید حسن
سید عبدالسمیع
سید محمود
سید نعمت اللہ
سید خیر اللہ
سید محب اللہ
سید نجیب فخری
سید غلام میر
سید کمال الدین
حافظ سید علیم الدین
(میر داد گیا بہار)

اولاد سید ابو محمد الحسین
(شجرہ نسب ص۲۳۷)

سید محمد
سید ابو جعفر ابراہیم
سید ابو نصر صمصام
سید ابو الحسن محمد
سید ابو نصر یوسف یعقوب چشتیؒ
سید قطب مودود چشتیؒ

سید نجم الدین ابو احمد
سید رکن الدین محمد
سید نظام الدین احمد
سید قطب الدین محمد
سید ضیاء الدین محمد
سید اوحد الدین محمد
سید تقی الدین محمد
سید قطب الدین محمد
سید نظام علی
سید ناصح محمد خواجگیؒ
سید منتخب ابو الاعلیٰ جعفر
سید صفا الدین عبدالعلی
سید عبدالحی (ص۲۳۹)

سید خواجہ منصور
سید سمعان ثانی
سید محمد حسان
سید عبید الرحمٰن
سید برہان الدین
خواجہ اسد اللہ بخاری
سید عبداللہ چشتی
سید قطب الدین
سید تاج محمود حقانی
ص ۲۳۹

سید جلال حیدر
(شجرہ نسب ص۲۴۱، ۲۴۲)

۲۳۔ جہانیاں جہاں گشتؒ
۲۲۔ سید احمد کبیر
۲۱۔ سید جلال سرخ بخاری
۲۰۔ سید علی ابو المعید سبزواری
۱۹۔ سید احمد صغیر
۱۸۔ سید جعفر ثالث
۱۷۔ سید محمد ابو الفتح
۱۶۔ سید مجتبیٰ
۱۵۔ سید محمود
۱۴۔ سید مرتضیٰ
۱۳۔ سید احمد ابو لیث
۱۲۔ سید ابی عبداللہ علی اکبر
۱۱۔ سید علی اصغر (اشقر)
۱۰۔ سید جعفر ثانی
۹۔ امام تقیؒ

اولاد سید عبدالحئی

(شجرۂ نسب صـ ۲۲۸)

سید عبدالصمد
سید عبدالغنی
سید زاہد عبدالشکور
سید عبدالہادی
سید ناسک عبدالباقی
سید عبدالولی
سید عارف عبدالمعیز
سید متقی وارث علی
سید زاہد حسین
سید احمد حسین
سید ابوالاعلیٰ مودودی
(لاہور)

اولاد سید تاج محمود حقانی

(شجرۂ نسب صـ ۲۳۵)

سید عبدالقوی
سید عبداللہ
سید احمد اللہ
سید حمید الدین
سید میر علی
سید احمد علی
سید وارث علی شاہ
(دیوہ شریف)

سید ضیاء اللہ
سید شاہ ولی
سید امام الدین
سید شیر علی
سید مراد علی
سید شجاعت علی
سید محمود علی
سیدہ آمنہ خاتون
زوجہ سید علی رضا رضوی
سید حسن رضا
(استاد مؤلف)

سید شاہ فصیح اللہ
سید محمد ملیح
سید رحمٰن حسین
سید فخر الدین بھکوڑی
سید شجاعت حسین
سید واجد حسین
سید محمد قاسم
سید محمد ہاشم فاضل شمسی
شیخ پورہ، مونگیر
(مدفون حیدرآباد سندھ)

سادات بخاری دہارٹمی (جہلم، پنجاب)

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رح
سید ناصر محمود
سید فضل اللہ
سید عبدالجلیل بخاری
سید احمد عبدالقادر داؤد شریف
سید محمود
سید فتح
سید جمال
سید احمد
سید لطیف
سید کبیر

سید حامد — شاہ حسین
سید نورنگ — یار علی

سید شیر شاہ — سید امیر شاہ — سید محمد شاہ
محمد چراغ شاہ — سید اللہ بخش — مصطفےٰ شاہ
سید گل شاہ — نوبہار شاہ
درشانی بی بی
زوجہ سعادت علی

سید محمد شاہ — سید محمود شاہ
پروفیسر ڈاکٹر سید
عبدالرحمٰن ہمدانی
(مصنف سالار عجم)

شجرہ سید جماعت علی شاہ (پنجاب)

۹- امام نقی رح
۱۰- جعفر ثانی
۱۱- اصغر علی
۱۲- سید اسمٰعیل
۱۳- سید وکیل
۱۴- سید ہارون
۱۵- سید حمزہ
۱۶- ابو المکارم زید
۱۷- سید ہاشم
۱۸- سید محمد شاہ
۱۹- سید ابراہیم
۲۰- سید محمد علی (بھکری)
۲۱- صدر الدین محمد خطیب
۲۲- سلطان شاہ
۲۳- نیک نظر شاہ
۲۴- سید حاجی شاہ
۲۵- مرتضیٰ شاہ
۲۶- یار محمد شاہ
۲۷- پیر محمد شاہ
۲۸- رکن الدین
۲۹- مددن اللہ
۳۰- جعفر شاہ
۳۱- سید محمد قاسم علی
۳۲- سید محمد شاہ
۳۳- حاجی شاہ
۳۴- نسیم اللہ
۳۵- اللہ داد شاہ
۳۶- تمال شاہ
۳۷- ابراہیم شاہ
۳۸- بہادر شاہ
۳۹- جمال شاہ
۴۰- سید بیگ محمد شاہ
۴۱- معصوم شاہ
۴۲- سید علی شاہ
۴۳- سید رفیق شاہ
۴۴- طوک شاہ
۴۵- روشن شاہ
۴۶- سید بھو شاہ
۴۷- سید پیر شاہ
۴۸- احمد شاہ
۴۹- بی بی کرم الہٰی
۵۰- سید شاہ
۵۱- سید جماعت علی شاہ

(سالار عجم صفحہ ۲۲۳)
(سادات نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب)

۱؎ سالار عجم صفحہ ۱۵۱، ۲؎ سالار عجم صفحہ ۲۲۳، سادات نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب۔

شجرۂ نسب اولاد سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید علی مختصر

(شجرۂ کبیر صفحہ ۲۳۶)

شجرۂ نسب اولاد سید نظام الدین محمود جہاں گشتؒ (صفحہ ۲۳۹)

سید محمد رضا
سید محمد سفیان
سید محمد رضا
سید ابوالحسن
حاجی سید حسن ہجری (ہراتی)
سید محمد معز الدین
سید سراج الدین
سید عبدالحمید
سید عبدالعزیز
سید حبیب الدین
سید مخدوم بڑے
سید شاہ ابوالفتاح ملتانی
سید شاہ عبدالغفار
سید شاہ محمد اولیاء
سید شاہ محمد درویش
سید محمد شاہ
سید شاہ مردان علی
سید شاہ محمد علی (کاکو)
سید شاہ امیر اکبر
سید شاہ نظیر حسین (بہار)
(مصنف گل تر)
شاگرد داغ دہلوی

سید زکی الدین بزرگ
سید شاہ نظام الدین
سید زکی الدین ثانی
سید شاہ معین قتال گنج
سید محمد حافظ
سید بڑے دانشمند
سید برہان الدین
سید عمر
سید فرید
سید ولی اللہ
سید عبداللہ
سید فہیم اللہ
سید احمد اللہ
سید اسد علی
سید حبیب حسین
سید داور حسین
سید عبدالمجید
سید عبدالقدوس
سید عبدالودود
(میراں بیگھہ گیا بہار)

سید اسمٰعیل وجیہ الدین
سید کبیر الدین
سید حسن قطب بخاری
شہاب عبداللہ قطب
سید شاہ راجو
دیوان ابراہیم بخاری
دیوان فضل بخاری
سید محمد طیب
سید محمد تقی
سید محمد نقی
سید بدرالدین
سید احمد علی
سید امیر علی
سید عابد علی
سید محمد تقی
سید عباس حسین
سید محمد طیب
سید ابوالعباس
سید منظور عباس
سید منصور عباس نقوی
ڈپٹی سیکریٹری
(شکارپور سندھ)

(آثار کاکو از سید شاہ غفور الرحمٰن حمد کاکوی صفحہ ۴۹، ۱۰۰)

اولاد سید جلال حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ
(شجرۂ نسب صفحہ ۲۳۸)

سید ناصر الدین محمود
سید احمد کبیر شاہ

سید ابو الفتح	سید رکن الدین
سید رکن الدین	سید جلال ثالث
سید ابو القاسم	سید راجو شہید
سید محمود	سید جلال رابع
سید حامد	سید تاج الدین
سید عبد الوہاب	سید محمد اکبر
سید جلال الدین	سید علی اصغر
سید عبد اللہ	سید لطف علی
سید مدن	سید عزیز اللہ
سید وارث علی	سید لطف اللہ
سید حسن	سید لاڈلا علی نوجنگ
سید سابل	سید اولاد حسن
سید احسان علی	نواب صدیق حسن
سید ستار شاہ	سید نور الحسن
سید شاہ محمد	نواب سید نجم الحسن
سید لعل شاہ	قاری سید رشید الحسن
سید محمد شاہ	خطیب جامع مسجد
(سالمڈ سندھ)	(بنوری ٹاؤن کراچی)

۲۴- سید شاہ فاروق
۲۵- سید عبد الکریم
۲۶- سید عبد العزیز
۲۷- سید عبد السبحان
۲۸- سید عبد الغنی
۲۹- سید شاہ احمد
۳۰- سید محمد شاہ
۳۱- سید کمال
۳۲- سید جعفر شاہ
۳۳- سید جمال
۳۴- سید احمد شاہ بخاری
۳۵- سید فضل علی شاہ
۳۶- سید احمد جمال عابد حسین
۳۷- سید محمد طاہر
- سید شعیب
- سید شاہد احمد
- سید اقبال احمد

۱۹۳ اے جہانگیر روڈ (غربی کراچی)

۲۴- سید علاؤ الدین
۲۵- سید عبد الرحمٰن
۲۶- سید محبوب
۲۷- سید خضر
۲۸- سید رستم
۲۹- سید پیارے
۳۰- سید عالم
۳۱- سید مُرلی
۳۲- سید یار محمد
۳۳- سید محمد صالح
۳۴- سید معشوق علی
۳۵- سید دلاور علی
۳۶- سید افضل علی
۳۷- سید علی اعظم
۳۸- زوجہ میر علی حسین (کرسیا)
۳۹- سید جمال الدین
۴۰- زوجہ سید نجم التوحید
۴۱- عالیہ
۴۲- شاہنواز
(بہار)

۴۰- سید بشیر الدین
۴۱- ساجدہ خاتون
۴۲- سید محمد جمیل
(۱۹۱- اے جہانگیر روڈ غربی کراچی)

اولاد سید علیم الدین بن سید تمام الدین محمود بن سید جلال سید جہانیاں جہاں گشت (شجرہ نسب نمبر ۴۸)

سید جلال الدین
سید اسلام الدین ثانی
سید نظام الدین
سید صفی الدین
سید سورج دریا
(لاہور)

سید ابو شاہ عالم
سید میراں
سید میراں ثانی
سید حامد
سید برہان الدین
سید نظام الدین
سید فتح اللہ
سید علی
سید ابراہیم شاہ حیدرآباد

سید عبداللہ شاہ
سید جعفر شاہ
سید عبداللہ شاہ
سید جلال شاہ
سید ابو اسحٰق شاہ
سید عبدالقادر شاہ
سید محسن شاہ
سید فضل علی شاہ
سید قائم شاہ
سید امیر علی شاہ
سید حاتم شاہ
سید علی بخش شاہ
سید علی گل شاہ
سید غلام قادر شاہ
دیہہ ماشر
(نصرپور سندھ)

سید محمد شاہ
سید فرید
سید نظام الدین
سید فرید ثانی
سید حضور شاہ
سید فرید ثالث
سید حضور ثانی
سید عبدالرزاق
سید عبدالرحیم شاہ
سید جان محمد بچے والا شاہ

خان محمد شاہ شہید
حاجی یار محمد شاہ
خلیفہ پیر پگارا
(خلیفہ یار محمد)

سید محمود شاہ
سید غلام حیدر عثمان علی شاہ
سید اللہ بچایو شاہ
خلیفہ یار محمد
(اوڈیرو لال سندھ)

سید سراج الدین بخاری
سید امام الدین "
سید شمس الدین "
سید نظام الدین "
سید فرید الدین "
سید قطب الدین "
سید شمس الدین "
مخدوم شاہ سید علاء الدین بخاری [illegible]
سید عبدالرسول بخاری
سید علی ولی اللہ "
سید شاہ الحق محی الدین "
سید شاہ قدم رسول "
سید شاہ فتح الدین "
سید شاہ مبارک علی "
سید شاہ کریم بخش "
سید شاہ واحد حسین "
سید شاہ نظیر حسن "
سید شاہ مظہر الدین "
سید محمد احسن "
سید مجتبیٰ الدین "
(داماد مؤلف)
(ڈیرہ بلیا مونگیر، بہار)

اولادِ مخدوم سید فرید طویلہ بخش رحؒ

(شجرۃ النسب ص۲۳۷)

سید شاہ بڑے
سید شاہ قطب الدین
سید شاہ ذکریا
سید شاہ یحییٰ
سید کریم الدین
سید حلیم الدین
سید محبوب
سید شاہ محمد
سید غلام فرید حیدر
سید غلام شعیب
سید امام بخش
سید معوذ حسین

سید شاہ معین الدین
سید شاہ نصیر الدین
سید بہاء الدین
سید شاہ عبداللہ

سید عبدالوہاب
سید جمال الدین
سید شاہ کمال الدین
سید شاہ غلام محمد
سید منور اللہ
سید علیم الدین
سید شاہ آفاق (رجسم)
سید شاہ اسحٰق (پیر منڈیا)
سید شاہ عطا حسین
(داناپور، پٹنہ، بہار)

سید عبداللطیف
سید محمد شریف
سید غلام مجتبیٰ
سید شاہ حبیب اللہ
سید شاہ جمال اللہ
سید تاج الدین ابوالفیض
سید شاہ امید علی
سید شاہ عطاء الحق ابوالحسنات شاغل فریدی
(کچھوچی تکیہ، بہار شریف، پٹنہ)

سید میر حسن عبدالصمد جلال الدین

سید عبدالرشید
سید عبدالقدوس
(اورنگی)

سید مہدی حسن
علی مختار فیض الحسن
سید نجم الحسن
سید فخر الحسن
سید عین الحق

سید شاہ ابو محمد قطب الدین
سید محمد عبداللطیف
سید شاہ حبیب

بلقیس زوجہ
سید انعام الحق
(اورنگی سیکٹر ۵)

سید پرویز

سید ابو سعید نصیر الدین
سید محمد یونس
سید شاہ محمد شفیع

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۳۴)

اسم گرامی محمد القاب محبوب الٰہی، نظام الدین اولیاؒ تھے۔ ان کے دادا سید علی اور نانا سید
عرب اہم جد تھے۔ شیخ نظام الدین کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے لاہور آیا اس کے بعد بدایوں میں سکونت
پذیر ہوا۔ اسی شہر میں ماہ صفر ۶۳۴ھ میں محبوب الٰہیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جب وہ ۵ سال کے
ہوئے تو یتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم بدایوں میں ہوئی۔
مولانا علاء الدین اصولی سے بقیہ تعلیم حاصل کی۔ مولانا شمس الدین سے حریری کا درس لیا۔ مولانا کمال الدین
زاہد سے مشارق الانوار کا درس لیا۔ اپنے مرشد بابا گنج شکرؒ سے عوارف المعارف پڑھی۔ نظام الدین
اولیاءؒ کو بابا گنج شکرؒ سے ملاقات کا شوق بیدار ہوا۔ چنانچہ باباؒ کی زیارت کو اجودھن پہنچے تو باباؒ نے
ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　　سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور اسی وقت کلاہ چہار ترکی سر سے اتار کر اپنے مرید کے سر پر رکھ دی۔ نظام الدین اولیاءؒ مرشد کی
صحبت میں ۶۵۵ھ سے ۶۵۶ھ تک رہے اور فیضیاب ہوتے رہے۔ دوران تربیت وہ اور شیخ جمال الدین
ہانسویؒ ایک ہی پیالہ میں ساتھ کھاتے تھے۔ فیض و تبرکات حاصل کر کے محبوب الٰہی دہلی واپس آ گئے۔
جب بابا گنج شکرؒ کا وصال ہوا تو اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا عطا کردہ عصا اور خرقہ
مولانا بدر الدین اسحٰق کی معرفت ملا۔ علاء الدین صابرؒ بھی بابا گنج شکرؒ کے مرید تھے۔ امیر خسروؒ کے نانا
عماد الملک اور والد امیر سیف الدین لاچین بھی حضرت محبوب الٰہیؒ کے حلقہ ارادت میں تھے۔ امیر خسروؒ
پر بھی مرشد کی تربیت کا اثر ہوا وہ ۴۰ سال تک صائم الدہر رہے۔ امیر خسروؒ ایک بے بدل شاعر
اور ادیب تھے مگر اپنی شاعری کے کمالات کو محض اپنے مرشد کے لعاب دہن کی برکت خیال
کرتے تھے۔ وفات سے ۴۰ روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور بار بار آنکھوں سے آنسو جاری

؎ بزم صوفیہ صفحہ ۱۸۰،

رہتے وفات سے کچھ قبل بتبرّ خاص سے مختلف چیزیں خلفاء کو عطا کیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بابا فرید گنج شکر کا عنایت کیا ہوا مصلٰی خرقہ، تسبیح اور عصا حوالے کیا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور جب آفتاب طلوع ہو رہا تھا تو یہ آفتاب دین مستور ہو گیا۔ تاریخ وفات چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہے۔ مزار پُر انوار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت سلطان محمد بن تغلق نے بنوائی۔ ساری عمر تجرد میں گزار دی۔

حضرت محبوب الٰہی کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) فوائد الفواد (۲) افضل الفواد (۳) راحت المحبین (۴) سیر الاولیاء، اوّل الذکر خواجہ حسن سنجری نے مرتب کیا ہے۔ فوائد الفواد کو ہر زمانہ میں مقبولیت حاصل رہی۔ امیر خسروؒ نے بھی اپنے مرشد کے ملفوظات افضل الفواد کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ مگر اس کو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ برٹش میوزیم میں فارسی مخطوطات میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات میں ایک کتاب راحت المحبین بھی ہے جس میں ان کے ایک نامعلوم مرید نے ۶۸۹ تا ۶۹۰ھ تک کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ خواجہ سید محمد مبارک امیر خورد نے بھی سیر الاولیاء میں خواجگان چشت کے حالات اور محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات درج کیے ہیں۔

خلفاء: حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلفاء کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بعض مشہور و معروف خلفاء کے اسم گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۲) حضرت امیر خسروؒ (دہلی) (۳) شیخ قطب الدین منور (ہانسیؒ) (۴) شیخ حسام الدین ملتانی (پاک پٹن) (۵) شیخ برہان الدین غریب (دولت آباد) (۶) شیخ حسام الدین سوختہؒ (سانبھر) (۷) شیخ اخی سراج الدینؒ (مالدہ، بنگال) (۸) خواجہ شمس الدین دہاریؒ (ظفر آباد) (۹) شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ (پانی پت) (۱۰) حضرت شیخ منتجب الدینؒ (خلد آباد) (۱۱) خواجہ سالار حسن (چین)

مخدوم سیّد شاہ جلال الدین حید جہانیاں جہاں گشت رح

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۳۸)

آپ[1] کا اسم گرامی سید حسین جلال الدین اور لقب جہانیان جہان گشت ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۳۰۸ء بروز جمعرات عین شب برات کو مقام اوچ شریف ہوئی۔ آپ کا وصال ۸۰ سال کی عمر میں ۷۸۵ھ بروز عید الاضحیٰ ہوا اور آپ اوچ شریف ملتان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان سید احمد کبیر بخاریؒ اور چچا سید محمد بخاریؒ سے علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت عمیق اور وسیع تھا۔ وہ عالم متبحر، حافظ قرآن اور ماہر علم الکلام تھے۔ آپ شیریں کلام، با اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ سلطان محمد تغلق نے انہیں شیخ الاسلام مقرر کیا اور ۴۰ خانقاہیں آپ کے تصرف میں دیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور سات سال تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں گزارے جہاں آپ نے شیخ عبداللہ یافعیؒ اور عبداللہ مطریؒ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ عالم اسلام کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ آپ یمن، عدن، دمشق، لبنان، بصرہ، کوفہ کربلا، نجف اشرف، شیراز، تبریز، بلخ، نیشاپور، خراسان، سمرقند، گازرون، بحرین اور غزنی کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے وطن اوچ شریف ملتان لوٹے۔ جہانیان جہاں گشتؒ نے ۲۰ بزرگوں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

(۱) سید احمد کبیر سہروردیؒ (والد) (۲) قوام الدین خلیفہ رکن الدینؒ (۳) رکن الدین ابو الفتح رح (۴) شیخ مکہ عبداللہ یافعی (۵) شیخ مدینہ عبداللہ مطری (۶) شیخ شرف الدین محمود شاہ (۷) شیخ نجم الدین کبریٰ رح (۸) سید محمد بخاریؒ (چچا) (۹) نظام الدین اولیاءؒ (۱۰) قطب الدین منورؒ (۱۱) نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۱۲) قطب عدن فقیہہ بصالؒ (۱۳) ابو اسحٰق گازرونیؒ (۱۴) امام الدینؒ (۱۵) حمید حسینی رح (۱۶) سید احمد کبیر رفاعیؒ (۱۷) نجم الدین اصفہانیؒ (۱۸) حضرت خضر علیہ السلام (۱۹) اوحد الدین حسینیؒ (۲۰) شیخ نور الدین رح

---

[1] جہانیان جہاں گشت صفحہ ۷

جہانیان جہاں گشتؒ کے ملفوظات و تصنیفات

(۱) ترجمہ قرآن (فارسی)، (۲) ترجمہ رسالہ مکیہ (فارسی)، (۳) اربعین صوفیاء (۴) سراج العارفین و سیر الطالبین (۵) جامع العلوم (۶) سراج الہدایہ (۷) سفرنامہ (۸) خزانۂ جلالی (۹) جواہر جلالی (۱۰) اعمال و اشغال فوائد (۱۱) فوائد الناصحین (۱۲) مظہر جلالی (۱۳) مناقب مخدوم جہانیان۔

حضرت مخدوم کے تین صاحبزادے تولد ہوئے (۱) سید محمد (۲) سید عبداللہ بخاریؒ (۳) سید ناصر الدین محمودؒ (۴) دختر جو سید شرف الدین مشہدی سے منسوب ہوئیں۔ سید محمد بخاریؒ دکن چلے گئے۔ سید عبداللہؒ دہلی میں آباد ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے ناصر الدین محمودؒ اوچ شریف میں رہے۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۶ بعض نے ۲۸ نام گنوائے ہیں۔ دراصل یہی وہ فرزند ہیں جن کی اولاد برصغیر کے ہر گوشہ میں آباد ہیں۔

ہمعصر صوفیائے کرام | شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ، سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اور شیخ علاء الدین لاہوریؒ۔

ہمعصر شاہان دہلی | علاء الدین خلجی، شہاب الدین خلجی، قطب الدین مبارک، ناصر الدین خسرو، غیاث الدین تغلق، محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق۔

خلفاء | اشرف جہانگیر سمنانیؒ، سید صدر الدین راجو قتالؒ (برادر)، سید علم الدین ترمذیؒ، سید اشرف شہیدیؒ، بابو تاج اللہ بکھریؒ، سید محمود شیرازیؒ، سید سکندر بن مسعودؒ، سید علاء الدین بن سید حسینیؒ، سید شرف الدین سامانیؒ اور مولانا عطاء اللہؒ۔

اقوال جہاں گشتؒ | ۱۔ مکہ و مدینہ کے بعد ہند و پاک کی زمین عظمت والی ہے۔ حضرت آدمؑ کا قدم پہلے پہل ہند کی سرزمین کو چھوا۔ خواجہ خضرؑ یہاں اکثر نظر آتے ہیں۔ یہاں ابدال زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حجر اسود کا رخ بھی ہند و پاک کی طرف ہے۔ عمل کے بغیر نسب بے کار ہے۔

۲۔ چار عورتیں ساری عورتوں سے افضل ہیں:۔ (۱) حضرت حواؑ (۲) حضرت مریمؑ (۳) حضرت عائشہؓ (۴) حضرت فاطمہؓ۔ حضرت عائشہ کی فضیلت علم و اجتہاد کی بناء پر ہے۔

جہانیاں جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری ص ۱۴۱ تا ۱۵۱

۳۔ مبیح میں سونا مکروہ ہے۔ اس سے تنگیٔ معیشت، کوتاہیٔ عمر اور قلتِ معاش پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ مخدوم نے راجو قتال ؒ سے فرمایا "تساں راجے اساں خواجے" یعنی تم بادشاہ ہم فقیر۔

۵۔ "کھا ٹھڈا ہے پچھا ٹھڈا کہاں" یہ جملا اردو کا ہے جو پہلے پہل موضع اٹھڈ، کھگ یا ضلع بہار میں مخدوم عبداللہ شطاری ؒ کے ساتھ سفر میں بولا گیا ہے۔ مطلب ہے "سچے عرفان" کی کمی ہے۔

سید صدرالدین راجو (راجن) قتال

(شجرۂ نسب ص۲۳۹)

سید صدرالدین راجو قتال مخدوم جہانیان جہاں گشت کے چھوٹے برادر تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے مرید ہو کر برادرِ بزرگ سے خرقۂ خلافت پایا اور ان کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ راجو قتال کو سیر و شکار کا بہت شوق تھا۔ ۸۲۷ھ مطابق ۱۴۲۳ء میں وفات پا کر اوچ شریف میں مدفون ہوئے۔ ان کے چار فرزند قوی لدید ہوئے۔ (۱) سید جلال خواجہ (۲) شیخ روح اللہ (۳) سید عبدالعزیز (۴) سید ابواسحٰق۔ سید ابواسحٰق کا انتقال ۱۱ ذی الحجہ ۸۰۹ھ مطابق ۱۴۰۷ء کو ہوا۔

مخدوم راجو قتال نے سید فضل الدین بخاری بن سید ناصر الدین محمود بخاری کو اپنا سجادہ بنایا۔

خلفاء مخدوم فضل الدین، کبیر الدین اسمٰعیل، برہان الدین قطب عالم، شیخ علاء الدین، شاہ داؤد قریشی، مخدوم عبدالوہاب، اسمٰعیل قریشی، مخدوم جہاں شاہ، شیخ سارنگ۔

تصنیف اوراد کا مجموعہ "تکبیراتِ راجو قتال"

نوٹ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے اپنی کتاب میں "اردو نثر آغاز و ارتقا" صفحہ ۴۵ میں صدرالدین راجو قتال برادر جہانیان جہاں گشت" اور سید یوسف حسینی راجو قتال کو ایک شخصیت سمجھ لیا ہے۔ اور جہاں گشت کے بھائی صدرالدین راجو قتال کو خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا والد بتایا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صدرالدین راجو قتال ان کے والد نہیں تھے بلکہ سید یوسف حسینی راجو قتال خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے والد بزرگوار تھے۔

لہ جہانیاں جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری ص۱۵۷،

سیّد محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ مکلی سندھ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	سید محمد حسین شیرازی پیر مراد
۲۴	سید احمد
۲۳	سید محمد شیرازی
۲۲	سید محمود
۲۱	سید محمد تقی بھکری
۲۰	سید محمد شجاع احمد
۱۹	سید ابراہیم انور
۱۸	سید قاسم منور
۱۷	سید افضل زید
۱۶	سید محمد اکرم جعفر ثالث
۱۵	شاہ محمد شریف حمزہ
۱۴	شاہ محمد اشرف الثان
۱۳	شاہ عقیل ناصر
۱۲	سید شاہ اسمٰعیل
۱۱	سید علی اصغر
۱۰	سید علی جعفر ثانی
۹	سید امام محمد علی نقیؑ

سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ کے دادا سید محمد حسینی شیرازیؒ سلطان مبارز الدین بن مظفر الدین کے عہد میں شیراز سے سندھ وارد ہوئے۔ سلطان کا عہد حکومت سنہ ۷۱۳ھ تا سنہ ۷۶۵ھ تھا۔ پیر مرادؒ کی ولادت سنہ ۸۳۱ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۸۹۳ھ مطابق سنہ ۱۴۸۷ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ٹھٹھہ شہر کے مشہور قبرستان مکلی میں مرجع خلائق ہے۔ سید علی کلاں شیرازیؒ پیر مرادؒ کے حقیقی برادر تھے اور ان کے مرید بھی۔ ان کی ولادت سنہ ۹۵ھ میں اور وفات سنہ ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ پیر مرادؒ کی سکونت ٹھٹھہ شہر میں تھی۔ ان کے دو بیٹے تھے (۱) سید شاہ محمد جلال شیرازی (۲) سید شاہ جمال شیرازی۔ سید شاہ محمد جلال شیرازی کی ولادت سنہ ۸۳۶ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۹۰۳ھ میں ہوئی۔ مزار مکلی میں ہے۔ سید علی شیرازی ثانی سید شاہ جلال شیرازی کے فرزند تھے۔ ان کی ولادت سنہ ۹۲۱ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۹۷۱ھ میں ہوئی۔

(تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۱۰۳)

سید شاہ یقیقؒ بخاری

(شجرۂ نسب ص ۲۳۷)

تحفۃ الکرام کے مصنف میر علی شیر قانع اور تحفۃ الطاہرین کے مصنف شیخ محمد اعظم ٹھٹھوی کے مطابق آپ کا اسم گرامی سید شاہ یقیق بخاری تھا۔

"پیر یقیقؒ ولی سالک خدا آگاہ و عارف باللہ بود و کرامات آں بزرگوار بسیار و بے شمار اہل امراض یک چلّہ بزیارت وی ملازمت می نمایند واز ہر قسم کہ مرض باشد نجات می یابند گرینداں آستانہ آں پیر یقیق است کہ در راہ "ٹکرالہ" برکنارہ آب شور آسودہ است"

(تحفۃ الطاہرین ص ۱۰۹، ۱۱۰، مطبوعہ ۱۳۴۳ھ)

"سید الیقیقؒ بزرگے معروف شمال روی بندر اور ٹکا بفاصلہ شش کروہی مدفون درگاہش برآرندۂ حاجات ہر گونہ علیلاں را دار الشفا و کرامات است" (تحفۃ الکرام (فارسی) ص ۲۴۳، مطبوعہ مکتبہ ناصری دہلی ۱۳۰۴ھ)

حضرت سید شاہ یقیق بخاریؒ کا مزار چوہڑ جمالی سے ۸ کلو میٹر جنوب میں موضع "کچھ مرطعو" میں واقع ہے جو لاڈیاں سے ۵ کلو میٹر شمال میں ہے۔ قلمی نسخہ کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۸۳۵ھ میں بخارا میں ہوئی۔ آپ اپنے جدِ اعلیٰ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ (متوفی ۶۹۱ھ) کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے۔ سید شاہ یقیق بخاریؒ ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں اور والد کی طرف سے حسینی سید۔ آپ دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ نے پہلی شادی سلطان چنگیز خاں کی بیٹی سے کی تھی جن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی سید قاسم شاہ بخاری کی دختر نیک اختر محترمہ فاطمہ سے کی جن سے دو فرزند تولد ہوئے ایک سید علی دوسرے سید جعفر، سید جلال الدین سرخ بخاریؒ اوچ شریف آنے کے بعد دونوں فرزندوں کو بخارا واپس بھیج دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد سید علی بخاریؒ دوبارہ واپس ہند آگئے۔[۱]

سید شاہ یقیقؒ کے والد سید شرف الدین بخاریؒ کے ۷ فرزند تھے:

۱۔ جہانیاں خاندان ص ۲۲، ۲۹، ۱۲۰، تحفۃ السالکین ص ۱۸۱، تاریخ اوچ ص ۹۸، سید شاہ یقیق ص ۲۳ تا ۲۴

(۱) سید عبداللہؒ عرف شاہ (۲) شاہ موسیٰ (۳) شاہ اسمٰعیل (۴) شاہ سلیمان (۵) شاہ مراد (۶) سید علی کستوری (۷) سید شاہ یقین بخاریؒ۔ ان کی ایک دختر بھی تھیں جن کو بی بی نیک خاتون کہتے تھے جب شاہ یقینؒ کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو والد ماجد کا ۸۴۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ چھ ماہ بعد والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ وفات کے وقت والد نے اپنے فرزند شاہ اسمٰعیل اور شاہ سلیمان کو وصیت کی کہ شاہ یقینؒ کو میری وفات کے بعد سندھ بھیج دینا۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا سید عبداللہؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلے کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلہ میں آپ کے والد کے خاص عقیدت مند سید محمد محمود شاہ شیرازی بھی تھے۔ اس زمانہ میں سیاحت ہی کے ذریعہ روحانی تعلیم ہوتی تھی۔ سب سے پہلے یہ قافلہ نجف اشرف پہنچا وہاں شاہ نے حضرت علیؓ کے مقبرہ کی زیارت کی اور فیض و برکات حاصل کر کے کربلائے معلیٰ پر چلہ کشی کی۔ بعد ازاں شاہ نے شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے بیت المقدس جا پہنچے اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر چلہ کشی کر کے روحانی تربیت حاصل کی مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے مزارات پر حاضری دی۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد روضۂ رسول پر حاضری دی جہاں آپ کو حضور پاک کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں ان کی ملاقات خواجہ خضرؑ سے ہوئی جو بہترین لباس میں ملبوس تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں ہندوستان بھیج دوں۔ چند ماہ کی مسافت کے بعد شاہ یقینؒ ۸۵۱ھ میں ہندوستان لوٹے۔ سات سال کی عمر میں سفر پر روانہ ہوئے تھے دس سال کے بعد سترہ سال کی عمر میں سیر و سیاحت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبداللہؒ کے پاس واپس کگرالہ آئے۔ آپ نقشبندی اور قادری سلاسل طریقت میں بیعت تھے۔ سیر و سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ جنگل کے قبرستان میں چلہ کشی کی بعد ازاں حضرت سید علی ہجویریؒ داتا گنج بخش کے مزار پر لاہور میں تین سال تک چلہ کش رہے۔ ۸۵۴ھ میں واپس لوٹے تو مجسم شفا بن چکے تھے۔ اب ان سے کرامات کا صدور ہونے لگا جس کی طرف ایک نظر دیکھ لیتے وہ شفا پا جاتا۔

ایک روایت کے مطابق سید شاہ یقینؒ کی شادی سید محمد محمود شاہ شیرازی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۹ جمادی الاول ۸۵۵ھ بعد نماز عشاء آپ کا رسم نکاح ادا ہوا اتنے میں ایک قریب گاؤں کی عورت روتی پیٹتی شاہ یقینؒ کے پاس آئی اور فریاد کرنے لگی کہ ڈاکوؤں نے میرے

بیٹے کو یرغمال بنالیا ہے۔ شاہ سائیں خدا کے لیے میرے بیٹے کو بچائیں فوراً آپ اسی حالت میں سہرا باندھے اس عورت کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ ڈاکوؤں کو علم تھا کہ وہ عورت شاہ یقیق ہی کے پاس جائے گی چنانچہ شاہ یقیقؒ کے پہنچتے ہی ڈاکوؤں نے ہلہ بول دیا اور سر تن سے جدا کردیا۔ سر تن سے جدا ہوتے ہی گردن سے کلمہ شہادت کی آوازیں آنے لگیں۔ ڈاکو سائیں کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوئے بلکہ سارا گاؤں مسلمان ہوگیا۔ جہاں شادی کا رسم ادا ہوا تھا اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ غلام شاہ کلہوڑہ نے تعمیر کرایا تھا۔ مزار کی دیکھ بھال آپ کے خلیفہ فقیر جمعان ودن کیا کرتے تھے۔

شاہ بندر کا پس منظر گگرالہ میں ڈھائی ہزار سال قبل ایک عظیم قدیم ریاست "گگراری" قائم تھی۔ یہی وہ عظیم دھرتی ہے جسے "باب التصوف" بھی کہا جاتا ہے۔ امام تصوف حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے استاد حضرت شیخ ابو علی سندھیؒ کا تعلق بھی گگرالہ ہی سے تھا۔ گگرالہ کے بزرگ ہستیوں میں شاہ یقیق بخاریؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے جن کا ذکر تحفۃ الکرام، تحفۃ الطاہرین، تحفۃ السالکین اور دربار شہید وغیرہ میں موجود ہے۔

تواریخ وقت کے ساتھ ساتھ یہاں کے ساحلی علاقوں میں کتنے ہی انقلابات آئے۔ سب سے پہلے ۵۱۶ ق۔م میں ایران کا بادشاہ دارا حملہ آور ہوا اور اس علاقہ پر قبضہ جمایا۔ سکندر اعظم بھی اس علاقہ میں آیا تھا۔ اس علاقے میں غوری بھی آئے۔ یہاں یونانیوں کے بعد مختلف خاندانوں کی حکومت رہی۔ بارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے دور میں گگرالہ ایک آزاد ریاست تھی جو موجودہ کیٹی بندر، کھارچھان اور شاہ بندر پر مشتمل تھی۔ تاریخ میں گگرالہ کی سرکشی کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ برصغیر کی قدیم ریاست تھی جسے غلام شاہ کلہوڑہ نے صوبہ سندھ میں شامل کیا تھا۔ اسی علاقہ میں ۱۶۵۱ء میں اورنگزیب عالمگیر نے اورنگا بندر تعمیر کی تھی جسے تاریخ میں "گگرالہ بندر" بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ بھی گگرالہ میں سیر و تفریح کے لیے آئے تھے۔ اورنگا بندر ۱۷۵۸ء تک قائم رہا۔ ۱۱۷۲ھ مطابق ۱۷۵۸ء میں اورنگا بندر میں غلام شاہ کلہوڑہ بھی رہائش پذیر تھا جو آج کل ویران ہوچکا ہے۔ شاہ بندر میں ایک مضبوط قلعہ بھی تعمیر کرایا گیا تھا جس کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ ۱۷۵۶ء میں شاہ بندر ایک اہم بندرگاہ تھا۔ یہاں انگریزوں نے کوٹھیاں بھی بنوائی تھیں جو ۱۷۷۵ء میں ویران ہوگئیں۔

جغرافیہ موجودہ ٹھٹھہ ضلع کو دریائے سندھ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو ہے اور بائیں طرف سجاول سب ڈویژن میرپور بٹھورو، جاتی، شاہ بندر اور کاروچھان تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ شاہ بندر تعلقہ کے شمال میں تعلقہ جاتی اور دریائے سندھ ہے اور جنوب میں بحیرہ عرب۔ اس تعلقہ کا طول و عرض ۳۰ میل اور ۲۵ میل ہے۔ شاہ بندر کا رقبہ ۱۲۹۵۶۸۴، مربع میل ہے۔ تعلقہ کے ساحلی علاقہ کو مقامی زبان میں "کچھ بھل" کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں سامر ندی بہتی ہے۔ آج کل یہ علاقہ سیم و تھور کا شکار ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء تک تعلقہ کا ہیڈ کوارٹر شاہ بندر تھا جب دریائے سندھ نے رخ بدلا تو رفتہ رفتہ یہ شہر ویران ہو گیا اور سنہ ۱۸۹۲ء میں ہیڈ کوارٹر لاڈیوں منتقل کر دیا گیا جس کی آبادی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۲۸ افراد پر مشتمل ہے۔ وقت گزرتا رہا اس علاقہ میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو سکی۔ اس تعلقہ میں جمالی، میمن، میربحر، شیدی اور کھتی قبائل آباد ہیں اس تعلقہ کا مشہور تجارتی مرکز چوہڑ جمالی ہے۔ سنہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق شاہ بندر کی آبادی ۶۶۷۵۴ نفوس پر مشتمل ہے۔

آفاتِ سماوی آفاتِ سماوی اور طبعی تبدیلیوں کے سبب اس تعلقہ کی آبادی کم ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں سامر ندی میں زبردست طغیانی آئی تھی اور ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو زبردست زلزلہ آیا تھا۔

آب و ہوا تعلقہ کی آب و ہوا موافق ہے اور یہاں ۱۷ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار اس علاقہ کی خاص پیداوار چاول، تیل کے بیج، سبزی، گنا اور کیلا ہے۔ آزادی کے قبل یہاں کی پیداوار شاہ بندر کے ذریعہ باہر بھیجی جاتی تھی۔ اس وقت کراچی یہاں کی فصلوں کا خاص مرکز ہے۔ یہاں کا گنا زیادہ تر ٹھٹھہ شوگر مل بھیجا جاتا ہے اور کیلا ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

تعلیم اس تعلقہ میں ۶۰ پرائمری اسکول، ایک مڈل اسکول، ۲ ہائی اسکول اور ایک گرلز اسکول قائم ہیں جن میں ۱۲۹۸ طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صنعت برطانوی عہد حکومت میں شاہ بندر قلمی شوروں کا مرکز تھا۔ سنہ ۱۷۶۳ء میں ۶۰ ہزار ٹن قلمی شورہ بمبئی بھیجا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۱۹ء کے زبردست زلزلہ میں یہ بندرگاہ تباہ ہو گیا۔

نوٹ:- (۱) علامہ عبدالجلیل لاہوری بھی شاہ بندر میں مقیم تھے۔

(۲) آدم خاں بلوچ اسسٹنٹ مختارکار میرپور ساکرو کی روایت کے مطابق اراضی کی دستاویز کی رو سے اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اورنگا بندر یعنی شاہ بندر کی حیثیت ایک ضلع کی تھی اور میرپور ساکرو اور کراچی اس کی تحصیل تھی۔

اولیاء ومشائخ شاہ بندر ہمیشہ سے اولیاء اور درویشوں کا مسکن رہا ہے۔ حاجی ابراہیمؒ، سید فتح علی شاہ کری، سید محمود شاہ بن سید راجن شاہ، اشرف شاہ لکھیاریؒ، جلال کمّھیؒ، میاں محمد اور عثمان عباسیؒ یہاں کے مشہور اولیاء گزرے ہیں۔

موئے مبارک شاہ بندر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس موئے مبارک یہاں محفوظ ہے۔ ہر سال عیدالاضحیٰ کے دن اس کی عام زیارت ہوتی ہے۔ شاہ ابراہیم غوثؒ یہ موئے مبارک لے کر آئے تھے۔

علماء ومشاہیر شاہ بندر کے اخوند خانوادہ میں علامہ عبدالفتاح مشہور عالم و فقیہہ تھے۔ مولوی فتح علی ننڈھو سندھ خلافت تحریک کے روح رواں تھے۔ سید شکر اللہ قاضی شاہ بندر کے قاضی تھے حاجی محمود مشہور طبیب تھے۔

سیّد شاہ علاءالدین بخاری شطاری بڑی بلیا مونگیر بہار

(شجرۂ نسب ص ۲۴۳)

حضرت سید شاہ علاءالدین بخاری شطاری بن سید شاہ شمس الدین بخاری ۸۵۹ھ مطابق ۱۴۵۵ء میں تولد ہوئے اور موضع بڑی بلیا ضلع مونگیر بہار میں رہائش اختیار کی۔ سید شاہ علاءالدین بخاری ایام طفلی ہی میں والدہ ماجدہ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پھوپھا سید شاہ فریدالدین بخاری نے آپ کی پرورش و پرداخت کی۔ علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۴ء میں وطن کو خیرباد کر کے جنداروہوئے۔ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے موضع بڑی بلیا میں آ بسے۔ یہ قصبہ قدیم لکھمینیہ ریلوے اسٹیشن سے متصل قومی سڑک کے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علاءالدین خلجی کی تعمیر کردہ ایک مسجد ۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء کے کھنڈرات اب تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ جلی حروف میں کندہ کیا ہوا سنگِ سیاہ پر اس مسجد کا کتبہ وہاں محفوظ ہے۔

مخدوم علاءالدین بخاری نے حضرت نوراللہ شطاری سے بیعت، اجازت و خلافت حاصل کی تھی اور وہ حضرت عبداللہ شطاری کے مرید و مجاز مرسل خلیفہ تھے۔ شطاریہ سلاسل کا اجرا ہندوستان میں انہیں کے ذریعہ ہوا ہے۔ مخدوم علاءالدین بخاری بڑی بلیا میں مدفون ہیں جہاں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

لہ حالات زندگی حضرت سید شاہ علاءالدین بخاری شطاری از محمد ہاشم شطاری ص ۲۳ مطبوعہ دی آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ ۶

سلہ بزم شمال (تذکرہ شعرائے شمال بہار) از شاہد فاروقی ص ۲۳۲ تا ۲۴۳، مطبوعہ سنہ ۱۹۹۶ء۔

حضرت سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۴۳)

سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری شطاری کی ولادت باسعادت ۱۱۱۳ھ مطابق ۱۷۰۱ء میں ہوئی۔ جائے پیدائش اور جائے مدفن موضع بڑی بلیا بیگوسرائے ہے۔ حضرت حسن بخاری بڑے ہی محترم خانوادہ کے چشم و چراغ تھے اور مخدوم علاء الدین کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے راسخ العقیدہ حنفی تھے۔ سلسلۂ رشد و ہدایت ہمیشہ جاری رکھا۔ خانقاہ کے مصارف کے لیے شاہان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی جاگیریں ان کے اجداد کو ملی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی جاگیریں حاصل تھیں۔ سجادگی کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً اب بھی اسی خاندان میں چل رہا ہے۔ موجودہ سجادہ خانقاہ بلیا بزرگ سید شاہ ضیاء الحق کی بخاری کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ بشکل مخطوطہ حضرت حسن کی خانقاہ عالم پناہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار بلیا میں مرجع خلائق ہے۔

نمونۂ کلام حسن بخاری

وطن موری ہے بلیا پرگنہ پھیرا
کروں شہ علاء الدین کا ڈیرہ

جلال الدین حیدر کے میں فرزند
بخاری بن بخاری سلسلہ بند

علاء الدین کے میں ہم پشت ساتیں
علاء الدین حلیم الدین سے دیکھیں

سیّد وارث علی شاہ دیوہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۲۳۹)

سیّد وارث علی شاہ سلاسل وارثیہ کے مرشدِ اعلیٰ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب نقوی النسب تھے اور ساداتِ اہلِ بیت سے تعلق رکھتے تھے آپ دیوہ شریف میں تولد ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہو گئے پہلے حج کی سعادت کے بعد ہی زندگی بھر کے لیے احرام ہی کو اپنا لباس بنا لیا۔ زندگی بھر فرشِ خاک پر سوئے۔ جہاں گشت تھے۔ ترکی کے سلطان عبدالحمید، یورپ کے شہزادہ بسمارک اور دیگر حکمرانِ وقت آپ کے عقیدت مند اور حلقہ بگوش تھے۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ ڈیڑھ لاکھ غیر مسلم آپ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا پیغام محبت تھا۔ دیوہ شریف میں آپ کا مقبرہ مرجعِ خلائق ہے۔ ترکی کے سفر کے دوران آپ شاہی باغ پہنچے اور فرش پر کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے سلطان عبدالحمید ادھر آ نکلا۔ ان سے سوال و جواب ہوا۔ سلطان بے حد متاثر ہوا۔ اور محل میں شاہ صاحب کا شایانِ شان استقبال کیا۔

سیّد شاہ ثمن سرکار پنگریو ٹنڈو باگو بدین

(شجرۂ نسب ص ــ)

آپ کی وفات ۱۳۴۹ھ / ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد بخارا سے سندھ وارد ہوئے۔ میگ شاہ غازی بارہویں صدی ہجری میں سندھ تشریف لائے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں سید ثمن شاہ حسن و جمال کے مالک تھے خوبصورت لباسوں کے شوقین اور میلوں اور ساز و سرود کی محفل میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ آپ پرانے جھڈو گروام کے رہنے والے تھے جو آپ کی بددعا سے ویران ہوا پہلے عشقِ مجازی میں گرفتار ہوئے بعد ازاں عشقِ حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخر عمر میں پنگریو آ کر رہے یہاں کے باشندوں نے ان کی آؤ بھگت کی۔ آپ نے پنگریو کے لیے دعا کی جس کی برکت سے آج پنگریو

لہ تذکرہ اولیائے سندھ ص۹۰

خوشحال ہے۔ اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں۔ آپ کا مزار ننگرپور شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ٹنڈو پاگر میں ضلع بدین میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ درگاہ پر ہر زائر مرغا ساتھ لے کر جاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے۔

شجرۂ نسب | سید ثمن شاہ بخاری بن سید گل شاہ ثانی بن سید قربان علی شاہ بن سید علی بخش شاہ بن سید گل شاہ غازی۔
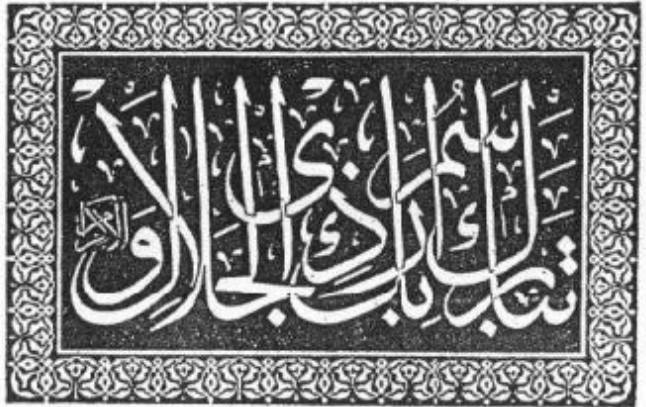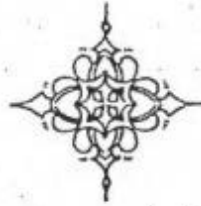
نواب صدیق حسن و قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

(شجرۂ نسب ص ۲۴۴)

نواب سید صدیق حسن کا خاندان سادات حسینی نقوی ہے۔ سید تاج الدین سے قبل سب صلحاء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لے کر علی انور جنگ بن لطف اللہ تک اہل دولت و ثروت ہوئے۔ علامہ سید اولاد حسن قنوجی سید احمد شہید کے اجل خلفاء میں سے تھے اور بڑے عالم دین تھے۔ نواب صدیق حسن بڑے مفسر، محدث، فقیہ اور عالم دین تھے اور بھوپال کے والیٔ ریاست بھی تھے ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بریلی میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دور قنوج میں گزرا۔ علوم مروجہ مفتی صدر الدین خاں آزردہ سے پڑھے۔ تفسیر و حدیث وغیرہ شیخ عبد الحق بن فضل اللہ ہندی، شاہ یعقوب دہلوی اور قاضی حسین انصاری سے پڑھی۔ پہلی شادی منشی جمال الدین مدار المہام ریاست بھوپال کی دختر سے ہوئی جن سے نواب نور الحسن خاں طیب اور نواب علی حسن خاں طاہر تولد ہوئے۔ نواب سید نور الحسن کا نکاح میر حیدر علی بن مراد علی کی دو دختروں سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ نواب نور الحسن صاحب تصانیف گزرے۔ وہ شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے خلفاء میں سے تھے ۸ محرم ۱۳۳۶ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید ظہور الحسن اور نواب سید نجم الحسن جو جنوری ۱۹۷۲ء کو فوت ہوئے انہیں کے صاحبزادے قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ قاری صاحب نے حیدرآباد دکن سے میٹرک کیا۔ مولانا فضل اللہ نبیرہ مولانا محمد علی مونگیری بانیٔ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ اور بخاری شریف کی تعلیم حاصل کی۔ ندوہ میں استاد تجوید مقرر ہوئے مولانا عبد الحفیظ بلیاوی سے ادب کی کتابیں پڑھیں۔ قاری صاحب کا عقد مولانا سید ابو الحسن ندوی کی بھانجی سیدہ فاطمہ بنت سید یحییٰ قطبی سے ہوا جن سے چار فرزند اور ۵ دختر ہیں۔ (۱) سید صدیق حسن طیب (۲) سید یوسف حسن طاہر (۳) سید عتیق حسن قاسم (۴) سید مزمل حسن۔

۱؎ عرب النسل مسلمان ص ۳۱۶،

مولانا سید شاہ احمد جمال عابد حسین بخاری رامپوری

مولانا سید احمد جمال عابد حسین بخاری کا آبائی سلسلۂ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ آپ کے جد امجد سید احمد شاہ بخاری کے مریدین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بمبئی، حیدرآباد، بانس بریلی، مراد آباد، رامپور میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم حافظ قاری فقیہ محدث سید فضل علی شاہ عرف سید چندہ میاں صاحب کے مریدین زیادہ تر ان کے اپنے وطن رامپور ہی میں کثرت سے آباد تھے۔ جن میں اکثر مشہور و معروف بزرگ بھی گزرے ہیں۔ آپ ابتداء سے تیس سال تک اپنے وطن رامپور میں اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت سے فیضیاب ہو کر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے علوم مروجہ مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، اصول فقہ، منطق، حدیث، تفسیر، طب، طبیعیات اور فلسفہ وغیرہ میں درک حاصل کیا۔ سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں مولانا حکیم حاذق سید برکات احمد میر ٹونکی سے چھ سال تک بقیہ علوم کا درس لیتے رہے اور ان کے درس میں شامل ہو کر مدرسہ خلیلیہ کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد والد صاحب نے ۶ شعبان ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۰ء بروز دوشنبہ علماء، فقراء، مشائخ کبار اور جملہ عزیزان و اقارب اور دیگر معززین شہر اور خاص طور پر سید قطب شاہ سجادہ نشین کی موجودگی میں ان کے جد امجد کے عرس کے موقع پر عام جلسہ میں اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائی اور قائم مقام مامور فرمایا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آپ کے فرزند کا اسم گرامی سید محمد طاہر ہے جو جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے صاحبزادگان کے نام (۱) سید محمد شعیب (۲) سید شاہد احمد (۳) سید اقبال احمد ہیں۔

شجرۂ نسب پدری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۷	سید محمد طاہر
۳۶	سید احمد جمال عابد حسین
۳۵	سید فضل علی شاہ
۳۴	سید احمد شاہ بخاری
۳۳	سید جمال
۳۲	سید جعفر شاہ
۳۱	سید کمال
۳۰	سید محمد شاہ
۲۹	سید شاہ احمد
۲۸	سید عبد الغنی
۲۷	سید عبد السبحان
۲۶	سید عبد العزیز
۲۵	سید عبد الکریم
۲۴	سید شاہ فاروق
۲۳	سید جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشت

نوٹ: شجرہ میں ۱۹ اسماء درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔

ــه قلمی نسخہ ص ۱۱،

شجرۂ نسب سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۳۹، ۲۶۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلی کے ایک معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے خاندان میں نامور صوفیائے کرام گزرے ہیں۔ ہند میں سلاسل چشتیہ کے شیخ الشیوخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی (متوفی ۵۲۷ھ) اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ مولانا مودودی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید احمد حسن مودودی تھا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ مولانا کی ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (دکن) میں ہوئی۔ اورنگ آباد ہی سے ۱۴ سال کی عمر میں مولوی کا امتحان پاس کیا بعدازاں دہلی کا رخ کیا اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء مولانا میدانِ صحافت میں سرگرم عمل رہے۔ مدینہ (بجنور) تاج (جبلپور) مسلم (دہلی) اخباروں میں صحافت کی۔ ۱۹۲۵ء میں الجمعیۃ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء سے دم آخر تک "ترجمان القرآن"[1] نکالتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آ گئے۔ دارالسلام (پٹھان کوٹ) کے مرکز میں اصلاحی کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ پہلے امیر منتخب ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا لاہور منتقل ہوئے اور مرتے دم تک طویل جدوجہد میں مصروف رہے۔ اقامتِ دین کے لیے انتھک محنت کرتے رہے۔ شب و روز تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ مولانا نے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو بفیلو (امریکہ) میں وفات پائی۔ وہ اچھرہ، لاہور میں اپنے مکان کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا ہمہ جہت شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، محدث، اعلیٰ محقق، بے بدل مورخ، ادیب، مفکرِ اسلام، مسلم مبلغ اسلام، مصلحِ وقت اور مجتہد عصر تھے۔ یوں تو مولانا کی کل تصنیفات ۱۲۷ ہیں جن میں ۹۸ مشہور ہیں جن میں سے بعض کتابیں ۲۵ زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جن کی عالم اسلام میں دھوم مچ گئی۔ ۱۹ کتابوں کے

---

[1] روزنامہ جسارت کراچی مودودی نمبر ص ۱۳۲ تا ۱۴۹

نام حسب ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت	نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت
۱	ابوحنیفہ اور ابو یوسف	۱۹۶۳ء	۱۱	رسالۂ دینیات	۱۹۳۲ء
۲	دکن کی سیاسی تحریک	۱۹۴۳ء	۱۲	سلاجقہ	۱۹۵۴ء
۳	اسلامی قانون	۱۹۴۸ء	۱۳	سود	۱۹۴۸ء
۴	اسلامی ریاست	۱۹۶۲ء	۱۴	تفہیم القرآن ۶ جلد	۱۹۴۹ء
۵	الجہاد فی الاسلام	۱۹۳۰ء	۱۵	تفہیمات ۳ جلد	۱۹۷۲ء
۶	خلافت و ملوکیت	۱۹۶۷ء	۱۶	تحریک آزادی ہند اور مسلمان	۱۹۳۰ء
۷	خطبات	۱۹۵۷ء	۱۷	تجدید احیائے دین	۱۹۵۲ء
۸	مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش	۱۹۳۹ء	۱۸	ترجمان القرآن	۱۹۷۸ء
۹	پردہ	۱۹۳۹ء	۱۹	تنقیحات	۱۹۳۹ء
۱۰	رسائل و مسائل	۱۹۵۱ء			

شجرۂ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفن
۴۱۔ السید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۹۰۳ء ۱۳۲۱ھ	۱۹۷۹ء ۱۳۹۹ھ	اچھرہ لاہور
۴۰۔ " مولوی احمد حسنؒ	۱۲۷۳ھ	۱۳۳۹ھ	دہلی
۳۹۔ المتقی الزاہد سید حسنؒ	۱۲۲۰ھ	۱۲۵۳ھ	"
۳۸۔ السید المتقی وارث علیؒ	۱۱۷۲ھ	۱۲۵۴ھ	"
۳۷۔ السید العارف عبدالغفورؒ	۱۱۳۲ھ	۱۱۹۹ھ	"
۳۶۔ السید حافظ عبدالعلیؒ	۱۰۶۳ھ	۱۱۵۷ھ	"
۳۵۔ السید الناسک عبدالباقیؒ	۱۰۳۶ھ	۱۱۱۰ھ	"
۳۴۔ السید المحدث عبدالباسطؒ	۹۹۲ھ	۱۰۸۳ھ	شیخ پورہ میرٹھ
۳۳۔ السید الزاہد عبدالشکورؒ	۹۶۰ھ	۱۰۴۰ھ	"
۳۲۔ " عبدالغنیؒ	۹۲۹ھ	۹۸۷ھ	"
۳۱۔ " الکلم عبدالصمدؒ	۸۹۴ھ	۹۸۶ھ	برناوہ
۳۰۔ " الفقیہ عبدالرحمٰنؒ	۸۶۳ھ	۹۳۷ھ	"
۲۹۔ " تقی الدین عبدالعلیؒ	۸۲۶ھ	۹۲۲ھ	"
۲۸۔ علامہ نجیب الدین ابوالعلیؒ	۷۸۳ھ	۹۱۶ھ	برایس گڑھ
۲۷۔ ناصح الدین محمد چشتیؒ	۷۴۳ھ	۸۲۴ھ	[illegible]
۲۶۔ السید نظام الدین علیؒ	۷۰۸ھ	۸۰۸ھ	[illegible]
۲۵۔ " قطب الدین ابراہیمؒ	۶۸۷ھ	۷۵۴ھ	"
۲۴۔ " تقی الدین محمدؒ	۶۶۶ھ	۷۳۵ھ	
۲۳۔ " اوحد الدین محمدؒ	۶۳۵ھ	۷۱۴ھ	
۲۲۔ " ضیاء الدین محمدؒ	۶۲۷ھ	۶۹۹ھ	
۲۱۔ " قطب الدین محمد	۶۰۲ھ	۶۸۰ھ	

اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفن
۲۰۔ علامہ نظام الدین احمدؒ	۵۸۳ھ	۶۳۴ھ	
۱۹۔ " رکن الدین محمدؒ	۵۲۵ھ	۶۰۵ھ	
۱۸۔ " فقیہ نجم الدین ابی احمدؒ	۴۹۲ھ	۵۷۷ھ	
۱۷۔ " قطب الدین مودود چشتیؒ	۴۳۰ھ	۵۲۷ھ	
۱۶۔ " ابو یوسف یعقوب چشتیؒ	۳۷۵ھ	۴۵۹ھ	
۱۵۔ ابوالحسن محمدؒ	۳۴۱ھ	۴۰۶ھ	
۱۴۔ سید ابو نصر سمعانؒ	—	۳۹۸ھ	
۱۳۔ مجتہد ابو جعفر ابراہیمؒ	—	۳۷۰ھ	
۱۲۔ سید ابو عبداللہ محمدؒ	۲۹۵ھ	۳۵۲ھ	
۱۱۔ سید ابو محمد الحسینؒ	۲۷۰ھ	۳۲۴ھ	
۱۰۔ " ابو ابراہیم عبداللہ علی اکبرؒ	۲۳۸ھ	۲۹۲ھ	
۹۔ " ابوالحسن علی نقیؒ	۲۱۴ھ	۲۵۴ھ	
۸۔ امام الجواد ابو جعفر محمد تقیؒ	۱۹۵ھ	۲۲۰ھ	
۷۔ " ابوالحسن الرضاؒ	۱۵۳ھ	۲۰۳ھ	
۶۔ " ابوالحسن موسیٰ کاظمؒ	۱۲۸ھ	۱۸۳ھ	
۵۔ " الزکی ابو جعفر صادقؒ	۸۰ھ	۱۴۸ھ	
۴۔ " ابو جعفر محمد باقرؒ	۵۷ھ	۱۱۴ھ	
۳۔ " علی زین العابدینؒ	۳۸ھ	۹۴ھ	
۲۔ سید الشہداء امام حسینؒ	۴ھ	۶۱ھ	
۱۔ حضرت علیؒ	—	۴۰ھ	

مولانا عبدالسلام نیازی استاد مولانا مودودی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید احمد حسن اور مولانا الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت کے والد محترم سے حاصل کی۔ مولانا نے عربی، فلسفہ، منطق علم الکلام وغیرہ کی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا ابوالخیر مودودی کے ساتھ مولانا عبدالسلام نیازی سے حاصل کی جو اس دور کے بحر بیکراں سمجھے جاتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مرحوم و مغفور کو اپنے ان شاگردان رشید پر بڑا ناز تھا۔ مولانا نیازی ہند کے صوبہ سی پی برار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالسبحان اور دادا عبدالوہاب قادری سلاسل کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مولانا فضل حق خیرآبادی کے نواسے تھے۔ ۸ سال کی عمر میں میرٹھ کے مدرسہ خیر المدارس میں داخل ہونے کے بعد قرآن حفظ کیا۔ فارسی کی تعلیم مولانا خیر محمد اور شاہ محمد عظیم سے حاصل کی۔ بعدازاں دہلی میں مولانا ہدایت اللہ کاشانی سے علم حاصل کیا۔ رامپور میں مولانا عبدالحق سے درس لیا جو ان کے نانا کے شاگرد تھے۔ پھر اپنے ماموں مولانا عبدالحق خیرآبادی سے ۸ سال تک تحصیلِ علم کرتے رہے۔ دہلی واپس آکر حکیم محمود خاں والد حکیم اجمل خاں سے طب کا علم حاصل کیا۔ مسٹر آرنلڈ کو فارسی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ ڈاکٹر ہیرسن سے فرانسیسی اور جرمن زبان پڑھی اور ان کو عربی پڑھائی۔ پنڈت جگت مہاراج سے سنسکرت زبان سیکھی۔ تقریباً ۲۰ سے زیادہ زبانیں بول اور لکھ سکتے تھے۔ آثار قدیمہ کے ہزاروں سال پرانے کتبوں کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ متوکل شاہ مجذوب جو اپنے وقت کے بزرگ تھے مولانا نیازی کو دہلی لے جاکر شاہ نظام حسن کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نیازی نے ان کے دستِ حق پر بیعت کی اور سات سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مولانا نیازی کے دستِ مبارک پر ۳۶ ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ مولانا نیازی نہ صرف بحر بیکراں تھے۔ بلکہ روحانی اعتبار سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی کی وفات حسرت آیات ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ان کے جنازہ میں تقریباً ۱۲ لاکھ آدمی شریک ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ہردلعزیزی کا پتہ چلتا

علامہ سیّد محمد ہاشم فاضل شمسی
حیدر آباد سندھ، آبائی وطن شیخپورہ مونگیر بہار

(شجرۂ نسب صـ ۲۳۹)

آپ شہر حیدرآباد سندھ کے قاضی تھے۔ آپ کی ولادت ۹ رمضان ۱۳۳۲ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۱۴ء کو محلہ چاند پورہ پٹنہ صوبہ بہار ہند میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید محمد قاسم تھا اور آپ کے جد امجد سید شاہ واجد حسین تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب سیدہ و دو چشتی سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید اسد اللہ شاہ گنج نشیں بھکری بھکر سے نقل مکانی کر کے دور اکبری میں ٹھٹھہ پہنچے پھر وہاں سے منتقل ہو کر صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے موضع شیخ پورہ میں مع اہل وعیال سکونت پذیر ہوئے۔ حاجی سید نور الہدیٰ سی آئی ای بانی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مولانا شمسی کو ۸ سال کی عمر میں موضع کاندھا سے پٹنہ بلا لیا اور تعلیم و تربیت کے لیے اپنے چچا مولانا سید معین الدین کے حوالہ کیا۔ گیارہ سال کی مدت میں تمام مروجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر لی اسی دوران آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ کچھ دنوں تک آپ مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد گیا بہار میں عربی ادب اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔ ۱۹۴۰ء میں خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں ریسرچ کیٹلاگر کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۷ء رویال ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں بھی اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں علامہ شمسی موضع کاندھا پٹنہ سے ہجرت کر کے حیدرآباد سندھ میں داخل ہوئے اسی سال آپ نے حیدرآباد میں پروونشل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی ۱۹۷۰ء تک اس سے منسلک رہے۔ درمیانی مدت میں حکومت نے آپ کو جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ التصوف مقرر کیا لیکن چھ ماہ کے بعد حکومت سندھ نے اصرار کر کے واپس لائبریری میں بلا لیا۔ علامہ شمسی دسمبر ۱۹۷۹ء میں اپنی درخواست پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں گورنر سندھ نے آپ کو سندھ یونیورسٹی کا ممبر اور ممبر سنڈیکیٹ نامزد کیا۔ ۱۹۵۹ء میں علامہ شمسی ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے بھی منسلک رہے جہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد میں مفتی اعظم سندھ

علامہ مفتی خلیل خاں برکاتی کی پیشکش پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر چار سال تک فائز رہے۔ آپ کا درس قرآن انتہائی دلکش اور مسحور کن ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ سچے عاشقِ رسول، حق گو اور عالم باعمل تھے۔ علیمیہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز المرکز اسلامی کراچی سے آخر دم تک وابستہ رہے۔ آپ ۲۲ کتابوں کے مصنف تھے۔ یکم محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء کو طویل علالت کے بعد خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

شجرہ و تذکرہ سیّد اللہ بچایو شاہ بخاری ٹریژرر تحصیل ہالہ حیدر آباد سندھ

اسمائے گرامی

۴۶۔ سید اللہ بچایو شاہ بخاری
۴۵۔ سید غلام حیدر شاہ عرف علی شاہ ثانی
۴۴۔ سید محمود شاہ ثانی بخاری
۴۳۔ سید غلام حیدر شاہ بخاری
۴۲۔ سید محمود شاہ بخاری
۴۱۔ سید جان محمد پیچھے والا سائیں
۴۰۔ سید عبدالرحیم شاہ بخاری
۳۹۔ سید عبدالرزاق شاہ بخاری
۳۸۔ سید جعفر شاہ ثانی بخاری
۳۷۔ سید فرید شاہ ثالث بخاری
۳۶۔ سید جعفر شاہ بخاری
۳۵۔ سید فرید شاہ ثانی بخاری
۳۴۔ سید نظام الدین بخاری
۳۳۔ سید فرید شاہ بخاری
۳۲۔ سید محمد شاہ بخاری
۳۱۔ سید ابراہیم شاہ حیدر آبادی
۳۰۔ سید علی بخاری
۲۹۔ سید فتح اللہ بخاری
۲۸۔ سید نظام الدین بخاری
۲۷۔ سید برہان الدین بخاری
۲۶۔ سید حامد شاہ بخاری
۲۵۔ سید میراں شاہ ثانی بخاری
۲۴۔ سید میراں شاہ بخاری
۲۳۔ سید شیخ ابو شاہ عالم بخاری
۲۲۔ سید قطب علم الدین بخاری
۲۱۔ سید ناصر الدین محمود شاہ
۲۰۔ سید جلال الدین جہاں گشت

اللہ بچایو شاہ کی ولادت ۲۲ اپریل ۱۹۴۲ء میں موضع خلیفہ یار محمد شاہ تعلقہ ٹنڈو اللہ یار وڈیرو علی شاہ میں ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ شہید انگریز سرکار کے اسیر تھے اور ان پر حیدر آباد جیل میں غداری کا مقدمہ چل رہا تھا اور ان کے حُر معتقدین پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ اللہ بچایو شاہ نے ۱۹۶۹ء میں اپنی تعلیم مکمل کر لی اور وہ جامشورو یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کر لیا۔ ۱۹۷۵ء میں ٹریژری آفس ہالہ میں ٹریژرر کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور آج کل اسی مقام پر متعین ہیں۔

اللہ بچایو شاہ فلاح و بہبود کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اور اپنے اوطاق میں اسکول چلا رہے ہیں۔ راقم سے ان کے دیرینہ مراسم ہیں اور گھریلو تعلقات ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں اور خلوص کے پیکر ہیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے۔ آمین۔ راقم کو ان کی دوستی پر فخر ہے۔ مجھ سے بڑی وضعداری اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

فرزندان اللہ بچایو شاہ بخاری

(۱) سید اعجاز علی شاہ (۲) سید محفوظ علی شاہ بخاری (۳) سید افضل علی شاہ (۴) سید ظفر علی شاہ بخاری

فرزندان سید محمد شاہ بخاری برادر اللہ بچایو شاہ

(۱) سید ذوالفقار علی شاہ بخاری (۲) سید گلزار علی شاہ بخاری ،
(۳) سید عثمان علی شاہ بخاری ۔

نوٹ :- سید اللہ بچایو شاہ بخاری کا خاندان سید شاہ پیر پگارا کا مرید ہے۔ اس خاندان کو خلافت ملی ہے جو اب تک چلی آ رہی ہے۔ انہیں حُر ہونے پر فخر ہے۔

اولاد سید امام حسن عسکریؑ

۱	۲	۳	۴
سید علی اکبر	سید علی اصغر	سید امام محمد مشہدی	سید اسمٰعیل
سید محمد جاج	سید احمد اصغر	سید عبد الرحیم شاہ	سید ابو اسحٰق
سید عبد اللہ	سید محمد مدنی	سید امیر علی شاہ	سید داؤد
سید حسین محمد تقی	سید محمد صفی	سید جلال بخاری گنج العلوم	سید احمد
سید حسین مقبول	سید امین الدین	سید ناصر خسرو	فرج الدین
سید بلاق	سید علی راجو	سید حسام الدین	سید مسعود
سید محمود ودی	سید اسد اللہ	سید احمد شاہ	شاہ میراں
سید فخر الدین	سید محمد راجے	سید محمد شاہ	ابو محمد ماہر بہ تیغ پرش
سید عبد اللہ	سید امین الدین	سید جعفر شاہ	محمد امین
سید حسین اکبر	سید شبیر محمد قادری	سید عثمان شاہ	سید طباق
سید حسین محبوب	سید شاہ صادق حسین	سید اسحٰق شاہ	سید اخون
سید کمال الدین	(گلشن اقبال)	سید محمود شاہ	شاہ شریف
سید برہان الدین	سید اسد اللہ شیر محمد	سید حمید شاہ	نصیر الدین
سید جلال الدین	سید عبد الفتاح عالم الدین	سید شہاب تراب	کرم الدین
خواجہ عبد اللہ بخاری	سید زین العابدین	سید احمد مشتاق	سید شریف
خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ	سید شمس الدین	سید احمد براق	سید مسعود
(شجرہ اولاد ص ۱۷۲)	سید عبد اللہ کالپی	سید احمد بیغم	جان محمد
	سید عبد الفتاح	سید احمد نور بیغم	محمد میر
	سید اشرف علی (مدراس)	سید قمر علی شاہ	درویش محمد
	(مدراس معمورہ بمبئی)	سید علی اکبر شاہ	عنایت اللہ
		(پیر بابا ترمذی برنیر)	سید نور علی
			سید شاہ نظام الدین
			(سادات مشہدی کھیم کرن پنجاب)
			(سالار عجم ص ۲۲۲-۲۲۳)

شجرۂ نسب اولادِ امام حسن عسکری (رض)

اولادِ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ

۱۱۔ سید علی اکبر
۱۲۔ سید محمد جامع
۱۳۔ سید عبداللہ
۱۴۔ سید محمد حسین تقی
۱۵۔ سید حسین مقبول
۱۶۔ سید بلاق
۱۷۔ سید محمد رومی
۱۸۔ سید فخر الدین
۱۹۔ سید عبداللہ
۲۰۔ سید حسین اکبر
۲۱۔ سید حسین محبوب
۲۲۔ سید کمال الدین
۲۳۔ سید برہان الدین
۲۴۔ سید جلال الدین
۲۵۔ خواجہ عبداللہ ثانی
۲۶۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ
۲۷۔ خواجہ سید علام الدین
۲۸۔ خواجہ سید عماد الدین
۲۹۔ خواجہ سید کمال الدین
۳۰۔ خواجہ سید نصیر الدین
۳۱۔ خواجہ سید جمال احمد
۳۲۔ خواجہ محی الدین بابی
۳۳۔ خواجہ عبدالقادر
۳۴۔ خواجہ سید علی
۳۵۔ سید حیدر شاہ
۳۶۔ سید بدر الدین
۳۷۔ سید محمد تاج الدین اولیاءؒ
(ناگپور، ہند)

سید عبداللہ عرب
سید فضل مہدی
حسن مہدی جلال الدین
حسن مہدی صدر الدین
حسن مہدی سراج الدین
سید عبدالمقتدر
بی بی سعیدہ
سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ

شجرۂ نسب سیدی بابا قلندر اولیاءؒ

سید عبداللہ عرب
سید فضل مہدی
حسین مہدی رکن الدین
حسین مہدی جمال الدین
حسین مہدی بدیع الدین شیر دل
سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ
(مدفون کراچی)

سید علی اصغر
سید احمد اصغر
سید محمد مدنی
سید محمد مسکی
سید محمد امین الدین
سید علی راجو
سید اسد اللہ
سید محمد راجے
سید امین الدین
سید شیر محمد قادری
سید شاہ صادق حسین
سید اسد اللہ شیر محمد
سید عبدالفتاح امام الدین
سید زین العابدین
سید شمس الدین
سید عبداللہ (کالپی)
سید عبدالفتاح
سید اشرف علی
(عکس مکتبہ مسعود بیجی)

اولاد سید علی اکبر شاہ پیر بابا ترمذیؒ بونیر سوات

(شجرہ ۲۷۵)

سید مصطفےٰ پیر بابا (کونڑ افغانستان سے نقل مکانی کی اور علاقہ مانسہرہ ہزارہ میں آباد ہوئے)

سید حبیب پیر بابا

میاں سید عبداللہ — میاں سید قاسم — میاں سید حسن

سید عبدالوہاب

سید مسعود شاہ

پیر سید جلال شاہ	پیر سید امام شاہ
نامعلوم	سید ابراہیم شاہ
نامعلوم	میاں خواجہ نور
سید زنیف شاہ بابا ہاشمی	میاں قدرت شاہ
سید حسن الماب شاہ ہاشمی	میاں مرسل شاہ
سید داؤد شاہ ہاشمی	سید شیریں شاہ
سید لائق شاہ ہاشمی	سید بادشاہ
ڈاکٹر سید حسن شاہ ہاشمی	سید عبدالعتیق شاہ
(پٹھان کالونی، کراچی)	(علاقہ مانسہرہ)

اولاد خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ

(شجرہ ۲۷۰)

خواجہ سید علاءالدین

خواجہ سید عمادالدین

خواجہ سید کمال الدین

خواجہ سید نصیرالدین

خواجہ سید جمال احمد

خواجہ محی الدین (سپاہ)

خواجہ عبدالقادر

خواجہ سید علی

سید حیدر شاہ

سید بدرالدین

سید محمد تاج الدین اولیاءؒ

(مدفون ناگپور)

نوٹ: علامہ سید جمال الدین افغانیؒ پیر بابا و نیز سید علی ترمذی کی اولاد تھے۔

سید جمال الدین افغانیؒ

(شجرۂ نسب ص ـــ)

سید السادات مولانا جمال   نقش پائش بہر چشم توتیا است (اقبالؒ)

آپ مشہور محدث سید علی ترمذیؒ (بابا بزرگ) کی اولاد میں تھے اس لیے نام کے ساتھ حسینی لکھنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں افغانستان میں کنڑ کے علاقہ اسد آباد میں تولد ہوئے۔ واضح ہو کہ کنڑ کے سادات سے ہمیشہ افغانیوں کو خصوصی عقیدت رہا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سید محمد صفدر تھا۔ آپ کی تعلیم زیادہ تر افغانستان عراق اور ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے عربی و فارسی زبانیں سیکھیں۔ آپ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں سترہ سال کی عمر میں ہندوارد ہوئے یہاں ایک سال رہ کر آپ نے انگریزی زبان سیکھی پھر ۱۲۷۳ھ میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ امیر افغانستان کے مشیر بنے۔ بعد ازاں وہ مصر، روس اور لندن گئے۔ پیرس میں اپنے شاگرد شیخ عبدہ مصری کے ساتھ مل کر عربی رسالہ "العروۃ الوثقیٰ" جاری کیا۔ پیرس سے شاہ ایران کی دعوت پر ایران گئے۔ اسی سال جلا وطن ہو کر قسطنطنیہ پہنچے۔ بالآخر ۵ شوال ۱۳۱۴ھ مطابق ۹ مارچ ۱۸۹۶ء میں اسی شہر میں منہ کے سرطان کے سبب آپ کا انتقال ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ایک فرانسیسی یہودی ڈاکٹر نے آپریشن کے وقت آپ کو زہر دے دیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی عظیم خدمت انجام دی اور ساری عمر تکلیف میں گزار دی۔ ان کی دو تصانیف "العروۃ الوثقیٰ" اور "تتمۃ البیان فی تاریخ الافغان" زیادہ مشہور ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کے عالمی سیاسی رہنما تھے۔ ان کی زندگی اور جدوجہد کا مقصد عالمی اسلامی اتحاد تھا۔ مقصد کے حصول کے لیے تاحیات کوشاں رہے۔ بارہا قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاہ قاچار ایرانی نے آپ کو قید میں رکھا پھر برف میں دبا کر ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ قید خانہ سے بچ کر نکل گئے۔

(تاریخ الافغان مترجم عبدالقدوس ہاشمی ص ۱۵)

باباتاج الدین اولیاءؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۷۳)

حضرت بابا سید تاج الدین تاج الاولیاء بمقام کامٹی ۵ رجب ۱۲۷۷ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۷ جنوری ۱۸۶۱ء کو ناگپور میں تولد ہوئے۔ بابا صاحب والدین کے اکلوتے فرزند تھے جب ایک سال کے ہوئے تو والد بزرگوار کا رنگون میں انتقال ہوگیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ صاحبہ نے مدرسہ میں داخل کرایا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر تک آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ ہی میں علم لدنی کا اظہار ہونے لگا۔ آپ بے حد کم گو اور سلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ اکثر تنہائی میں مولانا رومؒ اور حافظ شیرازی کے اشعار گنگنایا کرتے تھے حافظؒ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

؎ مے خورد مصحف بسوزو آتش اندر کعبہ زن — ساکن بت خانہ باش و مردم آزاری مکن

کم سنی ہی میں عبادت وریاضت میں وقت صرف ہونے لگا جب عمر شریف ۱۸ سال ہوئی تو انہوں نے بھی آبائی پیشہ یعنی فوج کی ملازمت اختیار کرلی۔ آپ قادریہ، چشتیہ اور نظامیہ سلاسل سے بیعت تھے۔ آپ کو اویسی نسبت بھی حاصل تھی۔ دوران فوجی ملازمت آپ ریاضت اور مجاہدہ سے غافل نہیں رہے۔ چھ سال تک ملازمت کی پھر ملازمت ترک کردی۔ اب آپ پر جذب و مستی کا غلبہ رہنے لگا۔ اور کرامات کے صدور بھی ہونے لگے۔ ایفائے عہد کی تلقین کیا کرتے۔ بابا صاحبؒ تربیت باطنی کرتے تھے اور تزکیۂ نفس پر زور دیتے تھے۔ حضرت نے رزق حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے اور دست سوال دراز کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ ۲۶ محرم ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف ناگپور میں مرجع خلائق ہے۔

لہ اذکار تاج الاولیاء ص ۱۹۔

منقبت

اے تاج الدین تاجور سرکار اولیاء — آلِ نبیؐ ابنِ علی سردار اولیاء

وارث توئی اے سر نیار اسرار اولیاء — سرتاج عالی مرتبت سالار اولیاء

داخل شدی در شہرِ دل با دیدۂ گہربار — خوشا نصیب یار شہریار اولیاء

می خواہم دعائے خیر تو اے تاج اولیاء — دستِ دعا دراز در دربار اولیاء

آرزو دارم توئی من دیدے در خواب — آں روئے زیبا نعمتِ دیدار اولیاء

صد مرحبا اے نجم منم بیدار بخت ماہی
ہست تاجدار ناگپور سرکار اولیاءؒ

(مؤلف)

اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں۔ (القرآن)

بابا قلندر اولیاء

سید حسن اخریٰ محمد عظیم برخیاؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
	نسب پدری[1]
۱۵	سید محمد عظیم برخیا قلندر بابا
۱۴	سید حسین مہدی سید بدیع الدین شیر دل مخدوم حسین مہدی
۱۳	سید جلال الدین [illegible]
۱۲	حسین مہدی رکن الدین فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری
	نسب مادری
۱۷	قلندر باباؒ
۱۶	بی بی سعیدہ
۱۵	عبدالمقتدر
۱۴	حسن مہدی سراج الدین
۱۳	حسن مہدی صدر الدین
۱۲	حسن مہدی جلال الدین فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکریؓ

قلندر باباؒ ۱۸۹۸ء میں قصبہ خواجہ ضلع بلند شہر یوپی، ہند میں پیدا ہوئے۔ قیام علی گڑھ میں آپ کا میلان درویشی کی طرف بڑھ گیا۔ اسی دوران آپ اپنے نانا تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپوریؒ کے پاس ناگپور تشریف لے گئے جہاں آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ یہ سلسلہ ۹ سال تک رہا۔ ذریعہ معاش کے لیے آپ نے رسائل و جرائد کی صحافت کی۔ شعراء کے دیوان کی اصلاح اور ترتیب کا کام کیا۔ کراچی میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ ڈان اخبار میں سب ایڈیٹر رہے۔ رسالہ نقاد میں کام کیا۔ بابا صاحب ۱۹۵۶ء میں سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگ ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ گیارہ سلاسل طریقت کے خلیفہ تھے۔ آپ سلسلۂ عظیمیہ کے مرشد اعلیٰ ہیں۔ وہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ۲۷ صفر ۱۳۹۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار کراچی میں مرجع خلائق ہے۔

نوٹ:- سیدنا امام حسن عسکریؓ نے ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

سید حسن اخریٰ محمد عظیم برخیاؒ نے ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

دونوں سالوں کا فرق (۲۷۵ - ۱۳۹۹) ۱۱۲۴ سال۔ اگر ایک پشت کی اوسط عمر ۳۰ سال فرض کر لیا جائے تو امام حسن عسکریؓ سے بابا قلندرؒ تک (۱۱۲۴ ÷ ۳۰) ۳۷، کل ۳۷ پشتیں بنتی ہیں جبکہ نسب نامہ میں صرف پندرہ یا سترہ واسطے دکھائے گئے ہیں گویا بیس یا بائیس پشتیں کم تحریر کی گئی ہیں جو کہ تحقیق طلب ہے۔ (مصنف)

[1] روحانی ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۸ تا ۲۲

باب ۱۴ ساداتِ واسطی جاجنیری

واسطہ خراسان کے دامن کوہ میں ایک پُرفضا مقام واسطہ واقع تھا جو آج کل واسط الحسنی کہلاتا ہے۔ شہر واسط میں کرد اور عرب قبائل آباد تھے۔ یہ شہر بغداد اور بصرہ کے وسط میں واقع تھا اس لیے یہ واسط موسوم ہوگیا۔ کسی زمانہ میں یہ شہر شاہی لشکر کے لیے صحرائی قیام گاہ ہوا کرتا تھا۔ اسی مقام پر خلفائے بغداد اور آلِ سلجوق نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ چونکہ واسط عراق اور عرب کے درمیان واقع ہے اس لیے ایک طرف صحرائے پُرفضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھونکے۔ روضۃ الصفا میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ واسط پُرفضا مقام ہے اور مردم خیز علاقہ بھی۔ سید ابوالفرحؒ اسی شہر میں مقیم تھے اس لیے وہ اور ان کی اولاد واسطی کہلائے۔ اولاد سید ابوالفرح اولیاء کاملین میں سے تھے اور صاحبانِ تصنیف و تالیف تھے۔ اس لیے زمانہ بھر میں علم و فضل میں ممتاز رہے۔ یہ لوگ ہند میں وارد ہونے کے بعد سلطنتِ دہلی میں صاحب اختیار رہے اور عہدۂ قضا سے سرفراز کیے گئے۔ ساداتِ بارہہ صاحبانِ سیف و قلم بھی تھے۔ اسی خانوادے میں سید احمد گیسو دراز کالپی اولیاء اللہؒ گزرے ہیں۔ سید حسام الدین ثانی شہر میاں پور بعہد سلاطینِ اودھ صاحبِ اختیار تھے۔ قاضی افضل بلگرامی عالم باعمل اور قاضی بلگرام تھے۔ یہ سارے کے سارے ساداتِ واسطی تھے۔ ہندوستان میں حضرت ابوالفرح واسطی کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ان کی ایک بڑی تعداد پنجاب یوپی بہار اور حیدر آباد دکن سے پاکستان ہجرت کر گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ساداتِ واسطی کی داستان ہجرتوں کی داستان ہے۔

جاجنیر حکومت کے ظلم اور تعدی سے مجبور ہو کر حضرت زیدؓ نے خروج کیا تھا یہ ظلم و جبر انتہا کو پہنچا اور بے شمار سادات قتل کر دیے گئے یہاں تک کہ سادات کا جینا دوبھر ہوگیا تو تمام ساداتِ گوشہ ہائے گمنامی میں چلے گئے۔ جس کو جہاں پناہ ملی چھپ گئے اور اپنا حسب و نسب مخفی رکھا تاکہ عتابِ شاہی کے شکار نہ ہو جائیں۔

تاریخ حسن ص ۳۱ تا ۳۳

الغرض سادات کے بہت سارے خاندان کسمپرسی میں افلاس و تنگی کے شکار ہو گئے۔ وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں ادھر سے ادھر سرگرداں رہے۔ ان کے لیے دنیا تنگ کر دی گئی۔ اس افراتفری کے عالم میں ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا تو رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ سادات مدینہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے جبل ازرق کے مقام پر پہنچے جو شام و عرب کے درمیان واقع ہے۔ وہاں زندگی کے کچھ آثار نظر آئے۔ سادات وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس قریہ کا نام جاجنیر تھا۔ سادات کی ایک جماعت روزگار کی تلاش میں اس قریہ کو چھوڑ کر شہر بغداد کے مضافات میں آباد ہو گئی۔ چونکہ وہ جاجنیر سے آئے تھے انہوں نے اس محلہ کا نام بھی جاجنیر ہی رکھا۔ چونکہ اس جگہ ہر شخص کا گزارہ مشکل تھا اس لیے وہاں سے کچھ لوگ کوچ کر گئے اور واسط میں آباد ہو گئے اور زیادہ تر مدینہ واپس چلے گئے۔ الغرض سادات واسطی کا مرکز و محور مدینہ، بغداد، جاجنیر اور واسط رہا ہے۔

<u>حضرت زید شہیدؒ</u> حضرت امام حسینؑ کے فرزند امام زین العابدینؑ معرکہ کربلا میں زندہ بچے تھے جن سے سادات حسینی فاطمی کی نسل جاری ہوئی۔ حضرت زین العابدینؑ کے گیارہ فرزند تھے (۱) علی اصغر امام باقرؑ (۲) محمد اصغر (۳) عبدالرحمٰن (۴) حسن اکبر (۵) حضرت زید شہیدؒ (۶) حسین اصغر (۷) حسن اصغر (۸) عبداللہ (۹) سلیمان (۱۰) حسین اکبر (۱۱) محمد الاشرف۔

واضح ہو کہ فاطمہ بنت امام حسنؑ کا عقد امام زین العابدینؑ سے ہوا اور آپ کے بطن سے امام باقرؑ کی ولادت ہوئی۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادر گرامی کا نام <u>حوریہ</u> تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے انہیں تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؑ کو ہبہ کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت زید شہیدؒ پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالحسین ہے اور سن ولادت ۸۰ھ ہے۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام باقرؑ کے بعد حضرت زید شہیدؒ اپنے کل بھائیوں میں افضل تھے۔ حضرت زید شہیدؒ کی مادر گرامی کے بارے میں عبداللہ بن حسنؑ کی والدہ جناب فاطمہ کا قول ہے کہ زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔ جناب حوریہ کے بطن سے زید، عمر، علی اور خدیجہ تولد ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب زید بن علی بن حسین بن حضرت علیؑ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔

علاؤالدین ادریس نے کنز الاخبار میں لکھا ہے کہ:

---

۱ تاریخ حسن ص ۳۱ تا ۳۲

"ایک دن صبح کو امام زین العابدینؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رات میں نے جناب رسالتمآب کو خواب میں دیکھا۔ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے گئے اور ایک حور کا میرے ساتھ عقد کیا۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علی جب اولاد نرینہ پیدا ہو تو اس کا نام زید رکھنا۔"

چونکہ امام زین العابدینؓ کو حضرت زید شہیدؒ کی بشارت ہو چکی تھی۔ جب زیدؒ پیدا ہوئے تو امام نے قرآن مجید سے فال دیکھی اور اس فرزند کا نام زید رکھا۔

حضرت زیدؒ کو اللہ نے ایسی نسبی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئی جیسا کہ علامہ سید مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ:

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صحیح ہے یعنی حضرت زید کی والدہ سندھ کی رہنے والی تھیں اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ ان کی دادی شہر بانو والیٔ فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں تو اس کا مطلب گویا یہ ہوا کہ ان میں عربی، قریشی، ہاشمی، فاطمی، علوی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایرانی اور ہندوستانی صفات بھی موروثی طور پر منتقل ہوئیں۔ شاید ہی زمانہ میں اس قسم کی موروثی خصوصیات کسی فرد واحد میں جمع ہوتی ہوں۔"

(حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۱۳۶)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الدراری فی ابنائے اسراری" میں خضری سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروان نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ "مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دعویٰ خلافت رکھتے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں کیونکہ تم کنیز زادے ہو۔" آپ نے فرمایا کہ "حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں بھی کنیز تھیں لیکن ان کے صلب سے خیر البشرؐ پیدا ہوئے۔ یہ سن کر ہشام لاجواب ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔"

حضرت زید دربار سے نکل کر کوفہ روانہ ہوئے۔ کوفہ کے باشندوں کی بڑی تعداد امویوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی لہٰذا اہل کوفہ اموی حکمرانوں کے ظلم و استبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی رہبر کے متلاشی تھے۔ حضرت زید شہید کی اس اتفاقی آمد پر کوفہ والوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

اہل کوفہ کی اس کیفیت کو مولانا مودودی صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

"ایک مدت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خاندان علیؓ کا ایک ممتاز فرد کوفہ آیا تھا۔ یہ شہر ہمیشہ سے شیعان علی کا گڑھ تھا اس لیے حضرت کے آنے سے یک لخت علوی تحریک میں جان پڑ گئی اور لوگ کثرت سے ان کے گرد جمع ہونے لگے ویسے بھی عراق کے باشندے سالہا سال سے بنی امیہ کے ظلم و ستم

بیٹے بیٹے تنگ آچکے تھے اور اٹھنے کے لیے سہارا چاہتے تھے۔ علوی خاندان کے ایک صالح، عالم فقیہ شخصیت کا میسر آجانا انہیں غنیمت محسوس ہوا۔" (خلافت و ملوکیت ص۲۹۶ تا ۲۹۷)

حضرت زید شہید نے کوفہ پہنچ کر ۱۲۲ھ میں خروج کیا۔ پندرہ ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر خروج کے وقت صرف ۲۰۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ کوفیوں نے اپنی جبلی خصلت دغابازی اور بے وفائی وغداری کا مظاہرہ آپ کے ساتھ بھی ویسا کیا جیسا کہ آپ کے جد امام حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

یوسف بن عمر ثقفی بارہ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے حکم سے آپ کے مقابلے پر آیا۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ یوسف کی فوج کے صدہا آدمی کام آئے لیکن حضرت زید شہید کے قلیل لشکر سے صرف ۶۰،۷۰ آدمی کام آئے۔ ناگاہ یوسف کے غلام راشد نے ایک تیر مارا جو حضرت زید کی پیشانی پر دونوں ابروؤں کے درمیان لگا اور آپ گھوڑے سے گر کر شہید ہوگئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی آپ کے لشکریوں نے آپ کی نعش مبارک کو پوشیدہ دفن کردیا۔ یوسف نے منادی کرادی کہ جو شخص زید شہیدؓ کی قبر کا پتہ دیگا اس کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ ایک حبشی سندھی غلام جو دفن کے وقت موجود تھا اس نے آپ کی قبر کا پتہ بتادیا۔ یوسف نے نعش کو قبر سے نکلوا کر سر اقدس کو جدا کر کے ہشام کے پاس بھیجا اور تن اطہر کو دار پہ لٹکا دیا۔ چار سال تک تن اطہر مصلوب رہا۔ جب ہشام مرگیا تو یوسف ثقفی نے ولید بن یزید کے حکم سے جسد مبارک کو اتار کر جلوا دیا اور خاک کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جس جگہ جسد مبارک جلایا گیا تھا وہاں اب ایک قبہ بنا دیا گیا ہے جہاں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہوگئی جسے زید کہتے ہیں۔

جب جناب زیدؓ شہادت پر فائز ہوچکے تو آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچ گئی تھیں ان میں سب سے چھوٹے صاحبزادے عیسیٰ ابویحییٰ کا سن اس وقت صرف ایک سال کا تھا۔ تین صاحبزادے آپ کے قید کردیئے گئے تھے انہیں بھی باپ کی طرح مصلوب کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ داروغہ قید خانہ کو ان کی حالت پر رحم آیا آدھی رات کو ان کو چھوڑ دیا۔ یہ غریب سادات رات ہی رات کوفہ سے روانہ ہوئے بصرہ پہنچے اور بنی امیہ کے آخری حکمراں تک روپوش رہے۔

حضرت زید شہید کی شبیہ سفید رنگ، بزرگ چشم، پیوستہ ابرو، دراز قامت، انبوہ ریش، کشادہ سینہ بینی بلند، سیاہ موہائے سر و ریش۔ آپ کے دونوں عارض حضرت علیؑ سے مشابہ تھے۔ آپ بہت بڑے ذی علم تھے اور نہایت فصیح و بلیغ، جب کوئی سوال کرتا تو جواب میں تعجیل نہ فرماتے اور ہر کلمہ کا جواب الگ الگ دیتے۔ یہاں تک کہ حجت تمام فرما دیتے تھے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور جری و سخی تھے۔

یحییٰ ابن زید شہید عمدۃ الطالب میں مرقوم ہے کہ حضرت زید کی اولاد میں چار فرزند تھے جن کے نام (۱) یحییٰ (۲) حسین (۳) عیسیٰ ابو یحییٰ (۴) محمد ہیں۔ ان میں سے یحییٰ نے ولید بن یزید بن عبدالملک کے ابتدائی دورِ حکومت میں بنی امیہ کے مظالم کے خلاف خروج کیا اور شہید ہوئے۔

جسٹس امیر علی اپنی کتاب میں رقم کرتے ہیں کہ:

"مایوسی کا شکار نوجوان یحییٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں چھپتے پھرتے رہے۔ آخر کار یہ سوچ کر کہ بزدلوں کی طرح مرنے سے بہتر ہے کہ بہادروں کی طرح تلوار ہاتھ میں لیے میدانِ جنگ میں جان دی جائے۔ انہوں نے علم جہاد بلند کیا اور ارجونہ نامی گاؤں میں لڑتے ہوئے جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہت مشہور ہے اور آج تک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ قتل ہونے سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ ایک تیر سے جو ان کی کنپٹی میں آکر پیوست ہو گیا تھا ان کی ہلاکت واقع ہوئی۔"

حضرت زید شہید کی نسل آپ کے تین فرزندان (۱) عیسیٰ ابو یحییٰ (۲) حسین (۳) محمد کے ذریعہ گوشہ ہائے عالم میں پھیلی اور زیدی کہلائی۔ حضرت یحییٰ کی شہادت عالمِ شباب میں ہوئی اس لیے آپ کی نسل کا کسی کو علم نہیں بعض لوگوں نے ان کی اولاد کے بارے میں لکھا ہے لیکن وہ غیر معتبر ہے۔ ان کے برادر سید عیسیٰ کی کنیت ابو یحییٰ تھی اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

عیسیٰ ابو یحییٰ آپ کا اسم گرامی دراصل محمد ہے لیکن بنی امیہ کے خوف سے آپ نے اپنا نام عیسیٰ رکھا تھا۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اکثر شیر کا شکار کرتے تھے اس لیے موتم اشبال کہلائے یعنی شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والا۔ تمام القاب کے ساتھ آپ سید الابدال عمدۃ النفصال محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی آپ کو آپ کے ماموں ابراہیم قتیل بن عبداللہ المحضؒ نے پرورش کیا آپ نے اپنے ماموں کے ہمراہ منصور دوانیقی

اور دوسرے عباسی بادشاہ پر فوج کشی بھی کی لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ مدینہ کی سکونت ترک کرکے مہدی عباسی کے وقت تک بصرہ میں پوشیدہ رہے۔ شیخ نقیب تاج الدین نے لکھا ہے کہ آپ آخر وقت میں کوفہ میں سقائی کا کام کرتے تھے اس لیے امام ماشکی کہلائے۔ عیسیٰ ابو یحییٰ نے ۴۶ سال کی عمر پاکر ۱۶۸ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ حسن بن صالح نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو پوشیدہ دفن کر دیا۔ وہ شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہیں :

سه (۱) جب لوگوں کی آنکھیں سو جاتی ہیں میں خوف سے جاگتا رہتا ہوں اور ایک لمحہ کیلئے بھی نیند نہیں آتی ہے۔

(۲) اہل ظلم نے مجھے جلاوطن کر دیا حالانکہ سوائے آخرت کی یاد کے میرا کوئی قصور نہیں۔

(۳) میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے لہٰذا میرے لیے ان کے پاس شر ہی شر ہے۔

(۴) وہی بات کہتا ہوں جو خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا دل قابو میں نہیں میں جاگتا رہتا ہوں۔

(۵) جس کی دونوں جوتیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اس بادیہ پیمائی کی شکایت کرتا ہو جس سے سرد کی گلیاں روگردانی کرتی ہوں۔

(۶) میں وطن سے دور سرپھرا ہوں اور خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں ایسا خوف جیسے آدمی جلاد سے خوف کھاتا ہے۔

(۷) ایسے شخص کے لیے موت ہی راحت ہے اور موت تو ہر شخص کی گردن میں پڑی ہوتی ہے۔

عیسیٰ ابو یحییٰ نے چار فرزند چھوڑے (۱) حسین غضارہ (۲) محمد (۳) زید (۴) احمد مختفی۔ حسین غضارہ کا حال کسی نے نہیں لکھا۔ زید نے شام میں سکونت اختیار کی۔ احمد مختفی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و زاہد گزرے ہیں۔ علم فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت سی تصانیف آپ نے چھوڑیں۔ ہارون رشید نے آپ کو قید کر لیا اور رہائی کے بعد آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں ۲۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

محمد بن عیسیٰ بن زید شہید | آپ کی اولاد کثیر تھی جو اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ آپ نے اپنے

سه سادات نواز پور صفحہ ۲۹ تا ۳۰۔

والد بزرگوار کی طرح بصرہ میں پوشیدہ زندگی گزاردی اور وہیں انتقال ہوا۔ مدینے میں آپ کے ایک صاحبزادہ سید علی تھے، جو عراق چلے گئے اور سید علی عراقی کہلائے۔ سید علی عراقی سے سید زید تک سب عراق ہی میں رہے۔ مگر زید کے فرزند سید یحییٰ نے عراق کی سکونت ترک کرکے فدک کے مقام پر خیبر میں سکونت اختیار کی۔ سید یحییٰ کے فرزند سید حسین خیبر سے اپنے آبائی وطن مدینہ چلے آئے اور ان کے فرزند سید داؤد بھی مدینہ میں ہی رہے۔ سید داؤد کے صاحبزادے سید ابوالفرج واسطی عاملان اموی کے مظالم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہا اور عراق کے شہر واسط میں سکونت اختیار کی اور واسطی مشہور ہوئے۔ آپ واسط میں نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور فہم و فراست، تدبر اور سیاست میں شہرۂ آفاق تھے۔ امیر کوفہ اور رئیس بصرہ آپ سے مہمات ملکی میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ کے تدبر سے برابر مستفید ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد سیاست کے معاملہ میں امیر عراق سے شکر رنجی ہوگئی اس لیے آپ نے حفظ جان و آبرو کے خیال سے واسط کو خیرباد کہا۔ آپ اپنے چاروں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر مع اہل و عیال غزنی تشریف لائے۔ غزنی میں محمود غزنوی سلطان نے پذیرائی کی اور انہیں ہمراہ لے کر مہمات سر کرنے کی غرض سے ہندوارد ہوا۔ پنجاب فتح کرنے کے بعد سلطان محمود غزنی لوٹ گیا اور اپنے ہمراہ سید ابوالفرج واسطی کو بھی لے گیا۔ آپ کے چاروں فرزند سرہند کے قریب کلاں نور میں اپنی اپنی جاگیروں میں فروکش ہوئے اور ان کی اولاد ۸۰۰ سال تک پنجاب میں سکونت پذیر رہی بعد ازاں ہند کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوگئے۔ سید ابو الفرج غزنی سے واسط لوٹے جہاں ۴۴۷ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔

سادات کا سندھ سے تعلق

(۱) حضرت خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ حضرت علیؑ کی ساتویں زوجہ تھیں جو امِ ولد تھیں۔ حضرت خولہ دراصل حبشیہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں جن کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے شجیع اور بہادر تھے۔ کربلائے معلیٰ میں حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کے خلاف خروج کیا، جنگیں لڑیں۔ ان کی خون آشام تلوار نے چاردانگ عالم میں علوی شجاعت کی دھاک بٹھادی جن کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

---

[1] حدائقۃ الانساب صفحہ ۲۶۔

(۲) یزدگرد ملک فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے عہد میں ایران فتح ہوا اور حضرت شہربانو بنت یزدجرد گرفتار ہو کر مدینہ آئیں تو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس عندیہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت شہربانو چونکہ نوشیروان عادل کے خاندان کی شہزادی ہیں اسلیے انہیں کسی شہزادے کو پیش کیا جائے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور ان کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کردیا۔ یزدجرد کی ملکہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ چنانچہ امام بہقیؒ فرماتے ہیں کہ:

"یزدجرد آخر ملوک فارس کی بیٹی سلاقہ جن کو سندھیہ بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدین کی والدہ محترمہ تھیں۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جن کا لقب "شہربانو" ہوا۔"

(۳) حضرت زید شہید کی مادرگرامی کا نام حوریہؓ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں جنہیں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؓ کو ہبہ کردیا جن سے حضرت زید شہید تولد ہوئے۔

(۴) حضرت زید شہیدؓ کے فرزند ارجمند محمد اُمِ ولد کے بطن سے تولد ہوئے اُمِ ولد بھی سندھ کی رہنے والی تھیں یعنی مکران کی شہزادی تھیں۔

گویا اس طرح حضرت زید شہیدؓ کی دادی، والدہ اور زوجہ تینوں کا تعلق سندھ کی سرزمین سے تھا اس لیے سادات زیدی واسطی جاجیری کا سندھ سے مادری رشتہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ:۔

(۱) حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتویں زوجہ حضرت خولہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی تھیں)
(والدہ محترمہ محمد بن حنفیہ (محمد اکبر) بن حضرت علیؓ)

(۲) حضرت امام حسینؓ بن علی بن ابی طالب کی زوجہ حضرت شہربانو (سلاقہ) سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ)

(۳) حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ کی زوجہ حوریہ بھی سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ)

۱۔ مراۃ الانساب ص ۱۵۱ تا ۱۵۳، ۲۔ سادات نواز پور ص ۱۷، ۳۔ سادات نواز پور ص ۲۶

(۴) حضرت زید شہیدؒ بن امام زین العابدینؑ کی زوجہ اُمِّ ولد بھی سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ محمد بن زید شہیدؒ)

اس طرح ثابت ہوا کہ زیدی سادات کا سندھ سے بہت ہی قدیم اور گہرا رشتہ ہی نہیں سندھ کی سرزمین سے مادری نسبت ہے۔

ماتلی شہر کے رئیس کریم بخش نظامانی کی سندھی تصنیف "کیچی کتاب" سے اقتباسات

سندھ و ایران کے قدیم روابط کے سلسلے میں اعثم کوفی کی تاریخ ایران کو معتبر دستاویز کے طور پر کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے مطابق سندھ و ایران کے تعلقات بہرام گور کے زمانہ سے ہی قائم رہے ہیں جن کا ذکر فردوسی کے شاہنامہ میں ملتا ہے مثلاً

"مگر نامور "شنگل" از ہندوان
کہ اورا ز پیرہ دار اے دوران

تو شاہی و "شنگل" نگہبان ہند
چرا باد خواہی ز چین و ز سند"

اسی تاریخ میں اعثم کوفی رقم طراز ہے کہ ہند و سندھ کے بادشاہ "شنگل" کے بہرام گور سے گہرے مراسم تھے جو نوشیرواں عادل کے دور میں بھی قائم رہے۔ اسی زمانہ میں ہند و سندھ کی مشہور و قدیم کتاب "کلیلہ و دمنہ" کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا۔ بلکہ عرب و عجم کے درمیان جنگ و جدال میں بھی سندھ نے ہمیشہ ایران کا ساتھ دیا تھا جن میں کاظمہ، پلہ، قادسیہ، جلولا اور فتح مدائن قابل ذکر ہیں۔ دوستانہ سفارتی تعلق کے پیش نظر ایران کے بادشاہ کا اکثر و بیشتر سندھ آکر سیر و شکار سے لطف اندوز ہونے کی ریت بہت پرانی تھی چنانچہ ساسانی خانوادہ کا آخری بادشاہ "یزدگرد" بھی مہاراجہ رائے سہاسی اول کے دور میں سندھ میں راجہ "سیہرس" کی دعوت پر اس کا مہمان بنا تھا۔ اسے سندھ کے سرسبز علاقوں اور تفریح گاہوں کی سیر کرائی گئی تھی۔ سیر و تفریح میں ماتلی کے دریائے رین کی سیر کا پروگرام بھی شامل تھا۔ بادشاہ کو ماتلی شہر میں سندھ کے مشہور بہادر، پہلوان اور سرداران فوج اور سپہ سالاروں سے بھی ملاقات کرائی گئی تھی۔ اسی سفر کے دوران یزدگرد نے ماتلی میں شادی کی تھی اور شاہ نے ملکہ کا نام "ماہ طلعت"

سلہ کیچی کتاب "جہان سندھی اور رئیس کریم بخش نظامانی ماتلی، صفحہ ۹۳ تا ۹۷۔

رکھا تھا جس کے نام پر یہ شہر آج بھی ماتلی کہلاتا ہے۔" راجہ سیہرس کے زمانہ کے آثار قدیمہ نورائی شریف کے نزدیک "گنجی ٹکر" کے دامن کوہ کے بڑے قبرستان میں آج بھی موجود ہے۔ اس قدیم آبادی کے آثار ماتلی شہر کے بائیں جانب اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

"ماہ طلعت" کے بطن سے "یزدگرد" کی دو دختر تولد ہوئیں جن کے نام کربانو اور شہربانو تھے جو فتح مدائن میں گرفتار ہو کر حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس لائی گئیں اور امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ کی زوجیت میں آئیں۔ اس طرح ماتلی شہر کو شہربانو کی ننھیال ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ یہ رتبہ سندھ میں صرف ماتلی شہر کو حاصل ہے۔ ایک روایت کے مطابق میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضؓ نے جنگ سے قبل مندرجہ ذیل تین شرطیں پیش کی تھیں:-

(۱) مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں روبرو سوال و جواب کر سکوں۔

(۲) مجھے راستہ دے دو تاکہ میں اپنے بچوں اور مستورات کو واپس مدینہ بھیج دوں۔

(۳) اگر تمہیں عرب میں میرا رہنا پسند نہیں تو مجھے سندھ کا سفر اختیار کرنے دو۔

متفرق روایتیں (۱) ایک روایت کے مطابق ماہ طلعت کا یہ خاندان بی بی دائی حلیمہ رضؓ کی اولاد ہے۔

(بروایت عبدالرحیم ریٹائرڈ آفیسر ماتلی، و محمد عمر میمن ماتلی)

(۲) دوسری روایت کے مطابق یہ خاندان حارث کی اولاد ہے۔

(اخبار جنگ صفحہ ۱۹ تاریخ ۲ دسمبر ۱۹۹۱ء بدھ ایڈیشن، وادیٔ مہران کی قدیم تہذیب از شاہد مرزا انجم)

(۳) لاہور کے حکیم فیض عالم صدیقی نے اپنی تصنیف "سادات بنی رقیہ رضؓ" میں امام حسین رضؓ کی زوجہ شہربانو بنت یزدگرد کے وجود سے ہی انکار کیا ہے جس کی تائید میں "زمخشری" کا حوالہ دیا ہے بلکہ ابن قتیبہ کی عبارت ملاحظہ ہو:"

"یعنی امام زین العابدین رضؓ کی والدہ کا نام سلافہ یا غزالہ تھا اور وہ سندھیہ تھیں"

نوٹ:- حکیم فیض نے سلافہ کو سہواً "سلاف" تحریر کیا ہے۔ مزید براں انہوں نے اپنی تالیف "عترت رسول" صفحہ ۱۱۷ تا صفحہ ۱۲۹ کا اور "انا وات بنگش" صفحہ ۳۶ کا بھی حوالہ دیا ہے۔" واللہ اعلم بالصواب"

مؤلف کا تبصرہ سادات کا سندھ سے تعلق کے سلسلے میں ضروری معلومات تحقیق اور جستجو کے بعد فراہم کی گئی ہیں تاکہ آنے والے محققین کے لیے اس موضوع پر تحقیق کا کام کچھ آسان ہو جائے۔

باب ۱۲ سادات زیدی

شجرۂ اولاد سید ابو الحسن زید شہید بن امام زین العابدینؓ

سید عیسیٰ ابو یحییٰ
- سید حسین
- سید علی
- سید حسین
- سید علی عراقی
- سید حسین
- سید علی
- سید زید ثانی
- سید عمر
- سید زید ثالث
- سید یحییٰ
- سید حسین
- سید داؤد
- سید ابو الفرح واسطیؒ
- سید ابو الفراس

سید مسعود
- سید علی باگھ
- سید محمد
- سید جراح
- سید ابراہیم
- سید عز الدین
- سید بدر الدین
- سید احمد جاجنیری (بہار) ۔ سید محمود جاجنیری (بہار)

سید ابو الفرح ثانی
- سید حسین
- سید علی
- سید صغریٰ بلگرامی (فاتح بلگرام)

(ملاحظہ ہو۔ تاریخ الانوار السادات صفحہ ۱۵۰، ۳۰۵ عروج النسل سلطان ص ۳۵ نسب نامہ سادات بہار)

سید یحییٰ شہید
- سید عمر محدث
- سید حمید محدث
- سید ابو الحسن تقی
- سید اشرف الدین
- سید عبد اللہ
- سید السادات
- سید نور الدین
- سید عزیز اللہ
- سید غوث الدین
- سید کبیر الدین
- سید عزیز الدین
- سید ابو المکارم
- سید قمر الدین
- سید سلطان العارفین
- سید محمد سوز ہری
- سید نظام الدین
- سید معز الدین
- سید فرید الدین
- سید برہان الدین
- سید عبد اللطیف
- سید عبد اللہ
- سید شمس الدین
- سید محمد حنیف
- سید محمد
- سید ابو الخیر
- سید فرزند علی

(سامانہ، پٹیالہ سے نقل مکانی کر کے ہر دو ہی میں آباد ہو گئے۔ ص ۳۴ چاند پور کے زیدی خانوادے)

سید حسین ذوالدمعہ (ص ۲۸۹)
- سید علی
- سید حسین
- سید علی
- سید حسین
- سید عیسیٰ
- سید یحییٰ
- سید داؤد
- ابو العاص ابو الفرح واسطیؒ
- ابو العباس
- سید غیاث الدین
- سید مسعود واسطی
- سید علی
- سید جعفر
- سید نصیر الدین حسین
- سید بدر الدین بڈھا
- سید میران
- سید نصیر الدین ثانی
- سید شہاب الدین
- سید ابو زید
- سید زید بڈھا
- سید حمزہ
- سید حسین
- سید لطف اللہ
- سید حسن ۔ (فتح پور، یوپی)

شجرۂ اولاد سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید (صہ ۲۸۹)

سید ابوالحسن یحییٰ

- سید یحییٰ
  - سید حسین زاہد
  - سید ابوالفرج عریضی
  - سید زید
  - سید جعفر
  - سید محمد ابوبکر
  - سید حامد
  - سید حمزہ
  - (فتح پور، باندہ، یوپی)
- سید محمد اصغر
  - ابوالفرج واسطی
- سید عمر الاعلیٰ
  - سید احمد حارث
    - سید حسین محدث
    - سید احمد
    - سید عمر
    - سید یحییٰ
    - سید احمد
    - سید علی زید
    - سید عبداللہ
    - سید ابوطاہر
    - سید عبداللہ ثانی
    - سید ابوبکر
    - سید عثمان
    - سید کمال الدین ترمذی
    - (کیتھل شریف، پنجاب)
      - میر سید جلال الدین (صہ ۲۸۹)
      - سید حسین الدین
      - سید سعید الدین
      - سید علیم الدین
      - سید رکن الدین
      - سید عزیز الدین
      - سید نظام الدین
        - سید ابراہیم شہید
        - سید نصیر الدین ساکن (کھگڑہ، پورنیہ، ترہت، بہار)
      - میر سید نعمت الدین
      - سید قطب الدین
  - سید ابوعبداللہ
    - سید حسین قدان
    - سید ابوالحسین جنیدی
    - سید زید
    - سید داؤد
    - سید حمزہ
    - سید علی
    - سید محمد
    - سید حسین
    - سید یوسف
    - سید محمد
    - سید علی
    - سید یوسف ابوقتال
    - سید ابوالفتح محمد گیسو دراز
    - (گلبرگہ شریف، حیدرآباد دکن)
  - ابومنصور محمد الاکبر
    - سید حسین
    - سید ابوالحسن
    - سید داؤد جنیدی
    - سید ابراہیم حمزہ

شجرہ اولاد میر سید جلال الدین بن سید کمال الدین ترمذیؒ (م ۷۸۸ھ)

سید حسن عسکری
سید اشرف گنج بخش
سید یحییٰ محدث
سید ضیاء الدین شہید
سید احمد
سید حسن ترمذی
سید علی گھوڑا بخش

- سید محمد تغلق
  - سید عبد المطلب
    - سید سعد اللہ
      - سید اسد اللہ
        - سید سعد اللہ
        - محبوب علی
        - قاسم علی
        - عابد حسین
        - مبارک حسین
        - شمیم حسین
      - سید شرافت علی
        - سید نواز علی
          - واحد علی
            - امام علی
            - عبد العزیز
            - مولانا عبد الرشید
          - سید ولایت علی
            - سید امین اللہ
              - سید فضل علی
                - سید تفضل حسین
                - سید تجمل حسین
                  - سید ضمیر الحسن
                    - سید حسن زیدی
                    - (ڈاکٹر آئی اے زیدی ایف)
                  - سید مختار الحسن
                    - سید مصباح الحسن
                    - سید محمد خالد
              - خالق علی
                - فرحان علی
                - سید محمد خلیل
                - سید محمد جمیل
                - (لندن)
    - سید بہادر علی
      - سید قادر علی
      - سید منور علی
      - سید امام بخش
      - سید احمد علی
      - سید جلال الدین
      - سید سجاد غلام
        - نور العین حیدر
        - قرۃ العین حیدر
- سید محمد محمود
  - سید محمد عالم
  - سید محمد کامل
  - سید محمد گوہن
  - سید شجاعت علی
  - سید رحمت علی
  - سید امام علی
  - سید ضامن علی
    - سید رضا علی
      - سید محمد حسین
      - سید یعقوب حیدر
      - سید ابن حیدر
      - سید مظہر حیدر
    - سید اشرف علی
      - سید مشتاق علی
      - سید جمال احمد
      - سید نونہال احمد
      - سید احمد شعیب
      - (جہانگیر روڈ کراچی)

اولاد سید حسین نسابہ نقیب

سید یحییٰ ابو الحسن

سید ابو الحسن فارس

سید علی	سید اسمٰعیل
سید محسن	سید حسن زاہد
سید رحمت اللہ	سید احمد
۱۵۔ سید علی	سید ابوبکر
۱۶۔ سید شاہ عبد اللہ طوسی	سید احمد طاہر
۱۷۔ سید اسد اللہ	سید مختار
۱۹۔ سید عمران	سید جعفر زیدی
سید حسین طوسی	سید حامد واسطی
سید یوسف	سید قاسم واسطی (مدفون پٹنہ)
سید حسن	سید حسن
سید مصطفیٰ	سید احمد
سید مجتبیٰ	سید زین العابدین
سید احمد	(پیر دمڑیا)
سید محمد سہروردیؒ	سید رکن الدین
(بہار)	سید حمزہ
(تاریخ انوار السادات صہ ۳۲۳)	سید ممتاز
(از سید ظفریاب حسین زیدی)	سید نظام الدین بندگیؒ
	(بہار)

اولاد سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ

(شجرۂ نسب صہ ۲۸۹)

سید محمد اکبر حسینی

سید محمد اصغر حسینی

سید شاہ جعفر

سید شاہ صوفی

سید شاہ عبد اللہ

سید شاہ اسد اللہ

سید شاہ حفیظ اللہؒ

سید گل محمد

سید عبد الکریم

سید محمد صالح

سید محمد سلیم

سید محمد شاہ

حکیم سید محمد شاہ

سید برکت علی شاہ

سید مظفر علی

سید محمد سلیم

سید زاہد حسین زیدی

(جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی)

(صہ ۵۳۰ انوار السادات)

اولاد سید ابوالفرح واسطیؒ (شجرہ ۲۸)

شاخ اول

- سید ابوالفراس
- جدِ اعلیٰ (سادات جانجیری و بلگرامی)
- (ص ۲۹۳)

شاخ دوم

- سید معز الدین
- سید نجم الدین (داماد محمود غزنوی)
- امیر قیصر ناصر الدین
- سید ابو صالح زدی
- دیوان سید علی
- سید ابوالقاسم
- سید ابوالحسن
- سید محسن
- سید موسیٰ
- سید جلال غازی پیر
- سید عزیز
- سید محمد
- سید حیدر
- سید نصیر الدین
- سید حسین منصور
- سید کریم الدین
- سید عبداللہ خان
  - میر زینا (میر زینا کی پوتی شاد عظیم آبادی کی دادی تھیں) (مسلم شعرائے بہار ص ۲۲۸ جلد دوم)
  - سید حسن عبداللہ خان — وزیر اعظم فرخ سیر (بادشاہ گر)
  - سید حسین علی خان — سپہ سالار مغل افواج در عہد فرخ سیر (بادشاہ گر)

شاخ سوم

- سید داؤد
- سید ابوالفتح
- سید ابوالحسن (دگل حسن)
- سید علی
- سید محمد
- سید حسن
- سید ہادی
- سید محمد شریف
- سید محمد عمر
- سید اختیار الدین
- سید امیر الدین (داسا الدین)
- سید محمد شیر
- سید علاء الدین
- سید زین العابدین
- سید میر سعید
- سید مبارک ماکھن
- سید محمد خان بارھہ
- سید علی اصغر
- سید سیف الدین
  - سید نشہ (دبدھن) چاند پورہ بجنور (دہلی) (ص ۲۹۳)
  - میر حرمت پرورش (دہلی) (ص ۲۹۲)

شاخ چہارم

- سید ابوالفضائل
- سید ابوالفتح
- سید ابوالحسن
- سید علاء الدین علی
- سید محمد
- سید حسن فخر الدین
- سید ہادی
- سید علی
- سید حسین چشتی
- سید سالار اولیا
- سید محمد خان
- سید سالار ثانی
- سید حیدر خان
- سید محمد یوسف
- سید پرورش علی خان
- سید یار محمد خان
- شیخ محمد خان (صلابت جنگ)
- سید محمد خان
- سید ذوالفقار علی
- سید امانت علی
- سید روشن علی (مصنف تاریخ سادات بارھہ)

(شجرۂ سادات بارھہ ص ۱۵۸، ۲۰۵)

نوٹ: خان بہادر سید علی محمد شاد عظیم آبادی کے والد کا نام نواب سید اظہار حسین خان (عباس مرزا) تھا اور دادا کا نام سید تفضل حسین خان نواب تھا۔ ان کے جدِ اعلیٰ نواب سید دانشمند علی خان مغل بادشاہ محمد شاہ کے دورِ حکومت میں ملتان اور ٹھٹھہ کے عامل تھے۔

(مسلم شعرائے بہار جلد دوم ص ۱۹۶)

شجرہ اولاد سید سیف الدین

(صفحہ ۲۹۱)

میر قطب علی چوپوش

- سید نور الہدیٰ
  - (میر بلاق)
  - سید فیروز علی درگاہی
  - سید بہادر علی
  - سید امانت علی
  - سید رحمت علی
  - سید علی احمد
  - سید احمد شجاع
  - (۵۰-اے پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی)
- سید حامد علی
  - سید عنایت علی
  - سید حسن علی
  - زوج
  - امیر النساء
  - احسان علی
  - زوج
  - چھوٹی بیگم
  - عاشق علی
  - زوج
  - محمدی بیگم
  - سید واجد علی
  - زوج
  - (سلامت جہاں کیراڑہ)
    - سید احمد علی
      - زوج
      - مسعودہ (دہلی)
        - جاوید
        - سہیل
        - سلطان
    - سید حامد علی
      - زوج
      - اسدی بیگم
      - (دہلی)
        - شاہد
        - رضیہ
        - ثریا
        - فرزانہ

میر آتش

- سید سنجو
  - سید صادق علی
  - سید عبدالرزاق
  - سید مکارم علی
  - سید نورالدین
  - سید شجاعت علی
  - سید اشرف علی
  - سید اسد علی
  - سید خلیل احمد
  - انیس فاطمہ
  - سید غلمان الحق
  - سید سلمان حیدر
  - سید ریحان الحق
  - جہانگیر روڈ
  - (ویسٹ)
  - کراچی
- سید منجو
  - سید جعفر علی
    - سید امید علی
    - سید شمشاد علی
    - سید غفور علی
    - سید زین الحق
    - سید غلمان الحق
    - سید سلمان حیدر
    - سید ریحان الحق
    - فراست تابش سراج الحق
    - پیش امام
    - مسجد رحمانی
    - (جہانگیر روڈ
    - ویسٹ کراچی)
  - سید اکبر علی
    - سید چھجو
    - سید بندے
    - سید کرامت علی
    - سید احمد علی
    - سید حسین
    - سید اختر حسین
    - سید احمد رضا
    - (داماد)
    - سید غلمان الحق
    - سید فرحان رضا

اولاد سیدؒ ابوالفراس

سید علی مسعود
سید علی اگھ
سید محمد
سید ہدایت
سید ابوالفتح ابراہیم
سید عزالدین
سید بدرالدین زید
سید احمد جاجنیری (بہار)
سید شاہ برہان الدین (ساکن مونگیر)
میر سید شاہ جلال الدین خاں بہری (لکھنوی)
سید شہاب الدین
سید شاہ بدرالدین
سید شاہ جمال الدین
سید شاہ کمال الدین
سید شاہ قمرالدین
سید شاہ نصرالدین
سید شاہ فخرالدینؒ
سید امیر الحسن
میر اکبر علی شہید جنگ پھلواری ۱۱۷۳ھ
سید عطا علی
سید مان علی
سید نعمت علی
سید نوازش علی (ساکن احمد گنج مونگیر)
سید خواجہ علی
سید عبدالرحمٰن بخش
سید بدر الحسن
سید نجم الحسن (مؤلف)

سید شیخن (دھرمسالہ پنجاب)
سید معروف
سید حسین
سید طٰہٰ
سید برخوردار
سید محمد نواز (میر بخش شاہ مطہر)
مورث اعلیٰ سادات نارنگپور

سید ابوالفرح ثانی
سید حسین
سید علی
سید محمد صغریٰ فاتح بلگرامؒ
سید عمر
سید حسین
سید نصیر

سید حسین
سید سالار
سید لطف اللہ
سید خداداد
سید محمود
سید جان محمد
سید ابوالقاسم
سید ابوالحکیم
سید محمد فاضل
سید محمود
سید محب اللہ
سید محمد یحییٰ
سید خورشید علی
سید بندہ علی
سید غلام یحییٰ
میر سید احمد
سید فرزند علی صغیر بلگرامیؒ
تلمیذ غالب (بہار)
(صغیر بلگرامی ص۳۷)

سید قاسم
سید کمال
سید بڈھا
سید شاہ ماہرو
سید قطب الدین
سید ابراہیم
میر عبدالواحد بلگرامیؒ
علامہ عبدالجلیل بلگرامیؒ
سید شاہ اویس
سید شاہ برکت اللہؒ
سید شاہ آل احمد
سید شاہ حمزہ
سید شاہ آل برکات
سید شاہ اولاد رسول
سید شاہ محمد صادق
سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن
سید اولاد رسول محمد میاں
سجادہ مارہرہ شریف یوپی
مرشد اعلیٰحضرت مولانا احمد
رضا خاں بریلویؒ

« غلام علی آزاد بلگرامی علامہ سید عبدالجلیل بلگرامی کے نواسے تھے »

(کتاب الانساب ص۹۱، تاریخ خاندان برکات ص۶، چہار انوار ص۳)

ساداتِ نہٹور یو۔پی

(شجرۂ نسب ص ۲۸۹)

نہٹور ضلع بجنور یوپی میں زیدی سادات کا ایک خاندان ۸۰۰ سال سے آباد ہے ان کے مورثِ اعلیٰ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی تھے جو بارھویں صدی عیسوی میں سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں ترمذ کلاں (ترکستان) سے ہجرت کرکے ہند آئے۔ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی نے موضع کیتھل (دہرایش) میں سکونت اختیار کی اور سید گڑھ تالاب کے کنارے جھونپڑی ڈال کر تبلیغ شروع کی اور ایک کرامت کے ذریعہ دربارِ دہلی سے روشناس ہوئے۔ رائے پتھورا سے ملاقات ہوئی۔ ان کی کرامت سے متاثر ہوکر اس کی دختر نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے دستِ مبارک پر ایک ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے خود ایک جہاد میں شریک ہوکر ۶۱۹ھ مطابق ۱۲۲۲ء میں شہید ہوئے۔[1] سید کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ کے ایک فرزند سید جلال الدین غازی رہلکھنڈ کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ ان کے اخلاف میں سید اشرف گنج بخش، سید احمد، سید محمد، سید محمود، سید حسن عسکری کا زمانہ پندرھویں صدی عیسوی کا ہے۔ سید حسن عسکری کے فرزند سرکار سنبھل میں چار ہزاری منصب پر فائز تھے۔ راجپوتوں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ مزار جھوسی الہ آباد میں ضیا شہیدؒ کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ ان کے فرزند سید حسن ترمذی اپنے والد کے منصب پر آئے مگر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ عہدِ اکبری تھا۔ سید حسن ترمذی کے اخلاف میں سید علی گھوڑا بخش ان کے اخلاف میں سید سعد اللہ عہدِ عالمگیری میں عامل مالوہ رہے۔ ان کے بیٹے شریف علی صوبہ دار تھے۔ دوسرے بیٹے سید اسد اللہ دہلی میں دہلی دربار سے منسلک رہے۔ یہ اٹھارویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔

اس خاندان کی کثیر تعداد معزز عہدوں پر فائز رہی۔ حکومتِ وقت سے خطابات پائے۔ حتیٰ کہ "امپیریل گزیٹیئر" میں سادات ترمذی کو "دانشمندانِ نہٹور" کہا گیا ہے۔ سید عابد حسین مصنف "ساداتِ نہٹور" کے پوتے سید شمیم حسین بن سید مبارک حسین "انجمن اشاعتِ قرآنِ عظیم" سے منسلک رہے۔

---

[1] عربی النسل مسلمان ص ۳۰۵؛ [2] تاریخ فرشتہ

سید ابو الفراس

(شجرۂ نسب ص ۲۹۱)

جس وقت سید ابو الفرح واسطیؒ کے چاروں صاحبزادے سید نجم الدین بن سید معز الدین، سید ابو الفضائل، سید داؤد اور سید ابو الفراس ہندوستان میں پنجاب کے مشرقی حدود پر آباد ہوئے تو نصیر الدین بن نجم الدین موضع تہن پور، سید ابو الفضائل موضع چھت بنور، سید داؤد کو نڈلی اور سید ابو الفراس موضع جاجنیر میں مسکن گزیں ہوئے۔ آج کل یہ قریات جاراج پٹیالہ کے مقبوضات ہیں۔ تقریباً ۱۰۰ برس بعد جب ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو اولاد سید ابو الفرح واسطی ہند کے مختلف حصوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابو الفراس کے پوتے سید علی باگھ بن سید مسعود تک سادات جاجنیر ہی میں رہے۔ سید علی باگھ کے فرزند سید محمد نے جاجنیر سے نقل مکانی کی اور قریب ہی موضع دھرسول ضلع گوڑگانواں مشرقی پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے چار پشت تک یعنی سید بدر الدین بن سید عز الدین بن سید ابو الفتح ابراہیم بن سید ھدایہ بن سید محمد تک یہ خانوادہ وہیں رہا۔ سید بدر الدین بن سید عز الدین نے نقل مکانی کی۔ ان کے ایک برادر سید شمس اور ان کا خاندان دھرسول ہی میں رہا۔ بعد میں یہ لوگ سادات نوازپور کہلائے۔ سید بدر الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد جاجنیریؒ (۲) سید محمود دمحمد جاجنیریؒ۔ سید احمد جاجنیریؒ اور ان کے برادر بزرگ سید محمود جاجنیریؒ نے ۶۰۲ھ میں اختیار الدین بن بختیار خلجی کے عہد میں سادات بارھہ کی فوج کے ساتھ سید ابراہیم ملک بیاؒ اور شاہ نور برادر بختیار کاکی کی سرکردگی میں بہار وارد ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد سلطان دہلی کی طرف سے جاگیرات میں چودہ مواضعات عطا ہوئے جہاں وہ اور ان کی اولاد آباد ہوئی جسے بارہ گیاں کہتے ہیں جن میں سے بیشتر سادات جاجنیری پر مشتمل ہیں یہ مواضعات صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہیں۔ سید احمد جاجنیریؒ کا مزار موضع ندیاواں نزد لکھی سرائے ضلع مونگیر میں پیر پہاڑی پر مرجع خلائق ہے۔

ۓ مخزن الانساب ص

دو غازیانِ جاجنیر

(۱) سیّد علی مسعود بن سیّد ابوالفراس بن سیّد ابوالفرج واسطی

سید مسعود جنہیں سید علی مسعود بھی کہا جاتا ہے سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرج واسطی کے پوتے تھے۔ راجہ رائے پتھورا کو راہ راست پہ لانے کے لیے سلطان شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں سید مسعود کو راجہ کے دربار میں بھیجا۔ آپ کے ہمراہ کل تین ہزار دو سو سواروں کا لشکر تھا جب یہ بزرگ راجہ کے دربار پہنچے اور گفتگو کا آغاز کیا تو آپ نے پہلے اپنا حسب ونسب بتایا اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ دوران کلام آپ نے سلطان کا نام پورے القاب و آداب کے ساتھ لیا کیونکہ اس سے قبل جب رکن الدین حمزہ راجہ کے دربار میں گئے تو اس نے سلطان کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ بہر حال آپ کی گفتگو سن کر راجہ نے اپنے مشیر سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے مطابق سید والا شان کو آزمائش میں ڈالا گیا جس میں اللہ رب العزت نے آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ ان کرامات سے متاثر ہو کر راجہ نے پیشکش کی کہ سید والا شان کسی آرزو کا اظہار فرمائیں اور کوئی شے طلب فرمائیں۔ آپ نے راجہ کے اصرار پر نرود کرٹ (نرھر) کی ریاست جو راجہ کے داماد کے زیر نگیں تھی طلب فرمائی۔ راجہ نے اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے متبادل ریاست کی پیشکش کی لیکن سید والا شان نے مسترد کر دیا لہٰذا راجہ چار و ناچار قصبہ نرود کرٹ (نرھر) کے دینے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن جب سید مسعود اپنے لشکر کے ہمراہ نرھر کے قریب پہنچے تو راجہ کا داماد مزاحمت کی غرض سے کثیر فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ خونریز جنگ ہوئی اسلامی لشکر فتحیاب ہوا۔

ایک سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنی فوج کو از سر نو ترتیب دے کر ۵۸۸ھ میں ترائن کی دوسری جنگ لڑی اور اپنی سابقہ ہزیمت کا بدلہ چکا دیا۔

تقسیم سے قبل نرھر کی حیثیت ایک قصبہ کی تھی جو نظامت شیخاواٹی ریاست جے پور کے تحت تھا۔ لیکن عہدِ قدیم میں نرھر ایک خود مختار ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ سید علی مسعود نے

---

[۱] سادات نواز پور صفحہ ۶۷ تا ۶۹

زمر فتح کر کے وہاں دین اسلام کی تبلیغ وترسیع پر خصوصی توجہ دی۔ آج بھی مسعود غازی کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سید خان غازی و دیگر غازیان (۲)

سید خان غازی سید احمد جاجنیری کی آٹھویں پشت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ یوں ہے۔

"سید خان غازی بن سید اللہ داد بن سید شاہ منجھن بن سید خداوند سید شاہ محمد بن سید شاہ محمود بن سید حاتم رسہل بن سید حیدر باگہ بن سید احمد جاجنیری"

سید احمد جاجنیری کے برادر بزرگ سید محمود جاجنیری حضرت سید قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید احمد جاجنیری کے پرپوتا سید شاہ محمود حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشتؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید شاہ محمود کے فرزند سید شاہ محمد بھکر کے قلعدار رہے تھے۔ سید احمد جاجنیری کے چچا سید شیخن (مفلن دحرسل) برادر سید بدرالدین کی پانچویں پشت میں سید محمد نواز[۳] (مورث اعلیٰ سادات نواز پور) پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے صاحب سیف وقلم بزرگ تھے اور دربار عالمگیری میں قدرو منزلت رکھتے تھے۔ عہد عالمگیری میں قباد خان ٹھٹھہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اس نے سید محمد نواز کو اپنے صوبہ کا میر بخشی یعنی سپہ سالار بنایا۔

سید خان غازی عہد اکبری میں سالار لشکر تھے ان کے کارناموں کا ذکر ملاحظہ ہو (اکبر نامہ صـ۳۱۵ تا ۵۰، سیر الامراء صـ۱۳۲ تا ۱۴۳) سید خان غازی عہد اکبری میں امراء نو ہزاری میں سے تھے۔ اور درباری امراء میں ان کا شمار اکتیسواں تھا۔ ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۷ء میں مہاراج مان سنگھ صوبہ دار بہار اور شاہی سپہ سالار تھا۔ سید خان کو فتوحات کے باعث شہنشاہ اکبر نے "غازی" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سید خان غازی اور سید راجہ علی خان کو اکبر بادشاہ نے سادات بارہہ کی فوج کے ساتھ راجہ مان سنگھ کی امداد کے لیے مامور کیا۔ راجہ مان سنگھ نے سید خان غازی کو افسر فوج مقرر کر کے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ سید خان غازی نے قصبہ سورج گڑھ (مونگیر) کو فتح کیا اور باغی محمود خان اور دیگر افغانیوں کو

۱؎ بزم صوفیہ صـ ۲؎ بزم صوفیہ صـ ۳؎ ماثر الامراء صـ۸۲ و روضۃ الاصفاء
۴؎ سادات نواز پور صـ۸۲ منتخب التواریخ از منشی عبدالشکور ٹھٹھوی۔
۵؎ تاریخ حسن صـ۹۱ تا ۹۳۔

بہار کے حدود میں قتل کیا اس کے بعد خطۂ مونگیر کو اپنے تصرف میں لایا۔ کھڑگپور کے زمیندار راجہ سنگرام سنگھ اور راجہ پورن مل گدھور کو شکست دے کر مطیع کیا بلکہ تمام باغی زمینداروں کو بھاگلپور اور کھلگاؤں کے حدود میں مطیع کیا۔ سخت خونریز جنگ اور جدوجہد کے بعد اڑلیسہ، چاٹگام، سونار گاؤں محمود آباد اور فتح آباد کو باغیوں سے واپس لیا۔ راجہ کنور سنگھ کے ہمراہ نگراکنڈہ روانہ ہوئے اور جنگ وجدال میں نام پیدا کیا۔ گڑھ انبہ متصل جھونئی میں راجپوت راجہ گدھور کے ساتھ سخت معرکہ پیش آیا اور زبردست خونریزی ہوئی جس میں سید خان غازی فتحیاب ہوئے۔ گڑھ انبہ کا گنج شہیداں جھونئی اور امرتھ کے درمیان واقع ہے جو زبان زدِ خلائق ہے۔ بادشاہ اکبر نے گڑھ انبہ اور امرتھ کا علاقہ مع دیگر مواضعات جاگیر میں عطا کیا جو آج سادات کا بارہ گیاں کہلاتا ہے۔ سید خان غازی یہیں متمکن ہوئے اور مدفون ہیں۔ تا حال وہ علاقہ اسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ، طبقات اکبری میں سید خان غازی کے کارنامے صراحت کے ساتھ مرقوم ہیں۔ سید خان غازی کا مزار امرتھ میں تالاب کے سامنے واقع ہے۔ آج تک ان کے فیوض وبرکات اور کرامات جاری وساری ہیں۔ مزار کی دیکھ بھال ان کے ہمشیرزادگان کے ذمہ تھی جو موضع اڈساڑھ میں متمکن تھے جن کے مزارات بھی وہیں واقع ہیں ان کے فرزند سید سلوتی درویش کامل تھے اور سلطنت کی ملازمت ناپسند کرتے تھے۔ سید خان غازی نے سید بایزید، سید عبد الحئیؒ اور دیگر خویشگان کو امرائے سلطنت میں داخل کیا تھا۔ سید بایزید امرائے سہ صدو پنجاہ سواری میں تھے۔ گجرات میں رادھن پور کے مقام پر جب بغاوت ہوئی تو اس مہم کو سر کرنے کے لیے انہیں تعینات کیا گیا جنہوں نے سخت معرکہ کے بعد شاہی تسلط قائم کیا۔ سید ابو المعالی کو ناظم بہار مقرر کیا گیا نواب ہیبت جنگ، شمشیر خاں افغانی بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ سید بایزید اور سید عبد الحئیؒ نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور نیک نامی حاصل کی۔ میر معز الملک اور ان کے برادر میر علی اکبر میر شریف، میر محمود، میر احمد، میر مرتضیٰ، سید جمال حسین، میر طاہر، سید ابو القاسم، میر نظام الدین، سید ابو الحسن، میر عبد الرحمن، میر داد، میر درویش، سید ابو اسحٰق، میر گدائیؒ، میر ابو تراب، میر محمد قاسم، میر محمد سعید سادات خطۂ بہار اکبر کے دور میں افواج شاہی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔ شاہجہاں، اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ عالم سلاطین تیموری کے عہد میں سادات خطۂ بہار افواج شاہی

فوٹ: سید محمد اسلم ہگلی بندر کے قاضی تھے۔

میں عہدہ ہائے جلیلہ اور عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ انہیں جاگیریں اور معافیاں عطا کی گئیں۔

سید احمد جاجیزیؒ کا سراپا گندمی رنگت، چہرہ کتابی، بڑی بڑی روشن آنکھیں ابھرے ہوئے۔ دراز قامت، داڑھی بڑی، بال گھنے قدرے تراشیدہ، زلفیں بڑی، سینہ کشادہ، ناک کھڑی اور پتلی مائل سر اور داڑھی کے بال سیاہی مائل، پیشانی چوڑی اور فراخ، گوش مبارک دراز، صورت سے ذکاوت اور بردباری ہویدا، چہرہ سے رعب و دبدبہ مترشح، متناسب الاعضاء، خوش پوشاک خوش لباس، سخی جری اور ممتاز شخصیت۔

شجرۂ سادات واسطی پر تبصرہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جو سادات واسطی سید ابو الفرح واسطی کی اولاد ہیں ان تک ان سب کا شجرۂ نسب ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں۔ ہجرت کے واقعہ کو ۱۴۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حضرت علیؓ سے آج تک اڑتالیسویں پشت وجود میں آچکی ہے۔ پشتوں کا حساب لگانے سے پہلے پشتوں کے سالوں کا تعین از بس ضروری ہے۔ آج کے دور جدید میں نسل انسانی ۲۵ سال کی سمجھی جاتی ہے جبکہ دور قدیم میں ایک نسل ۳۶ سال کی شمار کرتے تھے۔ آیئے انسانی نسل کی اوسط عمر نکال کر آج کی اڑتالیسویں پشت ثابت کریں۔

۲۵ اور ۳۶، کو جمع کر دیجئے اور حاصل جمع کو ۲ سے تقسیم کر دیں۔ (۲۵+۳۶) ÷ ۲ = ۳۰ نسل انسانی کی اوسط عمر ۳۰ بنتی ہے۔ چونکہ سال رواں ۱۴۱۰ ہجری ہے لہٰذا ۱۴۱۰ کو ۳۰ سے تقسیم کر دیجئے اس طرح خارج قسمت ۴۷ بنتا ہے گویا سید نعیم حسن فرزند راقم سینتالیسویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب راقم صفحہ نمبر ۸ اور ہماری نواسی سیدہ رابعہ عمر ۶ ماہ گویا اڑتالیسویں پشت میں ہے چونکہ ہجرت کے واقعہ کے بعد آج تک کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال گزر چکے ہیں اس لئے پشتوں کا حساب اوسط سالوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔

استداد زمانہ اور تحقیق کی کوتاہیوں کے سبب حقائق پر صدیوں کے حجابات حائل ہیں ان حالات میں شجرۂ انساب کا مرتب کرنا ایک دشوار ترین کام ہے بلکہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس کام کے لیے انتھک محنت اور لگن کی ضرورت ہے اور اس کام کی تکمیل اللہ کی توفیق اور بزرگان دین کی توجہات سے ہی ممکن ہے۔ ناچیز کو انہی تمام مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ الحمد للہ! اس حقیر فقیر کی سعی بلیغ سے یہ مشکل کام انجام کو پہنچا۔

بیشتر شجرہ ہائے نسب تضادات سے خالی نہیں جس کی وضاحت الگ الگ ہی مناسب

ہے۔ اکثر شجروں میں متعدد نام رہ گئے ہیں۔ چونکہ عرب کے دستور کے مطابق اصلی نام کے ساتھ ساتھ القاب اور کنیتیں بھی لکھی جاتی تھیں اس لئے ناموں میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں مثلاً سید محمد عیسیٰ موتم اشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور برادر کا اسم گرامی بھی یحییٰ تھا اس لئے بہتوں نے سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ کی اولاد کو ان کے بھائی یحییٰ کی اولاد تصور کیا ہے۔ شجرۂ انساب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں۔ دوسری مثال لیجئے۔

سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ بن حضرت زید شہید کا اسم گرامی مع القاب و کنیت اس طرح ہے "سید الابدال عمدۃ الخصال سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال" سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے غلط فہمی کی بنا پر ابدال کو پدر بنا یا اور سید محمد عیسیٰ کو فرزند تصور کیا۔ تیسری مثال سید محمد عیسیٰ بن زید شہید کو امام ماشکی بھی کہا گیا ہے۔ سورج گڑھا کے نسب نامہ میں کتابت کی غلطی کی بنا پر انہیں امام ماشکی کے بجائے امام اشکی لکھ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ شجرۂ انساب کی ترتیب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جو سہواً سرزد ہوئی ہیں۔

سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے حضرت علیؑ سے سید ابو الفرح واسطی تک پندرہ پشتیں گنوائی ہیں جو درست معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ سید ابو الفرح واسطی متوفی ۴۴۷ھ۔ اگر ۴۴۷ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیا جائے تو اوسط حساب کی رو سے بھی پندرہ نشستیں بنتی ہیں۔ بہر حال بیشتر سادات بارھہ کے شجروں میں حضرت علیؑ سے سید ابو الفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں ہی درج ہیں۔ ملاحظہ ہو شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی (مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹) سید روشن علی سے ڈیڑھ سو سال قبل علامہ عبد الجلیل بلگرامی نے فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں ۱۱۲۵ھ میں اپنا منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (ماثر الکلام صفحہ ۲۵۹) اس کے تسلسل کی رو سے بھی حضرت علیؑ سے سید ابو الفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں بیان کی گئی ہیں۔ علامہ عبد الجلیل کا شجرہ سب سے قدیم شجرہ ہے جس کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ مزید برآں سادات بارھہ کی تمام شاخوں نے اس شجرہ کی پیروی کی ہے۔ سادات جاجیزی، بہار بھی چونکہ سادات بارھہ کی چوتھی شاخ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں اس لئے چاروں شاخوں کا شجرۂ نسب سید ابو الفرح واسطی تک لازماً ایک ہی ہونا چاہیے البتہ کچھ ناموں میں اختلاف پائے

ضرور پایا جاتا ہے جس کی وضاحت اگلے صفحوں پہ کی جائے گی۔ اگر حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی تک اٹھارہ پشتیں تسلیم کر لی جائیں تو سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی سے سید احمد جاجنیری تک ۹ پشتیں بنتی ہیں لیکن بارہ گیارہ، مؤرخین کے شجروں میں دونوں کے درمیان کے بجائے صرف تین نام یعنی سید مسعود، سید ابوالفتح ابراہیم اور سید بدرالدین درج کئے گئے ہیں جبکہ سید ابوالفرج واسطی اور سید احمد جاجنیری کے درمیان ۲۹۷ سال کا فرق ہے۔

سید ابوالفرج واسطی کا سالِ وفات ۴۳۷ھ ہے اور سید احمد جاجنیری کی بہار میں آمد کا سال ۷۳۴ھ۔ دونوں کا فرق (۷۳۴-۴۳۷) = ۲۹۷ سال۔ اگر ۲۹۷ کو ۳۰ پر تقسیم کیا جائے تو درمیان میں ۹ پشتیں بنتی ہیں جبکہ تاریخ حسن میں صرف ۳ پشتیں درج کی گئی ہیں جو صریحاً غلط معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ ساداتِ جاجنیری سے تعلق رکھتے ہیں ان کا شجرہ کسی دوسرے جاجنیری نسب نامہ سے ضرور ملنا چاہیے۔ ہمیں یہ نام ساداتِ نواز پورہ کے شجرے میں ملتے ہیں تاکہ پشتوں کا حساب درست ہو اور شجرہ مکمل ہو۔ واضح ہو کہ ساداتِ نواز پور بھی سید مسعود بن سید ابوالفراس کی اولاد ہیں اور ساداتِ جاجنیری بھی۔ یہ اسمائے گرامی یہ ہیں:-

(۱) سید علی باگھ بن سید مسعود بن سید ابوالفراس

(۲) سید محمد بن سید علی باگھ بن سید مسعود

(۳) سید ھدایہ بن سید محمد بن سید علی باگھ

(۴) سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ھدایہ بن سید محمد

(۵) سید عزالدین بن ابراہیم بن سید ھدایہ

(۶) سید بدرالدین سید عزالدین بن سید ابوالفتح ابراہیم

ساداتِ نواز پورہ کے شجرے میں تاریخ حسن کے مطابق تینوں درمیانی اساسی نام ملتے ہیں (۱) سید مسعود (۲) سید ابوالفتح ابراہیم (۳) سید بدرالدین۔

سید عزالدین کے دو فرزند تھے (۱) سید شیخن (۲) سید بدرالدین

سید شیخن کا مزار دھرسول ضلع نارنول یا گڑھ گاؤں متصل سرہند، ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید بدرالدین نے دھرسول سے نقل مکانی کی۔ ملاحظہ ہو

نمبر	مناظر احسن گیلانی[۱] اسمائے گرامی	نمبر	تاریخ حسن[۲] اسمائے گرامی	نمبر	صفیر بلگرامی[۳] اسمائے گرامی	نمبر	نسبنامہ ولیسنہ[۴] اسمائے گرامی	نمبر	شاہ محمد راجگیری مخزن الانساب[۵] اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رضہ	۱	حضرت علی رضہ	۱	حضرت علی رضہ	۱	حضرت علی رضہ	۱	حضرت علی رضہ
۲	امام حسین رضہ	۲	امام حسین رضہ	۲	امام حسین رضہ	۲	امام حسین رضہ	۲	حضرت امام حسین رضہ
۳	امام زین رضہ	۳	امام زین رضہ	۳	امام زین رضہ	۳	امام زین رضہ	۳	امام زین رضہ
۴	زید شہید	۴	زید	۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید
۵	عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	عیسیٰ ابو یحییٰ
۶	سید محمد	۶	سید محمد (المستوفی عراق)	۶		۶	سید محمد حیدری	۶	
۷	سید علی مدنی	۷	یحییٰ (احمر عراق)	۷	سید علی	۷	سید علی	۷	
۸	سید حسین مدنی	۸	ابوالحسن فارس	۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	
۹	سید علی عراق	۹		۹	سید علی عراق	۹	سید علی عراق اکبر		سید علی
۱۰	سید حسین عراق	۱۰		۱۰	سید حسین عراق	۱۰			سید حسین
۱۱	سید علی	۱۱		۱۱	سید علی	۱۱			سید علی
۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید ابوالحسن زید الجندی	۱۲	سید زید ثانی	۱۲			سید زید ثانی
۱۳	سید عمر	۱۳		۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر		سید عمر
۱۴	سید زید ثالث	۱۴		۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید الدین ثالث		سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ		سید یحییٰ
۱۶	سید حسین	۱۶	سید محمد حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین		سید حسین
۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد		سید داؤد
۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی	۱۸	سید ابوالفرج واسطی		سید ابوالفرج واسطی
۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس	۱۹	سید ابوالفراس		
۲۰	سید مسعود	۲۰	سید مسعود مدنی	۲۰	سید ابوالفرج ثانی	۲۰	سید مسعود		
۲۱	سید علی باگھ	۲۱		۲۱	سید حسین	۲۱			
۲۲	سید محمد	۲۲		۲۲	سید علی	۲۲			
۲۳	سید صلاح	۲۳		۲۳	محمد صغریٰ حسین واسطی	۲۳			
۲۴	سید ابراہیم	۲۴	سید ابوالفتح ابراہیم	۲۴	سید عمر	۲۴			
۲۵	سید عزالدین	۲۵		۲۵	سید حسین	۲۵			
۲۶	سید بدر الدین	۲۶	سید بدر الدین	۲۶	سید نصیر	۲۶			
۲۷	سید احمد جاجنیری	۲۷	سید احمد جاجنیری	۲۷	سید حسین	۲۷	سید محمود جاجنیری		سیدا

ع۱ انسابِ میر ولیسنہ صفحہ ۳۶ تاریخ بارگیاں صفحہ ۶۹ — ع۲ تاریخ حسن صفحہ ۹۶ — ع۳ صفیر بلگرامی صفحہ ۳۷ ، ۳۶ — ع۴ نسبنامہ ولیسنہ صفحہ ۳۰ — ع۵ مخزن صفحہ ۱۰۹

نمبر شمار	علامہ عبدالجلیل ۶ اسمائے گرامی	نمبر شمار	غلام علی بلگرامی ۷ اسمائے گرامی	نمبر شمار	سادات واسطی لکھنؤ ۸ اسمائے گرامی	نمبر شمار	سادات نواز پور ۹ اسمائے گرامی	نمبر شمار	مخدوم الحسن علیؒ کنز الانساب اسمائے گرامی
۱	حضرت علیؓ	۱	حضرت علیؓ	۱	حضرت علیؓ	۱	حضرت علیؓ	۱	حضرت علیؓ
۲	امام حسینؓ	۲	امام حسینؓ	۲	امام حسینؑ	۲	امام حسینؓ	۲	حضرت امام حسینؓ
۳	امام زین	۳	امام زینؓ	۳	امام زین	۳	امام زینؓ	۳	امام زین
۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید		زید شہید	۴	زید شہید
۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ		عیسیٰ ابو یحییٰ		سید عیسیٰ ابو یحییٰ		سید عیسیٰ ابو یحییٰ		سید یحییٰ شہید
۶	سید محمد		سید محمد		سید محمد		سید محمد		سید محمد (منصور دوانیقی [illegible])
۷	سید علی		سید علی		سید علی		سید علی		سید علی ([illegible])
۸	سید حسین		سید حسین		سید حسین زید		سید حسین		
۹	سید علی عراقی		سید علی عراقی		سید علی عراقی		سید علی عراقی		
۱۰	سید حسین عراقی		سید حسین عراقی				سید حسین عراقی		
۱۱	سید علی		سید علی				سید علی		
۱۲	سید زید ثانی		سید زید ثانی		سید زید الحرمی		سید زید الحولی		سید ابوالحسن زید
۱۳	سید عمر		سید عمر		سید عمر		سید عمر		
۱۴	سید زید ثالث		سید زید ثالث		سید زید ثالث				سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید عیسیٰ
۱۶	سید حسین		سید حسین		سید حسین				سید محمد (حسین)
۱۷	سید داؤد		سید داؤد		سید داؤد		سید داؤد		سید محمد داؤد
۱۸	سید ابوالفرج واسطی		سید ابوالفرج واسطی		سید ابوالفرج واسطی		سید ابوالفرج واسطی		سید ابوالفرج واسطی
۱۹	سید ابوالفراس		سید ابوالفراس		سید ابوالفراس		سید ابوالفراس		سید ابوالفراس
۲۰							سید مسعود		
۲۱							سید علی باگھہ		
۲۲							سید محمد		
۲۳							سید ہدایہ		
۲۴							سید ابراہیم		سید ابوالفتح ابراہیم
۲۵							سید عزالدین		
۲۶							سید شیخن		
۲۷							سید معروف		سید احمد جاجیری

۶؎ منظوم شجرہ در زبان پہلوی ۷؎ مخزن الانساب [illegible] ۸؎ تاریخ حسن محمد ۱۸۹۶ء ۹؎ سادات نواز پور ۱۰؎ کنز الانساب [illegible]

(مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ مرتبہ کریم الدین احمد امیر داری بہار بحوالہ سید احمد جاجنیری اور سید محمود جاجنیری سادات بارہہ کی فوج کے ساتھ سنہ [illegible] میں عازم بہار ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد چودہ مواضعات گزر بسر کے لئے جاگیر میں شاہ دہلی کی طرف سے عطا ہوئے جہاں ان کی اولاد زیادہ تر مونگیر میں آباد ہیں۔

شجرہ نمبر ۱ شجرۂ نسب علامہ سید مناظر احسن گیلانی زیدی واسطی

یہ پہلا شجرۂ نسب میرے پیشِ نظر ہے۔ علامہ سید مناظر احسن گیلانی قبا زیدی واسطی جاجنیری ہیں ان کی وفات سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق سنہ ۱۹۵۹ء میں ہوئی۔ یہ حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تھے۔ ان کے فرزند چھیالیسویں پشت میں اور پوتے سینتالیسویں پشت میں آتے ہیں۔
میری ناقص رائے میں یہ شجرہ بالکل مکمل ہے یعنی سارے اسمائے گرامی موجود ہیں اس لئے اس شجرہ کو شالی کہا جاتا ہے۔ محقق حضرات کو دعوتِ تحقیق دی جاتی ہے تاکہ اس شجرہ کے ممکنہ حسن و قبح سے لوگ واقف ہوں اور ممکنہ غلطی یا سہو کی درستگی یا اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

نمبر ۲ شجرۂ نسب تاریگھ بمطابق تاریخ حسن نمبر ۱

اس شجرہ میں حضرت علیؓ سے سید ابوالفرج واسطی تک چھ اور سید ابوالفراس سے سید احمد جاجنیری تک ۷۲ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۲	سید عمر
۶	۱۳	سید زید ثالث

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صدایہ
۱۰	۲۵	سید عزالدین

۱۳ شجرۂ نسب صغیر بلگرامی از سید فلیسر ظفراو گانوی ۲

یہ شجرہ بھی ہر طرح مکمل اور مصدقہ ہے صرف ایک نام درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسم گرامی
۱	۶	سید محمد حیدری

۱ تاریخ حسن صفحہ ۸۷ ۲ صغیر بلگرامی صفحہ

۱ شجرۂ نسب سید مصباح الہدیٰ دلیسوی مطابق نسبنامہ دلیسنہ

اس شجرہ میں ایک نام پشت نمبر ۹ پر سید علی عراقی کو سید علی ابا بکر درج کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

اس شجرہ میں بھی اور شجروں کی طرح کچھ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی
۳	۱۲	سید زید ثانی
۴	۲۱	سید علی باگھ
۵	۲۲	سید محمد
۶	۲۳	سید صدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۴	سید ابراہیم
۸	۲۵	سید عزالدین
۹	۲۶	سید بدرالدین

۵۔ شجرۂ نسب مخدوم پیر سید شاہ محمد حمید راجگیری بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۷	سید علی
۲	۸	سید حسین

نوٹ:۔ یہ دونوں نام متنازعہ فیہ ہیں

سید کریم الدین احمد علوی حسینی جعفری میرداری بہاری اپنی کتاب مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ نسبنامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی اور یہ نسبنامہ راجگیر مسیاں بہار دونوں ایک ہی ہیں اس لئے کہ دونوں سلسلے سید ابوالفرح واسطی کی اولاد کے ہیں صرف دونوں نسبناموں میں دو ناموں کا فرق ہے یعنی سید علی اور سید حسین۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے نسبنامہ میں یہ دونوں نام زائد ہیں اور دوسرے میں کم شاید یہ کتابت کی غلطی کے سبب ہے۔

۶۔ منظوم شجرہ علامہ عبدالجلیل بلگرامی صفحہ نمبر ۱۹۵

علامہ سید عبدالجلیل بلگرامی سادات بارھہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جاجنیری سید ہیں۔ ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں اپنا نسبی منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا ملاحظہ ہو (ماثر الکرام صفحہ ۲۵۹)

یہ شجرہ تمام موجودہ شجروں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اس شجرہ کو سادات بارھہ کی تمام شاخوں نے مصدقہ تسلیم کیا ہے۔

۷۔ شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرہ حضرت علیؓ سے سید ابوالفرح واسطی تک مکمل ہے۔

نمبر۸ شجرۂ نسب سادات واسطی لکھنو بمطابق تاریخ حسن صفحہ ۸۷ تا ۸۸

یہ شجرہ بھی مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی

نمبر۹ شجرۂ نسب بمطابق نسبنامہ سادات نواز پور از سید ارتضیٰ حسین زیدی

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں

(۱) سید زید ثالث پشت نمبر۱۴ اور (۲) سید حسین پشت نمبر۱۶

نمبر۱۰ شجرۂ نسب مخدوم محسن علی بمطابق کنز الانساب صفحہ ۴۴

اس شجرۂ نسب میں بارہ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۲۰	سید مسعود
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صدا سی

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۰	۲۵	سید عزالدین
۱۱	۲۶	سید بدرالدین
۱۲	۲۷	سید احمد جاجیزی

ایک غلطی کا ازالہ واضح رہے کہ سید مسعودؒ سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرج واسطیؒ کے پوتے تھے۔ سادات قواز پور صفحہ ۲۱۲ کے نسب ناموں میں یہی سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ سادات بارہہ، مظفر نگر کے سید روشن علیؒ نے بھی سید مسعود کو سید ابوالفراس کا فرزند تحریر کیا ہے لیکن ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سید روشن علی کی تصنیف سید التاریخ کے آخر میں اپنا ضمیمہ شامل کتاب کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سید مسعود کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے۔ سید مسعود بن اسمعیل بن سید حسین بن ابوالفرج ثانی بن سید ابوالفراس۔ ظاہر ہے کہ وہ سادات جن کا سلسلۂ نسب کسی بھی فرزند کے توسل سے سید مسعود تک پہنچتا ہے ان کے لئے یہ ترتیب قابل قبول نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نسبی تسلسل کا ماخذ تحریر نہیں کیا جو اشد ضروری تھا۔ سید صفدر حسین نے سہواً یا ارادتاً سادات بلگرامی کے نسب نامہ میں سید مسعود کو شامل کرکے غلطی کی ہے کیوں کہ ابوالفرج ثانی سید مسعود کے بھائی تھے پر دادا نہیں۔ آزاد بلگرامی کے بیان کے مطابق سید ابوالفراس کے فرزند سید ابوالفرج ثانی اور ان کے فرزند سید حسین سادات بلگرام کے اجداد میں ہیں۔ ۳۵ مزید برآں سید محمد صغریٰ مورث اعلیٰ سادات بلگرام کو سید مسعود کے بیٹے سید علی کا فرزند تحریر کیا ہے۔ بہر حال یہ امر مصدقہ ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے فرزند تھے۔ اس سلسلہ میں لازماً ڈاکٹر سید صفدر حسین سے سہو ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ سید محمد صغریٰ مورث اعلیٰ سادات بلگرامی سید ابوالفرج واسطی کی پانچویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب صغیر بلگرامی صفحہ ۴۲۲ از پروفیسر ظفر اوگانوی جب کہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اپنے ضمیمہ میں سید محمد صغریٰ کو سید ابوالفرج واسطی کی ساتویں پشت میں درج کیا ہے جو صرف دو ناموں کے غلط اندراج کے سبب ہوا یعنی سید اسمٰعیل اور سید مسعود۔

پروفیسر ظفر اد گانوی نے اپنی تصنیف "صغیر بلگرامی" میں مرتبہ شجرۂ نسب میں سید اسمٰعیل اور سید علی مسعود کے نام درج نہیں کیے ہیں ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بلگرامی صفحہ ۱۱۲، اور محمد صغری کو ابوالفرج ثانی کا پرپوتا تحریر کیا ہے جو درست ہے اسی طرح سید روشن علی مصنف سید التاریخ اور سید ارتضیٰ حسین مصنف سادات نواز پور نے بھی سید محمد صغری کو سید ابوالفرج ثانی کا پرپوتا ہی تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو شجرہ! صفحہ ۴۴۲ "سید محمد صغریٰ (فاتح بلگرام) حسین واسطی بن سید علی بن سید حسین بن ابوالفرج ثانی بن سید ابوالفراس"

۱۔ مصنف سید التاریخ ۲۔ سادات نواز پور صفحہ ۵۹ ۳۔ سید التاریخ صفحہ ۱۸ مآثر الکرام صفحہ ۱۱۔
۴۔ صغیر بلگرامی صفحہ ۲۷ تا ۲۸، شجرہ سادات نواز پور صفحہ ۴۴۲

سید علی
سید حسین
سید علی
سید محمد
سید عیسیٰ

سید حسین
سید محمد
سید یحییٰ
حضرت زید الشہید
ابن
حضرت علی زین العابدین علیہ السلام

سید ہدایہ
سید محسن
سید علی
سید علی مسعود
سید ابو الفراس
سید ابو الفرح
سید یحییٰ
سید عمر
سید حسن

اعلیٰ حضرت
سید محمد نواز زیدی الواسطی
مورث اعلیٰ سادات نواز پورہ (نواز نگر)
سید برخوردار
سید طحیٰ
سید حسین
سید معروف
سید شیخن
سید عزالدین
سید ابراھیم

سید محمد صغریٰ الحسینی واسطی بلگرامیؒ

(شجرہ نسب ص ۲۸۶)
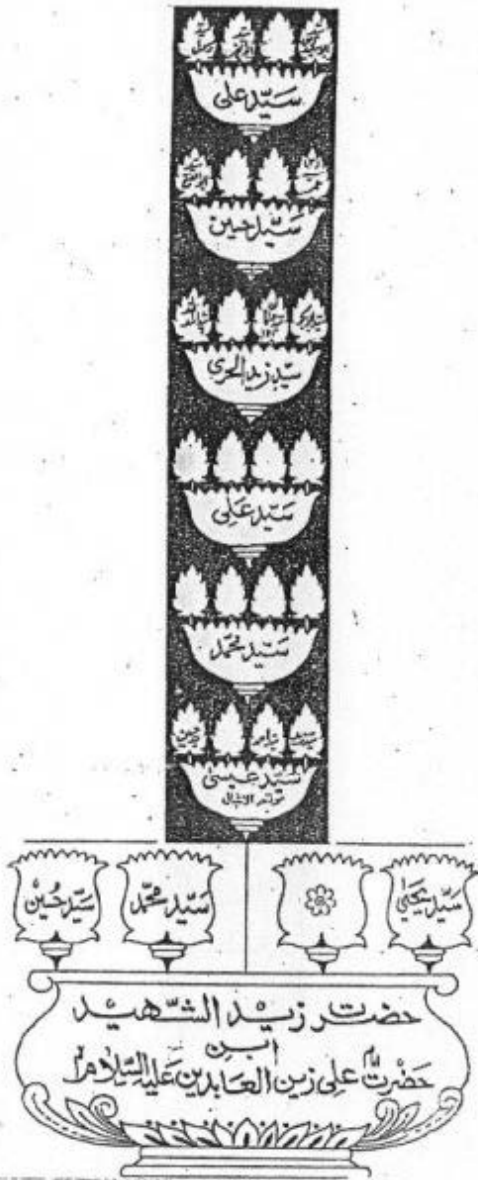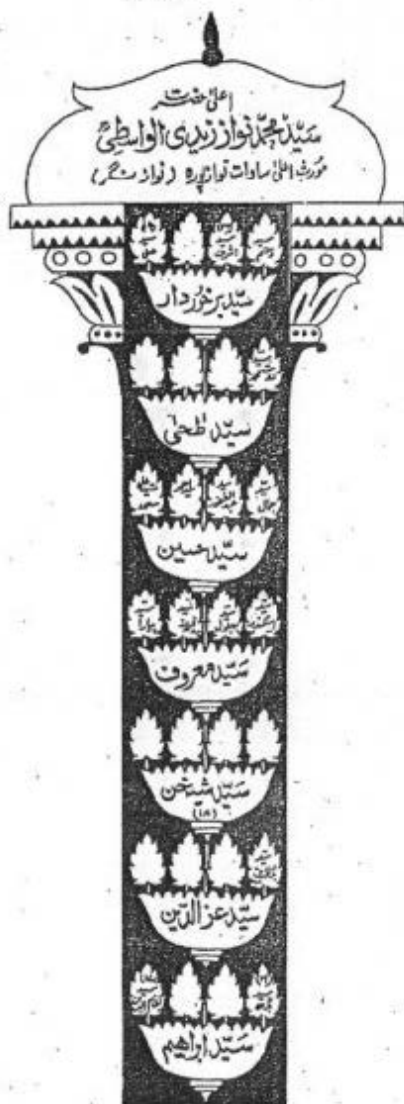
سید محمد صغریٰؒ نے سلطان التمش کے عہد میں بلگرام فتح کیا جس کی تفصیل انہوں نے اس طرح بیان کی ہے "۶۱۶ھ میں سلطان التمش کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھوں بلگرام فتح ہوا۔" سید محمد صغریٰ الحسین سادات بارھہ کے ہم جد تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سید ابوالفرح واسطی مع اپنے بیٹوں سید ابوالفراس سید ابوالفضائل اور سید داؤد کے ہندوارد ہوئے اور بادشاہ وقت سے بارہ گاؤں جاگیر میں عطا ہوئے۔ بارھہ انہیں مواضعات کے مجموعہ کا لقب ہے۔ سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارھہ اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجیری اور سادات بلگرامی کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰؒ پیدا ہوئے۔ ان کے دادا شاہی منصب دار تھے۔ اپنے وقت میں بلگرام پہنچے۔ بلگرام کے ہندو راجہ اور ان کے درمیان مناقشہ ہوا۔ بعد میں سید محمد صغریٰؒ نے فوج کشی کی آخر کار راجہ مارا گیا اور بلگرام فتح ہوا۔ سید محمد صغریٰؒ نے سلطان کے نام سے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کی۔ انہوں نے بارھہ سے اپنے اہل وعیال کو بلا لیا اور اہل حرفہ اور شاگرد پیشہ جوانوں کے ساتھ بلگرام میں سکونت پذیر ہوگئے۔ یہاں ان کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سید محمد سالار کی اولاد نے محلہ سیدواڑہ آباد کیا جس سے آٹھ قبائل ہوئے اور چند محلے آباد ہوئے۔ پرگنہ بلگرام کی زمینداری ان کی اولاد کو ملی۔ جن میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں وغیرہ تھے۔ دوسرے بیٹے سید عمر سے قبیلہ بھیترو (بہیترو) موسوم ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ بادشاہوں کے منصبدار شاہی اور صاحب سیف وقلم تھے جن میں علامہ عبدالجلیل بلگرامی اور غلام علی آزاد بلگرامی زیادہ مشہور ہوئے۔ پروفیسر ظفر اوگانوی کے آبا و اجداد بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب سید آل الحسن خاں بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو قصبہ کراتھ پرگنہ زادہ ضلع شاہ آباد آرہ کے رہنے والے تھے۔ سید محمد صغریٰؒ کی اولاد آج بھی صغراوی کہلاتی ہے۔ سید محمد صغریٰؒ ۶۴۵ھ میں وفات پاگئے اور بلگرام ہی میں مدفون ہوئے۔

فٹ نوٹ، بہار کے وزیر تعلیم سید محمود بھیترو قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ۱۹۴۶ء میں تقسیم ہند سے کچھ قبل پورنیہ ضلع اسکول، بہار میں معائنہ کے لیے تشریف لائے تھے جہاں راقم طالب علم تھا۔ (مؤلف)

؎ سیر بلگرامی از پروفیسر ظفر اوگانوی ص ۳۸۱–۳۸۳۔

مولانا سیّد غلام علی واسطی آزاد بلگرامیؒ

(شجرۂ نسب ص۲۹۳)

سلطان محمود غزنوی سید ابوالفرح واسطی اور ان کے فرزندان سید ابوالفراس، سید ابوالفضائل اور سید ابوداؤد کو ہمراہ لے کر غزنی سے روانہ ہوا اور ہندوستان وارد ہو کر پنجاب فتح کیا۔ واپسی کے وقت سید ابوالفرح واسطی کو ساتھ لے گیا اور ان کے فرزندوں کو پنجاب میں سرہند، تنور اور جاجنیر کی جاگیریں عطا کیں جہاں سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ۱۸۰ سال تک سکونت پذیر رہی پھر جب دلّی میں بادشاہت قائم ہوئی تو یہ لوگ مشرقی ہند کی طرف منتقل ہو گئے۔ انہیں بارہ مواضعات کے مجموعہ کو بارھہ کہتے ہیں یہ لوگ سادات بارھہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ خاص کر سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارھہ کے نام سے موسوم ہوئی اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجنیری کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام تولد ہوئے ان کے دادا سید حسن منصب دار شاہی تھے بلگرام کے ہندوؤں کے ساتھ ان کا مناقشہ ہوا جس میں سید محمد صغریٰ کامیاب ہوئے اور فاتح بلگرام کہلائے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے سید سالار اور سید محمد عمر سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ بلگرام آباد کیا ان سے آٹھ قبائل آباد ہوئے جن سے چند محلے اور آباد ہوئے انہیں میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں ہیں دوسرے فرزند سید عمر سے ایک قبیلہ جھتو (بہ تیرہ) ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ صاحب منصب اور صاحب علم و فضل ہوئے انہیں میں علامہ عبدالجلیل اور مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی ہیں۔ صغیر بلگرامی کے آبا واجداد بھی اسی قبیلے میں ہیں۔ اسی خطۂ سرزمین کے حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی تھے۔ آپ ۱۱۱۶ھ مطابق ۱۶۹۲ء میں تولد ہوئے۔ شعر و شاعری کا ذوق شروع سے تھا آپ کے والد کا نام سید محمد نوح تھا اور آپ علامہ عبدالجلیل بلگرامی کے نواسہ تھے۔ حج سے مشرف ہو کر ۴۸ سال حیدرآباد میں گزار دیئے۔ مشہور و معروف ادیب و شاعر تھے۔ ان کا نعتیہ قصیدہ عربی زبان میں بہت مشہور ہوا۔

۱؎ ماہنامہ المجیب پھلواری شریف مارچ ۱۹۷۶ء ص ۲۵

شاہ یمن نے حسان الہند کا خطاب عطا کیا۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ سن وفات ۱۲۸۳ھ ہے۔

(غزل)

دل از خیال مہوشے شہر بیاباں در بغل — ایں شیشہ باشد دیدنی دارد چو طفلاں در بغل

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ — من نیز حاضر می شوم تصویر جاناں در بغل

شہر نکویاں دیدہ ام خواندہ درس حسن خود — جائے کتاب آئینہ ہر طفل در دبستاں در بغل

آزاد با ایں درد دل آرد اگر رو در چمن — پوشیدہ قمری را کند سرو خراماں در بغل

سید شاہ برکت اللہ

(شجرۂ نسب، صفحہ ۲۹۳)

میر سید شاہ برکت اللہ کے جدِ اعلیٰ سید علی عراق حکومت کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ سے عراق کے شہر واسط وارد ہوئے[1] آج کل یہ "شہرِ حسینیہ" کہلاتا ہے ان کی اولاد میں سید ابو الفرح واسطی اپنے چار فرزندوں کو ساتھ لے کر سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے بعد ازاں افواج محمود غزنوی کے ساتھ مہم پر ہندوستان آئے اور چاروں فرزند مشرقی پنجاب میں آباد ہو گئے۔ سید ابو الفراس نے قریہ جاجیز میں سکونت اختیار کی۔ صاحب اصح التاریخ کے مطابق یہ خاندان اپنی مستورات کے ساتھ عازم ہند ہوئے تھے اور ان کے خانوادہ میں اوروں کی طرح نومسلموں کی آمیزش نہیں ہوئی تھی آج تک انہوں نے اپنی سیادت و نجابت بدرجہ اتم قائم رکھی ہے سید ابو الفراس کے پوتے سید حسین تھے جن کے پوتے سید محمد صغریٰ نے شاہ التمش کے حکم سے سری نگر پر ۶۱۴ھ میں لشکر کشی کی اور فتح حاصل کرنے کے بعد اس کا نام بلگرام رکھا گیا۔ سلطان نے یہ علاقہ ان کو جاگیر میں عطا کر دی۔ سید محمد صغریٰ بلگرامی کی اولاد میں میر سید عبد الواحد بلگرامی مصنف "سبع سنابل" صاحب کمال گزرے ہیں۔ ان کے بڑے فرزند علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی نے ۱۱۰۱ھ میں بلگرام سے مارہرہ نقل مکانی کی۔ علامہ فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر تھے۔ انہوں نے فارسی زبان میں سادات بارھہ کا منظوم شجرہ فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا تھا جسے قدیم اور مستند شجرہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ کے بڑے فرزند میر سید اویس تھے جن کے بڑے فرزند سید شاہ برکت اللہ کی ولادت ۲۶ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو ہوئی۔ ۱۰۹۷ھ سے انہوں نے مارہرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مخدوم برکت اللہ کا عقد سید مودود کی دختر بی بی واقیہ سے ہوا جن کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید شاہ آل محمد (۲) سید شاہ نجات۔ شاہ آل محمد کے بڑے فرزند سید شاہ حمزہ تھے اور سید شاہ حمزہ کے بڑے فرزند سید شاہ آل احمد (اچھے میاں) تھے جن کا عقد سیدہ فضل فاطمہ دختر میر سید غلام علی آزاد بلگرامی سے ہوا تھا۔

---

[1] چہار انواع از سید شاہ برکت اللہ صفحہ ۳۷

شاہ برکت اللہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے ان کا وصال ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء کو مارہرہ میں ہوا۔ نواب محمد خان بنگش مظفر جنگ والیٔ فرخ آباد نے شاہ برکت اللہ کا روضہ تعمیر کرایا تھا۔

تصانیف رسالہ چہار انواع، رسالہ سوال وجواب، عوارف ہندی، دیوان عشقی، پیم پرکاش (ہندی کلام کا مجموعہ)، ترجیع بند، مثنوی ریاض عشق، وصیت نامہ، بیاض ظاہر، بیاض باطن، رسالہ تحیہ وغیرہ۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ شاہ برکت اللہ کے خانوادہ کے سجادہ نشین سید آل رسول مارہرویؒ کے خلیفہ خاص تھے۔ اعلیٰحضرت کو سلسلہ قادریہ کی خلافت واجازت انہیں سے ملی۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتیؒ مارہرہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۱۹۳)

۴۳	سید شاہ ابوالحسین احمد نوری
۴۲	سید شاہ ظہور حسن
۴۱	سید شاہ آل رسول احمدی
۴۰	سید شاہ آل برکات ستھرے میاں
۳۹	سید شاہ حمزہ
۳۸	سید آل محمد
۳۷	سید شاہ برکت اللہ
۳۶	میر سید اویس
۳۵	علامہ میر سید عبدالجلیل بلگرامی
۳۴	میر سید عبدالواحد بلگرامی
۳۳	سید ابراہیم
۳۲	سید قطب الدین
۳۱	سید ماہرو
۳۰	سید بڈھا
۲۹	سید کمال
۲۸	سید قاسم
۲۷	سید حسین
۲۶	سید نصیر
۲۵	سید حسین
۲۴	سید عمر
۲۳	سید محمد صغریٰ
۲۲	سید علی
۲۱	سید حسین
۲۰	سید ابوالفرح ثانی
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفرح واسطی

خاندانِ برکاتیہ کا آغاز مارہرہ شریف میں آج سے تقریباً چار سو سال قبل ۱۰۱۷ھ میں بادشاہ جہانگیر کے عہد میں ہوا جب علامہ میر سید شاہ عبدالجلیل خلف اکبر میر سید عبدالواحد بلگرامی یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اس خانوادہ میں سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحبِ ولایت و کشف و کرامت گزرے ہیں۔ سید شاہ آل برکات ستھرے میاں اچھے میاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید شاہ آل برکات کے فرزند سید شاہ آل رسول ۱۲۰۹ھ میں مارہرہ شریف میں تولّد ہوئے تھے جن کے فرزندِ اکبر کا اسمِ گرامی سید شاہ ظہور حسن تھا اور جن کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی تھی یہی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتی کے والد ماجد تھے۔ شاہ احمد نوری کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے دو عقد کئے لیکن لاولد رہے۔ خلافت و بیعت جدِ امجد سے ملی تھی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا نور احمد بدایونی، مولانا محمد سعید بدایونی، مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا فضلِ رسول بدایونی اور مولانا احمد حسن صوفی مرادآبادی مشہور ہیں۔ آپ کا وصال گیارہ رجب ۱۳۲۴ھ میں مارہرہ میں ہوا۔ وہ سید شاہ برکت اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیف میں چند رسائل عقائد و آدابِ مریدین و اورادِ اذکار و اشغال و اعمالِ فقہ میں ہیں۔ "سراج العوارف" کا اردو ترجمہ بعد میں ہوا۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور تخلص سعید اور نوری فرماتے تھے۔[1]

---

[1] آداب السالکین از سید شاہ آل احمد اچھے میاں ص۱۳، سنہ نور علی تذکرہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ص۱۶۔

شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ مارہرہ شریف

(شجرہ ب)

- سید آلِ محمد
  - سید شاہ محمد حمزہ
    - سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں
    - سید شاہ آلِ برکات
      - سید شاہ اولادِ رسول
        - شاہ محمد صادق
          - سید ابوالقاسم اسمٰعیل حسن
            - سید غلام محی الدین
            - شہر بانو زوجہ سید آلِ عبا ابن سید حسین حیدر
              - سید شاہ مصطفےٰ احسن حیدر
                - سید محمد اشرف
                - سید محمد افضل
                - ڈاکٹر سید محمد امین (پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی)
                  - سید محمد امان
                - سید محمد تحبیب
              - سید شاہ آلِ مصطفےٰ
            - سید شاہ اولادِ رسول (محمد میاں) مرشد اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی
      - سید شاہ غلام محی الدین
        - سید شاہ نور المصطفےٰ
      - سید شاہ آلِ رسول (احمدی)
        - سید شاہ ظہور حسن
          - سید شاہ ابوالحسن احمدی نوری میاں
        - سید شاہ ظہور حسین

ادب السالکین از سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں ص۱۲،

مصطفےٰ اسے حیدر حسن مسک از سید آلِ حسنین میاں قادری برکاتی ص۲۸،

شجرۂ اولاد سید محمود جاجنیری

میر سید یحییٰ
میر سید بیت
میر سید یحییٰ
مخدوم چاند شہید

- سید سیف
- سید جان
- سید پیر ملوک (میاں)
  - سید علاء الدین علاول
    - سید عبد اللہ
      - سید ابو ہاشم
        - سید غلام حیدر
        - سید محمد فاضل (دیسنہ)
        - سید امین اللہ
        - حکیم سید رحمت اللہ
        - سید خادم حسین
        - حکیم سید کاظم حسین
        - حکیم سید محمد حسین
          - سید شمس الہدیٰ
            - سید نجم الہدیٰ
              مصنف
              (نسب نامہ دیسنہ)
            - سید قمر الہدیٰ وکیل (دستی پور)
              سید صباح الہدیٰ دیسنوی
              سید ضیاء الہدیٰ دیسنوی
          - بی بی قطبن
            علامہ سید سلیمان
            (ندوی دیسنوی)
      - سید محمد الیاس
        (قاسم پور)
        - سید محمد
        - سید غلام محی الدین
        - سید حلیم اللہ
        - سید قاسم علی
        - سید تراب علی
        - سید محمد احسن وکیل
  - سید پیر
  - سید نوری (لاولد)
  - مخدوم سید پیر
    میر سید نظام الدین (بانس بگھیر)
    زوج
    بی بی پھول بنت سید شاہ اللہ داد
    - سید محمد علی
      - سید نور الہدیٰ بانس بگھیری
      - سید نصیر علی عامل
      - بی بی مخدومہ
      - بی بی حسینی
      - میر ممتاز علی
      - سید انور علی
      - سید محمد عسکری
    - مولانا سید محمد بہار الدین
      - سید غلام محی الدین محمد
      - مولانا سید محمد سمیع بانس بگھیری
    - شاہ عبد اللطیف
      (بانس بگھیر)
      (صفحہ —)
  - سید بدیع الدین بڈھا (صفحہ —)
- سید شاہ فیروز

سید مصباح الہدیٰ دیسنوی

(شجرہ نسب صفحہ ۳۲)

اصل نام ۔ سید مصباح الہدیٰ

ادبی نام ۔ مصباح دیسنوی

والد کا نام الحاج سید قمر الہدیٰ وکیل (سمستی پور)

جائے پیدائش ۔ دیسنہ ضلع پٹنہ (نالندہ) صوبہ بہار ہندوستان

تاریخ پیدائش ۔ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۱ء

تعلیم : ۱۹۳۸ء میں کنگ ایڈورڈ انگلش ہائی اسکول سمستی پور ضلع دربھنگہ سے پٹنہ یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۴۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں اور ۱۹۴۲ء میں اسی یونیورسٹی سے بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

ملازمتیں : بریلی اور پٹنہ میں سرکاری ملازمت کی۔ کلکتہ، بہار شریف اور ڈھاکہ میں اسکولوں میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ حکومت پاکستان میں تقریباً ۲۹ سال تک ملازمت کی اور دسمبر ۱۹۸۳ء میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

ادبی سرگرمیاں : ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد کلکتہ سے ایک ماہنامہ "آفاق" جاری کیا جس کے چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں کلکتہ سے میرے افسانوں کا مجموعہ بنام "گدگدی" شائع ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہونے لگا تو اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کے ممبر رہے۔ کلکتہ، ڈھاکہ، کراچی اور راولپنڈی میں متعدد ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔ اردو اور انگریزی میں افسانے اور مضامین شائع ہوتے کی تفصیل الگ درج ہے۔

۱؎ نسب نامہ سادات وملوک دیسنہ صفحہ ۳۴ ۔ ۲؎ نسب نامہ سادات وملوک دیسنہ صفحہ ۳۴

اردو اور انگریزی میں علامہ سید سلیمان ندوی پر مضامین

۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی۔ روزنامہ مشرق، لاہور، ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۲ء

۲۔ سلیمان ندوی، ہسٹورین اینڈ پیچ مور (انگریزی) روزنامہ "ڈان" کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۳ء

۳۔ علامہ سید سلیمان ندوی...... روزنامہ حریت، کراچی ۲۳، نومبر ۱۹۷۳ء

۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی...... روزنامہ نعرۂ حق، کوئٹہ، یکم دسمبر ۱۹۷۳ء

۵۔ علامہ اقبال اینڈ سلیمان ندوی (انگریزی) روزنامہ ڈان، ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۶۔ اقبال اینڈ سلیمان ندوی ہیڈ کامن آف بکلیٹو (انگریزی) روزنامہ مورننگ نیوز کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۷۔ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی... روزنامہ جسارت، کراچی ۲۱، دسمبر ۱۹۸۵ء

۸۔ علامہ سلیمان ندوی...... ... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۸۱ء

۹۔ علامہ سلیمان ندوی (انگریزی).... روزنامہ بلوچستان ٹائمز۔ کوئٹہ۔ ۳۰۔ نومبر ۱۹۸۱ء

۱۰۔ علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی... ماہنامہ سیارہ، لاہور اقبال نمبر فروری مارچ ۱۹۷۸ء

مجلہ دلیسنا ایسوسی ایشن ۱۹۸۵ء

۱۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ سید سلیمان ندوی.. مجلہ دلیسنا ایسوسی ایشن کراچی جولائی ۱۹۸۶ء

انگریزی میں افسانے اور مضامین

۱۔ اے چینڈ مور از بر کس (مختصر افسانہ)... الٹسٹریٹیڈ ویکلی آف پاکستان کراچی ۲۳ اگست ۱۹۵۳ء

۲۔ پروگریس آف اسلامک پروورٹیز.... ویکلی اسٹوڈنٹس وائس کراچی ۲۱ مارچ ۱۹۵۶ء

۳۔ دی گریٹ چینج (مختصر کہانی)... روزنامہ یونٹی، چٹاگانگ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء

۴۔ ایگریکلچرل سینس..... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۷، فروری ۱۹۶۰ء

۵۔ فارم سینس ان پاکستان.... روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸، مئی ۱۹۶۰ء

۶۔ فارم سینس ان پاکستان.... روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۳۰۔ جنوری ۱۹۶۰ء

۷۔ ایگریکلچرل سینس ۔۔۔۔ روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزیٹ لاہور، یکم فروری ۱۹۶۰ء
۸۔ دی موڈرن بیچلر (مزاحیہ) ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ستمبر ۱۹۵۹ء
۹۔ مولانا محمد علی ۔۔۔۔ روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۰ء
۱۰۔ اسپیکولیٹر ہیز لسے اسٹرینج پیشن فور نتی ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۸، نومبر ۱۹۵۹ء
۱۱۔ مالوسیاں ۔۔۔۔۔۔۔ ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۱۶، اگست ۱۹۵۹ء
۱۲۔ ولہاں قائداعظم ۔۔۔۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن اکنامسٹ چٹاگانگ ۲۵، دسمبر ۱۹۶۳ء
۱۳۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی ان پاکستان ۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳، مارچ ۱۹۶۵ء
۱۴۔ سرسید احمد خان ۔۔۔۔۔۔ روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۷، مارچ ۱۹۶۵ء
۱۵۔ امیر خسرو ۔۔۔۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور، ۱۳، اکتوبر ۱۹۷۶ء
۱۶۔ فنڈومینٹل پروگریس ان دی فیلڈ آف ایجوکیشن روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۱۲، مارچ ۱۹۶۵ء
۱۷۔ مولانا الطاف حسین حالی ۔۔۔۔ روزنامہ پاکستان ٹائمز، راولپنڈی، ۳۱، دسمبر ۱۹۸۳ء
۱۸۔ مولانا حالی ۔۔۔۔۔۔ روزنامہ بلوچستان ٹائمز، کوئٹہ۔ یکم جنوری ۱۹۸۴ء
۱۹۔ موڈرن ٹریکس آف سیز نگرز (مزاحیہ) روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد ۲۸، اگست ۱۹۸۱ء
۲۰۔ ایگریکلچرل پروڈکشن ان پاکستان ۔۔۔۔ روزنامہ یونیٹی چٹاگانگ ۲۸، دسمبر ۱۹۶۴ء
۲۱۔ ایوب میتی فیسٹول بے بکین لائٹ ۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۲، فروری ۱۹۶۵ء
۲۲۔ " " " ۔۔۔ روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۷، فروری ۱۹۶۵ء
۲۳۔ قرردی ٹورسٹ ۔۔۔ روزنامہ کیہان انٹرنیشنل، تہران ۲۰، مارچ ۱۹۶۵ء
۲۴۔ سرسید دی سیوئر ۔۔۔ روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳، مارچ ۱۹۶۵ء
۲۵۔ ڈیولپمنٹ آف ٹورزم ۔۔۔ روزنامہ مارننگ نیوز، کراچی ۱۵، اپریل ۱۹۶۵ء
۲۶۔ " " ۔۔۔۔ روزنامہ مارننگ نیوز، ڈھاکہ ۳۰، اپریل ۱۹۶۵ء
۲۷۔ " " ۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر، چٹاگانگ ۲۰، اپریل ۱۹۶۵ء
۲۸۔ سائنٹیفک کلائمیٹ ان پاکستان ۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳، مئی ۱۹۶۵ء
۲۹۔ فیملی ۔۔۔ پریزنٹ اینڈ فیوچر ۔۔۔ روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۰، جون ۱۹۶۵ء

۳۰۔ فیسیلی ... پریزنٹ اینڈ فیوچر ... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۱۹ر جون ۱۹۶۵ء

۳۱۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی ان پاکستان ... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء

۳۲ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ... روزنامہ یونٹی، چٹاگانگ ۲۳ر مارچ ۱۹۶۶ء

اردو میں افسانے اور افسانچے

۱۔ میں سوچتا ہوں ماہنامہ مشیر کراچی ... ماہنامہ "ذوالقرنین" بدایوں

۲۔ ایک افسانہ (انگریزی سے ترجمہ) روزنامہ عصر جدید، کلکتہ ... ستمبر ۱۹۳۵ء

۳۔ نیویارک کے چوہے (انگریزی سے ترجمہ) ماہنامہ پیام تعلیم دہلی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۳۸ء

۴۔ افسانچے .... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ مارچ ۱۹۵۱ء

۵۔ واہ میرے چیلے .... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۳ر مارچ ۱۹۶۳ء

۶۔ آپریشن کے بعد .... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۸ر اپریل ۱۹۶۳ء

۷۔ قوم آبادی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ماہنامہ مشیر، کراچی، اپریل ۱۹۵۴ء

۸۔ نوٹوں کا بنڈل ۔ ۔ ۔ ۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی، نومبر ۱۹۶۰ء

۹۔ حرف شہادت .... ماہنامہ سوداگر، کراچی، ستمبر ۱۹۶۷ء

۱۰۔ ناقابل شکست .... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء

۱۱۔ قوس وقزح .... ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء

۱۲۔ بھائی جان .... ماہنامہ کائنات، لاہور، جون ۱۹۴۹ء

۱۳۔ ہاف ٹکٹ .... ماہنامہ سیارہ، لاہور

۱۴۔ نقب زن .... ماہنامہ بتول، لاہور

۱۵۔ دو محاذ .... " " "

۱۶۔ انوکھی قربانی .... " " "

۱۷۔ افسانچے .... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ خاص نمبر ۱۹۵۱ء

اردو میں مضامین

۱۔ بینائی کھو جانے پر (ملٹن کی ایک نظم کا ترجمہ) ہفت روزہ الہلال، کلکتہ ۲۰ اگست ۱۹۳۹ء

۲۔ اردو مشرقی پاکستان میں ...... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، عید نمبر ۱۹۵۰ء

۳۔ کراچی کی کہانی .... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، یکم مارچ ۱۹۵۶ء

۴۔ بید کی مار آپ کی رائے میں ...... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۴ جون ۱۹۶۱ء

۵۔ اے جی صغیر .... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء

۶۔ کائنات کی کہانی .... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء

۷۔ حقیقی جمہوریت .... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء

۸۔ ترقی (آزاد نظم) .... روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء

۹۔ سرسید کا مکتب فکر اور اس کی خدمات ... ہفت روزہ کشمیر، راولپنڈی ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء

۱۰۔ جمہوریہ مالی .... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اپریل ۱۹۶۵ء

۱۱۔ علامہ اقبال نے یہودی خطرے کو بروقت بھانپ لیا تھا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء

۱۲۔ علامہ اقبال اور واقعہ شہادت ..... ماہنامہ سوداگر، کراچی، اشاعت خاص ۱۹۶۶ء

۱۳۔ سوشلزم اقبال کی نظر میں ..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۶۸ء

۱۴۔ کیا اردو ٹائپ کی ترویج ممکن ہے ..... روزنامہ مشرق لاہور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۶ء

۱۵۔ میرا ڈرائنگ روم .... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء

۱۶۔ صیہونیت، یہودیوں کی نظر میں .... روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۱۷۔ راست بازی ... روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۸۳ء و روزنامہ امروز لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ وفاق، راولپنڈی۔

۱۸۔ بیماروں کی عیادت ... روزنامہ جسارت، کراچی ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۴ء

۱۹۔ خون کا عطیہ ... روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ جسارت کراچی ۹ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ حریت، کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۸۴ء

۲۰۔ وقت کی قدر و قیمت ... روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۵۔ مارچ ۱۹۸۴ء

۲۱۔ صفائی ... روزنامہ جنگ کراچی، ۷۔ جنوری ۱۹۸۳ء وفاق ۶ جنوری ۱۹۸۳ء مشرق ۱۹ جنوری ۱۹۸۳ء

۲۲۔ سید صباح الدین عبدالرحمن ... مجلہ دلیسنہ الیسوسی ایشن، کراچی، جولائی، ۱۹۸۸ء

شعری مجموعوں پر تبصرے

(۱) "مسیحائیاں" از گلشن کلکتوی مطبوعہ اسلام آباد تبصرہ مجلہ ۱۹۸۳ء (۲) خواب کی ریت از مظفر حسین رزمی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۳ء (۳) نعتوں کا مجموعہ از صابر کاسگنجوی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۴ء (۴) دل کی کتاب از جمیل عظیم آبادی کراچی ۱۹۸۵ء (۵) غبار ماہ از افسر ماہ پوری، کراچی ۱۹۸۶ء (۶) نور حرا از نصیر آرزو مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء (۷) جمیل عظیم آبادی کی "دل کی کتاب" ماہنامہ سیارہ لاہور اشاعت خاص ۱۹۸۵ء۔

مندرجہ بالا کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور افسانے ہندوستان و پاکستان کے اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں جن کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جا سکا۔ ماہنامہ شمع، دہلی۔ ماہنامہ آریہ ورت، دہلی۔ ہفت روزہ خبردار، بمبئی۔ ماہنامہ ادیب، مالیگاؤں۔ ماہنامہ نظام تعلیم سیالکوٹ۔ ماہنامہ نیرنگ خیال، راولپنڈی۔ ہفت روزہ مسلم، ڈھاکہ، اور ماہنامہ تعمیر انسانیت لاہور میں ان کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔

مزید برآں متعدد اردو اور انگریزی اخبارات میں خطوط بنام ایڈیٹر شائع ہوئے جن کی فہرست طویل ہے۔
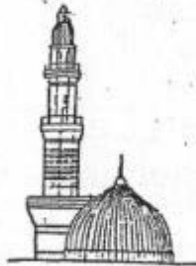
اولاد سید معز الدین بن سید علی شیر جاجنیری

(شجرہ صفر ۲۲۷ھ)

سید فیض اللہ

سید نصیر الدین ہانسی حصاری
سید اخوند میر
سید علاء الدین
سید محمد اولیا
سید قطب الدین اولیا بھکری
سید مسعود
سید عالم
سید قاسم
سید شاہ قطب الدین مصطفےٰ پوری
سید حسن زید
سید وجیہہ الدین یونس
میر سید محمد احسن
سید مظفر علی
سید شاہ یحییٰ علی

سید حسام الدین ہانسی حصاری
سید غریب اللہ حسین دھکڑپوری

سید شاہ یحییٰ علی کی اولاد:

سید شاہ اشرف علی زوج اہلی بخش
بنت میر حسین بخش
(فریدی النسب)

دختر
زوجہ مظہر الحق

دختر
زوجہ غفور الحق
(شاہ یعقوب زادہ گیا)

سید شاہ اشرف علی کی اولاد:

شاہ حسین علی
قاسم سجادہ
سید ولایت علی اصلاحی
(مسعود آباد، کراچی)

سید محمد واجد
شاہ ابوالحیات زادہ خسرو پور، گیا
سید محمد سعید
سید وصی احمد

اولاد سید خان غازی

(شجرہ ۳۲۷)

سید شاہ فقیر اللہ جالیسریؒ
(صفحہ ۳۳۱)

سید شاہ سلونیؒ

سید بایزید علی
(صفحہ ۳۳۰)

سید احمد علی
سید سکندر
سید فیروز

میر واصل علی
میر مقیم علی
(صفحہ ۳۳۲)
میر واسع علی

سید کفایت اللہ
سید مراد علی
سید سراج علی
سید سلامت علی
(مختار)

میر ناصر علی
میر افضل علی
سید ہاشم علی
حکیم مولانا سید برکات احمد ٹونکی میرٹھی
حکیم سید محمود احمد

مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی
سید مسعود احمد برکاتی
منیجنگ ڈائریکٹر ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی

حکیم سید مختار احمد
برکاتی
ڈاکٹر سید سہیل احمد
برکاتی

بی بی وحیفن زوجہ
میر فضیلت حسین
سیدہ عابدہ زوجہ عبدالباری
سید الامین میرٹھی

سید عبدالغفور
سید اسمٰعیل
سید یوسف وکیل

شجرۂ نسب اولاد سیّد سلونی بن سیّد خان غازیؒ

- سید احمد علی
- سید بایزید علی
  - سید عبدالوہاب
    - سید دولہ
    - سید شیر محمد
    - سید جان محمد
    - سید نذر محمد
      - سید سیف علی
        - سید ریاست علی
        - سید جواد حسین
        - (مصنف تاریخ حسن)
      - سید فضیلت حسین (دکھن کول)
        - سید عبدالجبار (چیراٹہ)
          - سید سمیع الرحمٰن
            - اسسٹنٹ ڈائریکٹر
            - الیکٹرک، کراچی
          - سیدہ زیب النساء
            - زوجہ سید محمد اختر بن سید غنی حیدر
              - معصوم حیدر
              - ارشد پرویز
              - تنویر حیدر
              - شاہ افروز
              - جمال افروز
              - قمر افروز
              - بہار افروز
  - سید عبدالحق
    - سید ابوالوالی
    - عبدالوالی
    - سید شاہ غلام مولا
    - (محلہ اکھتیار)
    - دختر زوجہ
    - شاہ آل احمد
    - سید شاہ ولی احمد
    - سید شاہ سمیع احمد
    - سید شاہ رشید احمد
    - سید شاہ ولی احمد
    - مرواق، مرواق اپنی
    - (کراچی)
  - سید شاہ نصیب الدین نصیر
    - سید زین الدین
    - سید غلام محی الدین
    - سید سیف الدین
      - سید کلیم اللہ حسین
        - میر ارشد علی
          - میر لطف علی
          - میر عنایت حسین
          - سید فضل کریم
          - سید علی اعظم شریف
          - سید احسان الحق
          - سید انعام الحق
          - (علیم پور، مونگیر)
        - بی بی شاکرہ
          - بی بی فہیمن
          - علامہ سید نذیر حسین
          - (دہلی)
          - (مسجد جگہ، مونگیر)
      - میر عبدالوحید بادشاہ (دہلی ۱۸۵۷ء)

(نسب نامہ دلینہ صـ۱۹، ۲۲، ۳۰، ۳۲ قلمی نسخہ کرسی نامہ مرزا انگشت صـ۱۴۹، تاریخ حسن صـ۱، ۴، ۱۰، ۱۱، تحقیق الاثر صـ۱۳۲، ۱۴۳، ۱۵۰ تاریخ بارہ گیارہ صفحہ ۱۴۳ نشانی منزل صـ۱۱ تا ۱۳)

شجرہ اولاد سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ بن سید خان غازی

- ۲۷ - سید شاہ فیض اللہ
  - ۲۸ - سید شاہ رفیع اللہ
    - ۲۹ - سید شاہ عزیز اللہ
      - ۴۰ - سید جان علی
        - ۴۱ - سید قربان علی
          - سید محب علی
          - ۴۲ - سید ارشاد علی (نگہرہ)
            - ۴۳ - سید احمد حسین
              - ۴۴ - سید وزارت حسین وکیل
                - ۴۵ - سید عبدالجلیل (نگہرہ)
                  - ۴۶ - ڈاکٹر سید شہزاد عالم (ناظم آباد، کراچی)
                - سید عبدالرحمن
                  - رئیسہ خاتون زوجہ سید بدر الحسن
                  - سید محمد نجم الحسن (مصنف)
          - سید امام علی (دہلوی)
          - بی بی وزیرن
            - سید وزیر علی
            - سید حسن رضا
            - بی بی منصورہ زوجہ سید شکور عالم شاہ فیصل کالونی (کراچی)
        - سید محبت علی
        - سید فاروق علی
      - سید ضیاء اللہ زوج بی بی عتیا بنت سید شاہ حمید علی
        - سید اشرف علی
        - سید محمد علی
        - سید محب علی
        - قمر النساء
        - سید تاج علی
  - سید عصمت اللہ
    - سید مراد اللہ
  - سید حشمت اللہ
    - تاج النساء
      - سید صادق علی
      - جھمن شاہ
    - سید شاہ دائم اللہ
      - بی بی رحمت النساء
      - سید فرزند علی
        - بی بی عزیز
        - سید دانش علی
        - سید امام علی
          - سید اصغر حسین (لاولد)
          - سید اظہر حسن
            - سید ظہور الحق
            - سید واعظ الحق
              - سید انیس الحق
                - سید ظہیر الحق
                - سید منصور الحق
                  - ڈاکٹر سید حبیب الحق (جرمنی)
                  - سید عبید الحق مؤتمر عالم اسلامی (کراچی)
          - سید افضل حسین
          - سید عبدالرحمٰن (سجادہ باڑھ)

شجرہ قلمی نسخہ سادات جاجنیری، باڑھ، پٹنہ، تاریخ حسن (ص ۹۳)

اولاد سید وزارت حسین مختار (دیگھوا) بن سید احمد حسین بن سید ارشاد علی (دبارھ)

(شجرہ صفحہ ۳۳۱)

- سید عبد الجلیل زوج بنت قاضی شیخ محمد سعید منیارلپور (دربھنگہ)
- سید عبد المجید
  - محل اول بنت سید امیر علی (سانحہ)
  - محل ثانی جمیلہ بنت شیخ کمال الدین عثمانی النسب
    - سید منظور زوج نسیمہ خاتون بنت غلام ربانی
    - سنجیدہ خاتون زوجہ سید عبد العلیم (کھیتیہ)
      - سید ابو القاسم زوج صاحبزادی خاتون بنت سید نصیر الدین (سانحہ)
      - نور جہاں زوجہ سید شمس الحسن (برادر مؤلف)
    - دختر زوجہ سید شاہ حبیب
      - بلقیس زوجہ سید نظام الحق (داورنگی)
      - سید پرویز احمد (داورنگی)
- سید عبد الرحمن زوج سارہ خاتون
  - نسیمہ خاتون زوجہ سید بدر الحسن (سانحہ)
  - عائشہ خاتون (کھیتیہ)
    - ہلال احمد
    - آل احمد
    - بار زوجہ جہانگیر (اراری)
    - اقبال محمود
  - حنیفہ خاتون زوجہ سید
  - طیبہ خاتون زوجہ سید سفیر الحسن (تیگھرہ)
  - تنویرہ خاتون زوجہ سید نظام الدین
  - سید عبد الجبار زوج نذران بنت سید زین العابدین (سانحہ)
- سید غلام ربانی زوج حمید النساء بنت سید تاج علی (سانحہ)
  - محسنہ زوجہ سید علی (میاں چک)
  - خدیجہ زوجہ محمد مسلم (قادر چک)
  - نسیمہ زوجہ سید منظور
  - حلیمہ زوجہ ڈاکٹر منظر عالم
- دختر
- دختر

اولاد سید عبد الجلیل بن سید وزارت حسین مختار نگرہ

(صفحہ ۳۳۲)

- سید منظر عالم — زوج حلیمہ بنت سید غلام ربانی
- سید شہزادہ عالم — زوج بنت سید نور الحسن بروتی
  - سید وحید عالم — زوج رفعت بنت سید مشکور عالم
  - سید اشتیاق عالم
  - سید ارشد عالم
  - دختر رضیہ بیگم زوجہ سید شمیم احمد (اورنگی)
  - نور عالم
- سید شریف عالم
- سید مشکور عالم — زوج معصومہ بنت سید حسن رضا (نگرہ)
  - سید مسعود عالم — زوج بنت نقاد (لکھیمپور)
  - سید مقصود عالم — زوج نگہت بنت سید شمس الحسن (برادر مصنف)
  - نزہت — زوجہ مبین علی
  - رفعت — زوجہ سید وحید عالم
  - نصرت — زوجہ ابراہیم (اورنگی)
  - سرور عالم
  - محفوظ عالم
  - منصور عالم
- زیب النساء
- مہر النساء

نوٹ: سید امجد حسین کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ (۱) سید وزارت حسین (۲) سید وراثت حسین (۳) بیٹی مغفورن۔

اولاد میر مقیم گیلانی

(شجرہ صـــ ۳۳۹)

- سید معصوم علی
  - سید اکبر علی
  - سید خیرات علی
    - سلطان
      - بیرسٹر
      - (پالی، گیا، بہار)
    - سید واعظ الحق
      - سید نصیر الدین گیلانی
      - بی بی نقیقن
      - (دیسنہ، پٹنہ)
- سید مظفر علی
  - سید امید علی
    - سید نجیب حسین
      - بی بی رابعہ
      - سید عین الہدیٰ
      - (دیسنہ، پٹنہ)
    - سید عابد حسین
      - میر بھاگن
      - بی بی محمودہ
      - زوجہ
      - شیخ ولایت حسین
      - (سیوے)
      - حافظ شفیع الدین
      - شوکت علی
      - نصرت علی
      - (جہانگیر روڈ
      - ویسٹ، کراچی)

شجرۂ نسب اولاد میر مقیم گیلانی

(صفحہ ۲۳۲)

- میر تمیم اللہ
  - سید امام بخش
  - بی بی آمنہ
  - سید ابوالخیر
  - علامہ مناظر احسن (گیلانی)
- سید عبد اللہ
  - بی بی حیاتن
    - علامہ مناظر احسن گیلانی
  - پسر
    - بی بی بتولن
    - بی بی خدیجۃ الکبریٰ
      - زوجہ
      - سید عبد المنان بن سید تجمل حسین بن میگن میاں (گیلانی)
- سید شجاعت علی
  - سید شجاعت علی
  - مولانا سید محمد احسن
  - حافظ ابوالخیر
  - علامہ سید مناظر احسن گیلانی

اولاد بی بی خدیجۃ الکبریٰ و سید عبد المنان (گیلانی):

- سید محمد طیب گیلانی
  - زوجہ
  - افضل بانو
  - بنت
  - سید ولی عالم
  - (ماموں)
  - (معافی)
- سید محمد طاہر گیلانی
  - زوج
  - آصف خاتون بنت
  - ڈاکٹر شفیق
  - (ولیسنہ)
- بی بی حبیبہ
  - زوجہ
  - سید محفوظ الہدیٰ
- شاہدہ خاتون زوجہ مخدوم اشرف
  - گھوڑی گھاٹ (ڈالا) گیا
- ذاکرہ خاتون
  - زوجہ
  - سید محمد احسن
  - (بڑی بلیا)
    - سید محمد بختیار
      - زوج
      - عشرت جہاں بنت مصنف
    - سید امیر الاسلام
    - کلثوم
    - شبنم

اولاد شاہدہ خاتون:

- اسد
- وقار
- شاہینہ عذرا
  - زوجہ
  - ولی حسن
- شائستہ جبین
  - زوجہ
  - غلام حسین
- شگفتہ
  - زوجہ
  - سید محمد رزین
- فرزانہ
  - زوجہ
  - مقصود عالم
- ثمینہ
  - زوجہ
  - حبیب
- شبینہ

سید شاہ غلام مولا ابن سید شاہ عبد الوالی (مولانگر)

(شجرۂ نسب ص۱۳۰)

شجرۂ نسب اولاد سیّد نصیب الدین نصیبو

(صفحہ ۲۲۰)

سید زین الدین

سید غلام محی الدین

سید سیف الدین

میر عبدالاحد بر بادشاہ

سید محمد واثق مختار (چہ بہاری)

نامعلوم

سید ذوالفقار حیدر

سید معین الدین حیدر

سید شرف الدین حیدر

سید اشرف الدین حیدر

دختر زوجہ سید عیسیٰ مختار بن محمد صدیق (جمراڑہ)

دختر زوجہ سید نثار احمد

دختر زوجہ سید عبدالاحد مختار

دختر زوجہ سید عمر دراز

ڈاکٹر سید محمود حسین

سید جمیل الرحمٰن چشیار

سید ضیاء الرحمٰن

پسر کاشف ضیا، زاخر ضیا، پروین، تنزیہ

سید عاشق حسین وارثی (وکیل، سیکریٹری آل مسلم لیگ بہار)

سید حبیب وارثی (شاعر)

سید جاوید عاشق وارثی

سید سرفراز احمد وارثی، زوج فاطمہ بنت سید اکرام الدین احمد

سید مظفر حسین

سید ظفر حسین

سید انظفر حسین

سید غضنفر حسین

فاطمہ تبسم

غزالہ

شگفتہ نسرین

سحر افشیں

اولاد سید علی مختار بن محمد صدیق

(صفحہ ۳۳۷)

شجرۂ نسب اولاد سید حسام الدین

(سادات براواں)

سید محمد حسین

سید ولی اللہ
سید محی الدین احمد (اورنگ آباد، گیا)
سید معین الدین احمد
سید شرف الدین احمد
سید اکرام الدین احمد

اولاد سید محی الدین احمد:

سید رکن الدین ٹیپو
سید نظام الدین
سید رضا الدین
سید ضیاء الدین
سید شہاب الدین
سید زین الدین

اولاد سید اکرام الدین احمد:

کنیز فاطمہ زوجہ سید سرفراز احمد (امرتھو)
سید اقبال الدین احمد
سید افضال الدین احمد
سید جمال الدین احمد
ڈاکٹر سید بلال الدین احمد زوج ڈاکٹر سیما بنت ڈاکٹر سید مظفر احسن (پارو) شرف آباد، کراچی

شجرہ اولاد سیّد شاہ قیام الدین

سادات اوشا جیون آباد گیا بہار

اولاد بی بی سلمیٰ بنت شاہ قیام الدین پیر بیگھہ، گیا، بہار

صابرہ بی بی

حسین بانڈی
بی بی جمیلہ چاند
زوجہ سید صفدر حسین
جہانگیر روڈ، کراچی

سائرہ خاتون زوجہ سید اختر حسین

دختر زوجہ سید اظہر الدین احمد
بن سید ظہیر الدین احمد

سید صفدر حسین
زوجہ
بی بی جمیلہ چاند

سید افضل حسین

سید آصف اختر

سید عاطف اختر

قمر زیبا
زوجہ
انتظار الحسن
(ساتھرہ، مونگیر)

سعدیہ

عذرا اختر

سید جمیل الدین احمد
سید سلیم الدین احمد

سید نظام الدین احمد
نگار احمد

فرزانہ زوجہ قاضی اشرف
(آرہ)

اشرف — عارفہ — مہوش

زین العابدین

سرور ظہیر

انور ظہیر

اختر ظہیر

رخسانہ زوجہ سید خورشید جاوید
(مونگیر)

طلعت شاہین
زوجہ
آصف احمد
صدیقی
(کھاپل)

نگہت پروین

نجمہ فاطمہ
(شبانہ)

شجرۂ نسب اولاد سید شاہ جمال الدین بن سید احمد جاجنیریؒ

(صفحہ ۳۳۷)

نمبر		نمبر		
۲۹-	سید رکن الدین	۲۹-	سید علی	سید عبدالسلام
۳۰-	سید زیرک	۳۰-	سید حیدر جان	قاضی سید عبدالنبی
۳۱-	سید بزرگ	۳۱-	سید محمد	قاضی سید عنایت اللہ
۳۲-	سید یونس	۳۲-	سید علی اصغر	(مدرس شاہی مدرسہ دہلی)
۳۳-	سید بدھن	۳۳-	سید محمد علی	دختر
۳۴-	سید معروف	۳۴-	سید علیم الدین	سید عبدالباقی
۳۵-	سید چاند	۳۵-	سید ابوالخیر	دختر
۳۶-	سید ہاشم	۳۶-	میر شمس الدین	قاضی سید امام علی
۳۷-	سید قطب الدین	۳۷-	میر سید حسن	قاضی محمد اکبر غازی
۳۸-	سید محبوب	۳۸-	سید خداوند	
۳۹-	سید ماہرو	۳۹-	سید احمد ثانی (صفحہ ۳۴۳)	

نمبر			
۴۰-	سید شاہ محمد حکیم		
۴۱-	سید مصطفیٰ بخش	سید اللہ بخش	
۴۲-	سید احمد بخش		
۴۳-	سید الفت حسین	سید عظمت اللہ	سید عزیز اللہ
۴۴-	سید ابوالحسن	سید جواد علی	سید شکر اللہ
۴۵-	سید محمد عثمان (راولی)	علامہ سید نذیر حسین دہلوی	سید محمد حسین
۴۶-	محمد سید حسن	سورج گڑھ	سید احمد بخش
	جہانگیر روڈ	(مونگیر)	سید محمد یوسف
	(کراچی)		سید عبدالقیوم جیراروی
			(دالنور سوسائٹی، کراچی)

(تاریخ حسن ص ۱۰۱، تحقیق الاقوام ص ۸۲، ۸۳، ۸۴، نسب نامہ ولیسہ ص ۵۶، ۵۷، ۵۸)

اولاد سیّد احمد ثانی بن سیّد خداوند

(شجرہ ۲۴۲)

ملا سید سعید
سید سیف الدین
دیوان بہیر محمد امداد علی
سید وحید الدین بیرسٹر

سید یوسف امام
آل زہرہ
پیغمبر شمس الفضل
(جامعہ کراچی)

سید امداد امام اثر

سر علی امام
بیرسٹر
(پٹنہ، بہار)

سر حسن امام
بیرسٹر
(بہار)

مولانا سید محمد صادق
سید فرخ شیر
آداب سید عتیق اللہ

میر فہیم اللہ
میر ریاض علی
میر طالب حسین
میر اصغر حسین
سید عبد القیوم

سید شبلی رضا
(ولیسٹ)

محسنہ باقر زوجہ سید امین الدین
سید محمد مشہود
(اسے او)

سید محمد علی سرسہدی
بی بی کبریٰ
سید شاہ افضل حسین
فقیر
(بہار)

میر سید محمد حسین
میر غریب اللہ
میر قیصر اللہ
بی بی طیبو زوجہ امین
بی بی واصقہ زوجہ سید دوست محمد
بی بی سلیمن زوجہ سید محمد حسین
بی بی جوہرن
(ولیسٹ، پٹنہ)

اولاد سید محمد عثمان

(شجرہ ص ۳۴۳)

- محمد سعید حسن زوج رشیدہ خاتون بنت سید برہان الدین (ڈمراواں)
  - ڈاکٹر سید جاوید حسن زوج ربابہ بنت سید فخر الدین (ڈمراواں)
  - سید اعجاز حسن زوج شمسی فاطمہ بنت عبدالودود وارثی (تکھیپیڈیہ مونگیر)
    - سید طاہر حسن
    - سید یاسر حسن
  - سید راشد حسن
  - سید نوید حسن
  - دختر
- طیب حسن زوج شاہدہ خاتون بنت سید عبدالواسع (ڈمراواں)
  - سید ارشد حسین
  - سید محمد شبیر حسن
  - سید محمد شاکر حسن
  - سید محمد نشاط حسن
  - صائمہ
  - طاہرہ
- منظر حسن زوج منی بیگم (بروئی)
  - سید پرویز
  - سید محمد فرشاد
  - سید محمد شمشاد
  - سید فیروز
  - سید تنویر
  - سید خورشید
  - بی بی شبنم
- بی بی شاقیہ زوجہ سید قیصر رضا (چیراٹ)
  - سید محمد رضا
  - وحیدہ
  - سیدہ
- مناظر حسن (ص ۳۴۵)
- انظر حسن
- مظفر حسن
- نظر حسن (ص ۳۴۵)
- اصغر حسن (ص ۳۴۵)

شجرہ اولاد سید محمد عثمان

(شجرہ ۳۴۲)

- سید محمد ناظر حسن — زوج شہناز بیگم بنت سید محمد حسین (چیراڑہ)
  - سید محمد انور عبدالرحیم
  - سید محمد عبداللہ
  - سید محمد عبدالرحمن
  - عائشہ
  - فاطمہ
  - آمنہ
  - سلیم
- سید محمد انتظار حسن — زوج معصومہ بیگم بنت قاری سید ظریف (دکھنی کول)
  - سید قمر حسن
  - سید اصغر حسن
  - عابدہ
  - شاذیہ
  - سیما
- سید محمد مظفر حسن — زوج آمنہ (چہیاری)
  - سید محمد ظفر
  - سید محمد امجد
  - لاڈلی
  - مریم
- سید محمد نظر حسن — زوج شبانہ بنت عبدالرشید (غیر کفو)
  - نور العین
  - قرۃ العین
  - احمد
  - فہد
- سید محمد اصغر حسن — زوج سیمی بنت سید مختار الغنی (دلیشہ)

شجرۂ نسب اولاد سید جواد علی بن سید عظمت اللہ (سورج گڑھ)

(صفحہ ۲۴۲)

- سید توسل حسین
  - سید عبدالرزاق
    - سید عبدالحفیظ
      - سید عبدالحلیم
- علامہ سید نذیر حسین دہلوی
  - سید شریف حسین
    - سید عبدالسلام
    - سید ابوالحسن
- سید سجاد حسین
  - سید محمد ہارون
    - قاضی سید محمد یوسف
      - رقیہ زوجہ علی الرحمٰن
      - علیمہ
      - رضیہ زوجہ حامد حسن
      - سید محمد پوشا
      - سید محمد محمد شیب
      - سید محمد یونس
      - سید محمد یحییٰ زوج بنت سید عظمت حسین بن سید امانت حسین بن سید ہدایت حسین بن سید عنایت حسین (اورین)
        - ڈاکٹر سید محمد زکریا پروفیسر باڑھ کالج (پٹنہ)
        - سید محمد شمیم (علی گڑھ)
        - ڈاکٹر قاضی سید عبدالرب زوج عشرت روحی بنت سید محمد یعقوب
          - عائشہ قاضی
          - فاریہ قاضی
          - قاضی سید فواد

(تذکرہ صادقہ صفحہ ۳۹۹)

اولاد سید شاہ یوسف دولہ بن سید احمد جاجنیریؒ

- سید شمیم الدین (۲۹)
  - سید حسین (۳۰) عرف سید محمد جان (اوریں) (صفحہ ۳۴۸)
  - سید عیاض الدین قاضی نظام الدین
    - شاہ نجم الدین
    - شاہ وجیہ الدین
    - زوجہ قاضی سید محمد اسلم (ہنگی)
    - زوجہ شاہ حسن علی
    - زوجہ سید عبد الباقی
    - زوجہ سید فضل علی
  - شمس الدین
- ۲۹- سید فتح احمد
- ۳۰- سید محبوب حسین (پہرٹیا)
- ۳۱- میر زین الدین
- ۳۲- میر مکارم
  - سید منگل
  - سید محمد زاہد (۳۳) (صفحہ ...)
    - سید روشن علی
      - سید عطا علی
      - سید عباس علی
      - سید مراد علی
      - سید امداد علی
        - سید تراب علی
          - سید یوسف
          - دختر
        - سید عبد الوحید
        - سید عبد القادر
        - سید نذیر حسین
          - سید اعظم
          - حلیمہ
        - سید امجد حسین
    - (۳۴) سید فیض علی
    - سید خادم علی
  - حاجی سید حسین الدین
    - میر اکرم علی
    - میر رحمن علی
    - میر ذوالفقار علی
    - میر مبارک علی
      - میر ضیاء علی
      - میر نبی بخش
      - کنیز فاطمہ
      - ابرار رئیس
      - (ولیسٹر)
      - میر مکارم
      - میر زاہد علی
      - میر خادم علی
      - میر حمایت علی
      - میر مظفر علی
      - میر ضیاء علی
        - سید لطف علی
        - سید نذر علی
        - سید غلام سرور
        - میر عنایت حسین
          - میر یار علی
          - میر قمر علی
        - میر پانچو
        - میر صابو
        - سید مصاحب علی
        - سید الفت حسین

اولاد سید محمد جان (اوین)

(شجرہ صفحہ ۳۴۰)

سید عنایت حسین بن سید تاج الدین بن سید رحیم الدین بن سید محب اللہ بن سید معین الدین بن سید محمد جان

- سید اقبال حسین
  - سیدہ فاطمہ
    - زوجہ سید معین الدین (ساتھو)
    - سیدہ
    - زوجہ سید بشیر الدین
    - سید نصیر الدین
    - ریحانہ خاتون (زوجہ مصنف)
  - سید بشیر الدین
  - سید حامد حسین
  - سید وحید
    - سید محمد صدیق (صادق)
    - سید غلام قادر
  - سید زاہد حسن
- سید صولت حسین
- سید حشمت حسین
  - دختر — زوجہ عبدالمجید
  - منی بیگم — زوجہ ڈاکٹر نہال بن سید علیم وکیل (پورنیہ)
  - حسن آرا — زوجہ سید محمد فرید (بارہ)
  - قیصر جہاں — زوجہ سید راشد سعید
- سید انور حسین (مرحوم)
- سید ہدایت حسین
  - سید وارث حسین
    - سید الطاف تقی
    - سید عبدالحکیم
    - سید شمس الدین
  - سید امانت حسین
    - سید عظمت حسین
      - دختر — ڈاکٹر قاضی سید عبدالرب
    - سید عزت حسین
  - سید فیاض حسین (دیر شہ)

اولاد سید بشیر الدین بن سید اقبال حسین (اورین)

(ص ٣٤٨)

اولاد محل اولیٰ سید اقبال حسین

شجرہ و تذکرہ مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پوش ورلی معصومہ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۲	مخدوم سید غریب اللہ حسین
۳۱	مخدوم سید حسام الدین جعفری
۳۰	سید فیض اللہ
۲۹	سید معز الدین
۲۸	سید علی شیر باجیزی
۲۷	سید احمد باجیزی

مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ مخدوم علاء الدین علاء الحق پنڈوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ روحانی تعلیم و تربیت کے بعد سلاسل سہروردیہ میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ مخدوم دھکڑ پوشؒ منیر شریف سے پورنیہ اور دیناج پور (بنگال) منتقل ہو گئے۔ انہوں نے رشد و ہدایت کے لئے مہسی، دیناج پور (بنگال)، تاج پور، پورنیہ (بہار) کو اپنا مستقر بنایا اور ترویج اسلام کی بہت سی خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ ان کی کاوشوں سے بنگال میں اسلام پھیلا۔ ان کے عہد میں بنگال کا ہندو راجہ گنیش بڑا ظالم و جابر تھا۔ اس نے مخدوم سید حسین دھکڑ پوشؒ کے فرزند ارجمند مخدوم حسین کو شہید کر دیا۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے مخدوم دھکڑ پوشؒ کو تعزیتی خط لکھ کر تعزیت کی اور گہرے رنج و الم کا اظہار کیا۔ آپ کا مزار تاج پور پورنیہ بہار میں مرجع خلائق ہے۔ آپ سلاسل طریقت میں سلسلۂ حسینیہ کے بانی تھے۔ منیر شریف کے نواح میں موضع دھکڑ پوشؒ آج بھی موجود ہے۔ آپ کے فاطمی و حسینی سید ہونے کے سبب آپ کی قرابتداری بہار کے تمام سادات اہل بیت سے عرصۂ قدیم سے ہے۔

(۱) اعیان وطن صفحہ ۲۱۵، تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۶۱؎

بی بی معصومہ[2] بنت مخدوم سیّد حسام الدین ہانسی حصاری

سید وجیہ الدین یونس
عابدہ زوجہ میر حسن زید
زہرہ زوجہ شاہ مسعود بن صفی
سید احمد شاہ ابدال
سید علی ابدال
سید حسین شاہ
جعفری النسب
سادات اہل بیت

جب سید لقیب شاہ بادشاہ گوڑ (بنگالہ) نے وفات پائی تو ان کی جگہ ان کا نواسہ سید حسین شاہ بن احمد شاہ ابدال تخت نشین ہوا۔ گردش زمانہ سے تخت و تاج چھوڑ کر ترہت میں وارد ہوئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا تو تخت و تاج اپنے بیٹے سید علی ابدال کے حوالے کر دیا۔ سید علی ابدال بادشاہ گوڑ (بنگالہ) کا عقد بی بی معصومہ سے ہوا جن کے بطن سے سید احمد شاہ ابدال تولد ہوئے۔ سید حسین شاہ بن سید احمد شاہ کا مزار رہوہ درگاہ مظفر پور شہر میں مرجع خلائق ہے۔

نوٹ:۔ سید احمد شاہ ابدال کا عقد بی بی مریم بنت مخدوم صفی سے ہوا جن سے سید قطب سید یحییٰ اور سید محمد تولد ہوئے۔

---

[2] مخزن الانساب صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	حکیم سید محمود احمد برکاتی
۴۵	حکیم سید محمد احمد برکاتی
۴۴	مولانا حکیم سید برکات احمد
۴۳	سید دائم علی
۴۲	میر افضل علی
۴۱	میر ناصر علی
۴۰	میر واصل علی
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلری
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید محمد (تعلقدار جھکر)
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم رہوئی
۲۸	سید شاہ خضر حیدر بگھ
۲۷	سید احمد جاجنیریؒ

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی میر نگری

مولانا سید برکات احمد ٹونکی میر نگری کے والد ماجد کا اسم گرامی سید دائم علی تھا جو میر نگر (بہار) کے باشندہ تھے اور سادات جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید احمد جاجنیریؒ کے بیٹے سید حیدر باگھ کی اولاد میں تھے۔ حکیم سید دائم علی نے علامہ مناظر احسن گیلانی کے دادا حکیم سید محمد احسن سے درس لیا تھا پھر تلاش معاش میں ریاست ٹونک تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے علم طب میں ایک مقام پیدا کیا بلکہ شاہی طبیب بنے ان کے بعد ان کے نامور فرزند مولانا حکیم سید برکات احمد بھی ریاست ٹونک میں شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ مولانا حکیم سید برکات احمد اپنے نام کے آخر میں میر نگری بہاری ثم ٹونکی لکھا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں مولانا نے ٹونک میں مدرسہ خلیلیہ قائم کیا تھا جہاں وہ خود درس دیا کرتے تھے۔ وہ مدرسہ اس زمانہ کا مشہور و معروف مدرسہ تھا۔

مولانا برکات احمد کے فرزند کا نام حکیم سید محمد احمد تھا جن کے دو فرزند فی الوقت کراچی میں صحیح القائم ہیں:۔

(۱) مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی، لیاقت آباد، کراچی

(۲) سید مسعود احمد برکاتی ہمدرد دواخانہ، کراچی سیکرٹری ڈائرکٹر ہیں۔

آپ بچوں کے معروف ادیب بھی ہیں۔

لے مسلم شعرائے بہار ص ۱۳۶،

علامہ مناظر احسن گیلانیؒ[1]

(شجرہ نسب صفحہ ۳۲۷)

مولانا مناظر احسن گیلانی کے آباؤ اجداد موضع مانہ شیخپورہ ضلع مونگیر، صوبہ بہار کے رہنے والے تھے جو سادات زیدی الواسطی کی بارہ بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بارہ مواضعات بارہ گانواں کہلاتے ہیں جہاں سید احمد جاجنیری کی اولاد آباد ہیں۔ سید احمد جاجنیری کا مزار موضع ندیاواں میں واقع ہے جو لکھی سرائے ضلع مونگیر میں ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا آبائی پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا۔ مولانا گیلانی کے پردادا میر شجاعت علی کی پہلی شادی موضع چارہ نزد شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہوئی۔ دوسری شادی موضع گیلانی ضلع پٹنہ میں بی بی قبولن سے ہوئی۔ اس طرح میر شجاعت علی گیلانی کے باشندہ ہو گئے۔

صدیوں قبل موضع گیلانی بودھوں کا علاقہ تھا۔ اب بھی وہاں ایک بڑا تالاب اور ایک بودھ مٹھ کی تاریخی عمارت بودھوں کی یاد دلاتی ہے۔ اس گاؤں کا قدیم نام گوروندپور تھا۔ سید ندیم الدین جیلانی اپنے فرزند سید شہاب الدین اور پوتے سید منہاج الدین کے ہمراہ دہلی وارد ہوئے اور دہلی ہی میں مدفون ہوئے۔ سید شہاب الدین مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کے ہمراہ اپنے بیٹے سید منہاج الدین کے ساتھ بہار آئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہار شریف گیلانی سے ۱۲ میل پر ہے۔ والد کی رحلت کے بعد سید منہاج الدین کا دل اچاٹ ہوا اور وہ وہاں سے منتقل ہو کر گوروندپور آئے جہاں انہیں بادشاہِ وقت کی طرف سے جاگیر ملی چونکہ وہ گیلان (بغداد) سے آئے تھے اسی نسبت کی بنا پر اس کا نام گیلانی رکھا۔

---

[1] مقامات مولانا گیلانی از مظفر گیلانی صفحہ ۱۲ تا ۵۱

سید منہاج الدین کا عقد ڈمراواں میں خواجہ اعلیٰ (برادر خورد خواجہ لاہوری لاولد) کی دختر نیک اختر بی بی خدیجہ سے ہوا۔ اس طرح سید منہاج الدین کا تعلق موضع ڈمراواں سے براہِ راست ہوا۔ دونوں خواجہ برادران کے مزارات موضع ڈمراواں کے قریب ہیں۔ دونوں بہت ہی مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ اب بھی ان کے مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک شخص محمد عمر بن سید صاحب علی بن سید کرم علی بن سید محب اللہ بن سید مقیم بن سید محمد شریف بن سید محمد شاہ بن سید بدیع الدین بن سید منہاج الدین پھر گیلانی لوٹ آئے۔ میر مقیم زیدی الواسطی موضع اکساری کے رہنے والے تھے۔ ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۵۶ء میں میر مقیم گیلانی میں آباد ہو گئے اس طرح یہ بستی زیدی واسطی سادات کرام کا وطن بنی جن کی دوسری شاخ گیلانی میں آباد ہے۔ میر شفاعت علی تک یہ خاندان عامنہ میں رہا۔ میر شجاعت کے محل ثانی سے مولانا محمد احسن اور مولوی محمد محسن وکیل تولد ہوئے۔ مولانا محمد احسن کا عقد گیلانی میں بی بی آمنہ بنت امام بخش بن تقیم اللہ بن پیر مقیم سے ہوا جن سے مولانا احسن کے تین فرزند تولد ہوئے۔ سید ابونصر۔ سید ابوالخیر۔ سید ابوظفر لاولد فوت ہوئے۔ سید ابونصر حافظ، عالم اور حکیم تھے یہ بھی لاولد فوت ہوئے۔ حافظ ابوالخیر کے تین فرزند تولد ہوئے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ سید مکارم احسن اور سید مظہر احسن۔ ان کے علاوہ سید ابوالخیر کی تین دختر تھیں بی بی اُمِّ ہانی۔ صفیہ، ہاجرہ۔ اُمِّ ہانی کا عقد مظاہر حسین ساکن کٹھنی کول سے ہوا۔ بی بی صفیہ کا عقد مولانا لطف اللہ بن مولانا محمد علی مونگیری سے ہوا جو مولانا منت اللہ رحمانی کے بڑے بھائی تھے۔ بی بی ہاجرہ کا عقد گیلانی ہی میں مولانا عبدالعزیز سے ہوا جو اچھے شاعر اور قاری تھے۔ انہیں خان بہادر کا خطاب ملا تھا اور وہ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ گیلانی سے منتقل ہو کر صاحب گنج میں آباد ہو گئے جہاں وہ ۴۰ سال تک مسجد میں عزلت نشین رہ کر وفات پا گئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ۱۸۹۲ء میں اپنی ننہال موضع استھانواں پٹنہ میں تولد ہوئے۔ مولانا کا تاریخی نام "ابوالمظفر" رکھا گیا تھا جس سے سن ولادت ۱۳۱۰ھ نکلتا ہے جبکہ تاریخ بارہ کیاں میں ۱۳۰۹ھ لکھا گیا ہے۔ مولانا کی تاریخ وفات ۵۔ جون ۱۹۵۶ء ہے۔ آپ کے چچا ابونصر نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود حکیم اور عالم تھے اور منطق و فلسفہ میں اپنے والد مولانا محمد احسن کے نقشِ قدم پہ گامزن تھے۔ اس وقت مولانا محمد احسن کا مدرسہ پورے ہندوستان

میں مشہور تھا۔ اس مدرسہ میں بہار اور ہندوستان کے علاوہ سرحد اور کابل تک کے طلبا
کی ایک اچھی تعداد مولانا سے تلامذہ کے لئے آئی۔ ہزارہ کے مولانا عبد اللہ نے تو گیلانی ہی
میں توطن اختیار کیا اس طرح اس گاؤں میں رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف
کا تصف صدی تک غلغلہ رہا۔ مولوی ابو النصر نے اسی ماحول میں مولانا گیلانی کو عربی فارسی منطق
فلسفہ اور حدیث کی تعلیم دلوائی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن کے ایک شاگرد حکیم دائم علی ریاست
ٹونک میں سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا
تھا۔ ان کے فرزند حکیم برکات نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ اس وقت منطق اور فلسفہ
میں پورے ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کے لئے
اپنے بھتیجے کو مولانا برکات احمد کے پاس راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں بھیجا۔ اس وقت
مولانا گیلانی کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ ۷ سال تک ٹونک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ علم حدیث
کی تکمیل کے لئے مولانا عازم دیوبند ہوئے اور مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا محمود الحسن
شیخ الہند کے تلامذہ میں رہے۔ شیخ الہند نے مولانا کو اپنا مرید کیا اور دو رسالے "القاسم" اور
"الرشید" دیوبند کی ادارت ان کے سپرد کی اور مبلغ ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کردی۔ ایک سال
تک مولانا دونوں رسالوں کی ادارت سنبھالتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب
"ابوذر غفاری" لکھی جس کو دیکھ کر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے پیشین گوئی کی کہ یہ مصنف
محقق ہوگا۔ پھر دوسری کتاب کائنات روحانی لکھی۔ ایک سال کے بعد مولانا دیوبند سے
وطن واپس آئے اور مونگیر میں مولانا محمد علی مونگیری کے زیر سایہ ایک رسالہ جاری کرنے
کی تگ و دو میں لگے رہے لیکن سرمایہ فراہم نہ ہو سکا۔ اسی دوران بھاگلپور اور دربھنگہ
میں وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے۔ ایک دن ایک مجمع میں ایک ہندو مولانا کی تقریر
سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ آخر کار دوبارہ دیوبند جاکر "القاسم" اور "الرشید" کی
ادارت سنبھالی جس کے عوض ۵۰ روپے تنخواہ ملتی۔ حیدر آباد میں استھانواں کے
سید محی الدین بیرسٹر مولانا کے عزیز تھے۔ وہاں قیام کے دوران ان کی ملاقات مفسر
قرآن مولانا حمید الدین فراہی پرنسپل مدرسہ نظامیہ سے ہوئی جن کی وساطت سے

۱۹۲۰ء میں مولانا گیلانی عثمانیہ یونیورسٹی میں دینیات کے لکچرر مقرر ہو گئے۔ ۲۸، سال کے بعد صدیقی صاحب کی سبکدوشی پر مولانا صدر شعبۂ دینیات مقرر ہوئے اور آخر کار ۱۵، اپریل ۱۹۴۹ء کو سبکدوش ہوئے۔ مولانا کی وفات پر مولانا فصیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا کا عقد بی بی آمنہ بنت سید محمد نذیر داروغہ سے ۱۹۱۲ء میں ہوا جن سے ایک فرزند سید محی الدین اور ایک دختر تولد ہوئی۔ سید محی الدین حکومت پاکستان میں پی اے ایس کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔ دختر کا عقد صلاح الدین بن مکارم احسن سے ہوا۔ مولانا ایک جامع شخصیت تھے وہ مدیر اور پروفیسر رہے اور ۲۵ سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ آخری دنوں میں تصوف سے لگاؤ ہو گیا تھا۔ مولانا کی زندگی ہمیشہ فقیرانہ رہی۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مظہر احسن جامعہ عثمانیہ میں ریڈر تھے۔ مولانا ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف۔ تدوین قرآن، تدوین حدیث مقالاتِ احسانی۔ اسلامی معاشیات۔ نظام تعلیم و تربیت۔ سوانح قاسمی۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔ ظہور نور وغیرہ۔

مونگیر

مونگیر بھوجپور، مگدھ اور متھلا میں واقع ہے۔ نسلی اور لسانی اعتبار سے یہ وسیع و عریض خطہ صوبہ
بہار کے انتہائی حسین و جمیل، زرخیز اور مردم خیز علاقے ہیں۔ بھوجپور کا علاقہ آرہ، چھپرہ، غازی پور
اور بلیا سے جونپور تک پھیلا ہوا ہے۔ برصغیر میں کبیر داس بھوجپوری زبان کا ایک عظیم شاعر گزرا
ہے جسے ہندی زبان کا بابا آدم کہتے ہیں اور ماہرین لسانیات بھوجپوری زبان کو ہندی زبان کی
ماں کہتے ہیں۔ مگدھ کا علاقہ دنیا کی تاریخ میں عظیم الشان ہے اسی علاقہ میں پاٹلی پتر (پٹنہ) واقع
ہے جو صدیوں تک برصغیر پاک و ہند کا دارالحکومت رہا۔ یہ ہمیشہ علم و عرفان کا سرچشمہ اور گہوارہ بھی
رہا ہے۔

متھلا کا علاقہ رامائن کی ہیروئن سیتا کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ والمیکی نے یہیں بیٹھ کر
رامائن کی تالیف کی تھی۔ یہ دیار حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے۔ یہاں کے برہمن زادوں اور برہمن
زادیوں کے حسن کو طلائی حسن کا نام دیا جاتا ہے۔ چمپئی رنگ کی طرح ان کا حسن دمکتا ہے اسی لیے
حضرت امیر خسروؒ بھی یہاں کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں چنانچہ
وہ کہتے ہیں ؎ ندیم کہ زن ترہت راجب حسن رکھے چھپے ؛ گفتہ کہ دہن ادا باجھن او لعل جھڑتے چھپے
اسی دیار میں متھلی زبان کا ایک عظیم شاعر ودیاپتی بھی گزرا ہے جس کی رومانی شاعری ہمیں
یونان کے شاعر ہومر کی یاد دلاتی ہے اور جو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

مونگیر کا خطہ اپنے متصل علاقوں سے متاثر ہے اور مختلف تہذیبوں کے سرچشموں سے سیراب
ہوتا رہا ہے اور برابر اپنی زرخیزی اور مردم خیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ نواب میر قاسمؒ نے جب انگریزوں
سے جنگ کی ٹھانی تو اس نے نظامت بنگالہ کا دارالخلافہ مرشد آباد سے مونگیر منتقل کر دیا اور مونگیر
شہر کو اپنا دارالمقام قرار دیا۔ چنانچہ مونگیر کے قلعہ سے اس نے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی
جدوجہد تیز کر دی جس کے نتیجہ میں دو جنگیں لڑی گئیں آخر کار بکسر کی جنگ میں ۱۷۶۴ء میں نواب

۱؎ مہر نیمروز کراچی اختر اورینوی نمبر ص ۱۳۹ تا ۱۴۰ ۲؎ شجرہ سادات نوشہرہ از مولانا عبدالرشید ندوی

میر قاسم انگریزوں سے برسرِ پیکار رہتے ہوئے مارا گیا۔ سید قمر علی میر قاسم کی فوج میں ہفت ہزاری منصب پر فائز تھے وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ میر قمر علی سادات جاجیئری سے تعلق رکھتے تھے جو سید شاہ برہان الدین بن سید احمد جاجیئری (مدفون سانحہ مونگیر) کی گیارھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ نواب میر قاسم مادری شجرہ کی رو سے زیدی النسب تھے۔

سادات مستقل سفر میں رہے ہیں۔ بغداد، بخارا، مصر، سمرقند، بہار، لکھنؤ، دہلی، لاہور، مرشد آباد پشاور، کشمیر، بھکر، سکھر، ٹھٹھہ اور ملتان وہ کہاں نہیں گئے اور کہاں نہیں پہنچے سارا کرۂ ارض ان کا وطن ہے ان کا اپنا ملک اور ان کا اپنا گھر۔

شمس العلماء علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی مونگیری

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۲۷)

علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی دہلی میں مولانا شاہ محمد اسحٰق کے مسند نشین ہوئے مولانا
شاہ محمد اسحٰق شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نواسہ تھے اسی لئے آپ کو بھی میاں صاحب کہا
جانے لگا جس کو سید نذیر حسین نے پسند فرمایا۔ سنہ ۱۳۰۰ھ میں میاں صاحب حج کو تشریف لے گئے۔
حج کے دوران دوسرے ممالک کے علماء نے آپ سے حدیث کی سندلی اسی موقع پر آپ کو "شیخ الکل"
کا خطاب ملا بعد ازاں حکومت انگلشیہ نے بھی آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

وطن صوبہ بہار کا مشہور سرسبز و شاداب اور مردم خیز ضلع مونگیر آپ کا وطن ہے جو پٹنہ سے
پورب بھاگلپور سے پچھم ترہت سے دکھن اور رانچی سے اُتر گنگا کے جنوباً و شمالاً واقع ہے۔ یہ
علاقہ بانس کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔ مونگیر نے آبنوسی اشیاء کی صنعت اور بندوق سازی
میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مونگیر شہر لب دریائے گنگا پٹنہ سے سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی ضلع
کا ایک قصبہ سورج گڑھہ دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قصبہ مونگیر شہر سے ۲۰ میل
مغرب اور پٹنہ سے ۸۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ سادات بنی فاطمہؓ کی سکونت مدت مدید سے
یہاں چلی آتی ہے یہی میاں صاحب کا وطن ہے۔

سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں اودین کے ہندو راجہ نے گاؤکشی کے جرم میں چند
مسلمانوں کو شہید کر دیا جب یہ خبر سلطان تک پہنچی تو مولانا نورؒ برادر حضرت بختیار کاکیؒ کی سرکردگی
میں ساٹھ ہزار کا لشکر اودین کی جانب روانہ ہوا۔ ساٹھ سادات عظام کو ایک ایک ہزار فوج پر
افسر مقرر کیا گیا۔ انہیں رسالہ داروں میں میاں صاحب کے جدِ اعلیٰ سید شاہ احمد جاجیریؒ اور

۱؎ حیات بعد المماۃ صفحہ ۵۰۴

ان کے برادر بزرگ سید شاہ محمود جاجنیری بھی تھے۔ راجہ اندردوں شکست کھا کر فرار ہوگیا۔ فتحیابی کے بعد دونوں سادات برادر نے اسی علاقہ کو سکونت کے لئے پسند فرمایا لہٰذا موضع ایکسار گی اور رہوی کو مرکز بنایا۔ سید احمد جاجنیریؒ (مدفون ندیاواں نزد لکھی سرائے مونگیر) کے پانچ فرزند تھے (۱) سید شاہ علی شیر جاجنیری (۲) سید شاہ خضر حیدر باگھ (مدفون بجوبند) (۳) سید شاہ جمال الدین (مدفون جموارہ) (۴) سید شاہ برہان الدین (مدفون سانحو پرگنہ بلیا، بیگو سرائے مونگیر) (۵) سید شاہ محمد یوسف دولہ (مدفون موضع چونتر سما ئے ضلع گیا)۔ ایک فرزند تو ایکساری میں رہے۔ ایک دہلی چلے گئے۔ دو نے بارہ گیاں میں اقامت اختیار کی اور ایک دریا گنگا کے پار شمال میں موضع سانحو میں آباد ہوگئے۔ سید احمد جاجنیری کی اولاد میں سے کچھ لوگ بیلتھوا چلے گئے۔ کوئی اہرہ جا بسا۔ کوئی علی نگر میں متمکن ہوا اور کوئی سولا نگر و سورج گڑھ کو اپنا مسکن بنایا۔ میاں صاحب کے والد سید جواد علی کئی پشتوں سے موضع بیلتھوا میں رہتے تھے جن کے تین حقیقی بھائی (۱) سید چندو (۲) سید عیدو (۳) سید کلب علی تھے لیکن لکھنے پڑھنے میں سید جواد علی ہی قابل تھے اور فارسی دانی میں ممتاز تھے۔

ولادت میاں صاحب کی ولادت ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ مولوی سید سجاد حسین اور مولوی توکل حسین علامہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میاں صاحب کی بڑی ہمشیرہ کی شادی بیلتھوا میں ہوئی تھی۔ علامہ سید نذیر حسین دہلوی ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے حسینی زیدی الواسطی اور نجیب الطرفین سید تھے۔ میاں صاحب کا خاندان علم و فضل، دولت و وجاہت میں ممتاز رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عہد عالمگیری میں منصب قضا پر مامور رہے ہیں۔ سادات جاجنیری نہایت معزز، محتشم اور محترم رہے ہیں۔ سید بایزید سے عہدہ قضا کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن میں قاضی سید وجیہ الدین، قاضی سید جمال، قاضی سید عبد النبی اور قاضی سید عنایت اللہ مدرس مدرسہ شاہی دہلی، محمد اعظم، قاضی سالم، قاضی سید امام علی، قاضی سید محمد اکبر غازی مشہور ہیں۔ اکبر غازی کے نواسہ سید حفیظ الرحیم آج کل اسی عہدہ پر سب رجسٹرار ہیں۔

جب میاں صاحب سترہ سال کے ہوئے تو تعلیم کی تکمیل کے لئے امداد علی کو ساتھ لے کر ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں بیلتھوا سے عظیم آباد چلے آئے جو اس زمانہ میں بہار کا مدینۃ العلم

سمجھا جاتا ہے وہاں سے وہ صادق پور پہنچے اور شاہ محمد حسین کے مکان پر ٹھہرے جہاں جاگیر کا نظم ہوگیا۔ میاں صاحب نے وہاں چھ ماہ رہ کر ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ پڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سید احمد بریلوی، مولانا اسمٰعیل شہید حج کے ارادہ سے بریلی سے روانہ ہوئے اور الٰہ آباد، مرزاپور بنارس، غازی پور اور داناپور ہوتے ہوئے عظیم آباد پہنچے۔ راہ میں ہر جگہ یہ قافلہ پندرہ روز تک گول گھر کے سامنے ٹھہرا تھا جہاں سید احمد بریلویؒ نے میدان میں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ اور وعظ بھی فرمایا تھا جس میں میاں صاحب شریک تھے۔ سید احمد شہید کا قافلہ بذریعہ کشتی سورج گڑھ، مونگیر، بھاگلپور اور مرشد آباد ہوتے ہوئے کلکتہ روانہ ہوگیا۔ سورج گڑھ میں بھی یہ قافلہ پندرہ دنوں تک ٹھہرا تھا جہاں سادات سورج گڑھ نے ان کی دعوت کی تھی اور حج سے واپسی پر بھی یہ قافلہ سورج گڑھ میں ٹھہرا تھا۔ یہ واقعہ ۱۲۳۷ھ کا ہے۔ اسی سال میاں صاحب دہلی روانہ ہوئے، راہ میں غازی پور میں قیام کیا اور مولانا احمد علی چڑیا کوٹی سے درس لیا پھر الٰہ آباد روانہ ہوئے جہاں آٹھ ماہ تک علمائے الٰہ آباد سے صرف و نحو اور ہدایہ کا درس لیتے رہے۔ فتح پور ہوتے ہوئے کانپور پہنچ کر موضع خواجہ پھول، سکندرہ میں قیام کیا۔ آگرہ ہوکر ۱۲۴۳ھ یعنی ۳۰ جنوری ۱۸۲۸ء کو دہلی پہنچے۔ دہلی پہنچ کر پنجابی کٹرہ کی مسجد اورنگ آباد میں ٹھہرے جو عالیشان مسجد تھی یہیں میاں صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کی۔

اولاد مولانا شریف حسینؒ میاں صاحب کے اکلوتے فرزند تھے جنہوں نے ۵۷ سال کی عمر پاکر ۱۸۸۶ء میں وفات پائی۔ مولانا سید شریف حسین کے دو بیٹے تھے (۱) سید عبدالسلام (۲) سید نورالحسن اور چند بیٹیاں۔

تصنیفات میاں صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ وفات سے ۲۷ سال قبل فرمایا تھا کہ اگر میرے کل فتوے کی نقلیں رکھی جاتیں تو چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر ہوتیں۔ میاں صاحب کی تصنیفات میں ۷۵ کتابیں مشہور ہیں۔

شاگردان دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں آپ کے شاگرد موجود تھے۔ ان ہزاروں شاگردوں میں چند شاگردان رشید یہ ہیں۔ (۱) مولوی عبدالحلیم شرر (۲) عبداللہ غازی بن ولایت علی صادق پوری سالار افواج جنگ امبیلا (سوات) جنھیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے پھانسی دی۔

لے حیات بعد المماث صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۲

پشت نمبر	اسماء
۴۵	سر سید علی امام ؒ
۴۴	سید امداد امام اثر
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دیوان شاہ پیر محمد امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جان
۲۹	سید علی بن جمال بن سید محمد
۲۸	سید جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری
	شجرہ صفحہ ۱۹۳

سر سید علی امام بیرسٹر، بہار

(شجرۂ نسب صفحہ ۔)

سر سید علی امام بہار کے مشہور سادات زیدی واسطی جاجنیری خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری پاس کیا۔ ۱۹۱۰ء میں وائسرائے ہند نے ان کا انتخاب ممبر قانون کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۱۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں جج مقرر ہوئے۔ جون ۱۹۱۹ء میں مملکت آصفیہ دکن کے صدر اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں لیگ آف نیشن کے پہلے اجلاس میں ہند کی نمائندگی کی۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں مسلمانانِ ہند کے نمائندہ وفد میں سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کی قیادت میں وائسرائے سے ملے جس میں سر سید علی امام بھی رکن تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں نواب سلیم اللہ خاں کی قیام گاہ ڈھاکہ شاہ باغ کے اجلاس میں سر علی امام شریک معاون تھے۔ ان کا شمار آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے دوسرا اجلاس ۱۹۰۹ء میں امرتسر میں منعقد ہوا جس کی صدارت سر علی امام نے کی۔ ان کا وہ خطبۂ صدارت بہت ہی اہم ہے۔ ۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کا تصفیہ اپنی محنت شاقہ سے حل کیا۔ علامہ اقبال ان سے بہت متاثر تھے۔ دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر علامہ اقبال اور سر علی امام ایک ہی جہاز پر ہم سفر تھے۔ ان کو بے شمار اشعار یاد تھے۔ ان کے والد سید امداد امام اثر بھی مایۂ ناز ادیب و شاعر تھے۔ ایک بار سر علی امام لاہور تشریف لائے تو علامہ نے یہ شعر کہا۔

نگہدار حقوق امت خیر البشر آیا   مسلمانو مبارک ہو امام منتظر آیا

علامہ اقبال نے سر علی امام کی عقیدت میں ایک مثنوی لکھی اور اسرار خودی کا انتساب ان کے نام کیا۔

(پیش کش بحضور سر سید علی امام از علامہ اقبالؒ)

اے امام سید والا نسب
دودمانت فخر اشراف عرب
سلطنت را دیدہ افروز آمدی
عقل کل را حکمت آموز آمدی
آشنائے معنی بیگانۂ
جلوۂ شمع مرا پروانۂ
مرغ فکرم گلستان ہا دیدہ است
از ریاض زندگی گل چیدہ است
بود نقش مستقیم انگارۂ
ناقبولے ناکسے ناکارۂ

عشق سوہاں زد مرا آدم شدم
عالم کیف و کم عالم شدم
حرکت اعصاب گردوں دیدہ ام
در رگ مہ دورہ خوں دیدہ ام
بہر انساں چشم من شبہا گریست
تا دریدم پردۂ اسرار زیست
از درون کارگاہ ممکنات
برکشیدم سر تقویم حیات
لختے در باغ با آغ آوازہ اش
آتش دلہا سرود سادہ اش

ذرہ کشت و آفتاب انبار کرد
خرمن از صد رومی و عطار کرد
خاکسارم از ہمت فکر بلند
راز ایں تہ پردہ در صحرا فگند
قطرہ تا ہم پایۂ دریا شود
ذرہ از بالیدگی صحرا شود
نذر اشک بیقرارا از من پذیر
گریۂ بے اختیار از من پذیر

ؔ مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ ۔ تاریخ حسن صفحہ ۱۲۳

نوٹ: (۱) آثار کاکو میں سید امداد امام اثر کے پردادا کو سرامام علی۔ درج ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۲۶ آثار کاکو (واللہ اعلم بالصواب)

(۲) سر سید علی امام ہندوستان کے اول و آخری مسلمان قائم مقام وائسرائے ہوئے یہ اعزاز کسی دیگر ہندوستانی کو حاصل نہ ہوا ہو گا

(۳) جارج پنجم یا ششم شاہ برطانیہ جب عازم ہند ہوا تو نیورہ میں سر علی امام کا مہمان ہوا یہ اعزاز بھی کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہ ہوا آج بھی نیورہ (پٹنہ بہار) میں ریلوے اسٹیشن پر یادگاری تختی لگی ہوئی ہے۔

سر سید علی امام بیرسٹر کے نسبنامہ پر تبصرہ

(۱) سر علی امام کو مؤلف مخزن الانساب نے صفحہ ۱۰۰ پر اولاد سید جمال الدین بن سید ابوالفضائل بن ابو الفرح واسطی درج کیا ہے جبکہ سید ابوالفضائل کے سید جمال الدین نامی کسی فرزند کا نام کسی بھی انساب کی کتاب میں درج نہیں ہے۔

(۲) مؤلف مخزن الانساب نے سر علی امام کو حضرت علیؑ کی ینتیسویں پشت میں درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۴۵ ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

سر علی امام کا انتقال بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔ (یعنی ۱۹۲۰ء) اس وقت سن ہجری (۱۹۲۰ ـ ۵۷۰) = ۱۳۵۰ھ تھا۔ ۱۳۵۰ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیجئے (اوسط عمر ۳۰ ÷ ۱۳۵۰ (سن وفات) = ۴۵۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سر علی امام کا پشت ۴۵ ہے جیسا کہ ان کے معاصر مشاہیر زیدی میں علامہ مناظر احسن گیلانی کا پشت بھی ۴۵ ہے (ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۲۸)

(۳) سید ابوالفضائل بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد بہار میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ بہار میں زیدی النسب جاجنیری سادات دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک سلسلہ بلگرامی ہے جو زیادہ تر آرہ، کواتھ، شاہ آباد میں آباد ہیں جو سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں جبکہ سادات جاجنیری سید مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں، ان کے علاوہ دونوں میں مسلک کا بھی فرق ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ سید محمود جاجنیری اور سید احمد جاجنیری ہیں۔ سید محمود جاجنیری کی اولاد زیادہ تر راجگیر اور مسیاں میں ہے جبکہ چھوٹے بھائی سید احمد جاجنیری کی اولاد زیادہ تر مواضعات بارہ گانواں میں دریائے گنگا کے دونوں جانب مونگیر میں آباد ہیں۔ انساب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد جاجنیری کے پانچ فرزندوں

منجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین ہیں جن کا مزار کوہ جمارہ پر مرجع خلائق ہے۔ انہیں کی اولاد اطراف و جوانب میں آباد ہیں۔ یہی سید جمال الدین سر علی امام کے مورث اعلیٰ ہیں جن کا ذکر مخزن الانساب صفحہ نمبر ۱۰۰ پر ہے۔

(۴) صاحب مخزن نے سید جمال الدین کو پشت نمبر ۲۰ پر درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت نمبر ۲۸ ہے ملاحظہ ہو شجرہ سر سید علی امام صفحہ نمبر ۲۳۶

پشت نمبر	اسماء
۴۴	سر سید سلطان احمد
۴۳	سید خیرات علی
۴۲	سید اکبر علی
۴۱	سید دھوم
۴۰	میر مقیم
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلوتی
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید شاہ محمد
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم رہوی
۲۸	سید خضر حیدر باگھ
۲۷	سید احمد جاجنیری

سر سیّد سلطان احمد بیرسٹر، بہار

سر سید سلطان احمد کی ولادت ۲۴ دسمبر ۱۸۸۰ء میں موضع پالی ضلع گیا، بہار میں ہوئی۔ گیا ضلع اسکول سے انٹر پاس کیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ بعد ازاں کلکتہ پریسیڈنسی کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۵ء میں لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے وطن واپس لوٹے۔ اس کے بعد دس سال تک کلکتہ ہائی کورٹ میں قانون کی پریکٹس کرتے رہے۔ جب پٹنہ میں ہائی کورٹ قائم ہوا تو ۱۹۱۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے ۱۹۱۹ء میں ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ قیام کلکتہ کے دوران مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ آغا خان نے انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی مجلس عاملہ کا رکن بھی بنایا۔ ۱۹۲۳ء میں پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت برطانیہ نے انہیں "نائٹ ہوڈ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ لندن کے گول میز کانفرنس میں امتیازی حیثیت میں شریک ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں وائسرائے ہند نے سید سلطان احمد کو مجلس عاملہ کا مالیاتی مشیر مقرر کیا۔[۱]

سر سید سلطان احمد بیرسٹر بہار کے سادات بنو زیدی الواسطی جاجنیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشاہیر بہار میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ اسی خانوادے کے سر علی امام اور سر حسن امام۔ ان کے ہم عصر ہی بلکہ ہم جد ہیں۔ سر علی امام سید احمد جاجنیری کے سنجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین کی اولاد ہیں جب کہ سر سید سلطان احمد سید احمد جاجنیری کے منجھلے بیٹے سید خضر عرف حیدر باگھ کی اولاد ہیں۔

---

[۱] ماہنامہ ندیم مئی ۱۹۸۲ء صفحہ ۴

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴۶	والدہ رحمت اللہ
۴۵	نانی رحمت اللہ
۴۴	سید امداد امام اثر
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دیوان شاہ پیر امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابو الخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حمید جان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنیریؒ
	(شجرہ ص ۲۸۶)

سید شہاب الدین رحمت اللہ بار ایٹ لاؔ

سید شہاب الدین رحمت ریٹائرڈ آئی سی ایس تھے۔ وہ صوبہ بہار کے ضلع شاہ آباد کے ایک رئیس گھرانے میں ۹ رجب ۱۹۱۳ء کو تولد ہوئے۔ آرہ ضلع اسکول سے حاجی سید زین الدین وارثی کی زیر نگرانی میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا اور سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۳ء میں بی اے آنرز (معاشیات) امتیازی درجہ میں پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں شہاب رحمت اللہ نے آئی سی ایس کیا اور مزید تعلیم و تربیت کے لیے لندن روانہ ہوئے۔ دو سال کی مدت میں انہوں نے لندن سے بار ایٹ لا کیا اور فن مصوری میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان واپس آئے۔ متحدہ بنگال کے تین سب ڈویژن میں ایس ڈی ایم رہے پھر تین اضلاع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے عہدوں پر فائز رہے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ڈھاکہ کے پہلے ڈی سی مقرر ہوئے۔ یہ عہدہ انہوں نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو سنبھالا اور پہلا پاکستانی جھنڈا ڈھاکہ میں لہرایا۔ آخر میں وہ مشرقی پاکستان میں مسلسل ۵ سال تک کمشنر رہنے کے بعد منصوبہ بندی کمیشن کے سیکریٹری کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۵۹ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ڈھاکہ واپس آکر لا چیمبر قائم کیا۔ صدر ایوب خان نے ان کو کنونشن مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا۔ بعد ازاں انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ فوٹوگرافی میں مہارت کے سبب آپ برطانوی رائل سوسائٹی کے لائف ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ نے ڈھاکہ میں ۱۹۴۷ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول اور قائد اعظم میموریل کالج قائم کیا۔

وہ انگریزی ادب کے مشہور شاعر اور اسکالر تھے۔ انگریزی زبان میں ان کی مندرجہ ذیل تصنیفات قابل ذکر ہیں:-

(شہاب رحمت اللہ از ڈاکٹر رضا راشدی جنگ جمعہ ایڈیشن ص ۳)

(۱) ٹین جیمس فرام غالب (۲) آرٹ ان اردو پوئٹری ۱۹۵۵ء میں ڈھاکہ سے شائع ہوئی جس کا پیش لفظ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے لکھا۔

(۳) ہنڈریڈ جیمس فرام غالب۔

(۴) دی کال آف دی بل (بانگِ درا) کا انگریزی میں منظوم ترجمہ، جس کا پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمیل نے لکھا ہے۔ کاشف الحقائق کے مصنف نواب سید امام اثر شہاب کے پرنانا تھے۔ نواب نصیر الدین حسین ان کے خالو تھے۔

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	شمس الضحیٰ
۴۵	آل زہرہ زوجہ سید محمد مجتبیٰ
۴۴	سید یوسف امام
۴۳	سید وحید الدین
۴۲	سید اسید امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حید رجان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنری

پروفیسر شمس الضحیٰ، جامعہ کراچی

والد کا نام سید محمد مجتبیٰ جو مظفر پور میں وکیل تھے۔ شمس الضحیٰ کے نانا کا نام نواب سید یوسف امام تھا جو سید امداد امام اثر کے چھوٹے بھائی تھے۔ کرائے پر سرائے کے باشندہ تھے۔ شمس الضحیٰ ۱۹۲۲ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء سے کراچی میں سکونت پذیر رہے۔ سید محمد مجتبیٰ کا راست جدی تعلق مخدوم شاہ شعیب شیخپوروی سے ہے۔ سید مجتبیٰ کے والد ڈاکٹر ناظر حسین موضع پٹھانہ تندوا اسلام پور پٹنہ میں آ بسے۔ پروفیسر شمس الضحیٰ کی والدہ سیدہ آل زہرہ نواب سید یوسف امام کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پروفیسر صاحب کی ابتدائی تعلیم مظفر پور میں ہوئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا اور ۱۹۴۶ء میں جغرافیہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے اور ۱۹۵۳ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ پھر اردو کالج کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ کراچی میں جغرافیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے انگریزی ادب میں آنرز کیا ہے۔ عربی کے گریجوئٹ میں فارسی زبان سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ ترکی زبان سے بھی واقف ہیں۔ ان کے اساتذۂ کرام میں سید خورشید حسن، پروفیسر کلیم الرحمٰن اور پروفیسر اختر اورد

مسلم سربراہے بہار جلد دوم صفحہ ۱۸۷، تاریخ حسن صفحہ ۱۰۰، تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳ اور ۸۴، فیضان صفحہ ۸

بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے مشہور معروف شعرائے کرام میں شمار ہوتا ہے۔
انہوں نے انگریزی میں بھی شاعری کی ہے اور سونیٹ لکھا ہے۔ آپ کے دو چھوٹے
بھائی ہیں۔ سید عسکری امام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور سید
نجم الہدیٰ بی ایس سی علیگ گرامر اسکول کراچی میں ٹیچر ہیں اور اچھے غزل گو شاعر ہیں۔

نوٹ سید یوسف امام کے ۵ فرزند اور ۲ دختر تھیں۔ ان کے ایک داماد سید انیس الحسنین
رئیس نگر نوشہ تھے جن کے چھوٹے برادر میر سید محمد حسن تھے جن کی نواسی کے بیٹے شیخ واصف علی
اے جی پی آر میں ملازم ہیں۔

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی

شجرہ نسب پدری

۴۶- حکیم سید محمود احمد برکاتی

۴۵- حکیم سید محمد احمد

۴۴- حکیم سید برکات احمد ٹونکی

۴۳- سید دائم علی

۴۲- میر افضل علی

۴۱- میر ناصر علی

۴۰- میر واصل علی

۳۹- سید فیروز

۳۸- سید سکندر

۳۷- سید احمد علی

۳۶- سید شاہ سلوتیؒ

۳۵- سید خان غازی

۳۴- سید اللہ داد

۳۳- سید شاہ منجھن

۳۲- سید شاہ خداوند

۳۱- سید شاہ محمد قلعہ دار بھکر

۳۰- سید شاہ محمود (خلیفہ جہانیاں جہاں)

۲۹- سید حاتم رہبری

۲۸- سید شاہ خضر حیدر باگھ

۲۷- سید احمد حاجینیری

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے قائم کردہ دار العلوم خلیفہ ٹونک میں حاصل کی۔ اس کے بعد اجمیر شریف میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پڑھا۔ طبیہ کالج، دہلی میں عربی زبان میں طب پڑھی اور فاضل الطب والجراحت کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء سے حکیم صاحب کا مطب مرجع خلائق ہے۔ آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں جن میں "شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان" "فضل حق خیر آبادی اور سن ستاون"، "سیرت فریدیہ"، "الروض المجود، معین الحق اور نشان راہ" قابل ذکر ہیں۔ اتحاف العرفان فی ماہیۃ الزمان[۱] مسئلہ زمان پر حکیم سید برکات احمد کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ میں اسے سبقاً سبقاً پڑھ رہا ہوں"۔ ڈاکٹر ممتاز حسن کی فرمائش پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے دو ایڈیشن اقبال اکیڈمی شائع کر چکی ہے۔ "حیات برکات احمد" "حیات شاہ محمد اسحق دہلوی" اور "مشاہدات فرنگ" زیر تصنیف ہیں۔

---

[۱] کتابچہ شائع کردہ مجلس اطباء، کراچی، تاریخ حسن صفحہ ۹

ساداتِ سانحہ

"کوہ ہیم بہ کے نظر آتے ہیں دلمان سڑک سے ـــــ تو ہند جیا چل کے دیکھ بیابان سڑک سے"
"سانحہ کے دیاروں میں چمن زار سماں دیکھ ـــــ اور رود بارِ گنگ میں ایک اور جہاں دیکھ"

سانحہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر (موجودہ ضلع بیگو سرائے) کا یہ گاؤں مونگیر شہر سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سانجھو ہے جو راجپوت چکواروں کا مرکز اور گہوارہ رہا ہے۔ واضح ہو کہ چکوار بہار میں راجپوتوں کی ایک جنگجو اور بہادر ہندو قوم ہے۔ نواب علی وردی خاں حکمراں بنگال وبہار کے عہد میں یہاں ایک جنگ لڑی گئی تھی جس میں سرکش چکواروں کا قلع قمع کیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے دردِ سر بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع سانحہ ساداتِ جاجنیری سے آباد ہوا۔ اس سلسلے کے ایک بزرگ سید شاہ برہان الدین جو سید احمد جاجنیری کے چوتھے فرزند تھے یہاں آکر آباد ہو گئے۔ جن کا مزار موضع سانحہ میں واقع ہے۔ چاروں طرف مزار کے پختہ دیواریں ہیں جہاں کچھ پرانے درخت ہیں انہیں درختوں کے درمیان پختہ صحن میں دو قبریں ہیں جو سید شاہ برہان الدین اور ان کے فرزند سید شاہ باگھ کی ہیں۔ یہ قبریں تقریباً چھ سو سال پرانی ہیں اور درمیان میں اٹھارہ پشتیں گزر چکی ہیں اس لیے بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح علم ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی ساحل سے لے کر دریائے کوسی تک کا علاقہ شاہانِ مغلیہ کی طرف سے انہیں جاگیر میں ملا تھا جس پر خراج معاف تھی اس لیے یہ جاگیر معافی کہلاتی تھی۔ سید شاہ باگھ کے فرزند اور سید احمد جاجنیری کے پوتے سید شاہ محمد یونس کی پانچویں پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو بیٹے مشہور ہوگئے۔ (۱) سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا (۲) سید شاہ محی الدین، سید شاہ معین الدین کا مزار راقم الحروف کے گاؤں احمد گنج میں لب سڑک واقع ہے۔ موجودہ سانحہ کے تینوں مواضعات (۱) بہادی (۲) احمد گنج (۳) محمود گنج میں انہیں کی اولاد کثرت سے آباد ہیں۔ پہلے سانحہ کا نام برہان الدین نگر تھا جو امتدادِ زمانہ سے

نوٹ:۔ بچپن میں راقم الحروف کو ایک بار عید کی نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ زیارت اور فاتحہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

بگڑ کر "بہاڑ دی" کہا جانے لگا۔ جب آبادی بڑھی تو دو گاؤں کا اور اضافہ ہوا۔ سید احمد جاجنیری کے نام کی مناسبت سے ایک گاؤں احمد گنج اور ان کے بڑے بھائی سید محمود جاجنیری کے نام پر دوسرا گاؤں محمود گنج کہا جانے لگا۔ سید شاہ مقبول کے دوسرے بیٹے سید شاہ محی الدین اپنی جاگیر اور اراضی کی دیکھ بھال کے سبب دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کی اولاد مولا نگر، اسود جگدیشپور، آبگل، باڑھ اور دریاپور وغیرہ مواضعات میں سکونت پذیر ہے۔ لیکن گنگ شکست کے بعد جب دریائے گنگا نے اپنا رخ بدلا تو ان میں سے بیشتر دریا کے شمالی علاقہ میں آکر آباد ہوئے ان کی اولاد آجکل موضع تیگھرہ، پکٹھول، بروئی یارو، خضر چک، سید پور، بنہرہ، بلیا اور لکھمینیہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ ان کے اس طرف نقل مکانی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کے مورث اعلیٰ سید شاہ برہان الدین گنگا کے اس پار موضع ساٹھہ میں آسودۂ خاک تھے۔

<u>ساٹھہ سڑک</u>: یہ سڑک جی ٹی روڈ سے ملتی ہے اور آمدورفت کے لیے بہت اہم شاہراہ ہے۔ راقم الحروف نے اپنے بچپن کے دور میں جنگ عظیم دوم کے اواخر میں اس سڑک کے ذریعہ امریکی و برطانوی ٹینک بردار فوجی دستوں کو گزرتے دیکھا ہے۔ یہ دریائے گنگا کے سیلاب کو روکنے کے لیے بند کا بھی کام کرتی ہے اسلیے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی سڑک کے کنارے ساٹھہ، لکھمینیہ، بلیا قصبہ، بیگوسرائے، بروئی یارو، چھلدیا، تیگھرہ، بنہرہ وغیرہ مواضعات اور شہر آباد ہیں۔ یہی سڑک آگے شہر مظفر پور اور دربھنگہ کے حدود میں داخل ہوتی ہے جو ترہت کو چلی جاتی ہے۔ لیکن جب سے نیشنل ہائی وے یعنی آسام روڈ بنا ہے اس کی اہمیت صرف مقامی ہو کر رہ گئی ہے۔

نوٹ:- اسے ترہت روڈ بھی کہتے ہیں۔

اولاد سید شاہ برہان الدین (سانحہ، مونگیر)

صہ ۳۲۷

میر سید شاہ جلال الدین خان بربری (اوکھدی)

سید احمد بایزید (اوکھدی)

سید شہاب الدین (اولاد در موضع سانحہ، مونگیر) (صہ ۳۲۷)

سید شاہ بالگھ (سانحہ)
سید شاہ یونس "
سید شاہ اسمٰعیل "
سید شاہ عارف الحق "
سید شاہ پھول "
سید شاہ بہلول "
سید شاہ مقبول "

حاجی سید شاہ معین الدین (مدفون احمد گنج، سانحہ، مونگیر) (صہ ۳۱۴)

سید شاہ محی الدین (مدفون سورج گڑھ)
سید خیر الدین
سید فیض علی

میر ولیل اللہ
میر بخشش علی
میر تفضل حسین
میر فدا حسین
سید حمید الدین احمد (تیگھڑہ)

سید مہدی حسن
دختر زوجہ سید مظہر الدین
سید محمد احسن
سید محمد بختیار (داماد مولف)

سید میاں جان

سید نور الحق
سید محمود الحق (کراچی)

حکیم وجیہہ الحق
سید اکرام الحق
(جملہ بلیا حال مقام پاکستان کراچی)

سید قمر علی (شہید بجسر)

میر مہر علی
سید معصوم علی
سید رحمت علی
(بارہ)

سید محمد یوسف
سید فضل حق

فرحت علی

اشرف علی

عبد الستار
عبد الغفار

سید لطف علی
سید نیاز علی (بارہ) (صہ ۳۹۸)

سید بدر علی

فرزند
سید قمر علی
(چمڑو میاں)
رئیس الدین احمد
سید عبد الرحیم
سید عبد الرحمٰن
(پکھٹول)

میر سید شاہ جلال الدین خاں رہوی بہاری مورث اعلیٰ اوکھدی مونگیر بہار

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۹	میر سید شاہ جلال الدین
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری
۲۶	سید بدر الدین
۲۵	سید عز الدین
۲۴	سید ابو الفتح ابراہیم
۲۳	سید ہدایہ
۲۲	سید محمد مزار دمرسرائے چہا
۲۱	سید علی باگھ
۲۰	سید مسعود
۱۹	سید ابو الفراس
۱۸	سید ابو الفرح واسطی

سید احمد جاجنیریؒ کے پانچ بیٹوں میں سید شاہ برہان الدین چوتھے نمبر پر تھے۔ یہ عبور دریائے گنگ موضع سانحہ پرگنہ بلیا بیگوسرائے ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے اور سانحہ کا نیا نام برہان الدین نگر رکھا گیا جو امتداد زمانہ سے بگڑ کر "بہاردی" کہا جانے لگا۔ سید شاہ برہان الدین اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید شاہ باگھ تھا اور دوسرے فرزند کا نام میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری تھا۔ سید شاہ باگھ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ سانحہ میں آباد ہوئے۔ انہیں کے فرزند سید شاہ یونس تھے جن کی پانچویں پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو صاحبزادگان مشہور ہوئے (۱) سید شاہ معین الدین (۲) سید شاہ محی الدین۔ سید شاہ معین الدین (حاجی دادا) بڑے جید عالم و فاضل اور صوفی بزرگ تھے ان کے مفصل حالات سانحہ کے ذکر میں درج ہیں۔ موضع سانحہ کے سادات جاجنیری انہیں کی اولاد ہیں۔ ان کے دوسرے برادر سید شاہ محی الدین گنگ شکست کے باعث اپنی زمینوں پر دریائے گنگ کے اس پار جنوب میں چلے گئے۔ اس طرح ان کی اولاد موضع آبگل، دریاپور، باڑھ، سورجگڈھ، بلہی اور برالا نگر میں آباد رہے۔ لیکن دو سو سال گزر جانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگ نقل مکانی کر کے پھر اسی طرف آ گئے۔ ان کی نقل مکانی کے دو بڑے اسباب تھے:-

(۱) گنگ شکست دیارے میں دریائے گنگا کے شمال اور جنوب دونوں جوانب کی زمینیں اور جاگیریں ان کی ملکیت تھیں اس لیے دریائے گنگا کے شکست و ریخت سے یہ براہ راست متاثر ہوئے۔ جب دریا نے رخ بدلا تو کچھ زراعتی زمینیں ادھر رہ گئیں کچھ کٹ کر ادھر چلی گئیں جس کے سبب یہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔

(۲) چراگاہوں کی تلاش دوسری بڑی وجہ نقل مکانی کی معاشی تھی۔ اپنی بھینسوں اور مویشیوں کی چراگاہوں کی تلاش میں وہ اس طرف آئے اور دریا کے کنارے سرسبز و شاداب علاقے موضع تیگمرہ، بنہرو، بارہ خضر چک، بروالی، پکھوال، ٹھکری چک، بھلوریا، بڑجی بلیا اور حسینہ میں آباد ہو گئے۔

سید شاہ برہان الدین کے دوسرے نامور فرزند میر سید جلال الدین خاں رہری بہاری اسی طرف سے ہے۔ وہ موضع ادگھری کے مورث اعلیٰ تھے اور بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں فوج میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے ان کے صحیح النسب[۱] سادات حسینی واسطی جاجیزی ہونے کا ذکر تاریخ حسن، شاہنامہ فیروز شاہی اور تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے۔

عہد بلبن کے سادات

"سادات عظام کیتھل، ساداتِ جاجیز، ساداتِ بیانہ، ساداتِ صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل دیندار اور متقی تھے۔" (تاریخ فیروز شاہی صـ ۱۹۲)

ساداتِ جاجیز

"علاء الدین خلجی کے عہد میں ساداتِ جاجیزی کی اولاد و احفاد کمالات کے اعلیٰ مراتب رکھتے تھے۔ مولف نے ان بزرگان دین و دولت کو دیکھا ہے اور ان کے مکارم اخلاق، بزرگی، سرداری و سروری نیکی اور بے پناہ خوبیوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اگر میں ان ساداتِ عظام کے اوصاف اور خوبیوں کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے متعدد جلدیں لکھنی پڑ جائیں گی۔" (تاریخ فیروز شاہی صـ ۵۱)

فیروز شاہ کی اہل بیت سے محبت

"تمام سادات کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ بادشاہ کی درازیٔ عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔ فیروز شاہ اہل بیت کے ساتھ خلوص اور محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔" (تاریخ فیروز شاہی صـ ۸۱۱)

"میر سید جلال الدین خاں رہری بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق بر منصب پنج ہزاری داشت اکثر صاحب تاریخ او را صرف جلال الدین خاں نوشتہ و اصلش را گذاشت۔"

---

[۱] نسب نامہ دلیسنہ صـ ۱۹۲۶، تاریخ حسن صـ ۵۹، ۸۹، [۲] تاریخ فیروز شاہی صـ ۱۹۲، ۵۱،

ترجمہ اکثر سادات حکام اہل کاران کو صرف خان لکھا گیا ہے۔ میر سید جلال الدین خاں رضوی بہاری سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے لیکن اکثر مورخوں نے ان کو صرف جلال الدین خان لکھا ہے اور اصل حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔" (تاریخ حسن ص۱۶۸)

میر سید شاہ جلال الدین کی اولاد اسی اطراف میں پھلی پھولی اور پھیلی۔ ان کی چھٹی پشت میں موضع اوکھدی میں میاں نصر الدین[۱] گزرے ہیں جن کے نامور فرزند سید شاہ فخر الدین[۲] پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا مزار موضع اوکھدی میں ہے جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مزار کی برکت شہزادہ عظیم الشان[۳] کے عہد میں ہوئی تھی بادشاہ دہلی ۱۷۱۵ء میں جب بنگال سے لوٹ کر دہلی کی جانب روانہ ہو رہا تھا کہ بزرگی کا شہرہ سن کر اوکھدی میں آستانہ پر حاضر ہوا اور طالب دعا ہوا۔ سید شاہ فخر الدین نے بادشاہ کو شربت پیش کیا اور دعائیں دیں۔ اسی خانوادے میں میر اکبر علی غازی[۴] شہید جنگ پھلواری ۱۷۴۱ء اور سید عطا علی تولد ہوئے جن کے مزارات اوکھدی اور ڈمراواں مواضعات کے اطراف جوانب میں موجود ہیں۔ میر اکبر علی کے سو سال بعد مولف کے مورث سید نوازش علی تولد ہوئے جنکی شادی موضع سانحہ (احمد گنج) میں سید وارث علی کی پھوپھی سے ہوئی۔ اس طرح یہ خاندان موضع سانحہ میں پانچ پشتوں تک آ بسا۔ اوکھدی کا یہ خاندان بزرگوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ اسی سلسلے کی آخری کڑی سید شاہ شمس الحسن الحسینی بزرگ ہیں جو مولف کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں جو بڑی سرعت سے علم و عرفان کی منازل طے کر رہے ہیں جب سے ان کو اپنے بزرگوں کا فیضان ملا ہے یہ فیض عام شب و روز جاری ہے۔ اور پیر آستانہ سادات سانحہ کے در سے بے شمار لوگ فیضیاب ہو کر روحانی اور جسمانی امراض سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہر شب جمعہ اور ہر ماہ تیسویں تاریخ کی شب حلقہ درس اور لنگر کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ اورنگی سیکٹر ۸ میں ہے جہاں تعویذ اور دعاؤں کے لیے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

سید شاہ شمس الحسن الحسینی پیر آستانہ سادات سانحہ ۱۹۳۹ء میں موضع سانحہ (احمد گنج) پرگنہ بلیہ

---

۱ تاریخ بارہ گیاں ص۱۱۶، ۲ تاریخ بارہ گیاں ص۱۳۵، ۳ رسالہ معارف اور صدائے عام آزادی نمبر ۴، ۵ تاریخ بارہ گیاں ص۱۳۸، ۶ تاریخ بارہ گیاں ص۱۳۹،

۷ کمپریہینسیو ہسٹری آف بہار ڈاکٹر سید حسن عسکری و قیام الدین احمد جلد دوم حصہ اول، ص۲۴۱،

بیگوسرائے، مونگیر، بہار میں تولد ہوئے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید بدر الحسن تھا جو نجیب الطرفین حسینی سید تھے۔ وہ محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں وہ سرکاری ملازمت سے رضا کارانہ طور پر سبکدوش ہوئے۔ کراچی میں دسمبر سنہ ۱۹۷۳ء میں ان کا وصال ہوا اور مہاجر کیمپ سعید آباد کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مرحوم و مغفور سچے عاشق اہل بیت تھے۔ شہید کربلا کا ذکر آتے ہی، ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ بنگال کے شہر کلکتہ میں رہائش کے دوران ان کی ملاقاتیں اپنے وقت کے مشاہیر مثلاً قائد اعظم، ابو الکلام آزاد، سبھاس چندر بوس اور لارڈ ویول سے بالمشافہ ہوئیں اور ان سے گفتگو کا بھی موقع ملا۔ جن کا ذکر وہ بڑے فخریہ انداز میں کیا کرتے تھے۔

سید شاہ شمس الحسن جب ڈیڑھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ مختصر سی علالت کے بعد رحلت کر گئیں اس لیے ان کی نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون نے ان کی پرورش کی دس سال کی عمر میں اپنے نانا سید عبدالرحمٰن تیگھروی کے پاس پٹنہ میں رہے جو پٹنہ سیشن کورٹ میں ملازم تھے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں ان کے نانا جان کا حالت سفر میں انتقال ہو گیا تو دونوں بھائی بے سہارا ہو کر پاکستان ہجرت کر گئے۔ ڈھاکہ پہنچ کر انہیں بڑی محنت و مشقت کرنی پڑی۔ ناموافق اور ناساعد حالات کا دیوانہ وار مقابلہ کیا اور انہیں ہر طرح کی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ڈھاکہ میں رہ کر اپنے بڑے بھائی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ جب میٹرک پاس کر چکے تو قائد اعظم کالج ڈھاکہ میں داخلہ لیا تاکہ دنیاوی تعلیم مکمل ہو سکے اسی اثناء میں ان کی شادی سیدہ نور جہاں بنت سید عبدالعلیم سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ان کو محکمہ ٹیلیفون میں سرکاری ملازمت مل گئی۔ اسی دوران وہ تصوف کی طرف مائل ہو گئے۔ عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف کی کثرت، نماز تہجد کی مشق نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بزرگان دین کی توجہات بھی ہونے لگی اور روحانی فیض ملنے لگا۔ ان کی روحانی تربیت سید شاہ حق احمد نعیمی اور سید شاہ برہان الدین بقا نظامی نے کی اور چاروں سلاسل طریقت کی خلافت و اجازت سے نوازے گئے پھر تاجیہ سلسلہ سے منسلک ہو گئے۔

اولاد سیّد مشکور عالم

- سید سعد عالم
  - یاسر
  - طاہر
  - لبنیٰ اعزاز
- سید مقصود عالم
  - مبشر
  - سید عمیر
- نزہت زوجہ سید مبین گل
  - شگفتہ جبین
  - سید شہران گل
- نصرت
- رفعت زوجہ سید وحید عالم
  - حنا
  - ندا
- مسرور عالم
- محفوظ عالم
- منصور عالم

اولاد سیّد شہزاد عالم

- سید وحید عالم زوج رفعت
- سید اشتیاق عالم زوج روشن آرا
  - مدثر
  - طلحہ
  - سنبل آرا
- رابعہ زوجہ سید شمیم احمد
  - ممتاز
  - شمشاد
  - شاذیہ
  - نوشاد
  - ارشاد
  - شائستہ
  - عمران
  - عرفان
  - شمائلہ
- رضیہ بیگم زوجہ نور عالم
  - عامر
  - آصف
  - راحیل
  - ارسلان
  - صدف

شجرہ اولاد سید عبدالرحمٰن بخش بن سید خواجہ علی

(شجرہ ۳۲)

- سید عبداللطیف
  - بی بی تنویر زوجہ سید شفیق الدین
    - شجیعہ
    - ابوالخیر
    - رفیع
  - بی بی الکعہ زوجہ سید محمد سلیم (بتھول)
    - سید محمد اسلام
- سید بدرالحسن زوج سیدہ زیب خاتون بنت سید عبدالرحمٰن (تیمگرہ)
  - سید نجم الحسن (مؤلف)
    - نجلا زوجہ سید صلاح الدین (حریا بگی)
    - عشرت زوجہ سید محمد مختیار
      - ماجد
      - ساجد
      - عمران
      - مہوش
    - ناہید زوجہ سید ابوالکلام
      - عروسہ
    - رقیہ
    - نسرین
    - نعیم حسن
    - شہزاد فیصل
    - سید افضل
  - سید محمد شمس الحسن (مفقود)
  - سید شبیر الحسن زوج فریدہ
  - رشیدہ زوجہ سید شیخ عالم
    - محمد اللہ
    - اشرف
    - خرم
    - دختر
    - دختر
    - پسر
- سید یمین الدین
  - عیشن بی بی
  - قمر الہدیٰ
  - عاصمہ زوجہ سید عبدالرحمٰن (پچھتول)
    - کوثر زوجہ ظفر امام
      - دانش
      - ثاقب
      - طلحہ
      - معاذ بن ظفر
    - بے بی
    - انعام
    - سیف الرحمٰن
    - فیضان
    - گلزار
    - ثنا
    - صدف
  - بی بی رحمت
    - ودیعہ
    - بے بی
- سید بشیرالدین زوج بنت واعظ الدین بن حافظ سید عبدالکریم (دساٹر)
  - نوٹ، تحریک خلافت کے سرگرم کارکن تھے۔ قید خانے سے رہائی کے بعد غائب ہوگئے۔ (مؤلف)
- بی بی تجر زوجہ سید سعید الدین (مفقود)
  - سید زین العابدین
    - شمس الدین
    - قمر الدین
    - سہیل
    - نسرین زوجہ سید عبدالجبار
    - سید امجد علی
- دختر
  - نبی رضا
  - حسن رضا
- بی بی سکینہ زوجہ سید الہی
- دختر معصومہ (لکھینہ)

سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا

(شجرۂ نسب ص۳۷۲)

سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا سید احمد جاجنیریؒ کی نویں پشت میں گیارھویں صدی ہجری کے اواخر میں تولد ہوئے تھے اور سید احمد جاجنیری سید ابوالفرح واسطیؒ کی نویں پشت میں اور سید ابوالفرح واسطی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اٹھارھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ سید شاہ معین الدین کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید شاہ مقبول تھا۔ آپ نے شاہی مدرسہ دہلی میں تعلیم مکمل کی جہاں مغل شہنشاہ شاہجہاں کا بیٹا شاہ شجاع آپ کا ہم سبق تھا۔ اسی مدرسہ میں آپ کے قرابت دار اور رشتہ دار ملانگر کے قاضی سید عبدالنبیؒ اپنے والد ماجد قاضی سید عنایت اللہ کی وفات (۱۰۹۹ھ) کے بعد مدرس مقرر ہوئے تھے۔ آپ جید عالم اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے زمانہ میں ساتھ کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ ساتھ میں آپ کا آستانہ تھا جس کے تحت دار الفقراء و دار المساکین قائم تھے اور دینی مدرسہ بھی قائم تھا۔ دور دور سے زائرین آستانہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مشہور روایت ہے کہ بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی کے دوران شاہ شجاع مونگیر قلعہ میں آکر ٹھہرا تو ان کے اتالیق شیخ سلطانؒ کلھینوی بھی ہمراہ تھے۔ اسی دوران دہلی سے ایک مکتوب موصول ہوا جس کی کچھ عبارت پڑھی نہ جا سکی چونکہ ان دنوں سید شاہ معین الدین کے علم و فضل کا عام چرچا تھا اس لیے شاہ شجاع نے شیخ سلطانؒ کی ترغیب پر ان سے شرف ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ شاہی بجرے پر شہزادہ عازم ساتھ ہوا جب آستانہ میں باریاب ہوا تو شہزادے نے سید شاہ معین الدین کو پہچان لیا اس لیے کہ شہزادہ دہلی شاہی مدرسہ میں ان کا ہم سبق رہ چکا تھا چنانچہ شہزادہ نے

لہ تاریخ حسن ص۵۶، ۱۰۵۶ھ ۔ ۲ نسب نامہ وصیتہ ص۱۹، ۲۵ ۔ ۳ کرسی نامہ شاہ سلطان ص۱۲۱ ۔ ۴ حیات بعد ممات ص۱۵

فوٹ: مزار پہلے ساتھ میں دریائے گنگا کے کنارے واقع تھا۔ دریا کے کٹاؤ کے سبب جب مزار دریا برد ہونے لگا تو حاجی دادا نے خواب میں ہدایت فرمائی کہ مجھے یہاں سے منتقل کرو چنانچہ ساتھ کے تمام سرآوردہ شخصیتوں نے ان کی نعش مبارک کو موضع احمد گنج میں دفن کیا جہاں ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے۔ (مؤلف)

دریافت کیا "معین الدین بستی؟" "جی ہے" جواب میں حاجی وادا نے کہا۔ یہ مکالمہ ساتھو میں زبان زد عام ہے۔ بہر حال شہزادہ نے چند روز ساتھو میں قیام کیا اور جمعہ کی نماز شاہ معین الدین کی امامت میں ادا کی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

مولانا سید محمد یحییٰ ندوی

سید شاہ معین الدین کی دسویں پشت میں مولانا سید محمد یحییٰ ندوی عرف چھیتو بابو تولد ہوئے جن کے والد کا اسم گرامی سید محمد فاضل تھا جو اپنے گاؤں کے سرآوردہ شخصیت تھے۔ مولانا یحییٰ کے دادا سید رکن الدین عرف گدڑی میاں ولد سید کبیر الدین اپنے وقت کے بڑے باثر زمیندار تھے مولانا سید محمد یحییٰ کو بچپن ہی میں اپنے والدین کی ہمراہی میں حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا عقد مولانا سید محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ سے ہوا۔ مولانا یحییٰ ندوی اپنے وقت کے بڑے عابد و زاہد ہیں۔ اللہ نے ان کو علم و فضل سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنے خاندانی علم و وجاہت کے وارث ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آپ شاہ فیصل کی دعوت پر موتمر عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کی بڑی پذیرائی ہوئی۔

سانحہ کے سادات کا معاشی دار و مدار اپنی جاگیر و معافیات پر تھا زمانہ گذرتا رہا۔ زمینیں اولادوں میں بٹتی رہیں۔ کچھ لوگ متمول رہے اور کچھ لوگ مفلوک الحال ہو گئے۔ انگریزوں کی دو سو سالہ غلامی نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی لیکن عرب کے تمدن کو سینے سے لگائے رکھا۔ اپنے نجیب الطرفین حسینی سید ہونے کا شرف آخر تک قائم رکھا۔ یہاں کے لوگ بڑے سیدھے سادے اور سادہ لوح ہوتے ہیں چنانچہ سانحہ کے اطراف میں ان کے متعلق یہ عام مقولہ بہت مشہور رہا ہے:

سانحہ کے سید گنڈے میں ازار ـــــ بھاگیو ہو سید پکڑ لیو بیگار

شجرۂ نسب اولاد حاجی سید معین الدین (سانحہ)

(صفحہ ۳۷۳)

- سید عابد علی
- سید ناصر علی
- سید شاکر علی
- سید شاہد علی
- سید زاہد علی
- سید آصف علی
- سید امداد علی
  - سیدہ شکیر النساء
  - سید رکن الدین
  - سید محمد فاضل
  - مولانا سید محمد یحییٰ ندوی (دیہاؤدی سانحہ) مونگیر
  - سیدہ قدیر النساء
  - سائرہ خاتون
  - ربیعہ خاتون
  - سید نجم الحسن (مصنف) کراچی

- سید شہاب الدین
- سید اظہار الحق
- سید جلال الحق
- سید کمال الحق
- سید جمال الحق
  - پسر سید وارث علی
    - سید الٰہی بخش
    - سید بشیر الدین
    - سید نصیر الدین
    - ریحانہ خاتون زوجہ سید نجم الحسن (مصنف)
    - سید یاد علی
    - سید عبد القدوس
    - اختر بانو زوجہ سید محمد فاروق (دشتی پور)
      - سید محمد قیصر
      - سید محمد منظر
      - فرحت زوجہ شمیم احمد جہانگیر روڈ کراچی
  - سید علی بخش
  - حاجی سید محمد اقبال
  - نجیب النساء
  - سید عبد القدوس (پیشکار)
  - پروفیسر سید حسین اسلم (علیگ) بیگوسرائے کالج

شجرہ اولاد سید وارث علی پوتا سید جمال الحق (احمد گنج)

(ص ۳۸۵)

- سید مولا بخش
- سید مرتضیٰ بخش (پلٹو میاں)
  - دختر زوجہ مولوی فصیح
  - انیس الدین
  - کمال الدین
    - سید جمال الدین
- سید یار علی (حمید میاں)
  - رقیہ (لاولد)
  - حسنہ
    - دختر زوجہ مولانا ابوالبشر جمیل
    - سید محمد فاروق
      - قیصر
      - رفعت زوجہ تسنیم
      - منظر
  - علی حسن زوج سنجیدہ خاتون
  - سید فصیح احمد
    - سید محمد رضی
- سید الٰہی بخش زوج بنت سید قربان علی (ردولوی)
  - عبدالجلیل
  - لیلیٰ سراجن
  - بی بی ورتن زوجہ سید نذیر حسین (محمود گنج)
  - سید بشیر الدین
    - سید شفیق الدین
      - سنجیدہ
      - ابوالخیر
      - رفیع
    - سید نصیر الدین
    - سید عاشق حسین
    - قمرالہدیٰ
    - تارا خاتون
    - رقیہ زوجہ میاں عبداللطیف پوسٹ ماسٹر (پورنیہ)

شجرۂ نسب اولاد سید آصف علی (احمد گنج)

(ص ۳۸۵)

- سید دانش علی (دونوں جڑواں بھائی)
- سید امداد علی زوج بنت سید نوازش علی (احمد گنج)
  - سید امیر علی — دختر زوجہ عبدالمجید سید منظور (تیگھرہ)
  - سید ظہیر علی (بڑی بلیا)
  - سید منیر علی (شادی لکھیلی)
    - سید عبدالحلیم
      - سید ابوالقاسم
      - نور جہاں
        - آمنہ خاتون
          - زین العابدین
          - دختر
    - ملکہ بی بی (لاولد)
    - آول بی بی
      - سید محمد جلال
      - سید محمد اقبال
  - شکیر النساء زوجہ سید کبیر الدین
    - رکن الدین (گدڑی سیاں)
    - بی بی خاتون
    - سعیدہ خاتون
    - بی بی اصغر
  - قدیر النساء زوجہ سید محمد حسن
    - ہاجرہ
    - مجید النساء
    - سائرہ خاتون تانی سراف
    - سید کبریٰ زوجہ سید اشرف جیلانی (اشرف چک سسری بختیار پور)
  - سید لیاقت علی زوج بنت سید خواجہ علی
    - سید ہاشم
    - سید یونس
    - سلمیٰ (لاولد)
    - خدیجہ (لکھیسیہ)
    - زبیدہ (لکھینیہ)
    - برق النساء (دشکی پور)
  - سید تاج علی
    - سید ہارون
    - عمدن بی بی
    - حمیدن بی بی (تیگھرہ)
    - رسولن بی بی (سسری بختیار پور)
  - سید عنایت علی
    - سید حنیف
    - بی بی گجرہ
      - سعادت صدیقی
      - بلاغت صدیقی
      - نور جہاں

اولاد سید دانش علی بن سید آصف علی (احمد گنج)

سید واعظ الحق عرف (واعد یار) (ص ۳۸۷)

نسیدہ خاتون زوجہ محمد عباس (بھاگلپور)
رفیقہ (تاراپور)
انیسہ (گیا) (لاولد)
جمیلہ خاتون زوجہ سید محمد الیاس
- سید محمد انور
- سید محمد اختر

محیط النسا زوجہ نور ایوب بھاگلپور
سیدہ خاتون شادی (مشکی پور)
کلثوم بی بی خدیجہ زوجہ ابو محمد
- سمیع احمد
- مولانا نعیم احمد
- شفیع احمد انجینئر (کلکتہ)
- نصیح احمد (ڈی ایم)
- جمیل احمد وکیل
- دختر زوجہ آل احمد
- دختر زوجہ آل رسول

سید محمد حبیب (تحصیلدار) نامعلوم
- سید احمد زوج بنت ابو محمد
- سید آل رسول زوج بنت ابو محمد

سید محمد لبیب
- ببل
- عدو
- ڈاکٹر جعفر
- ماسٹر سید عبد الحفیظ

سید محمد ظریف

شجرہ نسب اولاد سید نصیر الدین بن سید بشیر الدین

(ص ۳۸۶)

ریحانہ خاتون زوجہ عتیق
عذرا خاتون زوجہ سید اکرم حسین
سید محمد حسین اختر
صاحبزادی خاتون زوجہ سید ابوالقاسم بن سید عبدالحلیم بن سید منیر علی (لکھیمپور)
سید ظفر امام زوجہ کوثر بنت سید عبدالرحمٰن (پچھٹول)
سید اظہر امام زوجہ عابدہ خاتون بنت سید اصغر حسین (شیخپورہ رنگیر)
سید منظر امام

سید نعیم حسن
سید شہزاد فیصل
سید محمد افضل
نسرین
ناہید زوجہ سید ابوالکلام بن سید اشفاق احمد (ساتھی)
رقیہ خاتون
فرحت جہاں زوجہ سید محمد مختیار بن سید محمد احسن بخاری (بڑی بجیا)
رخسانہ خاتون زوجہ سید صلاح الدین بن سید جلال الدین (گریا اگیا)

سید واجد صلاح الدین
سید ساجد صلاح الدین
سید عمران
مہوش

ثمینہ خاتون زوجہ تاشقین (ادرنگی)
سید محمد مستقیم
سید محمد عاصم (راجی)
راحت جہاں
سید عبدالقادر
نزہت
سید ابوالقیم

حافظ سید محمد دانش
سید محمد ثاقب
سید محمد طلحہ
سید معاذ بن ظفر

ماریہ خاتون
عائشہ خاتون
سید محمد حسن امام
سید محمد شارق امام

شجرۂ نسب سید حاجی اقبال علی

(صفحہ ۳۸۵)

حاجی سید محمد فاروق
(پانچو میاں)
زوج آکرا بی بی

حاجی سید ذکیر الدین
زوج
عظیم النساء
بنت حاجی سید نثار علی
(لاولد)

حسیب النساء
زوجہ سید اکبر میاں

نجیب النساء
سید عبد القدوس شکار
زوجہ حدیثہ بنت سید زین الدین
(بارہ)

سید عبد الرؤف — سید عبد المعروف

سید حسن امام — سید حسین امام (پروفیسر) سید آفتاب امام — سید امام — سید تقی

سید ظہیر الدین (شادی لکھنؤ)

سید وحید الدین

سید محمد عثمان غنی
زوجہ بنت
حکیم ادریس
(لکھنؤ)

سید محمد مدنی

سید محی الدین — سید محمد نسیم

سید محمد اعظم
زوجہ بنت
سید عبد الحلیم
دختر زوجہ
سید محمد نسیم

سید علاء الدین
(بادشاہ)

سید صلاح الدین

اولاد سید اشرف علی بن سید فضل حق

(شجرہ صفحہ ٣٧٢)

- سید بشارت علی (بنزہ)
  - تسلیمہ (لاولد)
  - دختر
  - سید عبد اللطیف
- بی بی نذیران زوجہ سید عبد الغنی بن سید افضل علی بن سید فضل علی بن سید صدر علی (صفحہ ٣٩٥)
- بی بی اصوران زوجہ سید ضیاد علی (بارہ) سید عبد الرشید (بارہ) زوج رئیس النساء بنت سید عنایت علی (دہلی)
- دختر زوجہ سید مہدی حسن بن سید بندہ علی (دہلی) سید امتیاز حسین سید خورشید حسین (اورنگی)
- دختر زوجہ سید عنایت علی وکیل (دہلی)
  - دختر زوجہ سید غلام مرتضیٰ (بلرچک) بن سید غلام مصطفیٰ خسر سید یعقوب (دہلی) وحید النساء زوجہ سید محمد ذبیح بن شریفن بنت شیخ اکبر علی (دیکھو)
    - مہر النساء
    - سعد النساء
    - خیر النساء
    - رشیدہ بیگم سید رشید احمد
    - سید محمد منظر منعم
    - سید محمد حسین اختر زوج عذرا خاتون بنت سید نصیر الدین (مسالحہ) نجم
    - سید محمد افتخار الحسن
    - حکیم سید محمد مناظر الحسن
  - رئیس النساء زوجہ سید عبد الرشید (بارہ) (صفحہ ٣٩٨)

شجرہ اولاد سیّد بدر علی بن سیّد فضل حق

(صفحہ ۳۷۴)

سید قربان علی
داماد سید امام علی
(بروق)
(ص ۳۹۶)

سید میراں علی
دختر زوجہ سید حمید الحق
بن سید انور علی
دختر
سید محمد نصیر

سید محمد عیسیٰ ۔ سید نجم الدین

دختر
زوجہ سید امداد علی
(دیا پور)
سید محمد یعقوب
زوج
بنت سید غلام مصطفےٰ
(بلوچک در بھنگہ)
سید محمد یوسف
(بارہ)
زوج نجم النساء بنت
سید عبدالرشید
(بارہ)

سید وارث علی

سید عبدالحفیظ
سید نذیر ٹھیکیدار
(تیگھرہ)

سید خالق
سید نور الحق

سید حفاظت حسین
سید محمد سلیم
(بروق)

سید انور علی

سید حمید الحق
دختر
سید محمد نصیر

سید محبوب علی
(لاولد)

سید ریاض علی

سید نور الحسن

سید ظفیر الحسن
سید ظہیر الحسن

سید بدر الحسن
سید علی حسن

دختر

دختر
دختر
سید شمیم

سید محی الدین
سید داؤد رضا
(بروق)

سید الطاف حسین
پلٹو (بارھ)

عبد الحمید

سید علیم
زوج
بی بی انجمو
وسائرہ اسلام

سید وزارت حسین
(قصبہ)

سید نذیر الدین ۔ سید سعید الدین ۔ سید محمد حسن

شجرہ اولاد سید امام علی بن سید قربان علی (باڑھ)

(شجرہ صفحہ ۲۳۱)

دختر
زوجہ سید عبد الحمید

دختر
زوجہ سید محمد قاسم
پولیس انسپکٹر
(آصف پور گریرو)

دختر
پسر
سید قمر الدین
(بنہرہ)

دختر
زوجہ سید قربان علی
(صفحہ ۲۹۶)

دختر زوجہ سید آل عبا

دختر
زوجہ حافظ ابو صالح عبد اللہ
(قادر آباد)
سکونت مشکی پور

دختر
زوجہ سید امیر حیدر
(بارد)

دختر
زوجہ سید محمد سعید
(کالو بالو)
تیگھرہ
دختر
زوجہ افضل الدین احمد
(شتمل پور، دربھنگہ)
ڈاکٹر آغا عماد الدین
(النور سوسائٹی)

عباس مشکی پوری
ڈاکٹر احسان اللہ

غازی انور

دختر
زوجہ شاہ حسین میاں بن
شاہ سلیمان پھلواروی

اولاد بی بی نذیرن زوجہ سیّد عبد الغنی بنت سیّد اشرف علی

(شجرہ ۳۹۲)

سید عبد المعروف
سید عبد الرؤف

سید فضل الرحمٰن
سید عزیز الرحمٰن — بی بی حسن بانو

سید معیز الدین (دیوانی)
سید معین الدین

سید محمد مستقیم
سید محمد نعیم
سید محمد جمیل
سید نسیم

دختر زوجہ سید جلال الدین بن سید معیز الدین (لکھیمپور) سید محمد اقبال (رحیم یار خان پنجاب)
سید شفیع الہدیٰ زوج حسن بانو
سید نجم الہدیٰ زوج ساجدہ خاتون بنت خدیجہ خاتون بنت سید لیاقت علی بن سید امداد علی (ساتھم)

سید محبوب اشرف زوج بنت سید محمد عارفین (ساتھم)
سید محمد مقبول زوج بنت جمیم الدین (لکھیمپور)
سید محمد مسرور
سید محمد مسعود
شہناز زوجہ طارق بن حبیب الرحمٰن (لکھیمپور)
گلناز بانو زوجہ سید بدر العارفین (ساتھم)
سید ناز بانو زوجہ یوسف ندیم بن سید اختر الحسن (بارہ)

اولاد سید قربان علی

(شجرہ صفحہ ۲۹۳)

سید احسان احمد
سید نور الحسن
دختر زوجہ
ڈاکٹر شہزادہ عالم
(تیگرہ)

سید عبد الجلیل — سید عبد المجید

بی بی فریدہ
زوجہ سید
فضارت حسین مختار
(تیگرہ)

دختر زوجہ سید الہٰی بخش
(ساتھر)
سید عبد الجلیل — سید بشیر الدین
سید شفیق الدین
سید ابو الخیر — سید رفیع

دختر
زوجہ عبد العزیز
(فتح پور)

بی بی زینب
زوجہ سید عبد الرحیم
(پچھول)
سید عبد الرحمٰن

دختر
زوجہ سید حسن رضا
(اوکھدی)
سید مرتضےٰ اور نگا

دختر
دختر زوجہ
سید بشیر الدین
(ساتھر)
سید شفیق الدین
سید ابو الخیر

دختر
زوجہ منشی
عبد الحلیم
بن سید قاضی
(بارہ)

سلیم احمد — سید احمد — نجیب القادر — نجیب القادر — ساجدہ زوجہ نصیر الدین علوی (لکھنؤ)
میمونہ

سید بشیر الدین نشاط — سید امیر الدین — ولائے — بابر

دختر

اوجا بی بی — بابوری بی — جافری بی

منظور — احسان
(ساتھر)

زبیدہ زوجہ
سید منظور
(ساتھر)

اولاد سید رحمت علی بن سید معصوم علی

(شجرہ صفحہ ۲۷۴)

خان بہادر طاہر

سید عبد العزیز (میر جعفر)
سید محمد جعفر
سید مسرور جعفر
مصنف (ساداتِ بارہ)

حکیم سید زین العابدین
سید محمود باروی

خان بہادر طیب

سید محمود باروی کی اولاد:

خورشیدہ

زاہدہ

سعیدہ

عابدہ
زوجہ ڈاکٹر معراج الحق
(پھلاؤدہ)

عابدہ کی اولاد:

درخشاں

افشاں

مہ جبین

بشریٰ

فاطمہ

خان بہادر طاہر کی اولاد:

سید محمد علی
سید علی اکبر
زوج
بنت حکیم تمیز
(ڈھکری چک)

سید عمر
دختر
(شادی در مونگیر)

سید محمد حسین
شادی در
(کشنی گول)

سید محمد حسن
- دختر زوجہ
سید عبد القیوم
برادر عبد المجیب وکیل
(پلاموں)
بن حافظ حسین، لکھینیہ
- سید مجیب الحسن
(پٹنہ)

دختر
زوجہ
سید محمود وکیل
(کشنی گول)

سید محمد حسین کی اولاد:

نسیم خاتون
زوجہ ڈاکٹر پروفیسر
سید مجتبیٰ رضوی
ڈاکٹر نگہت
لیکچرر جامعہ کراچی

دختر زوجہ
سید محمود بن
سید محمد منظور
(بہیر آف بچھوتا)
مونگیر

سید محمد اسلم

سید محمد سہیل

سید محمد نہال

سید محمد اعجاز

اولاد حافظ حسین (بارہ)

عبد المجیب وکیل پلاموں
ڈاکٹر ظفر پی ایچ ڈی
ڈائریکٹر فارن افیرز
(انڈیا)

ادریس احمد
نہال احمد

مطیع الرحمٰن

عبد القیوم
متعلق
بہ
بنت سید محمد حسن
(بارہ)

اولاد سید عبدالرشید بن سید بنیاد علی (بارہ)

(شجرہ صفحہ ۳۹۷)

- سید عبدالاحد زوج جمال آرا بنت سید فضل کریم (خضر چک)
  - سید ظفر الاسلام زوج سیدہ خاتون (ولیہ) بنت سید محمد نذیر بن سید نصیر الدین بن سید الفت حسین (سلاول)
    - سید اشتیاق
      - سید شاد ظفر
    - سید شہزاد شاکر
      - سید ارشاد ظفر
    - شاذیہ تسنیم
    - فوزیہ یاسمین
    - سعدیہ ثمرین
    - نگہت عصمت
  - سید بابر رضا زوج زینت بنت سید عبدالمجید
    - سید محمد ارشد
    - سید مسعود رضا
    - فریحہ
    - غزالہ
    - فرح
    - فلزا فرحین
  - سید خورشید
    - سید کوثر
    - سید جاوید
    - سید تنویر
- سید عبدالحمید (پرنسپل پٹنہ کالج)
- سید عبدالمجید
  - سید راشد سعید
  - دختر زوجہ سید اختر الحسن (صفحہ ۳۹۹)
  - سید محمد شاہد
    - حماد
    - فواد
  - دختر زوجہ سید بابر رضا
- سید محمد سعید (جسٹس ہائی کورٹ)
- نجم النساء زوجہ سید محمد یوسف (دریاپور) (ص ۳۹۹)
- قمر النساء زوجہ سید محمد نواز بن سید فضل کریم بن قاضی سید علی بخش دھنوی (دیگھرہ) ص ۳۹۹
- فخر النساء زوجہ فضل حسین (دربھنگہ) (ص ۳۹۹)
- شمس النساء (صغرسن)
- سید محمد فرید زوج لبابی حسن بنت سید حشمت حسین بن سید برکت حسین محلی (مونگیر) (صفحہ ۴۰۶)

اولاد سید عبدالرشید بن سید غیاد علی (بارہ)

(شجرہ نمبر ۳)

- نجم النساء زوجہ سید محمد یوسف بن سید محمد یعقوب (دریاپور)
  - سید مطیع الرحمن
  - سید اظہار الحسن
  - سید اختر الحسن زوجہ نورافزا بنت سید عبدالمجید
    - یوسف ندیم
    - ہما ثریا
    - عظمیٰ
    - یوسف خرم
    - عنبرین
    - شاہد
    - علی
  - ڈاکٹر سید ظفر حسین
    - سید خورشید یوسف
    - سید فرخ
    - سید منیر یوسف
    - ڈاکٹر ثریا زوجہ ڈاکٹر بلال
    - نسیمہ
  - سید انوار احمد
    - دعا شگفتہ
    - فائزہ
    - سعد انور
  - سید اشتیاق احمد
    - لبنیٰ
    - فرحان
    - سلمان
  - سید نجم اعظم شمیمہ
  - سید مشتاق احمد زوجہ نورافشاں
    - کامران یوسف
    - انیلا شاہین
    - سعدیہ
    - کاشف سلمان
  - لبابہ زوجہ ضیاء الحق بن ماسٹر ریاض (لکھنؤ)
    - رضوان
    - عرفان
    - زینت
    - شاداں
    - طلعت
      - راحیل
      - صوفیہ
      - عادل
    - شوکت
      - مہوش
      - عدنان
      - ڈاکٹر کنول
      - دردانہ
    - شبنم
- قمر النساء زوجہ سید عمر دراز (خضر چک)
  - سلطان
  - منصور
  - ذکیہ
- فخر النساء زوجہ فضل حسین (دربھنگہ)
  - عارف
  - پرنسپل نوشابہ
  - پروفیسر نزہت
  - انجمن
  - تمیزی
  - نجمی
  - دختر زوجہ ڈاکٹر فیروز پرنسپل پوسا زراعتی کالج (بہار)

اولاد سید محمد فرید بن سید عبدالرشید (بارو)

(شجرہ صفحہ ۳۹۸)

- سید خورشید پرویز — زوج مسز آئی (جرمنی)
  - ثریا
  - نادیہ
  - ترید
- میجر سید اظہار قمر — زوج فریدہ
  - خرم
  - ثانیہ
  - کامل
- سید جاوید قمر — زوج ریحانہ
  - سوزان
  - سلمیٰ
  - سمیر
- سید حامد پرویز — زوج بیگم بیٹ (جرمنی) سبرینہ سید
- سید مرشد پرویز — زوج شبانہ
  - راحیل
  - فہد
- یاسمین — زوجہ فاروق اعظم
  - فیصل
  - ابراہیم
  - صبا
  - تزئین
- مسرت — زوجہ سید محمد بخش
  - آصف
  - ابراہیم
  - محمد احمد
- زیبا — زوجہ مجیب
  - ڈاکٹر ناظر
  - نبیلہ
  - ڈاکٹر آفاق
- قیصر جہاں — زوجہ سید راشد سعید
  - عامر
  - عدنان
  - عمران
  - دانش

سیّد وزارت حسین تیگھرہ

(شجرۂ نسب ص ۲۳۱)

سید ارشاد علی سید خان غازی کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے۔ سید خان غازی کے دونوں صاحبزادگان سید شاہ سلوق اور سید شاہ فقیر اللہ جاجنیری شاہی ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے اسی لیے انہوں نے اپنی خاندانی جاگیروں کی دیکھ بھال کو شاہی ملازمت پر ترجیح دی اور ساتھ ساتھ عبادت وریاضت اور اسلام کی ترویج واشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں چنانچہ دونوں بھائیوں کے آستانوں سے صدیوں تک روحانی فیض جاری رہا۔

سید شاہ فقیر اللہ جاجنیری اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے سلسلے میں موضع باڑھ ضلع پٹنہ میں ہجرت پذیر ہوئے۔ سید شاہ فقیر اللہ جاجنیری کی ساتویں پشت میں سید عبدالرحمٰن جاجنیری تقریباً ۸۰ سال قبل باڑھ میں ساداتِ جاجنیری کے سجادہ نشین تھے۔ انہیں دنوں سید ارشاد علی بھی اپنے غلام زادوں کے ساتھ اپنی بھینسوں کو لے کر چراگاہ کی تلاش میں ادھر آ نکلے اور موضع حسینہ میں آباد ہو گئے۔ انہیں کے پوتے سید وزارت حسین مختار تھے جو پیدا تو حسینہ میں ہوئے لیکن مستقل طور پر دانیال پور (تیگھرہ) میں آباد ہو گئے۔ ان کی شادی سید قربان علی کی دختر سے ہوئی جو سید امام علی کے داماد تھے۔ یہ سب لوگ نسباً ساداتِ حسینی زیدی الواسطی جاجنیری ہیں۔ سید وزارت حسین بیگو سرائے تحصیل میں وکالت کیا کرتے تھے۔ ان کی اپنی زمینداری تھی اور با ثبات تھے۔ وہ بڑے متمول اور خوش باش انسان تھے۔ وہ بڑے جری، بہادر اور تیز فہم آدمی تھے۔ کئی بار ہندو زمینداروں سے محاذ آرائی ہوئی، تنہا ہندوؤں میں گھر گئے لیکن اپنی خاندانی غیر معمولی بہادری اور شجاعت اور تیز فہمی کے سبب ہندوؤں کے نرغے سے صاف بچ کر نکل آئے ان کی دو بیویوں سے چار صاحبزادے تھے۔

سید وزارت حسین مختار کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سید غلام ربانی کی شادی غزنہ آبادی سیدہ حمید النساء بنت سید تاج علی بن سید امداد علی (ساتو) سے ہوئی۔ جن سے سیدہ خدیجہ خاتون تولد ہوئیں جن کا عقد محمد مسلم سے ہوا جو موضع قاضی رسولپور کے رہنے والے تھے۔ آج سے تقریباً تین سو سال قبل قاضی رسول نے وہ گاؤں آباد کیا تھا جن کے وہ مورثِ اعلیٰ کہلائے۔ بعد میں وہ

گاؤں انہیں کے نام سے منسوب ہوگیا۔ یہ گاؤں ٹیگھرہ کے قریب ہی واقع ہے۔ چھ پشتوں کے بعد یہ خانوادہ منتقل ہو کر موضع قادر چک (بارہ) میں آبسا۔ یہیں محمد مسلم پیدا ہوئے۔ جو بعد ازاں ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے انہیں کے سب سے بڑے صاحبزادے ایس ایم اختر ہیں جو ددھیال اور ننھیال کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ وہ ۱۹۷۹ء میں اورنگی ٹاؤن سے بلدیہ کراچی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ انہوں نے بیش بہا ترقیاتی کام کر کے اورنگی شہر جیسی گمنام اور غریب بستی کی شہرت میں چار چاند لگا دیئے۔ اورنگی ٹاؤن کے تمام بڑے ترقیاتی منصوبے کی تکمیل انہیں کے مرہون منت ہے۔ لہٰذا وہ اورنگی شہر اور شہر سے باہر بھی بے حد مقبول ہوئے۔ اپنی ہر دلعزیزی کی بنیاد پر دوبار کونسلر اور کچی آبادی کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ ان کے اندر تحریری اور تنظیمی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ابھی یہ جوان ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند ہیں۔ پر عزم شخصیت ہونے کی بنا پر ہر کام پر کامیابی ان کی منتظر ہے۔ شجرہ پدری ملاحظہ ہو۔

ایس ایم اختر بن محمد مسلم بن محمد نبی علی دیپڑیاں، ابن سید محمد ریاض الدین احمر،

اشرافِ تیگھرہ

(۱) شیخ اکبر علی (۲) شیخ اصغر علی (۳) بی بی صغیر النساء تینوں بھائی بہن

(۱) شیخ اکبر علی

- شیخ معین
  - مبین علی اکبری زوج بنت سید حسن رضا
    - شمیمہ زوجہ محمد اظہار (ہر سنگھ پور دربھنگہ)
    - صوفیہ
    - نسرین زوجہ شفیع الدین (مالی پور)
      - اقبال
      - نفیسہ
      - افضال
      - فیصل
      - ذیشان
    - عارفین
    - سالکین
    - شمیم
  - متین علی اکبری
- بی بی شریف النساء زوجہ محمد ولی (بلوچک، دربھنگہ)
  - سید محمد شفیع
  - صادقہ زوجہ بشیر الدین صغیر
    - ڈاکٹر شکیل احمد صغیر (امریکہ)
    - جمیل احمد صغیر (امریکہ)
  - سید محمد تقی زوج بنت عبداللہ (کواری دربھنگہ)
  - سید محمد رفیع زوج وحید النساء (بلوچک) (ص ۳۹۲)
  - معصومہ زوجہ محمد منظور (تیگھرہ) ابراہیم
    - سید محمد اسمٰعیل
    - سید محمد شعور
    - سید محمد راشد
    - فرحت
    - رفعت
  - دختر زوجہ امتیاز حسین بن مہدی حسن بن حیدر علی ہلدی سابقہ سکونت (چنڈھی پور دیا پور) خورشید علی کلاتھ مرچنٹ (اورنگی)
- بی بی لطیف النساء زوجہ محمد مقبول مظفر اور چھ فرزند

(۲) شیخ اصغر علی

حافظ نابینا ۔ میاں ۔ حفیظ ۔ فرزند ۔ خاتون بی بی زوجہ سید وزارت حسین مختار ۔ دختر شادی آبگل ۔ حفیظ فرزند ڈاکٹر جمیل اختر (کراچی) ۔ دختر ۔ دختر

جمیلہ ۔ انجم ۔ نزہت

قمرو ۔ ذکیہ

بدالزماں ۔ لاکو (کھاتوپور) ۔ چھوٹو

شمس الزماں ۔ فرزند

سید عبد الرحمٰن زوجہ سیدہ ساجد النساء بنت سید حسن ۔ سید غلام ربانی ۔ عمدہ

علیمہ زوجہ سید منظر عالم بن سید عبد الجلیل ۔ خدیجہ زوجہ محمد مسلم ۔ نسیمہ زوجہ سید منظور احسان سید عبد المجید ۔ محسنہ (لاولد)

دختر ۔ دختر ۔ دختر ۔ فرزند ۔ فرزند ۔ فرزند

الیسام اختر ۔ محمد ابراہیم زوجہ نصرت یاسین سید مشکور عالم ۔ محمد اعجاز زوجہ فریدہ بنت محمد حنیف ۔ عنبرین زوجہ محمد عبد اللہ ۔ انجیا زوجہ محمد عالم

فیصل ۔ قرۃ العین ۔ نور العین

انجم ۔ سیما ۔ پرویز ۔ ریحاں ۔ سروری ۔ تنویر ۔ شمع

عروج ۔ کلثوم ۔ اطہر

جاوید ۔ مظفر ۔ شاہد ۔ خالد ۔ ساجد ۔ ماجد ۔ واجد ۔ فہد ۔ سعد ۔ عروسہ اختر

منیزہ خاتون ۔ قمر ۔ ثریا ۔ دختر ۔ مہتاب

ربیعہ خاتون ۔ عائشہ ۔ حفیظہ ۔ طیبہ ۔ قریبہ ۔ سید عبد الجبار

اولاد بی بی صغیر النساء ہمشیرہ شیخ اکبر علی تیگھرہ

عبد الحمید — محمد سلیم — محمد حلیم — بی بی ہاجرہ

- عبد الحمید
  - مرتضیٰ
    - فرزند
    - فرزند
  - صابرہ زوجہ حکیم اسحاق (تیگھرہ)
    - رضوان
    - فرقان
    - عمران
    - کامران
- محمد سلیم
  - مصطفیٰ
  - وارث علی
- محمد حلیم
  - دختر زوجہ محمد حبیب عبد الغنی بن محمد میاں (قادر چک) عبد اللہ زوجہ عنبرین بنت محمد مسلم
    - ناظمہ پروین
    - شائستہ پروین
    - ضیاء الحق
    - کہکشاں
    - شاکرہ پروین
    - فرشتہ پروین
    - تبسم پروین
- بی بی ہاجرہ (شادی سلیم پور) حاجی محمد سلطان (بنگلہ دیش، ڈھاکہ)
  - جیلانی صبا
  - دختر (شادی سونگڑتیا)
  - ڈاکٹر زاہد شادی سلیم پور بنت محمد منظور
  - عقیلہ
  - عابدہ

سیّد محمد محمود باروی

(شجرۂ نسب ص ۲۹۷)

مولوی حافظ سید محمد محمود تخلص محمودؔ خلف حکیم سید زین العابدین بن سید رحمت علی ۱۸۹۲ء میں موضع بارہ ضلع مونگیر میں تولد ہوئے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے منصب پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی اور کھلنا ضلع اسکول میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۴۹ء میں فرائض سے سبکدوش ہونے کے بعد کھلنا میں مستقل آباد ہو گئے۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:-

(۱) شمع کے پروانے (۲) جامع القواعد

آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

ارسطو ئے زمانہ اور سکندر جاہ ہوتا ہے مگر ہوتا ہے دنیا میں کوئی انسان مشکل سے
شمع کی زندگی ہو پروانے کا ہو مرنا جینا ہو ایسا جینا مرنا ہو ایسا مرنا

۱۳۴۸ھ میں شیخ مولانا حاجی شاہ محمد نعمت اللہ نقشبندیؒ کی وفات حسرت آیات کے موقع پر دونوں باپ بیٹے نے فارسی زبان میں جو قطعات کہے تھے وہ درج ذیل ہیں:-

تاریخی قطعات از حکیم سید زین العابدین حیرتؔ رئیس بارہ مونگیر

شہ نعمت اللہ آں پیر مرد کہ ہادی دیں بود و شرع متین

سلہ بزم شمال ص ۲۷۲ اور ۲۷۳، سلہ ملی گلال از مولانا محمد جمیل انصاری (ص ۱۷۹)

نوٹ:- حکیم سید زین العابدین کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ کے مشہور و معروف مختار تھے اور راج جیلی کے مقرر کردہ تھے جہاں وہ بہت ہی محترم اور محتشم تھے اچھی خاصی جائداد بنائی اسی وجہ سے ان کے فرزندان طاہر، جمعہ، وغیرہ خان بہادر اور رئیس کہلائے۔ سید رحمت علی کے ایک فرزند سید عبدالحمید مشہور شاعر گزرے ہیں۔ (بزم شمال از شاداں فاروقی ص ۲۷۲)

بخلدِ بریں رفت ناگاہ او دلِ عالمے گشت اندوہگیں
چو من سالِ رحلش ز پیرِ فلک بجستم بیامد بگوشم چنیں
کہ حیرت مکن مگر سالِ وصال بگو میہماں شد بخلدِ بریں

تاریخی قطعات از حافظ سید محمد محمود باروی مدرسہ عالیہ کلکتہ

شہ محمد نعمت اللہ شیخ کامل باخدا بست از دار فنا رخت سفر سوئے جناں
بود او پیرِ طریقت عارفِ اسرارِ دیں بر علم از رحلتش افتاد بس کوہ گراں
فکر کردم چوں بسوئے سالِ وصلش ہستنا از غمِ فرقت دلِ من گشت بے تاب و تواں
آمدہ از غیب حافظا ایں چنیں سالش بگو پیرِ عرفاں زیبِ فلک نعمت اللہ ناگہاں

ڈاکٹر آغا عماد الدین

صدر شعبہ سیاسیات، سٹی کالج ناظم آباد کراچی

نسب مادری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	ڈاکٹر آغا عماد الدین
۴۵	زوجہ افضل الدین احمد شتل پوری
۴۴	سید محمد سعید (کالو بابو) نگھرہ
۴۳	زوجہ سید عبدالحمید
۴۲	سید امام علی
۴۱	نامعلوم
۴۰	میر مہر علی
۳۹	میر قمر علی شہید بکسر
۳۸	سید فیض علی
۳۷	سید خیر الدین
۳۶	سید شاہ محی الدین
۳۵	سید شاہ مقبول
۳۴	سید شاہ بہلول
۳۳	سید شاہ پھول
۳۲	سید شاہ عارف الحق
۳۱	سید شاہ اسمٰعیل
۳۰	سید شاہ یونس
۲۹	سید شاہ باگھ
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاجنیریؒ

ڈاکٹر آغا عماد الدین کے نانا بزرگوار کا نام سید محمد سعید عرف کالو بابو تھا وہ نگھرو کے سادات میں سے تھے۔ خان بہادر طاہر رئیس بارہ سید محمد سعید (کالو بابو) کے بہنوئی تھے۔ آغا عماد الدین کی والدہ کی پرورش و پرداخت خان بہادر طاہر کے گھر بارہ میں ہوئی تھی یہیں ۲۹ نومبر ۱۹۳۳ء کو آغا صاحب پیدا ہوئے۔ "اعیانِ وطن" میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عماد الدین ہے آغا صاحب کے دادا حاجی وحید الحق کی نانی سید کمال علی بن سید آغائی کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلائے اس طرح ان کو ساداتِ رضوی ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عماد الدین پدری نسب کی رو سے شیخ صدیقی ہیں جو دربھنگہ کا مشہور خانوادہ ہے جبکہ مادری نسب کی رو سے حسینی زیدی واسطی جاجنیری ہیں۔ یہ شتل پور دربھنگہ کے متمول گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں چنانچہ مصنف اعوان کی کتاب "بہاری مسلمان" میں ان کے چچا مولوی مصلح الدین کا ذکر خصوصی طور پر آیا ہے وہ دربھنگہ ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے اور تحریکِ پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا تھا۔ ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے سلاسل فردوسیہ کے مرید تھے۔

آغا صاحب کی والدہ کے نانا سید عبدالحمید اور سید قربان علی (دیولی) سید امام علی کے داماد تھے اس طرح دونوں آپس میں حقیقی ہم زلف تھے۔

---

[1] اعیانِ وطن ص، آئینۂ تربت ص۲۹۳، بزمِ شمال از شاداں فاروقی ص۲۸۹، ۲۹۰،

سید قربان علی، سید عبدالجلیل (ڈیگھرہ)، سید بشیرالدین (ساتھر) اور والدہ سید عبدالرحمٰن (پکھٹول) کے حقیقی نانا تھے۔ آغا عمادالدین نے ۱۹۳۶ء میں مسلم اسکول دربھنگہ سے میٹرک کیا اور سی ایم کالج دربھنگہ سے انٹر کیا تھا اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۵۳ء میں ایم اے ایل ایل بی کیا۔

۱۹۶۱ء میں انہوں نے بہار یونیورسٹی پٹنہ سے پی ایچ ڈی کیا۔اسی سال آپ نے پاکستان ہجرت کی اور گورنمنٹ سٹی کالج ناظم آباد، کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے فی الحال وہ اسی کالج میں صدر شعبہ سیاسیات ہیں۔ آپ کالج کے ہر دلعزیز پروفیسر ہیں اور اساتذہ وطلباء میں یکساں محبوب ہیں۔ اب تک آپ نے آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں:۔

دستور ہند ایک نظر میں، لوح وقلم، خیال کے دستور پر تبصرہ (انگریزی)، گلوریس جینیس، انگریزی قزال، خطبات علی کا انگریزی ترجمہ، فورتھ ریپبلک آف پاکستان، پرویٹ محمد جیورسٹ جنرل،

اولاد (۱) آغا محمد نجیب (۲) آغا طارق (۳) آغا محمد بلال (۴) آغا محمد التمش (۵) آغا محمد فیصل (۶) ہمیرہ نسرین زوجہ سید افروز احمد کراچی پر سراۓ، عزیز پروفیسر مجتبیٰ رضوی۔

نسب پدری ڈاکٹر آغا عمادالدین، افضل الدین احمد صدیقی، حاجی وحید الحق صدیقی، بابو لیسین (شتل پور) بابر یعقوب، ننھے خاں (افتخار الدین حسین خاں)، اولاد دارو غہ نعیم اللہ خاں اور روشن علی خاں اتاپرواز شتل پور برادر دارو غہ نعیم اللہ خاں تھے۔

نوٹ:۔ ننھے خاں دارو غہ نعیم اللہ خاں کے پوتے تھے۔ (۲) بابو لیسین کے ایک فرزند کا نام شیخ معین الحق عاجز تھا جو مشہور معروف شاعر تھے۔ یہ خانوادہ مشائخ صدیقی ہے خان کا خطاب خاندانی تھا جو بعد کے لوگوں نے پسند نہیں کیا۔

باب ۱۵ شجرہ ساداتِ علوی تھانوی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱-	حضرتِ علیؓ زوج خولہ بنت جعفر بن قیس
۲-	محمد الاکبر
۳-	حسین ، عبدالمنان (صفحہ ۴۱۲)
۴-	علی احمد الکرفی
۵-	حسین حق بین زاہد العارفین
۶-	نورالدین طوسی
۷-	ضیاءالدین حق پرست
۸-	علی اعظم نورالحق
۹-	علی اکبر خدا دوست
۱۰-	علی اصغر شریف البرکات
۱۱-	ابوالقاسم
۱۲-	ابوالمعالی
۱۳-	ابوبحر اردبیلی
۱۴-	علی زمن
۱۵-	محمد باقر
۱۶-	شاہ حسین ثانی
۱۷-	محمد رشید
۱۸-	محمد بن بایزید شاہ
۱۹-	حسین فردوس
۲۰-	علی سرمست

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۱-	سلطان فرخ شاہ (امیر ارسلان)
۲۲-	مرجان شاہ
۲۳-	سلطان محمد شریف
۲۴-	سلطان ابواسحق ابوشاہ
۲۵-	سلطان ابوسعید رازی (سکونت ہند از خراسان)
۲۶-	ابواحمد رازی
۲۷-	نورالدین کمال حق دانشمند
۲۸-	عبدالعزیز عبدالرسول
۲۹-	قاضی محمد فاضل (سکونت جھنجھانہ)
۳۰-	احمد رازی حبیب الرسول
۳۱-	شاہ عبدالرزاق (جھنجھانہ ، مظفر پور یوپی) متوفی ۲۴ ذوالحجہ ۹۹۳ھ "تذکرۂ خیرالبیان"
۳۲-	شاہ محمد مزکّیؔ (بڑا)
۳۳-	شاہ جمال محمد مصنف خیرالنساء
۳۴-	عبدالغنی
۳۵-	عبدالقادر
۳۶-	عبدالکریم
۳۷-	حبیب اللہ مورثِ اعلیٰ (سکونت تھانہ بھون)
۳۸-	غلام نبی
۳۹-	حافظ رحم علی

(صفحہ ۴۱۱)

اولاد حافظ رحم علی علوی تھانویؒ

(۴۰) نجف علی
(۴۱) یوسف علی
(۴۲) مختار علی

فتح علی
خورشید علی

نجابت علی تھانوی
(۱۷۹۳ء تا ۱۸۵۶ء)

احمد علی
رحمت علی
ممتاز علی

سعادت علی　ماجد علی　اللہ بندی والدہ　حاجی پیر　شوکت علی　محمد عمر
(م ـــ)　حکیم واجد علی　مولانا اشرف علی　امداد علی (م ـــ)　ظفر علی
متخلص سالک　تھانویؒ　(۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۱ء)　سرفراز علی

حامد علی　نور محمد

محمد علی　ماجد علی　عابد علی تھانوی (ولادت ۱۹۳۰ء)　راشد علی

شارق　ارم　ریحان　شکیل احمد

انیس فاطمہ　شہزاد علی　ساجد علی

اسد علی　ادریس　عدیل　عاصم　نیر سیما　ثوبیہ　آسیہ

شجرہ شاہ سالار مسعود غازیؒ

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی
۱۲۔ شاہ سالار مسعود	۱۳۔ شاہ سالار مسعود غازی	۱۵۔ شاہ سالار مسعود
۱۱۔ شاہو غازی	۱۲۔ شاہو غازی	۱۴۔ شاہو غازی
۱۰۔ عطاء اللہ غازی	۱۱۔ عطاء اللہ غازی	۱۳۔ عطاء اللہ غازی
۹۔ طاہر غازی	۱۰۔ طاہر غازی	۱۲۔ طاہر غازی
۸۔ طیب غازی	۹۔ طیب غازی	۱۱۔ طیب غازی
۷۔ شاہ محمد غازی	۸۔ شاہ محمد غازی	۱۰۔ شاہ محمد غازی
۶۔ شاہ عمر غازی	۷۔ شاہ عمر غازی	۹۔ شاہ عمر غازی
۵۔ ملک آصف	۶۔ ملک آصف غازی	۸۔ آصف غازی
۴۔ بطل غازی	۵۔ قطب غازی	۷۔ قطب غازی
۳۔ عبدالمنان	۴۔ علی بن حنفیہ	۶۔ علی بن حنفیہ
۲۔ محمد بن حنفیہ رضؓ	۳۔ شاہ جعفر	۵۔ شاہ جعفر
۱۔ حضرت علی رضؓ	۲۔ محمد بن حنفیہ رضؓ	۴۔ شاہ بطل غازی
مراۃ مسعودی	۱۔ حضرت علی رضؓ	۳۔ شاہ عبدالمنان
ص ۳	(تحقیق الاقوام)	۲۔ محمد بن حنفیہ رضؓ
(شجرہ ۱)	ص ۹۶	۱۔ حضرت علی رضؓ
	(شجرہ ۲)	(تصحیح شدہ شجرہ)
		(شجرہ ۳)

تبصرہ

شاہ سالار مسعود غازیؒ کا دور محمود غزنوی کا دور ایک ہے اس کے علاوہ سید ابوالفرح واسطیؒ غزنی سے ہندوستان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے۔ سید روشن علی مصنف کے مطابق سید ابوالفرح واسطیؒ کا پشت نمبر ۱۵ ہے۔ چونکہ دونوں ہمعصر ہیں اس لیے شاہ سالار مسعود غازی بھی حضرت علیؓ کی پندرھویں پشت میں ہیں۔ اصول عمرانی اور اصول علم الانساب کی رو سے بھی پندرھویں پشت کو صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے اس لیے تصحیح شدہ شجرہ ۳ درج کیا گیا۔ (مؤلف)

شاہ سالار مسعود غازیؒ

(شجرۂ نسب ص ۴۱۲)

حضرت علیؓ نے اپنے فرزند دلبند محمد بن حنفیہؓ کو ایک خرقہ مع انگشتر دلعل و ذوالفقار عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمد بن حنفیہؓ کے فضائل و کرامات تواریخ کی کتابوں میں درج ہیں بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسینؓ نے بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔ محمد بن حنفیہؓ کے دو فرزند تھے۔ (۱) شاہ عبدالمنان غازی (۲) شاہ عبدالفتاح غازی شاہ سالار مسعود شاہ عبدالمنان کی اولاد میں ہیں جبکہ شاہ عبدالفتاح کی اولاد میں خواجہ احمد گیسو درازؒ پیر و مرشد اہل ترک شاہ ولایت ترکستان مشہور ہیں۔ سالار مسعود غازی کی والدہ کا اسم گرامی ستر معلّیٰ ہے جو سلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ سالار غازی حضرت علیؓ کی پندرھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔

سالار شاہو غازی ۴۰۱ھ میں لشکر جرار کے ساتھ غزنی سے قندھار تشریف لائے پھر ٹھٹھہ کی راہ سے اجمیر پہنچے۔ یہیں ۲۱ رجب ۴۰۵ھ کو یکشنبہ بوقت صبح صادق سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی۔ جب چار سال کے ہوئے تو سید ابراہیم نے بسم اللہ پڑھوائی۔ دس برس کی عمر سے عبادت الٰہی اور شب بیداری کا ذوق پیدا ہوا۔ ۴۱۶ھ میں سلطان محمود غزنوی کا لشکر سومنات پر حملہ آور ہوا جس میں سالار شاہو غازی، خواجہ ابو محمد چشتیؒ اور ولی صفت حضرت کاکو نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ۴۲۳ھ میں جب آپ ۱۸ سال کے ہوئے تو اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کی غرض سے بہرائچ پہنچے۔ ہندو راجاؤں کا پیام آیا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ایک عارضی صلحنامہ تیار کیا جائے لیکن کفار راضی نہ ہوئے چنانچہ لشکر اسلام اور کفار کا مقابلہ ہوا۔ پہلی جنگ جس کے سالار سیف الدین تھے سالار مسعود کے ہاتھ رہی۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ۲۱ ہندو تاجداران ہند شریک تھے۔ فوج کی قلیل تعداد ہونے کے باوجود دوسری جنگ میں بھی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن تیسری جنگ میں آخری فیصلہ کن لڑائی کے لیے ہندوؤں کا عظیم الشان اجتماع ہوگیا۔ ہندوؤں نے آخری دم تک لڑنے کی قسم بھی کھا رکھی تھی۔ آخری جنگ کا جب آغاز

ہوا تو میر نصراللہ کو میمنہ اور میاں رجب سالار کو میسرہ کی کمان دی گئی تھی اور خود سالار غازی قلب میں رہے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ سید نصراللہ موضع ڈوکولی میں شہید ہو گئے۔ میاں رجب موضع یوسف جرت میں شہید ہوئے۔ وہ ہٹیلہ پیر کے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ جب اسلامی فوج کے بڑے بڑے سردار شہید ہو گئے تو سالار سیف الدین کو مدد کے لیے بھیجا گیا جب وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمانوں پر مایوسی چھانے لگی۔ ۱۴ رجب ۴۲۴ھ کو پھر حشر برپا ہوا ہر طرف مقتولین کے سر ہی سر تھے۔ سالار مسعود غازیؒ شہدیو نامی ہندو کے تیر سے زخمی ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا معتقد سکندر دیوانے نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور ایک درخت کے نیچے سر مبارک کو اپنے زانوؤں پر رکھا اور بے ساختہ رونے لگا۔ اسی جگہ آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ سکندر دیوانے کو بھی برابر میں دفن کیا گیا۔[۱]

دہلی کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق آپ کا بڑا معتقد تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت بادشاہ کو ٹھٹھہ کا معرکہ پیش آیا اس کی والدہ نے نیت کی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو وہ سالار غازی کے مزار کی زیارت کے لیے بہرائچ جائیں گی۔ اس معرکہ میں فیروز شاہ تغلق کامیاب ہوا تو اس وقت کے کامل بزرگ سید امیر ماہ بہرائچی کے ساتھ زیارت کی غرض سے بہرائچ گیا اور روضہ پر حاضری دی۔ امیر ماہ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ سالار غازی فلاں دن فلاں وقت ٹھٹھہ تشریف لے گئے اور فلاں وقت واپس تشریف لائے۔ بادشاہ نے جب روزنامچہ دیکھا تو معرکہ کی وہی تاریخ تھی فتحیابی کا وہی وقت تھا۔ بادشاہ مقبرہ کے دروازہ پر رک کر دوسری کرامت کے بارے میں دریافت کیا تو امیر ماہؒ نے جواب دیا کہ اس سے بڑی کیا کرامت ہوگی کہ تمہارے جیسا سلطنت اور مجھ سا فقیر دربانی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ اور زیادہ معتقد ہوا۔ منتخب التواریخ کے مطابق سلطان دہلی آیا اور ۷۷۷ھ میں نواسہ کو تخت پر بٹھا کر خود صوفیاء کے گروہ میں شامل ہو گیا اور سالار غازی کے عرس کو بدعت سمجھ کر بند کرانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اورنگ زیب عالمگیر حضرت سرمدؒ کو ساتھ لے کر بہرائچ آیا اور میلہ بند کرانا چاہا مگر میلہ

---

۱ سید سالار مسعود غازی ص۲ یا ۳۰؛

۲ کیمبرج ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری (جلد دوم حصہ اوّل ص۴۲-۵۰)

بند نہ ہو سکا۔

نوٹ: (۱) امیر خسروؒ نے تحریر کیا ہے کہ سالار مسعود ایک تاریخی شخصیت اور شہید سالار تھے۔ (اعجاز خسروی ص ۱۵۵)

(۲) سالار مسعود غازی شہید کا مزار بہرائچ میں ہے کفار سے جہاد کے دوران وہ آگے بڑھتے بڑھتے ضلع سارن چھپرہ بہار تک پہنچ گئے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی علوی[1]

شاہ نیاز احمد بریلوی ۱۱۵۵ھ میں سرہند میں تولد ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا کے شاہی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ شاہ آیت اللہ علوی تخت و تاج چھوڑ کر ملتان تشریف لائے۔ بعد میں سرہند منتقل ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حکیم شاہ محمد رحمت اللہ علوی تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد سلاسل نقشبندیہ قادریہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ بی بی لاڈو بڑی عارفہ کاملہ تھیں۔ آپ کے نانا کا نام سید سعید الدین رضوی چشتی تھا جو امام موسیٰ رضا کی اولاد میں سے تھے اور شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی کے خلیفہ تھے۔ بی بی لاڈو شیخ محی الدین پاسنامی قادری سے بیعت تھیں۔ شاہ نیاز احمد بریلوی نے پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستارِ فضیلت حاصل کی۔ تین روز علماء کی ایک جماعت آپ سے سوالات کرتی رہی اور آپ سب کے جواب دیتے رہے آخر کار آپ کی لیاقت کو دیکھ کر سب علماء نے مل کر آپ کے سر پر دستار بندی کی۔ شاہ نیاز احمد بریلوی بارہ برس تک حضرت شاہ فخر الدین دہلوی چشتی سے فیض حاصل کر کے مسند و تکیہ اور دستار مبارک حاصل کیا اور چشتیہ نظامیہ سلاسل میں داخل ہوئے ۱۱۸۵ھ میں حضرت سید عبداللہ بغدادی قادری نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا جس سے آپ سلاسل قادریہ میں بھی داخل ہو گئے حضرت عبداللہ قادری بغدادی نے شاہ نیاز احمد بریلوی کا نکاح اپنی دختر سے کر دیا حضرت شاہ نیاز احمد کی دوسری زوجہ کے بطن سے شاہ نظام الدین حسین علوی اور شاہ نصیر الدین حسین علوی تولد ہوئے حضرت عبداللہ قادری بغدادیؒ نے شاہ نیاز کو روہیلکھنڈ کے شہر بریلی جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ شہر پہنچ کر شہر کے وسط میں مسکن بنایا جو محلہ خواجہ قطب کے نام سے مشہور ہوا۔ خانقاہ میں بہت ہجوم رہنے لگا۔ زائرین ایران، افغانستان، مصر اور عرب سے آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی ۹۵ سال کی عمر پاکر ۶، جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ میں راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ آپ کا مزار بریلی میں خانقاہ عالیہ نیازیہ میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے مزار کے قریب ہی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا بھی مزار ہے۔

تصنیفات: دیوان نیاز، شمس العین، تحفہ نیازیہ، رسالہ السعیدین، رسالہ الغفران، رسالہ نیاز جعفر، رسالہ لب لباب، رسالہ شرح قصائد عربیہ، رسالہ تسمیۃ المراتب وغیرہ۔

---

[1] روزنامہ جنگ کراچی جمعہ ایڈیشن ۴، مئی ۱۹۹۰ء از رئیس الحسن نیازی

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

عبداللہؓ

علی ابو اسحٰق

- محمد
  - امیر بایزید
  - امیر مسعود
  - احمد بصری
  - بایزید ثانی
  - ابو اسحٰق مجبرت
    - میر محمد
      - میر محمود
      - میر سراج الدین
      - میر معز الدین (دولہ شریف)
      - میر ارزانی شاہ
      - شاہ عمر
      - شاہ تمیم اللہ
      - شاہ محمد
      - شاہ عبدالعلی
      - مولانا ابو سعید ولیدی
      - مولانا شاہ ابو البرکات محمد نعیم
      - مخدوم شاہ ابو التراب منور
      - شاہ محمد عزیز دگاہی
      - شاکر النساء
      - زہر النساء
        - فرحت حسین
          - عبدالرحیم
          - مصنف تذکرۂ صادقہ (بہار)
        - شیخ رفیع الدین
          - مولانا عنایت علی (صادق پورہ پٹنہ)
          - مولانا ولایت علی (بہار)
          - عبداللہ شاہ ثانی شہید
          - سالار جنگ امبیلا
          - (سوات، بنیر)
    - ابی عبدالرحیم
- عبداللہ ابو العباس
  - سفاح
  - ابو جعفر منصور
  - محمد مہدی
  - ہارون الرشید
    - مامون الرشید
    - امین الرشید
  - سلطان ابو جعفر عبداللہ
  - ابو الفضل
  - شاہ محمد
  - احمد اول مستنصر باللہ
  - یٰسین
  - سہیل
  - عقیل
  - شاہ مزمل
  - احمد ثانی
  - ابو النصر خان (ثانی)
  - عبدالقادر قاہر
  - سکندر خان سکلاسی
  - فتح اللہ خان تھل
  - بہار اللہ خان بہلا
  - محمد چھینا خان
  - صوفی اعلیٰ
  - (داؤد پوتہ و کلہوڑا خاندان سندھ)

(مقامات نفیلہ ص ۹)

ابو زید

- ابو اسحاق
- ابو اللیث
- ابو الولید
- ابو سعید
- ابو نجیب
- شیخ ابو سعود اصفہانی
- شیخ ابو القاسم
- شیخ عبد الواحد حقانی
- عبداللہ چوسوی
- شیخ اسرائیل
- شیخ عبد العزیز
- شیخ عبدالرحمٰن
- شیخ عبدالرحیم
- مولانا شاہ ابراہیم
- شیخ آموںؒ
- شیخ ارزانؒ
- شیخ مبارک گڑھ (پٹنہ)

خواجہ علی

- عبدالفتح شاہ
- عبداللہ نور شاہ
- طاہر شاہ
- سفیان شاہ
- نور حسین شاہ
- محمد شاہ
- احمد شاہ
- یونس شاہ
- عبدالعزیز
- عبدالرحیم علی
- عبدالغفور شاہ
- علی نور شاہ
- پیر عبدالرحمٰن علی
- ایوب شاہ
- احمد شاہ
- سلطان شاہ
- ابراہیم شاہ
- شیخ شہاب الدین
- عطاء اللہ شاہ
- قطب الدین شاہ
- جمال شاہ
- سید داؤد شاہ
- محمد شاہ
- سعید الدین شاہ
- شیخ بختیار شاہ
- مراج علی شاہ
- مراد علی شاہ
- خواجہ محمد فضل علی قریشی
- مسکین پور ملتان

(تاریخ سندھ، مراتب دولت عباسیہ، جواہر عباسیہ ص ۴۹)

شیخ آموں و شاہ مبارک ارزانیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۱۷)

اس خانوادہ کا مولد و مسکن اصفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ چوسوی نے چوسہ آکر سکونت اختیار کی جو بکسر کے نزدیک ضلع غازی پور صوبہ یوپی ہند میں واقع ہے۔ حضرت آموںؒ اسی خانوادہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ابراہیم مع اہل و عیال موضع چوسہ سے نقل مکانی کرکے موضع چرواباں، پٹنہ صوبہ بہار میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس موضع کا نام ابراہیم پور چرواباں رکھا گیا۔ حضرت آموں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے مخدوم الملک[1] سے کسب فیض کیا اور بیعت، خلافت و اجازت حاصل کی۔ اس عہد میں صوبہ بہار کا حاکم یا عامل کو منگار خاں (ننگک) نو مسلم تھا۔ حضرت آموں کا وصال بروز جمعہ ۴ر شعبان ۸۴۷ھ کو ہوا۔ آپ موضع ابراہیم پور چرواباں میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت آموں کے فرزند کا اسم گرامی شیخ ارزاں تھا جو اپنے والد محترم کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوکر شیخ ارزانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ ارزانی کی وفات کے بعد ان کے فرزند دلبند شاہ مبارک کو خاندانی سجادگی ملی۔

---

[1] وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت ص۴۲، تحقیقات المعانی مکتوبہ ۱۱۵۰ھ۔

شجرۂ طریقت نقشبندی

صوفی طیب قادری نقشبندی
سید پیر عبدالرحمٰن
خواجہ عبدالصمد خاں
خواجہ مظفر (احمد شاہ)
سائیں نور کل شاہ
قادر بخش جہاں خیل
حاجی انور شاہ
حاجی محمود عالم
شریف والاتی
مولانا ابوسعید دہلوی
خواجہ غلام علی شاہ
مرزا جان جاناں
سید شمس الدین
نور محمد
سیف الدین سیف
محمد معصوم باکمال
مجدد الف ثانی
خواجہ باقی باللہ
خواجگی امکنگی درویش
شیخ زاہد
عبیداللہ احرار
یعقوب چرخی
علاءالدین عطار
سید بہاءالدین نقشبند

شجرۂ طریقت

صوفی طیب
پیر سید سعید کبیر وال
فضل علی شاہ قریشی
سراج الدین
خواجہ عثمان دامانی
دوست محمد قندھاری
احمد سعید دہلوی
ابوسعید احمد دہلوی
عبداللہ شاہ مجدد
مظہر جان جاناں
نور محمد بدایونی
محسن علی دہلوی
سیف الدین سیف
خواجہ معصوم
مجدد الف ثانی

خواجہ فضل علی شاہ قریشی

ان کے آباء اجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ آگئے وہاں سے میانوالی جاکر آباد ہوئے۔ داؤد پوترے ہونے کے سبب اس بستی کا نام داؤد خیل ہے۔ کچھ اعزہ واقارب کالا باغ میں سکونت پذیر ہوگئے ہاشمی عباسی ہیں قریشی کہلاتے ہیں۔ ولادت ۱۲۷۰ھ میں داؤد خیل میں ہوئی مسکین پور ملتان میں مدفون ہیں۔

صوفی محمد طیب نقشبندی

صوفی طیب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حافظ حاجی قاری فتح محمد تھا۔ وہ نقشبندی سلاسل سے منسلک تھے۔[۱] اگوٹھ صوفیا تحصیل ڈگری ضلع میرپور خاص میں سنہ ۱۹۴۰ء میں ولادت ہوئی۔ آج کل ٹنڈو قیصر کے قائم خانی محلہ میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں ان کا آستانہ فیضان عام کا گہوارہ ہے راقم کو متعدد بار شرف ملاقات حاصل ہوا بڑے مہربان بزرگ ہیں۔ شجرہ کی رو سے یہ انصاری النسب ہیں۔

---

[۱] مقامات فضلیہ ص۹،

شجرۂ نسب امام تاج فقیہہ زبیری ہاشمی مکیؒ

حضرت عبدالمطلب

حضرت زبیرؓ	حضرت عبداللہؓ
شیخ ابوذر عبداللہ	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
شیخ محمد ابوسعید مسعود	
شیخ ابوالدین	
شیخ ابوسہہ	
شیخ ابودہرہ	
شیخ ابوالیل	
شیخ ابواللیث	
امام ابوالفتح	
شیخ ابوسعید	
شیخ ابوصائر	
شیخ ابوالقاسم	
امام محمد ابوالفتح	
امام ابوبکر	
امام تاج فقیہہ	

شیخ اسرائیل	شیخ اسمٰعیل	شیخ عبدالعزیز
(صفحہ ۴۲۱)	(صفحہ ۴۲۲)	(صفحہ ۴۲۳)

اولاد شیخ اسرائیل منیر شریف، بہار

شیخ یحییٰ منیریؒ

- شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ
  - شاہ ذکی الدین
    - بی بی بارکر زوجہ
    - سید شاہ وحید الدین
    - چلہ کشؒ
    - (شجرہ صفحہ ۲۲۵)
  - بی بی زہرہ
    - زوجہ سید شاہ قمر الدین
    - بن میر شمس الدین
    - ماژندرانی
- شیخ خلیل الدین
  - شاہ اشرف
    - شاہ حسین الدین
    - شاہ سلطان
    - شاہ محمود
    - شاہ اشرف
    - شاہ عبد الملک
      - شاہ دولت منیریؒ
      - شاہ جلال
        - شاہ محمد
        - شاہ اشرف محمود حافظ
        - شاہ ہدایت اللہ
  - مخدوم عزیز الدین
    - مخدوم حمید الدین
    - شیخ خواجہ علی
    - شیخ حاجی
    - شیخ ابوالحسن
    - شیخ منصور
    - ملا شیخ محمد ابراہیم
    - ابوالفتح محمد عارف
    - ملا حفیظ اللہ شکر اللہ
    - قاضی احمد اللہ دفتر گھاٹی (پٹنہ، بہار)
    - ملا محمد سعید
    - مولوی وارث علی
    - مولوی فتح علی
    - مولوی ولایت علی
    - اکبر قاضی شہید جنگ اسپلا (سادات)
- شیخ خلیل الدین
  - شاہ کمال الدین
  - زوجہ بی بی رقیہ
- شیخ حبیب الدین

نوٹ: بی بی بہو بادام بنت شرف الدین ابوتوامہ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی زوجہ تھیں۔

تذکرۂ صادقہ ص ۳۰

اولادِ شیخ اسمٰعیل بن امام تاج فقیہہ

(شجرہ نمبر ۴۲)

شیخ
شیخ ابوبکر (دکھاؤں)
بی بی سعد محمد سعید
شیخ شعیب
(شیخ پورہ مونگیر)

شیخ صلاح الدین
شاہ سلیمان شطاری
شاہ مخدوم علی
شاہ جمال شطاری
شاہ عالم شطاری
شاہ علا بنگالی شطاری
شاہ ابوالفیض قاضن شطاری

شاہ عبدالرحمٰن شطاری
شاہ احمد منور
شاہ طیفور
شاہ مصطفٰی
شاہ مرتضٰی
شاہ امان اللہ
شاہ حقانی
شاہ عبدالحفیظ
مولانا عبدالشکور منیریؒ

شیخ ہدایت اللہ سرمستؒ

مخدوم اویس شہید
دیوان شاہ علی ابدال
شیخ علاء الدین

شیخ قطب الدین
شیخ محی الدین
شیخ زین علی

شاہ فرید منیری
شاہ بدر عالم
شاہ عبدالعلیم
شاہ مقیم
شاہ محمد رفیع

شاہ بنیاد علی
شاہ مدار بخش
شاہ سجاد حسین
شاہ عبداللہ
شاہ عبدالقیوم (بہار)

شاہ یار محمد
شاہ کلب حسین
شاہ مولا بخش
شاہ حمیدالدین
شاہ وحیدالدین
شاہ وصی الدین (بہار)

شیخ عبدالباقی
شیخ نعمت اللہ
شیخ قائم علی
شاہ حسین
بی بی قادرہ خدیجہ
دیوان مولا بخش

شیخ محمد گدائیؒ
شیخ مراد
شیخ غلام حسین گلاب
دوست محمد راجہ اول
شیخ خدا بخش
دیوان مولا بخش
امیر حسن خان
ہادی حسن خان
ابوالحسن خان
احمد حسن خان

نوٹ: شاہ فرید منیری کی اولاد بکرم پور شہدنگ پرگنہ مہرہ ضلع مظفرپور میں آباد ہوئی۔

(حدیقۃ الانساب صفحہ ۱۴۲)

اولاد شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ

(صـ ۴۳۰)

- شیخ سلیمان لنگر زمین
- شاہ عطاء اللہ
- شاہ تاج الدین
- شاہ عبدالمالک
- شاہ عبدالغنی
- شاہ عبدالوہاب
- مخدوم شیخ احمد
- مخدوم شیخ اخوند
- شاہ تیم اللہ
- دیوان تاج الدین احمد
- شاہ عنایت اللہ
- شاہ منور اللہ
- شاہ امین اللہ
- شاہ عبدالحق
- شاہ معین الحق یعقوب
- شاہ غفور الحق
- بی بی مدینہ زوجہ
- بادی حسن خاں
- (نواده گیا)

- مخدوم ضیاء الدین
- مخدوم جلال منیری
- مخدوم شیخ شعیب شیخپوروی
- مخدوم شاہ مظفر
- مخدوم نظام الدین
- بندگی شاہ فیروز
- شاہ جلال فخر الدین

- شاہ شہاب الدین
- شاہ غلام مصطفےٰ
- شاہ شرف الدین (دکھا کمر)
- شاہ امیر الدین فردوسی
- شاہ امین الدین
- سید شاہ حکیم الیاس فردوسی مدظلہ

- شاہ عبدالفتاح
- شاہ نور الدین
- شاہ محمد آگاہ
- شاہ تراب علی
- کنیز کبریٰ
- شاہ برہان مظفر
- شاہ شرف الدین احمد
- شاہ نجم الدین فردوسی مدظلہ

حدیقتہ الانساب صفحہ ۲۱

شیخ محمد یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

(شجرہ صد ۴۲۱)

شیخ یحییٰ شیخ اسرائیل کے بڑے فرزند تھے جو معرفت میں بلند مرتبہ تھے۔ سلاسل چشتی کے سرکردہ بزرگ تھے اور فردوسی سلاسل میں سرِ دفتر تھے۔ بابا فرید گنج شکرؒ سے بھی رغبت تھی اور امیر کبیرؒ سید علی ہمدانی کشمیری بھی آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے قاضی شمس الدین سونیہی کو خطوط لکھے جو آپ تے عہد کے اکابرین میں تھے اور بے حد متقی و پرہیزگار تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں کوچ کیا۔ آپ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے والد ماجد تھے۔

شیخ نجیب فردوسی مرشد شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ | آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید تھے۔ صورت و سیرت میں بہشت کی یاد دلاتے تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ حوض شمسی کے کنارے آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ آپ کے خلیفہ خاص تھے۔

۱؎ گلزار ابرار ص ۷۷ تا ۷۸

تذکرہ مخدوم شیخ شرف الدین منیری

(شجرہ صت ۴۲۱)

۱۹	شرف الدین یحییٰ
۱۸	خواجہ نجیب فردوسی
۱۷	رکن الدین
۱۶	نجم الدین کبریٰ
۱۵	ضیاء الدین ابو نجیب
۱۴	وجیہ الدین ابو حفص
۱۳	خواجہ محمد
۱۲	عبداللہ عمویہ
۱۱	خواجہ احمد سیاہ دینوری
۱۰	خواجہ ممشاد علو
۹	خواجہ جنید بغدادی
۸	خواجہ سری سقطی
۷	خواجہ معروف کرخی
۶	امام علی رضا
۵	امام موسیٰ کاظم
۴	امام جعفر صادق
۳	امام باقر
۲	امام حسین
۱	حضرت علیؓ

مخدوم صاحب کی ولادت منیر شریف بہار میں ۲۹ شعبان
۶۶۱ھ میں اور وفات ۵ شوال ۷۸۲ھ میں بہار خانقاہ میں ہوئی۔
ولادت کے وقت دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود تھا۔ اور وفات
کے وقت سلطان فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ سید شہاب الدین
پیر جگجوتؒ (درگاہ جیٹھلی) کے نواسے تھے جو جعفری سید تھے نسب
پدری کی رو سے زبیری ہاشمی اور حضور رسالت مآب کے ابنِ
عم کی اولاد تھے۔ آپ کے دادا شیخ اسرائیل کے والد مولانا تاج
فقیہ بیت المقدس سے آکر منیر ضلع پٹنہ صوبہ بہار میں ہوئے
تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم میں یہ خانوادہ شروع سے ہی ممتاز رہا
ہے۔ بچپن میں آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ آپ نے کم سنی ہی میں
مفتاح اللغات کو حفظ کر لیا۔ جب شعور کو پہنچے تو آپ نے اس
وقت کے جید عالم دین مولانا شرف الدین ابو توامہ بخاریؒ سے
علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ ابو توامہ نے اپنی دختر بہو بادام
کو اپنے ہونہار شاگرد کی زوجیت میں دے دیا جن سے شاہ
ذکی الدین سے نسل چلی۔ آپ اپنے بڑے برادر شیخ جلیل کے
ہمراہ خواجہ نظام الدین اولیا کے پاس تشریف لے گئے انہوں
نے شیخ نجیب فردوسی کے پاس بھیجا جن سے آپ نے شرف
بیعت حاصل کیا۔ آپ کی عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت

---

۱ بزم صوفیا صت ۳۵۰ ۲ تاریخ بارہ گیاں صت ۲۰، ۵، ۶ ۳ اعیانِ وطن صت ۲۱۳ ۴ بزم صوفیہ صت ۲۴۷

کا شہرہ ایران سلطان تک پہنچا۔ سلطان محمد تغلق نے پختہ خانقاہیں بنوا دیں۔ ان کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت مخدوم کی نماز جنازہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم کی تصانیف سترہ سو بتاتے ہیں۔ ۳ لیکن مشہور حسب ذیل ہیں۔ مکتوبات صدی، دو صدی، بست و ہشت۔ معدن المعانی۔ مخ المعانی۔ راحت القلوب خوان پر نعمت۔ مونس المریدین۔ تحفہ غیبی۔ فوائد رکنی۔ عقائد شرفی۔ اجوبہ۔ اجوبہ زاہدیہ۔ اوراد اوسط۔ فوائد المریدین۔ رسالہ اشارات۔ رسالہ مکیہ۔

نمونۂ کلام مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

فالنامہ ـــ دس چار کچھ اگم آدے　　آٹھ پانچ پھل مانگے آدے
تین گیارہ پہنچے راج　　نو سو سترہ کرے اکاج

حمد ـــــ حمد ثنا سبھ رب کون خالق خلق جہان
لائق حمد و ثنا کی اور نکوئی جان

علم شریعت نال کی بھیجا پاک رسول
جو کچھ بھیجا رب تے سبھ ہم کیا قبول

مقطع ـــــ شرفا گور ڈراون نس اندھیاری رات
واں نہ پوچھے کون تمہاری جات

مخدوم بہاریؒ کا کچ مندرہ (دوہرہ)

ـــــــ کتا بیدن ہر تا دہی ایک سرجن ہار ـــــــ

ـــــ جوک مہورت میں تمہیں ساکھی دھرت بول جو کچھ فلانے کا پنڈ پران میں ہوئی ،
راہ کا ، باٹ کا ، کوسے کا ، پوکھر کا ، اندھیاری کا ، اجیالی کا ، چوٹ کا ، چھوٹ کا ، سکے کا ،
کرائے کا ، بھیجے کا ، لانگھے کا ، اوگھن کا ، دیودانو ، بھوت پلیت ، راکس بھوکس ، ٹمائن ،
ڈکن ، سکھن ، کچن ، چڑیل ، میل فلاں جان بھوان ـــــــ گلٹی ، پھرکی ، باؤلا ، گرلا ،
سرخ باد ، سبز باد ، زرد باد ، ہفتاد باد ہر بادے کہ باشد در وجود فلاں جن آپکار دہا ہے ،
دہائی سلیمان پیغمبر کی جل بھسمنت ہو بیک بلا جائے ،
بیک بلا جائے ـــــــ سرایب جی جی کرنت تی تی مرنت ـــــــ

سرے درد ہے دمیز بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایں دو بر او سہ بار بخواند

دوہا ـــ شرف حرف مائل کہیں درد کچھ نہ بسائے　　گر دچھویں دربار کی سو درد و دور ہو جائے

مولانا ولائت علیؒ زبیری صادقپوری

(شجرہ صفحہ ۴۲۱)

مولانا ولائت علی زبیری صادقپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ اس قصبہ کو انگریزوں نے ۱۸۶۳ء میں مسمار کرادیا۔ مولانا ولائت علی زبیری امام تاج فقیہہ کی اولاد میں تھے اور ۔ ۔ ۔ مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے ہم جد تھے۔ اس خانوادہ میں کثرت سے علماء گزرے ہیں چنانچہ علماء صادقپور بہت مشہور ہیں۔ سید احمد شہید بریلوی حج سے واپسی پر جب صادقپور تشریف لائے تو مولانا ولائت علی بھی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید احمد بریلوی مولانا ولائت علی اور مولانا عنائت علی اور مولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ متعین کر کے جہاد پر روانہ ہو گئے۔ سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید کی شہادت کے بعد ان دونوں نے تحریک جاری رکھی۔ دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر پٹنہ آئے۔ مولانا ولائت علی ۱۸۵۲ء میں انتقال فرما گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی مولانا عنائت علی تحریک کے سربراہ ہوئے۔ ۱۸۵۷ء ۱۸ جون کو مولوی احمد اللہ صادقپوری اور مولوی شاہ محمد حسین تحریک میں شامل ہونے کے سبب گرفتار کر لئے گئے۔

مولانا ولائت علی کے صاحبزادہ عبداللہ شاہ بخاری زبیری صادقپوری جنگ امبیلا (سوات) میں سید احمد شہید بالاکوٹ کی فوج کے سپہ سالار تھے جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھا دیا۔

مولانا ولائت علی زبیری صادقپوری صاحب تصنیفات بزرگ تھے۔ ان کی چند تصنیفات درج ذیل ہیں۔

(۱) رسالہ دعوت (۲) رسالہ تیسیر الصلوٰۃ (۳) رسالہ شجرہ باثمرہ (۴) بنیان الشرک (۵) رسالہ بدعت۔

---

۱ صوفیائے بہار اور اردو از پروفیسر معین الدین دردائی صفحہ ۱۷۴

مشائخ زبیری مکی ہاشمی منیری شیخ شاہ اسمٰعیل زبیری مکی ہاشمی

(شجرہ صفحہ ۴۳)

مخدوم شیخ اسمٰعیل امام محمد تاج فقیہہ فاتح منیر کے فرزند تھے۔ امام تاج فقیہہ یروشلم میں الخلیل کے رہنے والے تھے۔ ان کی پہلی زوجہ کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) مخدوم شیخ اسرائیل (۲) مخدوم شیخ اسمٰعیل زوجہ اولی کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی سالی سے عقد ثانی کیا جن کے بطن سے شیخ عبدالعزیز تولد ہوئے۔

روایت ہے کہ حج کے دوران امام نے جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور پر حاضری دی تو آپ کو بشارت ہوئی کہ منیر میں حضرت صوفی مومن عارف یمنیؒ کی مدد کریں۔ حسب ہدایت آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عازم منیر ہوئے تو منیار کا ہندو راجپوت راجہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مزاحم ہوا آپ نے کفار کا سخت مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی آخر کار راجہ مارا گیا اور محل پر آپ کے اصحاب کا قبضہ ہو گیا۔ مہم کے خاتمہ پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مخدوم اسرائیل اور شیخ عبدالعزیز کو جنوبی بہار میں دین کی تبلیغ کا کام سپرد کیا۔ شیخ اسمٰعیل کو آپ نے عبور دریائے گنگ شمالی بہار ترہت کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا اور خود واپس یروشلم چلے گئے۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ۱۲۹۷ء میں مخدوم شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں ایک لشکر دربھنگہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا جو پندرہ ہزار گھوڑ سواروں پر مشتمل تھا لیکن مسلمانوں کا یہ لشکر سستی پور کے نزدیک ہسکری کے مقام پر ہندو راجہ کی فوج سے شکست کھا گیا۔ دوسرے سال ۱۲۹۸ء میں شاہی لشکر شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں پھر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجہ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اسے پا بجولاں دہلی دربار میں بھیجا گیا جہاں اس نے اطاعت

۱۔ الکنز الانساب صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴ ۲۔ کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری صفحہ ۲۴۴، ۲۵۰، ۱۸۶

نوٹ :- میر محمد شطاری نے ان کی سوانح عمری سترہویں صدی عیسوی میں لکھی جس کا نام :۔۔۔۔ "رسالت الشہداء ہے" (تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۵۳)

قبول کر لیا۔ اور ایک معاہدہ کے تحت اس کی موروثی سلطنت واپس مل گئی۔ سلطان دہلی نے
اسے ہندو افواج کا سپہ سالار مقرر کیا بعد ازاں، راجہ سلطنت دہلی کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔
آپ کی پڑپوتی بی بی سعد ملکہ شیخ شعیب فردوسی کی والدہ تھیں جن کا مزار میر نگر تورا میں ہے۔ آپ کی
اولاد میں سلاسل شطاری کے شاہ علا بنگالی، شاہ قاضن شطاریؒ اور مخدوم اویس شہید مشہور ہیں۔
مخدوم اسمٰعیل کا مزار بیلہ درگاہ دربھنگہ میں ہے۔

تذکرہ شیخ عُلا بنگالی، شیخ قاضن شطاری اور شیخ ہدایت اللہ سرمستؒ

(شجرہ صہ ۴۴۲)

شیخ محمد عُلا بنگالی | یہ شیخ قاضن شطاری کے والد تھے اور شیخ قاضن مخدوم عبداللہ شطاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ عُلا کو ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ اور مشاہدے میں بڑا کمال حاصل تھا اور ان پر وجدانی کیفیت رہتی تھی۔ شیخ عُلا بنگالی مانڈو (شادیاباد) بنگال میں رہ گئے اور ان کے فرزند شیخ قاضی قاضن بہار واپس آ گئے۔ شیخ عُلا بنگالی صاحبِ ولادت ترہت بہار میں مشہور ہیں۔

خواجہ فیض اللہ قاضی قاضن شطاریؒ | قاضی قاضن شطاری کی ولادت ۷ ذی الحج ۸۳۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم خاندان میں حاصل کی۔ آپ کا عقد سید زاہد شاہ بن شاہ بڈھے چشتی کی صاحبزادی سے ہوا۔ گلزار ابرار کے مطابق سید زاہد شاہ بڈھے چشتی کے فرزند تھے۔ شاہ بڈھے چشتی کے والد کا نام حمزہ بن جلال تھا۔ آپ کا مزار قصبہ پا ضلع سارن بہار میں ہے۔ وہ شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ تھے۔ دو واسطوں سے نصیر الدین چراغ دہلوی تک شجرہ طریقت ملتا ہے۔ ساری عمر مراقبہ میں گزار دی۔ معدن الاسرار قاضی قاضن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ آپ کے داماد علی بن محمد منجھن ہیں۔ ۲۰ سال تک شطاریہ سلاسل کی اشاعت کی۔ آپ کا وصال ۴ یا ۱۱ یا ۲۴ شوال سنہ ۹۰۱ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار ویشالی بنیا بساڑھ ضلع مظفر پور بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ایوب کا ہیؒ، شیخ ابراہیم، علم منیری، سید علی بدایونی، شیخ رکن الدین انبلیہ سید زاہد، شیخ ابراہیم ادریس سنارگاؤں اور شیخ عبدالراب آپ کے مشائخ تھے۔

شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ | آپ شاہ قاضن کے چھوٹے فرزند تھے۔ ولادت ۸۸۲ھ میں ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں علوم منقول و معقول اور تمام علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ استاد کے حکم سے دو سال درس بھی دیا۔ ۵۰۰ کتابیں جو والد سے ملی تھیں

۱؎ وسیلہ شرف و ذریعہ دولت صفحہ ۶ تا ۷، تذکرہ صوفیائے بنگال صہ ۳۴۹

علماء اور طلباء میں تقسیم کر دیں اور والد سے عرض کیا کہ مجھ کو علم باطن کا شوق ہے۔ والد نے
سلے کے روزے رکھوائے اور اٹھارہ سال کی عمر میں خلافت عطا کی۔ وصال ۹۲۳ھ میں ہوا
حاجی حمید الدین آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فرزند رکن الدین چندھوسی ۹۲۵ھ فتح جنگال
کے وقت ہمایوں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ تکول حاجی پور بہار میں مقبرہ ہے۔

مولانا عبدالشکور منیریؒ

(شجرہ ص ۴۳۲)

شجرہ طریقت

مولانا عبدالشکور منیری
دیوان محمد رشید چشتی
شاہ بدر عالم بدر
شاہ ابوالقاسم
غلام نقشبندی لکھنوی
میر محمد شفیع
مولانا پیر محمد لکھنوی
سید عبداللہ سیاح
شیخ دانیالؒ
مخدوم شیخ داؤد
شیخ یوسف بیری
مخدوم صدرالدین راجو
مخدوم جہانیاں جہاں گشت

آپ کی ولادت سنہ [illegible]ھ میں منیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم منیر ہی میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں خواص بخاری توحید، دیوان محمد رشید چشتی قادری جونپوری کے حالات گنج ارشدی میں مذکور ہیں۔ دیوان جی سے بیعت ہوئے۔ ایک بار دیوان جی کے ساتھ پورنیہ گئے رشید خاں حاکم پورنیہ دیوان جی سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ان سے اسم اعظم اور اس کے خواص پوچھنے لگا۔ اسم اعظم وہ اسم ہے جس کا جاننے والا مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے۔ یہ ہر اہل و نااہل کو جتانے کی چیز نہیں ہے۔ دیوان جی نے ٹالتے ہوئے کہا تاکہ دل شکنی نہ ہو۔ اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ بار بار استفسار پر جواب دیا کہ اس کا جواب میاں عبدالشکور دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ علم صوفیا در بدر ٹھوکر کھا کر کثرت عبادت و ریاضت سے حاصل کرتے ہیں اور تم اسے اتنے آرام سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ حاکم سن کر خاموش ہوگیا۔ مولانا عبدالشکور دیوان جی کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ منیر سے جونپور آستانہ تک پاپیادہ جاتے۔ گنج ارشدی میں ہے کہ شاہ نواز خاں کو مولانا عبدالشکور سے بہت محبت تھی۔ ایک دن دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ شاہ نواز خاں اپنی پالکی پر بٹھا کر قلعہ جونپور تک لے گئے اور بیش قیمت جواہرات پیش کیے جس میں ایک بہت بڑا ہیرا جس کی شعاع دور تک جاتی تھی دکھایا جس

۱؎ ماہنامہ المجیب فروری سنہ ۱۹۶۱ء ص ۳۰ تا ۳۴ از حکیم شعیب قادری

کی قیمت اس وقت ستر ہزار روپے تھی۔ مولانا نے فرمایا اسے بیچ کر بھوکوں اور غریبوں میں تقسیم کردو۔

مولانا عبدالشکور منیری چوتھی پشت میں قاضی ملا غلام یحییٰ بہاری بارہویں تولد ہوئے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی غلام یحییٰ نے "میر زاہد" پر حاشیہ لکھا، وہ مسلک وجودی رکھتے تھے جب کہ مجدد الف ثانی شہودی تھے۔ غلام یحییٰ کی وفات سنہ ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ لکھنؤ کے محلہ دائرہ پیر محمد لکھنوی میں مدفون ہیں۔

تذکرہ مخدوم شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ و مخدوم ضیاء الدینؒ

(شجرہ صفحہ ۴۳۰)

مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہؒ کے دو فرزند تھے (۱) مخدوم شیخ ضیاء الدین (۲) مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ۔ جن کی اولاد نوآبادہ، باڑھ اور سارن میں نوآباد ہیں۔ شیخ ضیاء الدین منیری کے فرزند مخدوم شیخ جلال الدین منیریؒ تولد ہوئے جن کے فرزند شیخ شعیبؒ کا مزار موضع شیخپورہ ضلع مونگیر، بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی اولاد حسین آباد مونگیر میں آباد ہیں۔ نواب زادگان ترجیہ مخدوم جلال الدین منیریؒ کی اولاد ہیں جو مسلک امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی اولاد دو مسلکوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسلک حنفیہ کے پیروکار زیادہ تر بیگھہ، بٹھانا اور عبور دریائے گنگ یعنی ترہت کے علاقہ میں آباد ہیں۔ مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ کا عقد بی بی حبیبہ کمال سے ہوا جو سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ (جیٹھلی) کی دختر تھیں جن کے بطن سے مخدوم عطاء اللہ تولد ہوئے جن کی اولاد میں بی بی مدینہ زوجہ نواب ہادی حسن خان نوآبادہ بہار ہیں۔ اور ایک دختر بی بی کمالو کا کوئیؒ تولد ہوئیں جو پیر جگجوتؒ کی نواسی تھیں۔ اپنی دختر بی بی کمالو کا کوئیؒ کا عقد مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ نے مخدوم سید حسام الدین ہانسویؒ سے کر دیا جن سے مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ اور ایک دختر بی بی معصومہ تولد ہوئیں۔ بی بی معصومہ کا عقد سید علی ابدال جعفریؒ شاہ گوڑ (بنگال) سے ہوا جن سے سید احمد شاہ ابدال پیدا ہوئے۔

۱؎ تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۲۳۴، حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۱۹

تذکرہ شیخ شعیب رح

(شجرۂ ص ۴۲۲)

سجادگان آستانۂ شعیبیہ شیخپورہ

۱ شیخ شعیب جلال منیری خلیفہ
۲ مخدوم شاہ مظفر — سجادہ
۳ مخدوم نظام الدین "
۴ شاہ فیروز "
۵ شاہ جلال "
۶ شاہ عبد الفتاح "
۷ شاہ نور الدین "
۸ شاہ محمد آگاہ "
۹ شاہ تراب علی "
شاہ جمال علی بلخی، بھانجہ و داماد
شاہ برہان الدین مظفر سجادہ نشین (ابن)
شاہ شرف الدین احمد " (ابن)
شاہ نجم الدین احمد فردوسی "

مخدوم شعیب جلال الدین منیری شیخپوری حضرت تاج فقیہؒ کے پرپوتے تھے۔ موضع کجا نواں میں ۶۸۱ھ میں ولادت ہوئی۔ ۸۲۴ھ میں وصال ہوا۔ شیخپورہ میں جامع مسجد سے متصل ان کا مزار ہے۔ چھ یا سات سال کی عمر میں والد بزرگوار مخدوم جلال الدین رحلت فرما گئے۔ جب جوانی کو پہنچے تو نانا کا انتقال ہو گیا۔ ذوق سیر الی اللہ بھی بڑھتا گیا۔ راجگیر میں مخدوم شرف الدین بہاریؒ کے آستانہ میں چلہ کشی ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی ولایت کا شہرہ ہونے لگا۔ ہولناک جنگلوں میں گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ نے دامن کوہ میں شیخپورہ آباد کیا جہاں آپ نے قیام کیا اسے "سکونت محلہ" کہتے ہیں۔ جب مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق خرقہ دستار شیخ شعیب کو عطا ہوا۔ آٹھ پشتوں تک خاندان میں سجادگی رہی۔ بعد ازاں چار پشتوں سے سجادگی داماد اور بھانجہ... جمال علی بلخی (کرجیرہ) کے خاندان میں چلی آرہی ہے۔ شیخپورہ کے کہسار سے جو چشمۂ رشد و ہدایت کا پھوٹا اس کی لہریں دور دور تک پہنچ گئیں۔ مریدان یمن، حجاز، ایران اور افغانستان سے شیخپورہ آنے لگے۔ ان کے درس و تدریس اور قیام و طعام کے لیے ایک بڑا دار الاقامہ

۱؎ تاریخ ماہرہ گیاں ص ۲۰۳ تا ۲۰۸

تیار کیا گیا جہاں ہزاروں طلباء قیام کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے نام ونشان بھی نہیں ملتے۔ ان کی ولایت کا شہرہ سُن کر اورنگزیب سے سید جان جا جیزی بھی حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ غرض یہ کہ شیخپورہ سے خلافت دیورہ، بھاگلپور، لکھن پور، مونگیر، لکھمپنیاں، راجگیر اور میر داد بہار گئی [۲] اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ محمد منعم بھی گذرے ہیں جن کا لقب "پاکباز" تھا۔ اطراف میں فیض رساں بزرگ کی حیثیت سے شہرہ تھا شیخ شعیب جلال شیخپوروی کی تصنیف "مناقب الاصفیا" ایک شہرۂ آفاق معتبر ماخذ ہے، جس کا اُردو ترجمہ سید ابو صالح محمد یونس نے کیا۔

[۳] آخری سجادہ نشین شاہ نجم الدین احمد فردوسی کی تصنیف "حیات ثبات" ہے

---

[۲] تاریخ بارہ گیاں ص ۲۰۹ [۳] تاریخ بارہ گیاں ص ۹

علامہ عبدالقدوس ہاشمی ندوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ایک عالم دین، مورخ، محقق، دانشور اور سیرت نگار تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور ماہر قرآن وحدیث تھے۔ وہ علامہ سید سلیمان ندوی دسنوی کے شاگرد رشید بھی تھے۔ مولانا عبدالقدوس مخدوم پور ضلع گیا، بہار میں ۲۶ جون ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۲۹ھ کو تولد ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولوی اوسط حسین محدث (متوفی ۱۹۱۹ء) اپنے ہی گھرانے کے مشہور و معروف شیخ المحدیث علامہ نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید اور مولوی عبدالاحد فائق مخدوم پوری کے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ انوار العلوم، گیا سے حاصل کی پھر مدرسۂ عالیہ مئو ضلع اعظم گڑھ سے درس نظامی کی تکمیل کی بعدازآں لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فاضل کی سند حاصل کی، جامعہ پنجاب سے فاضل ادب ہوئے اور انگریزی، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت میں دسترس حاصل کی۔ ریاست رامپور لائبریری اور کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ماہر مخطوطات کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ حیدرآباد دکن میں انجمن اتحاد المسلمین کے شریک معتمد اور پارلیمانی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ روزنامہ "اتحاد" اور ہفت روزہ "البلاغ" جریدہ جاری کیا۔ وہ رابطۂ عالم اسلامی کے رکن اور موتمر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی روشناس ہو گئے۔ بعدازآں وہ المجمع الفقہی، مکہ مکرمہ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ جس میں ممتاز عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی شامل تھے۔ مرتے دم تک وہ ملک گیر اور عالمی اداروں سے باقاعدہ وابستہ رہے جن میں موتمر العالم اسلامی، المجمع الفقہی، سعودی عرب ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، کراچی، پاکستان سنی کونسل آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس اور سید سلیمان ندوی ایجوکیشنل کمیٹی قابل ذکر ہیں وہ قاموس تاریخی اور تاریخ خلافت اسلامیہ جیسی معرکۃ الآرا کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی ۱۹۸۹ء میں کراچی میں وفات پاگئے۔

تصانیف (۱) قاموس تاریخی (۲) تاریخ خلافت اسلامیہ (۳) ہمارا رسم الخط (۴) کتاب زندگی، (۵) تقویم تاریخی (۶) فرہنگ پارس (۷) فیصلۂ ہندوستان (۸) المرشد الامین (۹) مجلۃ الاحکام (۱۰) سفرنامہ چین (۱۱) تشریحات پاکستان (۱۲) معاشیات پاکستان (۱۳) معماران پاکستان۔

(مسلم شعرائے بہار جلد ششم صفحہ ۱۹۹)

باب ۱۵ مشائخ اوّل

شجرہ نسب اولاد حضرت جعفر طیار رضؓ بن ابی طالب

حضرت عبداللہؓ الجواد رضؓ زوج حضرت زینب رضؓ بنت حضرت علی رضؓ

حضرت علی زینبی رضؓ

محمد الاریس الرئیس

ابراہیم اعرابی
شاہ جعفر
شاہ اسمٰعیل
محمد الاکبر العالم
شیخ عبداللہ
شیخ عمر دراز
شیخ ابراہیم
شیخ امین
شیخ یحییٰ
شیخ محمد
شیخ ہدایت اللہ
شیخ محب اللہ
شیخ فتح اللہ
خواجہ سعد اللہ
خواجہ امیر عطاء اللہ
(پھلواری شریف، بہار)
(شجرہ اولاد ص ۴۴۱)

ابوبکر ابوالاکرام
ابوالقاسم
شیخ یحییٰ
شیخ عبدالرحمٰن
خواجہ سلطان
شیخ شہاب الدین
شیخ محی الدین
شیخ خلیل الرحمٰن
شیخ نصر الدین
شیخ ابراہیم
شیخ نصر اللہ
قاضی رفیع الدین
قاضی نجیب الدین
قاضی عبدالرحمٰن
سالار خواجہ بدر الدین
سالار خواجہ صدر الدین
سالار خواجہ حیدر
خواجہ سکندر
خواجہ محمد
سالار خواجہ احمد
سالار قمر
سالار خواجہ مرسل
شیخ مظفر (شجرہ اولاد ص

بقیہ اولاد شیخ مظفر

شیخ عثمان

معاذ الدین اول
اللہ داد
شیخ بڑے شہید
محبوب عالم
... الدین
امام الدین
معاذ الدین ثانی
ہدایت علی
الٰہی بخش
(بہار)
تذکرہ ... ص ۴۳،
اعیان وطن ص ۳۷، ۴۷، ۵۹،
حدیقۃ الانساب ص ۶۹،

شیخ فرید الدین
شیخ جمال الدین
شیخ حمزہ
شیخ دوست محمد
شیخ محمد فاضل
شیخ غلام علی
شیخ رمضان علی
شیخ واحد علی
(بہار)

نسبنامہ جعفری و زینبی مطابق ماہنامہ المجیب اپریل ۱۹۶۵ء ص ۱۳

حضرت جعفر طیار بن ابی طالب

عبداللہ — عون

عون
زوجہ خوضا بنت خصفہ سے
چھ فرزندان

معاویہ (اولاد باقی نہیں)
علی زینبی (والدہ حضرت زینب بنت حضرت علیؓ)
اسمٰعیل زاہد متوفی ۱۳۵ھ بروایت ابن ماجہ
محمد — عون — عدی (شہدائے کربلا حضرت جعفر طیارؓ)

محمد ادریس یا محمد شلث
محمد ابراہیم
جعفر السید (بنو جعفر نسل کثیر)

محمد اسحٰق الاشرف (نسل کثیر باقی)

عون — عبداللہ

عبداللہ
اسحٰق — علی — اسمٰعیل — معاویہ

علی
محمد
ابراہیم (مطابق شاہ سلیمان پھلواروی)
جعفر
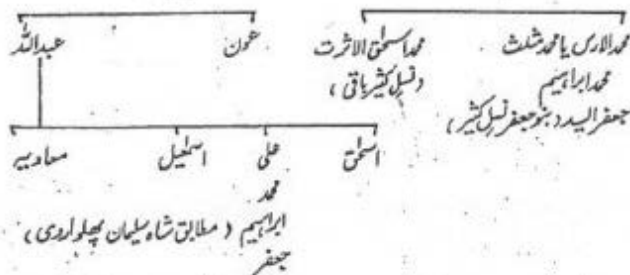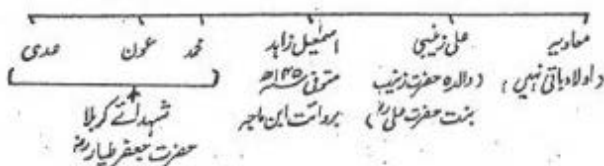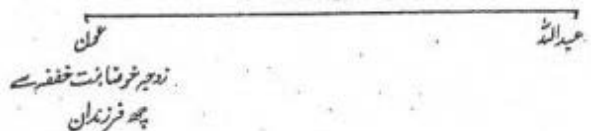
سلہ عمدۃ الطالب فی الانساب آل ابی طالب میں ہے کہ عبداللہ کے ۲۰ فرزند ہوتے بعض نے چو بیس کہا ہے انہیں میں حضرت علی زینبی تھے جن کی والدہ محترمہ حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب تھیں اور جن کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول ہیں۔

حضرت زینب بنت فاطمۃ الزہرا کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی ان کے بطن سے علی عون محمد اور معاویہ تولد ہوئے سلہ

محمد ضیاءالدین علوی مصنف مرآۃ الانساب کے مطابق سلہ نسل صرف علی بن عبداللہ بن جعفر سے جاری ہوئی اوروں سے عقب نہیں ہے۔

حضرت فاطمہ
حضرت زینب کبریٰ
عباس — عون — جعفر — علی

سلہ عمدۃ الطالب ص ۲۱ مصنف جمال الدین محمد بن علی متوفی ۸۲۸ھ و رحمت العالمین ص ۱۱۲ تا ۱۱۳

سلہ مطالب السئول فی مناقب آل رسول ص ۲۰۹ سن طباعت ۶۵۲ھ سلہ مرآۃ الانساب ص ۱۳۸ سن طباعت ۱۹۱۷ء

اولاد امیر عطاء اللہ پھلواری شریف، بہار

(شجرہ ۳۲۹)

- شاہ میر مظفر (اولاد شجرہ ۴۴۲)
- شاہ محمد حسین
  - شاہ فرید اللہ
    - بایزید
    - فصیح الدین
      - سمیع الدین
        - شاہ غلام علی
        - شاہ امان علی
      - صبیح الدین
        - نصیر الدین
        - محمد امین قادری
  - شاہ ظہور اللہ
    - شاہ مجیب اللہ
      - شاہ نعمت اللہ
        - شاہ تراب
        - دختر
          - زوجہ شاہ قائم
        - شاہ علی سجاد
          - شاہ مشتاق
      - شاہ عبد الحق
        - شاہ نور الحق تپاں
          - شاہ ظہور الحق
            - شاہ ظہیر الحق
              - شاہ حسین الحق
              - شاہ ضمیر الحق ضمیر
            - شاہ علی امیر الحق
              - رشید الحق
              - طیب الحق
              - صبیح الحق (سجادہ)
            - سیف الحق سیفی
              - نذیر الحق فائز
              - شاہ محی الدین تمنا عمادی
              - دختر زوجہ عبد الرزاق
              - ریحانہ خاتون زوجہ سید قاسم تبریز (ڈاکٹر بیت اٹ)
                - حرمہ
                - دینا فرین
            - نصیر الحق
      - شاہ عبد الحی
        - شمس الدین
          - ابو الفرج مجیبی
            - مجتبیٰ
              - شاہ جعفر پھلواری (کراچی)
            - مصطفیٰ ابو القاسم
              - شاہ حسن
                - حسن مثنیٰ (شریف آباد کراچی)
            - ابو الفضل
              - شاہ حسین
            - شاہ محمد علی
      - دختر
        - زوجہ حکیم داؤد
          - شاہ سلیمان پھلواری
            - شاہ غلام حسین

اولاد شاہ میر مظفر پھلواری شریف

شاہ محمد یوسف
شاہ عبد لطیف
شیخ عمر دراز
قاضی حیات مرید

شاہ منعم

ملا مبین
ملا عبد الغفور
شاہ عبد الغنی

شاہ محمد اسمٰعیل
مخدوم شمس الدین جنید

شاہ شرف الدین
شاہ بدر الدین

شاہ قمر الدین

شاہ محی الدین
حکیم شاہ شعیب
غلام شرف الدین درگاہی

شاہ امین اسرار الرحمٰن
شاہ امان اللہ
ملا وجیہ الحق
ملا وحید الحق
مولانا احمدی
مولانا ہادی
شاہ شرف الدین
شاہ بدر الدین زوج
بنت قاضی تبارک حسین
(امجھر)

شاہ شمس الدین

شاہ شرف الحسن

شاہ فخر الحسن

شاہ نظام الدین

شاہ مجیب احمد
جلال احمد

شاہ عمران احمد

شاہ قمر الدین
شاہ عماد الدین
شاہ حمید الدین

شاہ محی الدین
شاہ امان اللہ

(کتاب الانساب ص۱۹)

شجرہ طریقت پھلواری شریف

قادریہ بدریہ

شاہ محمد بدرالدین
شاہ محمد یحییٰ
سید منظر غنی
سید عظمت اللہ قادری
سید فضل اللہ قادری
سید میر قادری
سید شاکر قادری
سید داؤد قادری
سید ابوالفتح قادری
سید بدرالدین بدر عالم قیصی
سید قیص قادری
سید ابوالحیات
سید تاج الدین محمود
سید بہاءالدین محمود
سید جلال الدین محمود
سید داؤد
سید عبداللہ
سید ابو صالح نصر
سید عبدالرزاق
سید عبدالقادر جیلانیؒ

نقشبندیہ مجددیہ

شاہ مجیب اللہؒ
شاہ سلطان لکھینیویؒ
سید آدم بنوریؒ
امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
خواجہ باقی باللہ دہلویؒ
خواجہ محمد امکنگیؒ
خواجہ محمد درویشؒ
حضرت محمد زاہدؒ
حضرت یعقوب چرخیؒ
سید بہاءالدین نقشبندیؒ

شہابیہ سہروردیہ امامیہ عشقیہ مجیبیہ

شاہ مجیب پھلواریؒ
ملا عتیق محدث بہاریؒ
ملا عبدالمقتدرؒ
سید عبدالنبیؒ
سید شیر محمد
سید عزت اللہ شاہ
سید محمد زاہد
سید محبوب عالم
سید برہان الدین
عبداللہ
سید ناصرالدین محمود
سید جلال الدین جہانگشتؒ
سید احمد کبیر دوستؒ
سید جلال سرخ بخاریؒ
سید علی مؤید بخاریؒ
سید جعفر
سید صفی اللہ
سید محمد مختار اللہ
سید احمد مقبول اللہ
سید عبداللہ
سید علی اشقر
سید جعفر ثانی
امام علی ہادی نقیؒ

(اعیانِ وطن صفحہ ۱۶۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۲۰۶)

شجرۂ طریقت پھلواری شریف، بہار

شجرۂ طریقت مجیبیہ

مولانا شاہ محی الدینؒ
مولانا ہادیؒ
مولانا نصرؒ
مولانا فردؒ
شیخ العالمینؒ
ملا وحید الحقؒ
شاہ محمد مخدومؒ
خواجہ عماد الدین قلندرؒ
مولانا سید وارث رسولنما بنارسیؒ
مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ
حضرت غریب نوازؒ
حضرت غوث پاکؒ

عمریہ اویسیہ

ملا جان الاولیاءؒ (جونپوری)
شیخ مخدوم جہانؒ
شیخ بہاء الدینؒ
شیخ سالار بڈھاؒ
شیخ بہاء الدین [illegible]
میران سید ناصر الدینؒ
میران سید محی الدینؒ
میران سید [illegible]
شیخ شہاب الدینؒ
شیخ ابو العباسؒ
حضرت عمر فاروقؓ

نقشبندیہ

ملا وحید الحقؒ
شاہ محمد قائمؒ
شاہ اخوند کریم سجاد
شیخ سلطان لکھنویؒ
سید آدم بنوریؒ
شیخ احمد سرہندیؒ
خواجہ باقی باللہؒ

جنیدیہ مجیبیہ

پیر شاہ بدر الدینؒ
شاہ فضل اللہ قادری چھپاؒ
شاہ محمد ہادیؒ
شاہ احمدیؒ
ملا وحید الحق ابدالؒ
شاہ محمد مخدوم دیچاؒ
شاہ امان اللہؒ
شاہ امینؒ
مخدوم شمس الدین جنید ثانیؒ

طبقاتیہ مداریہ

شاہ مجیب اللہؒ
خواجہ عماد الدین قلندرؒ
شاہ معز الدین کرجویؒ
(داناپور)

شجرۂ مداریہ عمادیہ [1]

قطب الدین بینائے دلؒ
جمال حسین طوسیؒ
بدیع الدین مدار مکنپوریؒ
امین الدین شامیؒ
معین الدین شامیؒ
رفیع الدین شامیؒ
مزیح مقدسیؒ
حضرت امام حسینؓ
حضرت علیؓ

نوٹ: میر کریم علی لکھنوی مرشد گرامی شاہ مجیب اللہ کے سلاسل طریقت قادریہ وارثیہ میں سفیری خلیفہ تھے انہیں خرقۂ خلافت ۱۱۴۶ھ میں ملا۔

[1] اعیان وطن صفحہ ۴۳، ۷۲، ۵۹، ۶۸، ۱۵۱، ۱۵۱۔

تذکرہ پھلواری شریف بہار

موضع پھلواری[1] کسی زمانہ میں مہاراجہ اشوک کا باغ تھا۔ دسویں صدی کے اوائل میں دہلی سے خاندان جعفریہ زینبیہ کے سربرآوردہ بزرگ حضرت شاہ محمد سعد اللہ جعفری زینبی اپنے صاحبزادے امیر عطاء اللہ اور موروثی غلام کے ساتھ پھلواری آئے۔ شاہ سعد اللہ کے والد شاہ فتح اللہ مادری نسبت سے مخدوم نورالدین ملک یار پراں دہلوی کی صاحبزادی کی جزئیت کا شرف رکھتے تھے۔ خاندان جعفری زینبی ہند کے اکثر شہروں الہ آباد، مچھلی شہر (جونپور) امروہہ، بہار میں پھلواری، مہداواں پٹنہ محلہ مغلپورہ اور ہند کے باہر غزنی میں جس کی شاخ مچھلی شہر پہنچی ہے اس کے علاوہ عرب کے مختلف علاقوں میں جس کا پتہ النساب کی کتابوں سے چلتا ہے پھیلا ہوا ہے

نوٹ مخدوم نورالدین ملک سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کے مشہور مشائخ میں سے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تذکرہ کیا ہے کہ یہ "لاڑ"[2] کے رہنے والے تھے پیر کے حکم سے دہلی آئے ۶۹۵ھ میں وفات پائی مدفون دہلی۔

پھلواری کا خاندان دسویں صدی ہجری کے اوائل میں بہار میں آباد ہوا۔ مہداواں کا خاندان ساتویں صدی ہجری میں بہار آیا۔

مولانا محمد سعید نے قسطاس البلاغہ میں اپنے مکتوب بنام مولانا محمد نعیم فرنگی محلی میں تحریر فرمائے ہیں۔ محمد سعید بن حاجی منشی واعظ علی بن عمر ولد از بن مولوی فقیر اللہ بواسطہ جعفر طیار بواسطہ اُم عبداللہ بن عباس ہیں، عمدۃ الطالب کے مطابق امامہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کا نکاح جعفر طیار سے ہوا۔ جن کے پوتے علی زینبی کے دو بیٹے تھے (۱) محمد الادیس الرئیس (۲) اسحٰق

---

[1] الیان وطن صفحہ ۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸ ضلع بدین، سندھ

نوٹ [1] خواجہ بدرالدین امام تاج فقیہہ فاتح منیر کی فوج کے سالار تھے منیر شریف ۵۷۵ھ میں فتح ہوا۔

نوٹ [2] سعد اللہ بن فتح اللہ امیر عطاء اللہ کے والد بزرگوار تھے وہ دریائے پن پن کے نزدیک شہید ہوئے۔ سن شہادت ۹۲۶ھ مدفون منورا، سالارپور۔

اشرف۔ اس لئے ہر زینبی عباسی جزئیت کا دعوی کر سکتا ہے۔ محمد الادریس الرئیس کے بیٹے ابراہیم اعرابی تھے جن کے بیٹے جعفر السید ہیں۔ ان کے بیٹے اسمٰعیل تھے جو اہل پھلواری کے اجداد ہیں۔ اسحٰق اشرف کی اولاد کا تذکرہ بھی کتاب الانساب میں موجود ہے۔

صوبہ بہار کے معزز خاندانوں میں خاندانِ تاج فقیہہ فاتح منیر، شہاب الدین جگجوت، مخدوم آدم صوفی، سید منہاج راستی، مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوری، مخدوم ابراہیم زندہ دل کاکوی سے جعفری زینبی پھلواری کے امیر عطاء اللہ کی اولاد سے ملتا ہے۔

امیر عطاء اللہ ۹۴۴ھ میں رحلت فرما گئے۔ مزار سنگی مسجد سے متصل پھلواری شریف میں ہے۔ جہاں ان کے دونوں بیٹے اور پوتے اسمٰعیل بھی مدفون ہیں۔

مولانا عمادالدین عمادؔ پھلواروی

(ص۴۴۴)

مولانا شاہ عمادالدین عمادؔ قلندر پھلواروی ۱۰۶۵ھ میں پھلواری شریف میں تولد ہوئے اور ۱۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ پھلواری شریف کا مرکزِ فیض حضرت سید شاہ منہاج راستیؒ کا قائم کردہ ہے۔ آپ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ بہار کے خلفاء میں سے تھے۔ پھلواری شریف کا مرکز آٹھویں صدی ہجری بمطابق چودھویں صدی عیسوی میں قائم ہوا۔ حضرت عمادالدین عمادؔ قلندر پھلوارویؒ اس سلسلہ کے ممتاز صوفیاء میں تھے۔

نوٹ حکیم محمد شعیب شیخپورویؒ مرحوم کے گھر میں اس خاندان کے صوفیائے کرام کے ملفوظات و مخطوطات کا گراں مایہ سرمایہ اب تک موجود ہے۔

حضرت بی بی ولیہؒ

حضرت بی بی ولیہ بنت سید شاہ عزیز الدین ابجری شاہ آیت اللہ شورشؔ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ شاہ محمد مخدوم کا پہلا نکاح بی بی ولیہ سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادہ شاہ آیت اللہ تولد ہوئے۔ بی بی ولیہ کا وصال ۱۹ رجمادی الاوّل ۱۱۳۹ھ کو ہوا۔ بڑی زاہدہ اور عابدہ تھیں اور علم تصرف میں کمال دستگاہ رکھتی تھیں۔ ان کے معمولات و مکاشفات ان کی زندگی ہی میں شہرت پا چکے تھے۔ جس کے متعدد مجموعے پھلواری شریف کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ عربی کی تھوڑی اور فارسی کی بہت معقول لیاقت رکھتی تھیں۔ حضرت سید وارث رسول نما بنارسیؒ کی شان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے

؎ "ندانم کہ در روزِ محشر چہ باشد
کہ جرم و گناہم گذشت از حد"

ؔ بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا از پروفیسر اختر اورینوی ص ۱۹۸ تا ۲۰۰

شاہ مجیب اللہ و شمس الدین ابو الفرح مجیبی پھلواری شریف بہار

(شجرۂ نسب ۲۴ [1])

خواجہ عطاء اللہ کے دو فرزند تھے۔ محمد مظفر اور محمد حسین شاہ مجیب اللہ پھلواروی محمد حسین کے پوتے تھے۔ شاہ مجیب کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ یا ۱۰۹۵ھ میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی شاہ ظہور اللہ تھا۔ شاہ مجیب اللہ نے سید شاہ وارث رسولنا بنارسی سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲ رجمادی الاخری ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

شمس الدین ابو الفرح مجیبی شاہ مجیب اللہ کے پوتے اور شاہ عبد الغنیؒ کے فرزند تھے۔ آپ شاہ محمد مخدوم جنیدی وارثی قادری کے نواسہ تھے دادیہال اور ننہال دونوں طرف سے جعفری زینبی تھے آپ کی والدہ کا نسب مادری قادری ہے۔ ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۲۷۳ھ میں آپ تولد ہوئے۔ سید وحید الحق ابدال قادری آپ کے پھوپھا تھے اور استاد بھی تھے۔ سید شاہ شرف الدین حسین سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ یہی آپ کے مرشد اول تھے۔ آپ نے دوسری بیعت سید شاہ برکت اللہ قادری انجھری سے کی جو سید شاہ محمد قادری انجھری کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۲ رشعبان ۱۳۳۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کلکتہ کے مصری محلہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے شاہ مصطفےٰ ابو القاسم جانشین ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ مولانا شاہ محمد علی، مصطفےٰ ابو القاسم، مولانا ابو الفضل اور مولانا مجتبیٰ، مولانا شاہ محمد علی بردوان میں مفتی تھے ۱۳۱۹ھ میں صوبہ بہار کے صدر امین مقرر ہوئے۔

---

[1] ماہنامہ رسالہ المجیب اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۴، ۳۵

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی

(شجرۂ نسب صـ ۴۴)

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی اسم گرامی تھا اور ترقیؔ آپ کا تخلص تھا۔ آپ مخدوم آیت اللہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کی حقیقی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔ شاہ امان علی ترقیؔ نے حضرت سورش سے درس لیا تھا۔ آپ کو نظم کہنے کا بڑا شوق تھا آپ کا کلام نہایت رنگین اور پُر لطف ہے۔ آپ مثنوی و قصیدہ گوئی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ انشاپردازی میں آپ کو ملکۂ راسخ حاصل تھا۔ ایک رسالہ مثنوی ترقی[1] کے نام سے اپنے مرشد مخدوم آیت اللہ کی مدح میں نظم فرمائی ہے۔ اکابرین پھلواری کا حال بھی نظم فرمایا ہے۔ آپ کی غزلوں سے سلاست، قادر الکلامی اور بلندگی کا پتہ چلتا ہے۔ ابتدائی عمر میں اپنے مرشد سے طریقت کا حصول کیا تھا کہ شیخ کا وصال ہو گیا۔ آخر میں مخدوم نعمت اللہ سے رجوع کیا اور تمام عمر حلقہ بگوشی کی۔ ذمی جائداد سے دنیاوی زندگی گذارتے تھے۔ آپ کی اولاد پھلواری شریف میں موجود گی ہیں۔ مولانا احمدی کی تیسری شادی آپ ہی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ آپ کا وصال ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ آپ اپنے مرشد اعلیٰ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الکرام صـ ۱۱۱ تا ۱۱۲،

مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی و مولانا جعفر شاہ پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۴۴۱)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا سن ولادت ۱۲۷۶ھ ہے۔ مولانا خانقاہ پھلواری کے جلیل القدر سجادہ نشین تھے اور نسباً جعفری زینبی تھے۔ ان کی دادی عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی اولاد تھیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں شاہ نعمت اللہ سے حاصل کی وہ شاہ مجیب کے نواسہ تھے۔ شاعری میں شاہ سلیمان صفیر بلگرامی کے شاگرد تھے۔ اپنے خسر شاہ علی حبیب نصر سے بیعت تھے۔ وہ ایک سحر بیان مقرر اور متبحر عالم تھے۔ ابتدائی درسیات کی تکمیل مولانا عبدالحئی فرنگی محلی سے کی اس کے بعد دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلوی سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری سے بھی سند حاصل کی۔ خوش بیانی میں کم لوگ ان کا مقابلہ کرسکتے تھے جب چاہتے مجمع کو ہنساتے اور جب چاہتے رلاتے۔ تقریر کے درمیان مثنوی کے اشعار اتنے دردو سوز اور موثر لہجہ میں پڑھتے کہ لوگوں کے دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ ندوہ کا تقریباً کوئی جلسہ ان کی تقریر سے خالی نہ جاتا۔ سنہ ۱۳۵۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔ مولانا شاہ عزیز الدین آپ کے نواسہ تھے شاہ حسن بڑے فرزند تھے جن کے بیٹے حسن مثنیٰ کراچی میں معروف علمی شخصیت ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ حسین اور تیسرے پسر غلام حسنین اور چوتھے شاہ جعفر پھلواروی تھے۔ شاہ حسین کا عقد ابو صالح عبداللہ حافظ شکی پوری مونگیری کی دختر سے ہوا تھا ان کی تصنیفات میں "خاتم سلیمانی" بہت مشہور ہے۔ ان کی کل تصانیف ۷ ہیں۔ مولانا ندوہ کے سرگرم رکن تھے۔

جعفر شاہ پھلواروی

آپ کا سن ولادت سنہ ۱۳۲۶ھ ہے۔ مولانا دارالعلوم ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۷ ار سال جامع مسجد کپورتھلہ میں امامت وخطابت کی۔ آپ کی شادی لکھنؤ میں نواب سید نورالحسن خاں قنوجی بن نواب صدیق حسن خاں کی نواسی سے ہوئی۔ موصوف ۳۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا انتقال سنہ ۱۹۸۲ء میں ہوا۔

لہ اعیانِ وطن ص۳۶۹، سیرت محمد علی مونگیری ص۱۳۶، مسلم شعرائے بہار جلد اول ص۲۱۷،

نوٹ:۔ بزم صوفیہ کی طرف سے راقم ان کا معتقد خاص رہا ہے اور مولانا جعفر شاہ پھلواروی سے کچھ فیضان بھی ملا ہے۔ وہ اس زمانہ میں بزم صوفیہ کے صدر تھے۔ (مؤلف)

سلام بر شہید کربلا

سلام اس پر ہے جو شہ بحر و بر ہے
نواسہ نبیؐ کا علیؓ کا پسر ہے

وہ ہے ماہِ تاباں برجِ امامت
وہ بحرِ نبوت کا عالی گہر ہے

وہ ریحانِ باغِ رسالت ہے بے شک
وہ نخلِ ولایت کا پہلا ثمر ہے

وہ روحِ رواں شہِ لافتیٰ ہے
وہ جانِ نبیؐ فاطمہؓ کا جگر ہے

جوانانِ جنت کا سردار ہے وہ
وہ برجِ شہادت کا روشن قمر ہے

پھنسا آکے گردابِ موجِ بلا میں
سلیمان کی بھی تجھ کو کوئی خبر ہے

(از حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواری)

شاہ قمرالدین پھلواروی

(شجرۂ نسب ص ۴۴۳)

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی کی ولادت ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوئی اور آپ ۲۱ جنوری ۱۹۵۸ء کو وفات پاگئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شاہ محی الدین سے حاصل کی اور مولانا عبدالعزیز انجہری سے درس لیا۔ پھر مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا حکیم برکات ٹونکی میرٹھی مونگیری کے تلامذہ میں رہے مولانا عبدالمجید صاحب اور مولانا مقبول احمد سے باقی درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ صاحب نے دوبار حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حج کے دوران آپ نے حرمین شریفین کے معروف علماء دینیا سے اجازت و سند حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں مولانا عبداللہ بن محمد غازی سے قصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی۔ یہ زمانہ ۱۳۵۳ھ کا تھا۔ حدیث اور سلاسل صوفیہ کی تحریری خلافت و اجازت شیخ احمد مکی اور مولانا شاہ بدرالدین سے حاصل کی۔ قادریہ سلاسل کی اجازت و خلافت مدینہ میں سید احمد شریف سنوسی سے حاصل کی۔ فردوسیہ، جگموتیہ، چشتیہ، آدم صوفیا اور مجیبیہ سلاسل تصوف کی اجازت اور سند خلافت اپنے نانا مولانا محی الدین احمد رضوی اور مولانا غلام دستگیر ساکن گمگھٹر سے حاصل کی۔ حدیث کی سند بھی آپ نے اپنے نانا مرحوم مولانا محی الدین احمد رضوی سجادہ نشین پھلواری شریف سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی ۱۳۶۶ھ میں بہار کے امیر شریعت مقرر ہوئے ۱۹۵۷ء میں آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔

شاہ محی الدین تمنّا عمادی پھلواروی ؒ

(شجرۂ نسب ص۴۴۲)

"عربی لکھ سکے جو برجستہ اسکو اردو فارسی کیا ہے — خود ہی ہو جائیگا تمہیں معلوم ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے"

مشہور زمانہ مفسر، محدث، فقیہ، مورخ، امام اسمائے الرجال، محقق زبان و بیان، صاحب فکر و نگاہ، ماہر فن عروض، نکتہ رس ادیب اور شاعر ذی شعور شخص کون تھا؟ یہ تھے علامہ تمنّا عمادی پھلواروی، علامہ تمنّا کا نام محی الدین تھا اور تخلص تمنّا۔ وہ ۱۴ر شوال ۱۳۰۷ھ کو پھلواری شریف پٹنہ صوبہ بہار میں تولد ہوئے اور ۱۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے شعر و ادب کی فضا میں آنکھیں کھولیں اور علم و حکمت کے ماحول میں پروان چڑھے۔ فضل و کمال ورثہ میں پایا۔ آپ کے والد ماجد شاہ نذیر الحق فائز بڑے مشہور و معروف شاعر تھے۔ تمام درسی کتابیں والد سے پڑھیں۔ آٹھ سال کی عمر سے قافیہ پیمائی شروع کر دی اور بہت جلد دبستان عظیم آباد کے متاخرین شعراء کی صف میں ممتاز مقام پر پہنچ گئے۔ تمنّا کو اردو، فارسی اور عربی پر یکساں عبور حاصل تھا۔ ایک وقت آیا جب تمنّا بہار یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ فن عروض میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چودہ برس تک مشہور درسگاہوں میں عربی کا درس دیتے رہے اور ۲۰ سالوں تک قرآن کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ بہار کی زمینوں کے ایک مشہور مقدمہ میں سر علی امام تمنّا عمادی کی دلائل و براہین کی بنیاد پر وہ مقدمہ جیت گئے تھے جبکہ مشہور مخالف ہندو بنگالی وکیل سرآسوتوش مکھرجی پٹنہ میں حرکت قلب بند ہونے کے سبب انتقال کر گیا تھا۔ یہ بیسویں صدی کے دوسرے عشرہ کا مشہور واقعہ ہے۔ حدیث کی کتابوں صحاح ستہ یعنی بخاری و مسلم و سنن داؤدی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ پہ علامہ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سیاست میں بھی حصہ لیا وہ صوبائی مسلم لیگ بہار کے نائب صدر اور صدر رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو ڈھاکہ کی طرف ہجرت کی۔ قومی حالات سے متاثر ہو کر انہوں نے بڑی طویل نظم لکھی چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لہ جامع العلوم علامہ تمنّا عمادی از انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد، کراچی ص۴۳۔

فٹ نوٹ: اصول انساب کی رو سے ۱۷ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

دل رو رہا ہے دیکھ کے خیر الامم کا حال　　بے دست و پا غریب عجب بے بسی میں ہے
پروردگار کر کوئی تائید غیب سے　　امت ترے نبیؐ کی بڑی بے کسی میں ہے

تصنیفات

(۱) عروض جدید (۲) اقدیم عروضیوں کی غلطی،
(۳) ایضاح سخن (۴) افعال مرکبہ پر ایک رسالہ،
(۵) "کر" اور "نے" کے استعمال پر ایک رسالہ،
(۶) ردیف پر ایک رسالہ (۷) قوافی پر ایک رسالہ،
(۸) آیات و ضلال (۹) حقیقۃ الصوم (۱۰) الدین القیم،
(۱۱) محکم و متشابہ (۱۲) عرفان ادب،
(۱۳) جہالت مسفرہ (۱۴) حقیقت التقویٰ،
(۱۵) القصیدۃ الزہرہ (۱۶) جواہر العرف (۱۷) ازاح النحو،
(۱۸) جواہر ادب (۱۹) مثنوی مذہب و عقل،
(۲۰) نماز پنجگانہ (۲۱) جمع القرآن (۲۲) اعجاز القرآن،
(۲۳) محدثین (۲۴) زہری (۲۵) طبری (۲۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ،
(۲۷) بنات النبیؐ (۲۸) مثنوی معاش و معاد (۲۹) مثنوی کتاب و سنت،
(۳۰) الطلاق مرتین (۳۱) تنقید لغات القرآن،

شاگردانِ رشید:۔ وفا براہی، شاہ جعفر پھلواروی، سر فخر الدین، سید عبد العزیز بیرسٹر، عندلیب شادانی
ڈاکٹر شوکت سبزواری، چودھری غلام احمد پرویز۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ

	شجرہ بمطابق ریاض	شجرہ بمطابق شجرہ سندھ	شجرہ طریقت
۱۹	شیخ بہاء الدین زکریا	شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	شیخ بہاء الدین زکریا
۱۸	شیخ محمد غوث	شیخ محمد غوث	" شہاب الدین سہروردی
۱۷	شیخ ابابکر	شیخ ابوبکر	" ضیاء ابو نجیب "
۱۶	شیخ علاء الدین	شیخ جلال الدین	" وجیہہ الدین "
۱۵	سلطان محمد حسن	سلطان قاضی	" ابو عبداللہ "
۱۴	سلطان عبداللہ	" قاضی شمس الدین	" اسود احمد دینوری
۱۳	سلطان علی حسین	" حسین ثانی	" ممتاز علی "
۱۲	سلطان مطرفہ	" عبداللہ	خواجہ جنید بغدادی
۱۱	سلطان خذیمہ	" حسین اکبر	خواجہ سری سقطی
۱۰	امیر عالم	" مطرف	خواجہ معروف کرخی
۹	تاج الدین	" خزیمہ	خواجہ داؤد طائی
۸	مطرفہ	" حاتم	خواجہ حبیب عجمی
۷	عبدالرحیم	" تاج الدین	حضرت امام حسنؓ
۶	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	حضرت علیؓ
۵	عیاذ	عبدالرحمٰن	
۴	اسد	امیر عیاذ[2]	
۳	مطلب	اسد	
۲	اسد	عبدالعزیٰ ہاشم	
۱	ہاشم		

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے جد امجد حضرت کمال الدین علی ابابکر مکہ معظمہ سے خوارزم آئے اور وہاں سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کرلی۔ یہیں ان کے فرزند شیخ وجیہہ الدین محمد غوث تولد ہوئے جن کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ شیخ بہاء الدین زکریا کی ولادت باسعادت قلعہ کوٹ کروڑ میں ہوئی بارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی وفات کے بعد کلام پاک حفظ کرنا شروع کیا اور ساتوں قرأتوں کے حافظ ہوگئے۔ مزید تعلیم کے لیے خراسان پہنچے سات سال تک علوم ظاہری و باطنی حاصل کرتے رہے۔ آٹھ سال تک بخارا میں علم کی تحصیل کی۔ بخارا سے حج کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۵ سال تک جوار رسول میں رہے اور مولانا کمال الدین محمد محدث مجاور مسجد نبوی سے حدیث پڑھی۔

[1] ریاض الانساب صفحہ ۶۳۔

نوٹ ۲۔ امیر عیاذ کو فرشتہ تذکرہ اولیائے ہند میں "بہاد" لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو۔ (بزم صوفیہ ۸۹)

وہاں سے لوٹے تو بغداد پہنچے اور ستر روز شیخ شہاب الدین عمرؒ کی خدمت اقدس میں رہے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مُرشد کے حکم پر پھر ملتان پہنچے اور سارے ہند کو اپنے انوارات سے منور کیا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ہند میں رئیس الاولیاء تھے۔ حضرت زکریا ملتانیؒ اور بابا گنج شکرؒ دونوں خالہ زاد بھائی تھے[1]

نسب مادری حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بن عصمت بنت سید وجیہ الدین نجدی بن سید عماد الدین بن سید کمال الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بدر الدین بن سید حسن بن سید علی بن سید حامد بن سید محمود بن سید محمد بن سید عارف بن سید اسمٰعیل بن سید امام جعفر صادقؓ۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا معمول تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد کلام پاک شروع کرتے اور فجر کی نماز کی سنتوں تک پورا ختم کر لیتے تھے[2]

وفات: سنہ وفات میں اختلاف راحت القلوب کے مطابق ۶۵۶ھ بعضوں کے مطابق ۶۶۱ھ، ۶۶۶ھ اور ۶۶۵ھ، سفینۃ الاولیا میں سال ولادت ۵۶۵ھ لکھا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بدن کی سلامتی قلت طعام میں اور روح کی سلامتی ترک گناہ میں ہے۔

خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) شیخ حسن افغان (۲) شیخ فخر الدین عراقی (۳) شیخ امیر حسینی (۴) شیخ جمال خندان (۵) شیخ نجیب الدین علی برغش۔

---

[1] بزم صوفیہ ص ۹۶، [2] فوائد الفواد ص ۷ و سیر العارفین ص ۳۶،۳۵،

شجرہ و تذکرہ شیخ صدرالدین عارفؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۱	شیخ صدرالدین عارف
۲۰	شیخ بہاءالدین زکریا

مختصر احوال

حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ اپنے والد بزرگوار ہی کی صحبت میں عقلی و روحانی تعلیم پائی۔ جب وہ کلام پاک پڑھتے تو معرفت کے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اس لیے عارف کہلائے۔ شیخ صدرالدین عارف کے خلفاء میں (۱) شیخ جمال خنداں (۲) شیخ حسام الدین ملتانی (۳) مولانا علاءالدین خجندی (۴) شیخ احمد معشوق بہت مشہور ہوئے۔ شیخ صدرالدین نے اپنے ملفوظات کا مجموعہ "کنوز الفوائد" چھوڑا جسے ان کے مرید خواجہ ضیاءالدین نے مرتب کیا۔ شیخ صدرالدین عارف کا سال ولادت بعض روایات کے مطابق سنہ ۶۱۱ھ ہے۔ شیخ صدرالدین عارف ۷۹ یا ۷۲ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ مرقد مبارک ملتان میں حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے پہلو میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شجرہ و تذکرہ شیخ رکن الدین عالمؒ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۲۲	شیخ رکن الدین عالم
۲۱	شیخ صدرالدین عارف
۲۰	شیخ بہاءالدین زکریاؒ

حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین حضرت شیخ صدرالدین عارف کے صاحبزادے تھے اور حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو بہت ہی عبادت گزار اور پاک دامن تھیں۔ ان کا نسب حضرت عثمانؓ بن عفان سے ملتا ہے۔ ظاہری تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے دادا حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ سے حاصل کی۔ خواجہ شمس تبریزؒ نے آپ کو رکن الدین عالم کے لقب سے نوازا تھا اور وہ "رکن عالم" کہلائے۔ ان کے خلیفہ حضرت جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت سے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۳۶ سال کی عمر میں مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے ان کو دلی لگاؤ تھا۔ وہ اپنے نور باطن سے لوگوں اور مریدوں کے دلوں کی باتیں معلوم کر لیتے تھے۔ سنہ ۷۳۵ھ میں وصال ہوا۔

باب ۲۱ مشائخ صدیقی

اولاد حضرت ابوبکر صدیق رضہ

(شجرہ صفحہ ۴۹۰)

- محمد
  - عبدالخالق
    - شیخ محمد
    - شیخ علی
    - شیخ محسن علی
    - شیخ عبدالہادی
    - شیخ آدم
    - شیخ احمد
    - شیخ محمد
    - شیخ عبدالباقی
    - شیخ عبدالرحمن
    - مخدوم عبدالاحد
    - مخدوم آدم نقشبندی رح (مکمل، صفحہ [illegible])
  - شیخ قاسم
    - شیخ مسعود
      - شیخ رضی الدین
      - شیخ عبداللہ ابی حفص
      - شیخ ابومحمد عمر
      - شیخ وجیہ الدین
      - شیخ ابراہیم
      - شیخ ابومحمد عبداللہ
      - شیخ محمد
      - شیخ شہاب الدین سہروردی رح
      - خیرالدین
      - سراج الدین
      - نصیرالدین
      - عبدالوہاب
      - اسمٰعیل
      - ابوبکر کندی
      - شیخ فخرالدین
      - شیخ اسمٰعیل ثانی
      - شیخ عزالدین
      - شیخ فخرالدین
      - شیخ سرور
      - شیخ شہاب الدین
      - شیخ اسحٰق
      - شیخ نعمت اللہ، مخدوم نوح بالائی رح
    - عبدالرزاق
      - شیخ مسعود
      - شیخ وحیدالدین
      - شادی صدیق
      - شیخ سراج
      - شیخ نور
      - شیخ زکریا
      - شیخ عبداللہ
      - شیخ بہاءالدین
      - شیخ محمود
      - شیخ نورالدین قتال
      - شیخ اسمٰعیل شہید
      - شیخ صدرالدین
      - شیخ رکن الدین سمرقندی
      - شیخ صدرالدین
      - شیخ خلیل الدین
      - شیخ خواجہ یوسف
      - شیخ شہاب الدین
      - شیخ بہاءالدین
      - شیخ رفیع الدین
      - شیخ رکن الدین
      - شیخ نورالدین ثانی
      - شیخ نجم الدین (صفحہ ۶۹۳)
- شیخ نصراللہ
  - شیخ طغرل
  - شیخ علاءالدین قلیچی
  - شیخ عطاءاللہ
  - شیخ علی
  - شیخ محمد
  - شیخ حسین بلخی
  - شیخ بہاءالدین
  - شیخ جلال الدین رومی رح
- عبدالرحمن (صفحہ ۴۹۰)

اولاد شیخ عتیق

(شجرہ نمبر)

شیخ عبداللہ

اولاد قاضی ضیاءالدین سنامی

- امام الحج
- امام تاج مذکر
- شیخ قطب شاہ
- مولانا محمد فاضل
- مولانا شاہ بہاءالدین
- شیخ نور محمد بابن شاہ
- مولانا جمال محمد
- حکیم محمد اشرف
- حکیم محمد شریف
- شیخ فیض اللہ
- مولانا ساجد جھنجھانوی
- شیخ غلام محی الدین
- شیخ کریم بخش
- شیخ غلام حسین
- مولانا محمد اسمٰعیل

مولانا الیاس بانی تبلیغ جماعت — مولانا یحییٰ کاندھلوی

مولانا یوسف — مولانا زکریا محدث

محمد ابراہیم

- شیخ محمد اسمٰعیل
- شیخ محمد یوسف
- شیخ محمد اسلم
- شیخ محمد آدم
- شیخ ابوبکر عبدالفتاح
- شیخ عبدالجلیل
- شیخ عبداللہ
- شیخ محمد امین
- شیخ محمد مبین
- شیخ صدرالدین
- شیخ رفیع الدین
- شیخ عمدۃالدین
- شیخ نجم الدین
- شیخ عمادالدین
- شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ قاسم

- شیخ ابراہیم ابی بکر
- شیخ اسحٰق
- شیخ علی
- شیخ مفضل
- شیخ عزیز
- شیخ عبدالباری
- شیخ طاہر محمد
- شیخ ابوالحسن
- شیخ مالک
- شیخ سالک
- شیخ مصطفےٰ
- شیخ علی
- شیخ طاؤس
- شیخ عبداللہ
- شیخ چاند
- شیخ فقیراللہ
- شیخ محمد
- شیخ بقا
- شیخ احمد
- شیخ عبداللطیف
- شیخ عبدالرحیم

(صد ۴۶۳)

(کنزالانساب صد ۱۲۵)

اولادِ شیخ عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیقؓ

شیخ عتیق صـ ۴۵۹

شیخ عبداللہ
شیخ ابوطلحہ
شیخ ابوالوجود شعیب
شیخ ابوالجواد احمد
شیخ خلف
شیخ طیفور شامی
شیخ عباس
شیخ عبدالرحمٰن
شیخ عبداللہ
شیخ ابوالاصلاح محمد
شیخ ابوالقاسم محمد
شیخ ابوالمرابا محمد غریب
شیخ محمد حسین مفتی
شیخ عبداللہ
شیخ عمر شامی
شیخ یونس شامی
شیخ ابوعیسٰے عبدالمالک
شیخ ابونصر داود
شیخ الیاس
شیخ علی
شیخ لطفہ (ٹھٹی)
(گجرات)

شیخ عبدالغنی
شیخ ابوالحسن
شیخ عبدالغفار
شیخ عبدالغفور
شیخ عبدالفضل
شیخ عبدالمقتدر
شیخ عبدالقادر
شیخ ابوالقاسم
شیخ ابوالہاشم
شیخ عبدالحکیم
شیخ عبدالشکور
شیخ عبدالغفور ثانی
شیخ بدرالدین
شیخ مخدوم صالح
شیخ قاضی نعمت اللہ
شیخ قاضی عثمان
شیخ ضیاء الدین
شیخ نظام الدین
شیخ میراں
شیخ طیفور
شیخ طیب
شیخ حبیب اللہ
شیخ سلطان
(لکھنؤ، مونگیر، بہار)

شیخ عبدالحی
شیخ عبدالستار
شیخ عبدالغفار
شیخ عبدالمقتدر
شیخ عبدالقادر
شیخ ابوالہاشم
شیخ امیر قاسم
شیخ عبدالحکیم
شیخ عبدالشکور
شیخ عبدالغفور
شیخ بدرالدین
شیخ اصلاح الدین
شیخ فہیم الدین
شیخ محی الدین
شیخ صدرالدین
شیخ ضیاء الدین
شیخ بدرالدین
شیخ رکن الدین
شیخ بدرالدین
شیخ نصیرالدین
شیخ برکت اللہ
شیخ فتح اللہ
(صـ ۴۶۳)

(تاریخ صوفیائے گجرات صـ ۳۶)

مشائخ صدیقی لکھمینیہ، مونگیر، بہار

اولاد شیخ سلطان نقشبندیؒ لکھمینوی (متوفی ۱۱۲۶ھ)

شیخ عبداللہ — شیخ آدم — شیخ حافظ شاہ مسکین

شیخ حافظ شاہ مسکین
شاہ فقیر اللہ
شاہ مسکین غلام خاطر

شاہ ابوالخیر — شاہ ابوالمختار (لاولد) — شاہ ابوالفضل (لاولد) — سیف النساء (مطلو) — شاہ حلیم اللہ

شاہ ابوالخیر:
زوجہ — عظمت النساء
بنت — شیخ فضل حق — شیخ عبدالحق — شیخ عبدالکریم (تاجپور)

شیخ امداد علی (دلاور پور مونگیر)
بھیکھا — شبیر (لاولد) — مدبر (لاولد) — احسن
دختر
دختر
دختر

شاہ حلیم اللہ:
شاہ عظیم اللہ — شاہ عبدالغنی — شاہ ابوالمظفر — بی بی آجو

بی بی آجو: زوجہ
شاہ ابوالمظفر: زوجہ بنت عبدالحق (بارہ)
ابونصر (لاولد) — شاہ محمد امین — شاہ ولی اللہ (بارہ)
ابوالمنصور — محمد صدیق

شاہ عبدالغنی:
شاہ عثمان — شاہ غفران — شاہ عمران — شاہ لقمان — محی الرحمن (لاولد) — مطیع الرحمن (لاولد) — دختر زوجہ شیخ فضل کریم بن دارو غہ خورشید عالم (امولی)

شاہ عثمان:
شاہ عبدالغفار
شاہ سبحان — شاہ عرفان

نوٹ :- فرزندانِ شاہ عبدالرحمن (۱) شاہ رضوان (۲) شاہ محمد شمیم

اولاد خواجہ شہاب الدین حق گو شہیدؒ

شیخ داؤد — خواجہ فخر الدین ثانیؒ

بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ (جون پور) — صدر الدین صدر عالمؒ (جون پور) — شیخ بہاء الدین گنج رواںؒ (کالپی) — حاجی چراغ ہندؒ (متوفی ۱۳۷۳ء) (ظفر آباد)

شہاب الدین تتال — ابو سعید — شیخ جنید — شیخ تیز طبع — ابو اسحٰق — بی بی ابدال زوجہ سید محمد سیافا ابن سید علیم الدین گیسو درازؒ (نیشاپوری)

شیخ مبین الدین — شیخ فخر الدین — شیخ غلام محی الدین

شاہ نصیر الدین
شاہ شمس الدین
شاہ قطب الدین
حیدر حسین زاہدی
اطہر حسین زاہدی

شاہ علم الدین
شاہ امام الدین
شیخ محمد بخش

شاہ منگن
شیخ مصباح العاشقین چشتیؒ
عبد الرحیم
عبد اللطیف
نور محمد
شیخ سعد اللہ
شیخ عبد القادر
برکت اللہ
محمد فیض
اہل اللہ
مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ
(صفحہ ۴۱۹)
(انوار الصفا صفحہ ۳۵۷)

(حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

شجرہ حضرت بدرالدین بدر عالم زاہدی رح

(بمطابق منبع الانساب)

بدرالدین بدر عالم زاہدی رح
فخرالدین ثانی زاہدی رح
شہاب الدین حق گو شہید
فخرالدین خداداد بزرگ
شہاب الدین کبیر امام کعبہ
صدرالدین سمرقندی
خواجہ عبدالسلام محبوب
خواجہ عبدالکریم معشوق
خواجہ قطب الدین عبدالمجید
خواجہ حسن یارباز
ابواسحق
ابراہیم شہریار گازرونی
خواجہ عبداللہ خفیف شیرازی
خواجہ محمد رویم
خواجہ جنید بغدادی رح

بمطابق حدیقۃ الانساب

بدرالدین بدر عالم زاہدی سکونت جونپور متوفی ۸۴۴ھ مدفون چھوٹی درگاہ (بہار شریف)

خواجہ فخرالدین ثانی { زوجہ اولی دختر سلطان محمد تغلق
{ زوجہ ثانی دختر شاہ صلاح الدین

خواجہ شہاب الدین حق گو شہید زوجہ دختر مولانا سید قطب الدین
خواجہ فخرالدین خداداد زوجہ دختر شیخ شہاب الدین سہروردی رح
خواجہ شہاب الدین زاہد امام کعبہ سکونت میرٹھ متوفی ۷۵۵ھ
سید احمد صوفی آخری حکمراں ایشیائے کوچک سنیز خلیفہ خواجہ حسن رومی رح
(حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

نوٹ :-
(۱) خواجہ شہاب الدین حق گو شہید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے نواسے تھے۔
(۲) خواجہ فخرالدین ثانی رح سلطان محمد تغلق کے داماد تھے۔
(۳) زاہدی خانوادہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی اولاد ہے۔

شجرہ شہاب الدین زاہد (امام کعبہ)

خواجہ شہاب الدین زاہد امام کعبہ بن سید احمد شاہ صوفی بن عبدالرحمن رومی بن اسمٰعیل بن محمد بن عبداللہ بن شیخ ابوبکر شبلی بن عثمان بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن ضیاء الحق بن عبدالعزیز بن خالد بن عبدالرحمن بن عمر بن حضرت عثمان غنی رض

وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت صفحہ ۱۲۶
منبع الانساب صفحہ ۱۳۴
تاریخ صوفیائے بنگال صفحہ ۸۳

(از بیاض سید شاہ ولایت حسین ابدال مراد آبادی، آستانہ اسلام پور، بہار شریف پٹنہ)

اولادِ شیخ عبدالوحید

(شجرہ ۴۵۹)

شیخ ابراہیم
شیخ طیب
شیخ عبداللطیف ثانی
شیخ خواجہ زمان
خواجہ گل محمد
خواجہ زمان ثانی
خواجہ حسن مدنی
خواجہ سید مکی
خواجہ احمد زماں
خواجہ گل حسن صدیقی
(قاری شریف مدینہ اسٹریٹ)

اولادِ شیخ فتح اللہ

(شجرہ ۴۶۰)

غلام مرتضیٰ
ابوالخیر
فریدالدین
غلام محی الدین صدیقی
شیخ کریم الدین
عبداللہ
تسدق حسین
مہدی حسن
قاضی وحید حسین
عماد الحسن
(باندہ، فتح پور، یوپی)

اولادِ حکیم محمد اشرف

(شجرہ ۴۵۹)

حکیم محمد شریف

- شیخ فیض اللہ (صفر ۔۔۔)
- مولانا عبدالقادر
  مفتی الٰہی بخش
  مولانا ابوالحسن
  مولانا نورالحسن
  مولانا صادق الحسن
  مولانا رؤف الحسن
  مولانا احتشام الحسن

اولادِ شیخ نجم الدین

(شجرہ ۴۸۵)

شیخ نورالدین ثالث
شیخ ضیاء الدین
شیخ قیام الدین
شیخ نورالدین رابع
شیخ نجم الدین ثانی
شیخ قاضی مظہر الدین
شیخ میراں بڑے
شیخ جمال الدین
شیخ امان اللہ
شیخ مفتی مبارک
شیخ قاضی طٰحٰی
شیخ شاہ محمد
شیخ محمد ہاشم
شیخ عبدالسمیع
شیخ محمد سعید
شیخ ابوالفتح

- شیخ عبداللہ
  شیخ غلام اشرف
  مولانا احمد علی
  شیخ مملوک علی
  مولانا یعقوب
- شیخ علاء الدین
  محمد بخش
  شیخ غلام شاہ
  شیخ اسد علی
  مولانا قاسم نانوتوی
  حافظ احمد
  - محمد طاہر
    - قاری شاکر
    - قاری طاہر
  - قاری طیب
    - مولانا سلیم
    - اسلم
    - مسلم

(عربی النسل مسلمان ص ۴۹۶، ۵۰۹)

شجرہ اولاد قاضی عصمت اللہ صدیقی

- قاضی محمد سعید — دختر زوجہ سید عبد الجلیل بن ودارث حسین مختار (دیگھرہ)
- دختر زوجہ قاضی احمد علی
  - فرزند مولوی زکریا
  - دختر زوجہ سید شریف عالم بن سید عبد الجلیل (دیگھرہ)
- دختر زوجہ بلاغت حسین (ہرسنگھ پور)
  - مولانا عارف حسین خلیفہ مولانا محمد علی مونگیریؒ
    - مولانا عبد الرحمن
    - مولانا لطف الرحمن
    - عبد المنان
    - محمد ولی
- قاضی عبد المجید ابرجان — دختر عبد الجلیل الاثنا زوجہ بنت عبد الغنی (دتادو آباد) ہم زلف عبد المجید تیگھرہ
- قاضی ابرجان
  - ابو سعید
  - دختر عبد الرشید زوجہ نجم النسا بنت سید عبد الجلیل (تیگھرہ)
- قاضی آفاق (وکیل)
- دختر زوجہ نور الحق (وکیل)
  - دختر زوجہ مجید برادر خورد مطیع الرحمن (بیرسٹر)
  - مولوی یحییٰ زوجہ ہمشیرہ مطیع الرحمن بیرسٹر
  - دختر (شادی آباد)

نوٹ، مولانا عارف اپنے نانا قاضی عصمت اللہ سعدی پوری کے گھر تولد ہوتے۔ آبائی وطن ہرسنگھ پور، دربھنگہ تھا ان کے جد اعلیٰ منشی حسین یار وکیل شاہ عالم ثانی کے عہد حکومت میں صوبہ بہار کے محاسب اوقاف تھے۔ بڑے ہی محترم شخصیت تھی۔ ہرسنگھ پور میں انہوں نے بڑی جائداد حاصل کر کے سکونت اختیار کر لی۔

(حیات عارف از کلیدی سعادت صـ۳۳، بزم شمال صـ۳۴۴)

سہ نشان منزل، آئینہ تربت صـ۲۶۳ بزم شمال صـ۲۹۸

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۵۸)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عراق و عجم ہ کے شہر سہرورد میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں اپنے چچا ابو نجیب عبدالقاہر کے زیر عاطفت تربیت حاصل کی۔ وہ شافعی مسلک رکھتے تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں سنہ ۶۳۲ھ مطابق سنہ ۱۲۳۴ء میں ہوا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ بروکلمان نے ۱۸ کتابیں گنوائی ہیں۔ سب سے اہم اور مشہور کتاب "عوارف المعارف" ہے جو دنیائے تصوف میں بہت مقبول ہے۔

قاضی حمیدالدین ناگوریؒ، شیخ نورالدین مبارکؒ غزنوی اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ ان کے مشہور خلفائے طریقت ہیں۔

سہروردی سلاسل کی فردوسی شاخ کے مشائخ نے بہار کے علاقہ میں رشد و ہدایت کے کام انجام دیئے جن میں خواجہ بدرالدین فردوسی متوفی (۷۱۶ھ) شرف الدین یحییٰ منیریؒ متوفی سنہ ۷۸۲ھ مطابق سنہ ۱۳۸۰ء حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ، حضرت سید جلال الدین حیدر جہانیان جہاں گشت مشہور ہیں۔

۱؎ مخدوم جہانیان جہاں گشت صفحہ ۴۴ تا ۷۱ م، ۲؎ کنز الانساب صفحہ ۱۲۹،

حضرت شیخ جلال الدین رومیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

مولانا جلال الدین رومیؒ[1] اپنے عصر کے ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد خوارزم شاہ متوفی ۶۱۷ھ مولانا کے حقیقی نانا تھے ۶۱۰ھ میں مولانا کے والد شیخ بہاء الدین بلخ چھوڑ کر نیشاپور گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار ملنے آئے۔ مولانا کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ خواجہ عطار نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تبرکاً ہدیہ دی اور مولانا سے فرمایا کہ اس جوہر قابل سے غافل نہ رہنا۔ یہ ایک دن دنیا میں غلغلہ بلند کرے گا۔ مولانا کے والد نے اپنے شاگرد رشید اور مرید خاص مولانا برہان الدین کو ان کا اتالیق مقرر کیا جن سے مولانا رومی نے اکثر علوم حاصل کئے۔ وہ نو سال تک علم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں مولانا رومی کی شادی ہو گئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مولانا رومی نے تکمیل علوم کے لیے شام کا سفر کیا کچھ دن شہر حلب کے مدرسہ حلاویہ کے دار الاقامہ میں قیام کرکے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کیا پھر سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے، علم کلام، علم فقہ میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ مولانا کی زندگی کا خاص انقلاب حضرت شمس تبریزؒ سے ملاقات کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت شمس تبریزؒ سے مولانا کی ملاقات روم میں ہوئی اور حالت میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ بعد ازاں حضرت شمس تبریزؒ غائب ہو گئے ان کی جدائی مولانا کو شاق گزرا۔ بے چین رہنے لگے۔ دریں اثناء مولانا کی ملاقات صلاح الدین زرکوب سے ہوئی کچھ تسلی ہوئی۔ بالآخر صلاح الدین کا انتقال ۶۶۲ھ میں ہو گیا۔ مولانا حسام الدین کو اپنا ہمراز بنایا۔ انہیں کے مشورہ پر مولانا رومی نے مثنوی لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ ۶۷۲ھ میں مختصر علالت کے بعد مولانا وفات پا گئے۔ شاہ

---

[1] معارف مثنوی از مولانا حکیم اختر ص۲۶ تا ۳۱،

فٹ نوٹ:۔ شمس تبریزؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم تا ابد جاناں چنیں می بایدم

سے فقیر تک سب جنازہ میں شریک رہے۔ مولانا حسام الدین خلیفہ بنے۔ مولانا رومی کے دو فرزند تولد ہوئے علاء الدین محمد، سلطان ولد، مولانا رومی کی تصنیفات میں ملفوظات کا مجموعہ فیہ مافیہ ہے۔ ۵۰ ہزار اشعار کا ایک دیوان ہے۔ تیسری تصنیف مثنوی ہے جس نے مولانا کا نام زندہ ہے۔ یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف میں ہے۔ یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار ہے۔ مثنوی میں روحانی برکت اور وجدانی کیفیت ہے۔

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدی رح

(شجرۂ نسب صـ۲۹۳)

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدی رح کا مزار چھوٹی درگاہ، بہار شریف پٹنہ، بہار میں واقع ہے۔ آپ کا اصلی نام نیلقوسی اسکندری ہے۔ آپ کے بزرگوں میں سے ایک صاحب کو ایک لاولد بادشاہ نے اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان اسکندری کہلاتا ہے۔ سید شہاب الدین کبیر امام کمیہ آپ کے جد امجد تھے۔ الہامی غیبی کی بنا پر اپنے صاحبزادہ سید فخرالدین فخر عالم زاہدی کو ہندوستان رشد و ہدایت کے لیے بھیجا۔ وہ میرٹھ آئے اور جنگل میں عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یہیں بادشاہ وقت ان کا مرید ہوا۔ ان کا مزار میرٹھ میں ہے۔ ان کے فرزند سید شہاب الدین حق گو بادشاہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ سید شہاب الدین کے صاحبزادے سید فخرالدین ثانی تھے جن کا مزار دہلی ہے۔ سید فخرالدین ثانی کے پانچ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) شیخ محمد (۲) شہاب الدین (۳) صدرالدین (۴) رکن الدین (۵) بدرالدین بدر عالم بدرالدین بدر عالم سب سے چھوٹے تھے۔ سید فخرالدین ثانی نے اپنے بڑے فرزند سید صدرالدین صدر عالم کو جونپور کی ولایت سونپی اور بدرالدین بدر عالم زاہدی کو بہار اور بنگال کی ولایت سونپی۔ چونکہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاری رح بہار میں رشد و ہدایت میں مصروف تھے اس لیے سید بدرالدین بدر عالم زاہدی رح ۳۰۰ یا ۴۰۰ درویشوں کی معیت میں بنگال کے شہر چاٹگام پہنچے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ سمندر کے کنارے ایک جہاز طوفان میں پھنس گیا اور تباہی قریب نظر آنے لگی لیکن ان کی دعا سے وہ جہاز صحیح سالم منزل پر پہنچ گیا۔ جہاز راں ان کی کرامت سے متاثر ہو کر سارا مال و متاع درویشوں کے نذر کر دیا۔ بنگال میں آج بھی ملاح طوفان میں بدر پیر کا نام لے کر کہتے ہیں "اللہ تیی پنج پیر بدر پیر" آج بھی کشتی دریا میں ڈالتے وقت یہی الفاظ دہراتے ہیں۔ ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں مخدوم کے انتقال پر آپ بہار تشریف لائے۔ مخدوم بہاری نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرا مخدوم زادہ آئے گا۔ ان کا مزار بہار شریف میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ جس مقام پر چاٹگام کی پہاڑی پر بدر پیر نے چراغ جلایا تھا وہاں آج بھی ہندو مسلمان قندیلیں جلاتے ہیں۔ ۸۴۴ھ مطابق ۱۴۴۰ء میں وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں نواب عبدالجبار خاں مشہور ہیں۔ ان کے چند خاندان موضع چرکی، نتال پور، سیوان، سارن، چھپرہ، بہار میں موجود ہیں۔ شاہ مظہر حسین بن ظاہر حسین سجادہ ہیں۔ بی بی ابدال ان کی دختر بڑی عابدہ کشف و کرامت والی گزری ہیں۔

لہ تذکرہ صوفیائے بنگال صـ۸۳ تا ۸۷۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی رح

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

اسم گرامی لطف اللہ اور لقب مخدوم نوح تھا۔ والد کا نام نعمت اللہ اور والدہ کا نام بی بی راجی تھا جو قبیلہ لاکھا سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابوبکر کتابی اپنے ۵ رفقاء شیخ احمد شیخ محمد شیخ علی (قاضی) اور شیخ جلال الدین سب سے پہلے کوٹ کرور (ملتان) میں آباد ہوئے۔ مخدوم نوح کے جد مخدوم فخر الدین صغیر سیر و سیاحت کے لئے ہالہ کندی تشریف لائے۔ آپ اہل ہالہ کے اصرار پر ہالہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ مخدوم کی ولادت سنہ ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ مستجاب الدعوات ولی تھے اور اتباع شریعت کے لیے مریدوں کو خصوصی ہدایات دیا کرتے تھے۔ خدمت خلق کے لیے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں "دلیل الذاکرین" اور "ملفوظات" بہت مشہور ہیں۔ ۸۷ سال کی عمر میں سنہ ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار ہالہ کندی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے خلفاء حسب ذیل تھے:۔

(۱) سید ابوبکر لکھلوی (۲) بہاء الدین دلق پوش (۳) سید علی متعلوی (۴) درویش زکریا (۵) سید عبدالکریم متعلوی۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے سندھ صفحہ ۲۸۷۔

شیخ شاہ سلطان لکھمینوی ؒ

(شجرۂ نسب ص۹۰)

مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندیؒ نسباً قریشی کلی اور صدیقی تھے۔ شیخ سلطان کے والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ موضع بڑی بلیا ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ شیخ حبیب اللہ کا نکاح بی بی اولیا سے ہوا تھا۔ میاں شاہ اسحاق ساکن موضع پوکھریا شیخ سلطانؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ شیخ سلطانؒ کے محل اولیٰ زوجہ بی بی ماہیہ سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) شیخ عبداللہ (۲) شیخ آدم (۳) شیخ حافظ شاہ مسکین۔ شاہ سلطانؒ کی دوسری زوجہ سے بھی تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ جمال الدین (۲) شاہ فرید (۳) محمد سعید جن کی اولاد موضع بڑی بلیا اور تیگھڑہ میں آباد ہیں۔ جامع مسجد لکھمینیہ کے احاطہ میں شیخ شاہ سلطانؒ اور ان کے پہلو میں بی بی ماہیہ اور فرزند اکبر حافظ شاہ مسکین محو خواب ہیں۔ شاہ سلطان کے گھرانے کی قرابتداری پھلواری شریف سے بھی ہے۔ شاہ سلطان کی دختری و پسری اولاد میں علماء و فضلاء برابر چلے آرہے ہیں اور بفضل خدا اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ خاندان علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی باکمال اور صاحبان کشف و کرامات اور موجب برکات رہا ہے۔ حافظ شاہ مسکین اپنے وقت میں جامع مسجد سلطانیہ کی امامت و خدمت اور نگرانی کے کام انجام دیتے رہے ہیں ان کے بعد ان کی اولاد میں شاہ حلیم اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ موضع سانحہ کے سادات میں یہ دستور تھا کہ ہر تقریب میں سمنی فاتحہ خوانی ادا کیا کرتے تھے جو مزار شیخ موصوف بزرگوں کے کسی اور سے فاتحہ نہیں کراتے تھے۔ شیخ سلطانؒ کے بقیہ دو فرزندان شیخ عبداللہ اور شیخ آدم کے مزارات آستانۂ عالیہ سے باہر ہیں۔ اولاد پسری سلطانی لکھمینیہ خصوصاً بہت سیدھے سادے اور معصوم ہیں جبکہ اولاد دختری حافظی بہاری مشہور ہے کہ بہت چست و چالاک تھے۔ شاہ سلطانؒ کا اصل وطن موضع شیر گھاٹی ضلع گیا تھا۔ شیر گھاٹی اور اورنگ آباد کے اطراف میں ہنوز سابق مریدوں کے خاندان آباد ہیں۔ اب اس خاندان کے افراد دوسرے بزرگوں کے دست پر بیعت کرنے لگے ہیں۔ شاہ عبدالغنی نے حاجی شاہ لطافت حسین مصنف ولادرپور مونگیر کے دست پر بیعت کی تھی جو مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کے مرید خلیفہ تھے۔ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

کا جب مونگیر میں آستانہ قائم ہوا تو لکھمینیہ کے کافی لوگ رحمانی سلاسل میں بیعت ہوئے اگرچہ شاہ سلیمان پھلواروی اور مولانا سید محمد علی مونگیریؒ برابر لکھمینیہ آتے تھے اور آستانۂ عالیہ لکھمینیہ میں مراقبہ کیا کرتے تھے۔ اسی خانوادہ کے پروفیسر شاہ کلیم الرحمٰن، کلکتہ یونیورسٹی خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے سلسلہ ارادت رکھتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ رحمانی لکھتے ہیں۔ شاہ کلیم الرحمٰن کے والد ماجدؒ کے دوران مکہ معظمہ میں کسی بزرگ سے بیعت ہوئے تھے پھر بعد میں وہ بھی سلاسل رحمانی سے منسلک ہوئے۔

واضح ہو کہ مذکورہ کرسی نامہ لکھمینیہ شاہ رحمت اللہ بن شاہ حکیم اللہ نے مرتب کیا تھا جبکہ ایک شجرہ حاجی شیخ محمد عثمان بن شیخ فضل حسین وکیل کشن گنج ساکن تیگھڑہ نے مرتب کیا تھا وہ زمانہ ۴۵-۱۹۴۴ء کا تھا۔ اصل شجرہ شاہ عزیف الرحمٰن نے شاہ عظمت اللہ سے عاریتاً مانگ لیا تھا جسے کسی مقدمہ کے سلسلے میں عدالت میں شہادتاً پیش کرنا تھا مگر وہ واپس نہ مل سکا۔ خدشہ ہے کہ اصل عبارت شجرہ مع تواریخ لکھمینیہ کہیں تلف نہ ہو گیا ہو۔

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ سلطانؒ نے کل چار شادیاں کی تھیں۔ ان کی تیسری شادی ایک لچھمینیہ نامی دوشیزہ سے ہوئی جن کو انہوں نے مشرف بہ اسلام کیا تھا اور جن کے نام پر یہ گاؤں آج بھی "سلطان پور" کے بجائے لکھمینیہ کہلاتا ہے۔ لکھمینیہ کے چودھری صاحبان شاہ سلطان کی اولاد ہیں۔ چوتھی شادی کا واقعہ حکیم سید محمد شعیب رضوی پھلواروی نے اپنی تصنیف "تجلیات انوار (جلد ۲)، قلمی نسخہ میں یوں رقم فرمایا ہے جو شاداں فاروقی کی کتاب "بزم شمال" کے ص۴۱ اور ۴۲ پر طبع ہوا ہے۔

برہمن زادہ گھنشیام نے حضرت شیخ سلطان صدیقی نقشبندیؒ ساکن لکھمینیہ ضلع مونگیر کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام عبداللہ رکھا۔ اودھ کا یہ برہمن کشتی سے تجارت کا مال لے کر سلطان پور (لکھمینیہ) کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اتفاق سے طوفان آیا اور اس کی کشتی غرق ہو گئی۔ تدبیریں کی گئیں مگر کشتی نہ نکل سکی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرو۔ چنانچہ غرض کا مارا گھنشیام شاہ سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کا خواستگار ہوا۔ شاہ صاحب نے دعا فرما دی۔ اس کی تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب واپس آ کر

سے کرسی نامہ لکھمینیہ از شاہ رحمت اللہ ص۲ تا ۴،

اس نے دیکھا کہ اس کی کشتی تمام سامانوں کے ساتھ محفوظ ساحل سے لگی تھی۔ اس واقعہ سے اسے شیخ سلطانؒ سے بڑی عقیدت ہو گئی اور وہ اپنے تمام متعلقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ اپنی لڑکی جس کا نام "مشرکہ" رکھا گیا تھا حضرت کی زوجیت میں دے کر انہوں نے تمام عمر ان کی خدمت اور خانقاہ کی جاروب کشی میں صبر و قناعت کے ساتھ گزار دی اور راضی برضا رہا۔ عبداللہ کا وصال کب ہوا یہ تو پتہ نہیں لیکن شیخ سلطانؒ (متوفی ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۳ء) کے بعد تک زندہ رہے۔ تقریباً ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۲۴ء میں ان کا وصال ہوا اور وہ بھی لکھمینیہ میں مدفون ہوئے۔ ان کا ہندی کا ایک شعر بہت مشہور ہوا

شعر
جھاڑی سے لڑا بھجے اور رسی سے طعام
گھنشیام سے عبداللہ بھجے یہ بدھنا کے نام

چوتھی زوجہ "مشرکہ" کے بطن سے ایک دختر تولد ہوئی جن کا نکاح مولانا سید حافظ حمیدالدین سے ہوا جو بہارشریف کے رہنے والے تھے۔ شادی کے بعد حافظ صاحب سسرال ہی میں مستقلاً سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۱۲۶ھ میں شیخ شاہ سلطانؒ کے وصال کے بعد ان کے علم و فضل اور حسب و نسب کو دیکھ کر شاہ سلطانؒ کے آستانہ کا پہلا سجادہ بنایا گیا۔ اپنی سجادگی کے فرائض سے وہ بدرجہ اتم عہدہ برآ ہوئے۔ وہ لکھمینیہ گاؤں کے قریب ہی آم کے باغیچہ میں ان کا مزار ہے۔ مولانا حافظ سید حمیدالدین کی چھٹی پشت میں مولانا سید شاہ خلیل الرحمٰن عرف صدلو بابر اور بدلو بابو تولد ہوئے۔

لے کرسی نامہ لکھمینیہ از شاہ رحمت اللہ ص ۲۷ و تجلیات انوار (جلد ۶) ص ۴۰،۴۱ از حکیم سید شعیب رضوی پھلواروی، بزم شمال ص ۳۴۱،۳۴۲، از شادان فاروقی۔

مولانا سید شاہ خلیل الرحمٰن

مولانا سید شاہ فضل الرحمٰن عرف بلال زوجہ بنت شاہ محمود

بی بی عالیہ — سید شاہ شبیر — فرزند — فرزند

محبہ خاتون

بی بی عائشہ — بی بی خدیجہ زوجہ شاہ مہدی حسن

حمیدہ خاتون زوجہ شاہ حبیب بن شاہ بدر عالم (لاولد فوت)

سید شاہ بلال احمد

سید شاہ بالم زوجہ جہانگیر

سید شاہ زکی احمد

شاہ بدر عالم

شاہ انیس الرحمٰن وکیل

ڈاکٹر قاعطی

دختر زوجہ شاہ شبلی انسپکٹر آف پولیس

شاہ حبیب زوجہ حمیدہ بنت سید شاہ خلیل الرحمٰن

شاہ عثمان الرحمٰن

شاہ بدر الرحمٰن — شاہ عزیز الرحمٰن — شاہ عبید الرحمٰن — شاہ افضال الرحمٰن قبل

دو شاہ برادران لکھمنیہ

شاہ احمد بالو (لکھیا)

مولانا شاہ شمس الضحیٰ شیخ دیوبندی (لکھیڈ)

شاہ ذکی الرحمٰن لکھمیری کراچی — وسیم پرویز — شاہ حبیب الرحمٰن — شاہ ابصار الرحمٰن

تنویر — شاہ تصویر — پروفیسر شاہ عبد الرحمٰن نشاط (مکہ سعودی عرب)

اولاد شاہ عظیم اللہ (کھیتیہ)

(شجرہ نسب ص ۲۷۰)

حضرت مخدوم آدم نقشبندی

(شجرۂ نسب ص ۸۸۴)

مخدوم آدم نقشبندی سندھ میں سلاسل نقشبندیہ کے پہلے بزرگ آپ ہی تھے۔ بادشاہ عالمگیر کی علم دوستی سے متاثر ہو کر آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے فرزند شیخ محمد معصوم سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ طلب دیکھ کر انہوں نے مخدوم آدم کو خوب خوب نوازا۔ آپ خواجہ محمد معصوم سے بیعت ہو گئے۔ ایک مدت دراز تک آپ ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آپ پر استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔ جب آپ سلوک کی منازل طے کر چکے تو دربار عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خرقہ خلافت ملا۔ سرزمین سندھ میں آپ نے رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا مخدوم آدم کے دو فرزند تھے۔ (۱) مخدوم فیض اللہ (۲) مخدوم اشرف، دونوں علم و فضل اور تقویٰ میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ جب مخدوم آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مخدوم فیض اللہ کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ مخدوم آدم کے وصال کے بعد دونوں برادران آستانۂ سرہند پر حاضر ہوئے اور فیوض و برکات سے فیضیاب ہو کر لوٹے مگر افسوس صد افسوس دونوں برادر عنفوان شباب میں راہی ملک عدم ہوئے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار مخدوم آدمؒ کے مشرقی پہلو میں مکلی میں محو خواب ہیں آپ کا مزار مکلی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خاص مریدان و خلفاء یہ ہیں (۱) ابو قاسم (۲) شیخ ابراہیم (۳) سید فتح محمد اور شیخ انس۔

اولیاء لواری شریف، بدین سندھ

(شجرۂ نسب ص۴۶۳)

خواجہ محمد زماں سلطان الاولیا کی ولادت کی پیشین گوئیاں قبل سے ہو رہی تھیں جن سے متاثر ہو کر مولانا عبدالسلام نے اپنی دختر نیک اختر کا عقد خواجہ حاجی عبداللطیف سے کر دیا۔ چنانچہ شیخ حاجی کی تیسری اہلیہ کے بطن سے صاحب کمال تولد ہوا جس کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ کا اسم گرامی محمد زمان رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے سوتیلے بھائیوں کے شر سے مجبور ہو کر ٹھٹھہ جا کر مدرسہ میں پڑھنے لگے۔ یہیں خواجہ محمد مظہر ٹھٹھوی کی نظر آپ پر پڑی اور وہ آپ کو طریقت کی طرف مائل کرنے لگے ایک وقت ایسا بھی آیا جب خواجہ زمانؒ نے ابوالمساکین کے دست پر بیعت فرمائی اور راہ طریقت پر گامزن ہو گئے۔ چھ ماہ کی مسلسل ریاضت کے بعد مرشد نے آپ کو اپنے مسند پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کی مسند نشین کی تائید سرہند کے خلیفہ میاں عبدالرشید نے بھی کی۔ حج سے واپسی کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو خلیل الرحمن کا لقب دیا اور وصیتیں فرمائیں۔ جب ٹھٹھہ میں سیاست اور مخالفت ہونے لگی تو آپ اپنے وطن لواری شریف چلے گئے جہاں آپ کے والد بزرگوار نے مسند رشد وہدایت آپ کے حوالہ کر دیا۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ نے نئی لواری میں نقل مکانی کی۔ آپ کے کشف وکرامات کا شہرہ سن کر عبداللطیف بھٹائیؒ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور مستفیض ہوئے۔ آپ کے چار خلفاء بہت مشہور ہیں (۱) عبدالرحیم گرہوڑی (۲) ابوطالب الگھی (۳) حافظ ہدایت اللہ (۴) حاجی محمد صالح کھڈاہڑی۔ آپ نے دوسرا نکاح پیر ایوب کے خاندان میں کیا جن سے خواجہ گل محمد تولد ہوئے اور آپ کے وصال کے بعد یہی آپ کے جانشین ہوئے۔ ایک سال قبل ہی آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ رخصت کا وقت آ پہنچا ہے چنانچہ ۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو آپ تمام لوگوں کو ناشتہ کرا کر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اس طرح روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

✿

شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ

شجرۂ نسب
اسمائے گرامی

شاہ فضل الرحمٰن
شیخ اہل اللہ
شیخ محمد فیض
شیخ برکت اللہ
شیخ عبدالقادر
شیخ سعد اللہ
شیخ نور محمد
شیخ عبداللطیف
شیخ عبدالرحیم
شیخ محمد مصباح العاشقین چشتی
شیخ شاہ منگن
شیخ داؤد
شیخ شہاب الدین حق گو شہید
اولاد حضرت ابو بکر صدیقؓ
انوار العصفیا ص ۳۲۵ تا ۳۲۷

آپ شیخ شہاب الدین ثانی زاہد حق گو شہید کی اولاد ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ داؤد سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی وارد ہو کر پانی پت میں قیام پذیر ہوئے۔ اور ۸۰۲ھ میں وفات پائی ان کے پوتے شیخ محمد چشتی کامل صوفی تھے۔ ۸۸۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔ وہ مخدوم شاہ مینا لکھنوی سے فیضیافتہ تھے۔ حضرت گنج مراد آبادی کے والد شیخ اہل اللہ حضرت عبدالرحمٰن صوفی لکھنوی کے مرید خاص تھے۔ آپ ہی نے ان کو نیک فرزند کی ولادت کی پیشین گوئی کی تھی۔ شیخ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی یکم رمضان ۱۲۰۸ھ میں اپنی ننہال سندیلہ میں تولد ہوئے۔ صوفی عبدالرحمٰن لکھنوی نے کان میں اذان کی آواز دی اور رسم بسم اللہ ادا فرمایا جب بڑے ہوئے تو شرح، شرح جامی اور کافیہ کا درس مولانا انوار لکھنوی فرنگی محلی سے کیا۔ حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے لیا۔ آپ ملانواں میں شاہ آفاق کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست پر بیعت کی۔ تین ماہ بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت عطا کی گئی انہیں دنوں آپ کا عقد ملانواں میں ہو گیا۔ بعد ازاں ملانواں سے نقل مکانی کر کے گنج مراد آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا دوسرا عقد گنج مراد آباد میں ہوا جن سے شاہ احمد میاں سجادہ نشین تولد ہوئے ان کے بعد شاہ رحمت اللہ سجادہ بنے جن کے فرزند شاہ افضال الرحمٰن (منجھلے میاں) نے مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی سوانح افضال رحمانی تالیف کی۔ مولانا کا انتقال ۱۰۵ سال کی عمر میں ۱۳۱۳ھ میں ہوا۔ مزار قدیم شاہی مقبرہ گنج مراد آباد میں مرجع خلائق ہے۔ بحر العلوم میں مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی فرماتے ہیں کہ جس نے صحابہ کو نہ دیکھا ہو وہ مولانا گنج مراد آبادی کو دیکھ لے۔

---

[1] انوار العصفیا ص ۳۲۵ تا ۳۲۷۔

ارشادات رحمانی

۱۔ درود کثرت سے پڑھو۔ ہم نے جو کچھ پایا درود سے پایا۔

۲۔ کامل اتباع سنت ہی ولائت ہے۔

۳۔ قرآن اور احادیث پڑھا کرو۔

۴۔ دعا، درود اور نماز سے سب کچھ مل جاتا ہے۔

۵۔ سورہ اخلاص اور کلمہ سوم روزانہ دو سو بار پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

۶۔ جو مزہ نماز میں ہے کسی چیز میں نہیں۔

۷۔ والدین کے بلانے پر نفل نماز توڑ دو۔

۸۔ مسافر کی نماز ۵۰ نمازوں کے برابر ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی

(شجرۂ نسب ص۴۷۲)

تحریکِ آزادی کے دور میں تھانہ بھون کو دارالاسلام قرار دے کر جہادِ آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ میرٹھ کے بعد دہلی میں بھی جہاد کا آغاز ہو گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد تھانوی، حضرت حافظ ضامن شہید اور دیگر علمائے کرام بنفسِ نفیس مجاہدانہ انداز میں صفِ اوّل میں برسرِ پیکار گولیوں کی بوچھاڑ میں خدا کی مدد کی توقع پر پُرعزم میدان میں ڈٹے رہے۔ امداد اللہ مہاجر مکی کو وارنٹ گرفتاری کی بنا پر ہجرت مکہ مکرمہ اختیار کرنا پڑی جبکہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وارنٹ گرفتاری کی بنا پر روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے رضاکارانہ طور پر امداد باہمی کے اصولوں کی بنیاد پر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء بروز جمعرات دیوبند قصبہ کی مسجد چھتہ کے صحن میں ایک انار کے درخت کے سایہ میں مدرسہ دیوبند کا آغاز دعاؤں سے کیا۔ ملا محمود مدرسہ کے پہلے استاد اور محمود الحسن اسیر مالٹا پہلے طالب علم تھے۔

مولانا قاسم نانوتوی ۱۲۴۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ اسد علی تھا آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم نانوتہ، دیوبند اور سہارنپور میں حاصل کی۔ آپ ۱۲۶۰ھ میں مولانا مملوک علی کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ حدیث نبوی کا درس شاہ عبدالغنی سے لیا۔ آپ علمِ ریاضی میں ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ تعلیم کے دوران مولانا قاسم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ مدرسہ دیوبند آج تک مولانا قاسم نانوتوی کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے تین دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ مولانا نانوتویؒ ۴ جمادی الاول ۱۲۹۸ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی سیوانی

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی شہر چھپرہ ضلع سارن سے تقریباً ۵ میل مغرب و شمال کے گوشہ میں ایک بستی موزتن حریاد میں ۱۲۶۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ امیر علی تھا۔ آپ کے جد امجد کا نام شیخ کریم بخش اور پردادا کا نام شیخ غلام صدیقی تھا ابتدائی علوم وغیرہ حاصل کرنے کے بعد آپ قادریہ سلاسل میں بیعت ہوئے۔ آپ کے مرشد کا نام مولانا شاہ محمد احسان اللہ فاروقی ولید پوری تھا۔ جن کا سلسلۂ طریقت شاہ ابو الغوث گرم دیوان تک پہنچتا ہے۔ بعد ازاں ٹانڈہ شریف فیض آباد میں محمد چاند شاہؒ سے تمام سلاسل اہل طریقت نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ قلندریہ نظامیہ میں عموماً اور نقشبندیہ میں خصوصاً بیعت کی۔ چاند شاہ کی خدمت میں رہ کر روحانی تربیت سے مستفیض ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کر کے وطن مالوف لوٹے۔ آپ کے فیضان سے ایک عالم فیضیاب ہونے لگا۔ آپ کے مریدان بنگال، پٹنہ اور بھاگلپور، مونگیر، چھپرہ، گورکھپور، بستی، الہ آباد اور بمبئی میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی بریں عنوان لیغا چودہ شوال دو دست ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ وفات پا گئے۔

تصنیفات | کلیات نعت، مرثیہ نامہ نعت، بارہ ماسہ (ہندی) غیر مطبوعہ۔

اولاد | مولوی شاہ محمد حفظ الرحمٰن سجادہ نشین، مولوی شاہ محمد ثابت الرحمٰن اور چند دختران۔

خلفاء | محمد صدیق سیوانی، مولانا سید ابو الہاشم محمد شائق فاضل بہاری مونگیری، سید محمد محمود باروی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ، مولوی کبیر احمد بیاری، حاجی حافظ عبد الغفور امام مسجد میر شکار ٹولی بتیا ضلع چمپارن۔

اوصاف | غیبت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ توکل، زہد و ورع، قناعت، استغناء، مروت، مجاہدہ و ریاضت، اتباع سنت، خلق، غیرت، شجاعت اور سخاوت جیسے اوصاف جمیلہ کے حامل تھے۔ غرباء و مساکین پر بڑے مہربان تھے۔ سائل کو کبھی محروم نہیں کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ با جماعت مسجد میں اول وقت ادا کرتے۔ غرض یہ کہ اتباع سنت پر ہر حال میں قائم رہے۔

شاہ نعمت اللہ صدیقی کے ایک رفیق محمد رستم شاہ سیوانی بھی چاند شاہ کے فیضیافتہ تھے وطن

۱؎ تاریخ ولی کامل از مولانا محمد جمیل انصاری سیوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ص ۱۳ تا ۹،

ساتھ چاند شاہ کی خدمت میں فیضان حاصل کرنے پہنچے تھے جن کے صاحبزادہ محمد صدیق سیوانی نعمت اللہ شاہ کے تربیت یافتہ خلیفہ تھے۔

اولاد محمد صدیق بن رستم شاہ بن ملا بخش (نو مسلم) برخشہ مرہن جگدیش پور تحصیل ابا گر پال گنج بہار

حاجی انوار الحق کراچی — شبیر احمد — بشیر احمد

محمد مبین الحق — حاجی محمد منصور الحق مبلغ — محمد قاسم (ابا ظہبی) — محمد عبد الحق — محمد سرور الحق

محمد مسعود الحق — محمد محمود الحق — محمد سعید الحق — حافظ محمد سعود الحق — عزیز اللہ منصور — حافظ ذیشان منصور

محمد اسلم — محمد مسلم — محمد نسیم — محمد ارشاد

مولانا شیخ محمد الیاس، شیخ الحدیث مولانا زکریا و
مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ جماعت

(شجرۂ نسب ص۵۹۴)

مولانا محمد یوسف کاندھلوی مولانا شیخ محمد الیاس کاندھلوی بانیٔ تبلیغ جماعت کے صاحبزادہ تھے۔ ان کا نسبی تعلق کاندھلہ اور دوآبہ کے مشہور و معروف شیخ صدیقی خانوادہ سے ہے۔ ان کے مورث قاضی شیخ محمد سلطان محمد تغلق کے عہد میں پرگنہ کاندھلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

مولانا یوسف کاندھلوی ۲۵ رجادی الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۶ء کو تولد ہوئے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے قاری معین الدین سے تجوید سیکھی۔ اور مولانا منیر الدین سے مدرسہ کاشف العلوم میں عربی سیکھی، حافظ مقبول حسن گنگوہی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے مولانا جمیل احمد تھانوی سے بھی تعلیم پائی۔ مشکوٰۃ شریف والد ماجد سے پڑھی اور جلالین مولانا احتشام الحق کاندھلوی سے پڑھی۔ مولانا الیاس کی وفات کے بعد آپ امیر تبلیغ جماعت مقرر ہوئے۔ آپ نے انتھک محنت لگن سے اس ادارہ کو بین الاقوامی ادارہ بنا دیا۔

---

۵ سوانح الفضل مسلمان ص۲۱۳۔

شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا شاہ عبدالحکیم تھا۔ آپ ۲ اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ
میں تولد ہوئے۔ دارالعلوم عربیہ قومیہ میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درس نظامی پاس کیا بعد ازآں
اڈشادہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۱۷ء میں ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی اے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں حجاز
تشریف لے گئے واپسی پر اعلیٰ حضرت سے چاروں سلاسل میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ مولانا عبدالباری
فرنگی محلی (لکھنؤ) شیخ احمد شمس (مراکش) اور شیخ سنوسی (لیبیا) سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ
۱۹۱۹ء تا ۱۹۵۴ء یورپ، امریکہ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں تبلیغ کی اور متعدد جرائد و رسائل
جاری کیے۔ علم دین کو عام کرنے کے لیے کئی مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ ۱۹۲۳ء میں مسلم
کانگریس یروشلم کے اجلاس میں سعودی عرب کی نمائندگی کی۔ اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان
کیا۔ مصر کے دورے میں اخوان المسلمین کے حسن البنا سے ملاقات کی۔ ۱۹۲ امریکیوں کو مسلمان کیا۔ ۳۶
انگریز پروفیسروں کو مع اہل و عیال مسلمان کیا۔ کینیڈا میں گیارہ علمی اداروں میں لیکچر دیے۔ ۱۹۳۵ء میں
انگریز مفکر جارج برنارڈ شا سے مناظرہ کیا۔ ۱۹۳۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں
شرکت کی۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ کو طبیب الہندی کے نام سے پکارتے تھے۔ پاکستان میں آپ
پہلی نماز عید پڑھائی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے پوری دنیا کے ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر
سوئیکارنو اور نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد بیلو آپ کے مرید تھے۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ منورہ میں خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون
ہوئے۔ آپ نے انگریزی میں ۹ اور اردو عربی میں ۲۷ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے دنیا بھر میں
۱۲ ادارے قائم کیے جن کی سرپرستی آج کل ان کے فرزند ارجمند مولانا شاہ احمد نورانی کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

علامہ شاہ احمد نورانی مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری کے فرزند ارجمند ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی کے جد امجد کا اسم گرامی شاہ عبدالحکیم جوش صدیقی تھا۔

ولادت

آپ میرٹھ میں ۱۷ رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۱ مارچ ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے۔

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (متوفی ۱۹۵۴ء) اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔

تعلیم

۸ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ درس نظامی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے لیا۔ دستار بندی کی تقریب میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (والد)، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت شاہ مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند شریک تھے۔ والد کی وفات کے بعد بین الاقوامی تبلیغی دوروں کا کام آپ نے سنبھالا اور سینکڑوں غیر مسلم آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء سے کراچی میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے آپ قومی اسمبلی کے رکن ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ میں بھی آپ سراپا احتجاج بن کر میدان میں نکل آئے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔ حق گوئی اور بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

تصنیفات آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور مرزائیت کے رد میں لکھیں:

(۱) دی سیل آف پروفیٹ ہڈ (انگریزی) (مہر نبوت) (۲) جیسس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن۔ (حضرت عیسیٰؑ قرآن کی روشنی میں)

۱؎ تعارف علمائے اہل سنت ص ۲۳۳

اولاد حضرت عمر فاروقؓ

- شیخ عبیداللہ
  - عبداللہ
  - عثمان
  - سلیمان
  - قریش
  - ہمایون
  - ماہان
  - محمد عثمان
  - شہریار
  - احمد نامدار
  - جرجیس
  - تاترون
  - عادل
  - حاکم
  - ملک بادشاہ
  - شاہ عطاء الملک
  - شیر الملک شاہ ایران
  - شیخ بہاء الدین
  - شیخ وجیہہ الملک
  - شیخ سالار شام
  - شیخ خطیر الملک
  - شیخ منور
  - شیخ ارزانی بدایونی
  - قاضی عماد الدین بدایونی
  - قاضی اسمٰعیل ہرگامی
  - قاضی صدر الدین
  - عبدالماجد
  - عبدالواحد
  - حافظ صالح
  - شیخ ارشد
  - مولانا فضل امام
  - مولوی فضل حق خیرآبادی
  - (باغی ہندوستان از مولانا عبدالشاہد خاں شیروانی صفحہ ۱۳۰)
  - (عربی النسل مسلمان صفحہ ۳۰۴)

- شیخ عبداللہ عاصم
  - شیخ حسن
    - شیخ عبدالرحمٰن
    - شیخ نور الدین
    - شیخ نصر الدین
    - شیخ علاء الدین
    - شیخ بہاء الدین
    - شیخ تاج الدین
    - شیخ تقدم الدین
    - شیخ وہاج الدین
    - شیخ سراج الدین
    - شیخ جمال الدین
    - شیخ مولانا برہان الدین
    - شیخ مولانا خلیل الدین
    - مولانا محمد اسمٰعیل
    - مولانا عبدالرزاق
    - مولانا خواجہ خضر نوشہؒ
    - خواجہ حسام الحقؒ
    - سکوا مانکپور
    - (الہ آباد ریویو)
    - (صفحہ ۲۸۹)
  - شیخ نصیر الدین سلیم
    - شیخ سلیمان اسلم
    - سلطان ادہمؒ
    - سلطان ابراہیم بن ادہمؒ
      - عبدالعزیز
        - شہاب الدین
        - محمد باقر
        - عبداللطیف
        - اسحٰق
        - محمد
        - یونس
        - عبداللہ
        - احمد
        - برہان الدین
        - مطلب
        - محمد
        - عبدالعزیز
        - برہان الدین
        - (صفحہ ۲۸۹)
      - شیخ اسحٰق
        - شیخ ابوالفتح (وتبع تابعین)
        - شیخ محمود واعظ اکبر
        - شیخ محمود احمد واعظ اصغر
        - شیخ واعظ اکبر
        - شیخ عبداللہ
        - شیخ مسعود
        - شیخ سلیمان
        - شیخ سلمان
        - شیخ نیساں شاہ
        - شیخ نصیر الدین
          - احمد فرخ (شاہ کابلی)
            - شہاب الدین
            - شیخ محمد
            - شیخ یوسف
            - شیخ احمد
            - شیخ شعیب
            - شیخ جمال الدین سلیمان
            - شیخ مسعود فریدالدین گنج شکرؒ
            - (پاک پتن پنجاب)
          - شہاب علی شاہ
            - میر سلیمان
            - نصیر الدین
            - رفیع الدین
            - حبیب اللہ
            - شیخ محمد
            - عبدالحئی
            - زین العابدین
            - عبدالاحد
            - شیخ احمد سرہندی
      - شیخ محمود
        - شیخ داؤد
        - شیخ یونس
        - شاہ محمد اسحٰق
        - شاہ عبدالفتاح جیلی
        - شاہ علی اصغر
        - شاہ علی اکبر
        - شاہ عبداللہ
        - شاہ قاضی احمد
        - شاہ محمود عالم
        - شاہ ابو محمد
        - مخدوم شمس الدین جھانیؒ
        - شیخ کمال
        - شیخ نجم الدین
        - شیخ بدیع الدین
        - شیخ محمد
        - شاہ پھول مقبول رسول
        - شیخ عبدالاحد میراں
        - (صفحہ ۲۸۹)

اولاد بابا مسعود فرید گنج شکرؒ

(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

- نظام الدین
  - شاہ مسعود
  - شاہ نظام الدین
  - شاہ ابوالمعالی
  - محمد جعفر فریدی
  - پرتاب گڑھ
  - (مانکپور یوپی)
- بدرالدین سلیمان
  - مولانا علاء الدین
    - (یوسف گنج رواں)
    - علم الدین محمد
    - رکن الدین
    - (کاپن شکر، بہار)
  - شیخ مودود
    - شیخ موسیٰ
    - شیخ آدم
    - شیخ سلطان
    - شیخ بہاء الدین
    - شیخ سلیم چشتیؒ
    - فتح پور سیکری
    - (آگرہ)
  - تاج سرور
    - نجم الدین
    - نصیر الدین
    - اسمٰعیل
    - علی شیر
    - قاضی عماد
    - قاضی عبدالغنی
    - قاضی اسمٰعیل
    - شیخ عثمان
    - شیخ فرید
    - ملا یار محمد
    - شرف الدین محمد جان
    - فضل علی
    - افضل علی
    - عبدالقادر وکیل (گیا بہار)

اولاد مخدوم حسام الحق مانکپوری الٰہ آباد
(شجرہ صفحہ ۳۰۶)

شاہ فیض اللہ

نظام الدین
نبی احمد شاہ
شاہ قاسم
شاہ سلطان
شاہ عبداللہ
شاہ دانیال
شاہ احمد
غلام عالم
فیض اللہ
محمد علی
صادق اللہ
(الٰہ آباد)

شاہ حشمت اللہ
شاہ مسعود
فخرالدین
شاہ عماد الدین
شاہ جعفر
شاہ راجی
شاہ اسماعیل
شاہ یعقوب
شاہ طیب
شاہ زبدۃ العارفین
شاہ ابوالقاسم
شاہ عبدالکریم
شاہ عبدالرحیم
شاہ، شاہ محمد
شاہ ابراہیم
شاہ نعمت اللہ
شاہ نجیب اللہ
شاہ قاضی لیاقت حسین
شاہ ولایت حسین
شاہ محسن
شاہ عبدالرشید
شاہ محمد احسن
شاہ محمد محسن
رشید اختر (پشت ۲۷)
(منیر، بہار)
(بزم صوفیہ صفحہ ۹۳)

حسن کلیم اللہ
احمد
عبدالعلی
سراج الدین
غلام مصطفےٰ
علی احمد
غلام محمد
سیف اللہ
امام بخش
اسد علی
اشرف علی فاروقی
(یوپی)

اولاد شیخ برہان الدین
(شجرہ صفحہ ۲۸۹)

شیخ احمد
محمد
سلیمان
یوسف
اسماعیل
ابوالفتح
محمود
عبدالعزیز
وحید الدین
نور الدین
ابوسعید
سلیمان
مخدوم شہاب الدین
حافظ علم الدین
مخدوم صحنے
شرف الدین
عبدالوہاب
میاں قبول احمد واعظ
خواجہ حافظ
میاں صلاح الدین
میاں عبدالوہاب پگل پاسرست
(درازا شریف خیرپور سندھ)

صدر جہاں
قاضی عنایت اللہ
قاضی سلام اللہ
قاضی احمد اللہ
قاضی رحمت اللہ
قاضی اسد علی
عبدالرؤف
(عظیم آباد، بہار)

اولاد شیخ عبدالاحد میاں
(شجرہ صفحہ ۲۸۷)

شیخ نعیم
شیخ عبدالکریم
شیخ امان اللہ
شیخ رحمت اللہ
شاہ محمد
شاہ محب الحسنین
شاہ منعم پاکباز،
(پٹنہ، بہار)

مشائخ فاروقی مونگیر

شیخ عنایت حسین (پچھول)

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ

(شجرۂ نسب ص۸۸[1])

حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کے والد شہاب الدین غوری کے زمانہ میں کابل سے لاہور تشریف لائے پھر کھتوال میں مستقل سکونت پذیر ہوگئے اسی مقام پر بابا فرید تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام قرسم خاتون بنت ملا وجیہہ الدین تھا۔ آپ کی تعلیم ملتان میں ہوئی۔ فقہ "نافع" منہاج الدین ترمذی سے پڑھی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت بختیار کاکی سے بیعت ہوئے۔ مزید روحانی فیض کے لیے سیاحت کی۔ غزنی، بغداد، سیوستان اور بدخشاں میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ بخارا میں شیخ سیف الدین باخرزی سے ملے۔ غزنی میں امام حدادی سے ملے۔ سیوستان میں شیخ اوحد الدین کرمانی سے ملے۔ بدخشاں میں ذوالنون مصری سے ملے۔ سیاحت سے واپسی کے بعد خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت بختیار کاکیؒ دونوں نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ نے حسب حکم اجودھن کو اپنا مستقر بنایا۔ آپ کی طبیعت میں نرم، عجز و انکساری کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔ آپ نے الغ خاں کی دختر بی بی ہزیرہ سے عقد کیا جن کے بطن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ ۹۳ سال کی عمر میں سنہ ۶۹۶ھ میں وفات پاگئے۔ آپ کی سن ولادت سنہ ۵۸۴ھ تھا۔

تصنیفات و ملفوظات: راحت القلوب، سیر الاولیا۔

خلفاء: نظام الدین اولیاء، علاء الدین علی صابر، شیخ جمال قطب ہانسی، شیخ ذکریا سندھی، مولانا علی بہاری وغیرہ۔

نوٹ: مخدوم شیخ محمد صالح مخدوم فرید گنج شکرؒ کی اولاد ہیں اور سہسرام صوبہ بہار میں مدفون ہیں اور ان کی اولاد بھی اسی جگہ آباد ہیں۔

---

[1] بزم صوفیہ ص۱۲۲، [2] کنز الانساب ص۶۷،

پیرِ طریقت شیخ حسام الدین کڑا مانکپوری، الہ آباد یو۔پی۔ہند

(شجرۂ نسب مختتم)

شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کے مورثِ اعلیٰ مولانا محمد اسمٰعیل قریشی ملک یمن سے ترکِ وطن کر کے بادشاہ التمش (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء) کے عہد میں ہند تشریف لائے۔ بادشاہ نے ۶۰ بیگھہ اراضی خانقاہ کے لیے عطا کی جہاں وہ سکونت پذیر ہوئے۔[1]

شیخ حسام الدین کے والد خواجہ خسرو دانشمند ایک عالم اور فقیہ تھے۔ آپ کے دادا شیخ جلال الدین عالم اور متقی اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے آپ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ شیخ نورؒ سے بیعت تھے۔ وہ ہمیشہ نمازِ عشاء کے بعد ۴۱ بار سورہ یٰسین شریف ختم فرماتے۔ ان کا ذریعہ معاش قرآن پاک کی کتابت تھی۔ آپ کی تصنیف ملفوظات تھی جو غیر مطبوعہ تھی۔ دوسری کتاب کا نام انیس العاشقین تھا۔ ان کے خلیفہ شیخ شہاب الدین مانکپوری تھے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام شیخ فیض اللہ قاضی شاہ تھا اور دوسرے فرزند شیخ احمد تھے جن کو آپ شیخ بڈھا، نورِ دیدہ اور دیدۂ نور کہتے تھے۔ آپ نے شیخ نعمت اللہ (شیخ نتھو) شیخ اکمل، شیخ راجا اور شیخ اخوند عالم کو خطوط بھیجے تھے جو حضرت نور قطب عالم کے نواسے تھے۔

شیخ حسام الدین نے ۸۸۲ھ مطابق ۱۴۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کڑا مانکپور الہ آباد میں مرجع خاص و عالم ہے۔ شیخ صاحب کے تقریباً ۱۲۰ خلفاء تھے:

(۱) سید مسعود بن سید ظہیر الدین قیصوری شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) سید حامد شاہ بن لجا شاہ مانکپوریؒ (۳) سید محمد امیر بڈھاؒ جن کا لقب سید موفق ہے (۴) مولانا کمال الدین عز اللہؒ (۵) مولانا شیر اللہ ابو القاسم عثمانیؒ (۶) شیخ نصیر الدین بن شیر اللہ (۷) مولانا فرید الدین سالار (۸) شیخ احمد تنوجی (۹) حسین الاعظم اودھی (۱۰) مولانا منہاج الدین بن یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۱) مولانا جمال الدین حسن فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۳) مولانا سرندھو کردی (۱۴) مولانا علاء الدین کردی (۱۵) شیخ تاج شہاب مانکپوری ملقب بہ ارزانی شاہ۔

مخدوم شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کلاں شیخ فیض اللہ قاضی شاہ سجادہ نشین ہوئے۔

---

[1] تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۱۳۳۔

شیخ سلیم چشتی رح

(شجرۂ نسب ۲۸۸)

شیخ سلیم چشتی حضرت فرید گنج شکر کی اولاد تھے۔ ان کی ولادت ۸۸۴ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں ہوئی اور وفات ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں ہوئی۔ شیخ سلیم چشتی دہلی میں تولد ہوئے۔ فتح پور سیکری سے سرہند آئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۹۶۳ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ عرب و عجم کے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے مشائخ اور باکمال لوگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے اور بڑے بڑے امور سرانجام دیئے۔ برصغیر واپس آکر شیخ ابراہیم چشتی رح سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ فتح پور سیکری کی ایک پہاڑی پر گوشہ نشیں ہو کر طویل عرصہ تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ طالبوں اور مریدوں کو ریاضت و مجاہدہ کی تلقین فرماتے تھے۔ امراء و سلاطین آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ جن میں شہنشاہ اکبر اور شیر شاہ سوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بادشاہ اکبر کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ اس کو کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا سے اکبر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے خود اس لڑکے کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا۔ یہی شہزادہ سلیم اکبر کے بعد جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ آپ کا وصال فتح پور سیکری ہی میں ہوا۔ وفات سے پہلے آپ نے ایک روضہ کی بنیاد ڈالی تھی اسی میں مدفون ہوئے۔ بادشاہ وقت نے اس روضے کی اور اس سے ملحق مسجد کی نہایت خوبصورت تعمیر کی۔

شیخ سلیم چشتی رح فاروقی النسل تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند شیخ بدر الدین سجادہ نشیں ہوئے۔ شیخ بدر الدین کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ قطب الدین سجادہ ہوئے۔

لہ تذکرہ مشائخ کرام

حضرت میاں میر لاہوریؒ

(شجرۂ نسب ص)

ولادت ۹۳۸ھ مطابق ۱۵۳۱ء وصال ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء سندھ کے قدیم شہر سیہون میں پیدا ہوئے۔ آپ قاضیوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی پھر حضرت خضر سیہوستانی کے مرید ہوگئے جو سیہون سے کچھ دور ایک پہاڑی پر سکونت رکھتے تھے آپ پچیس برس کی عمر میں پھر لاہور تشریف لائے اور ریاضت و عبادت اور تلقین و ہدایت شروع کی۔ آپ کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی آپ سراپا خلق تھے۔ رسول اکرمؐ کے ارشادات و احکامات کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی زندگی؛ ایک نمونہ تھی بوریا گھر کا فرش تھا۔ عام لوگوں کے علاوہ دربار شاہی میں بھی بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہجہاں بھی دو بار خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو نصیحت کی کہ عادل بادشاہ رعیت و مملکت کی خبر گیری کرتے ہیں۔ داراشکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات درج کئے ہیں۔ آپ کا مزار لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت سلطان باھوؒ

ولادت ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء وصال ۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۹۰ء آپ شورکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں بادشاہ مبارک شاہ حکمراں تھا۔ تعلیم و تربیت والد ماجد شیخ بازید محمد کی نگرانی میں ہوئی۔ سلطان باہوؒ نے کسی بھی قسم کا کتابی علم مدرسہ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سینے میں روحانی علم کا ایک سمندر موجزن تھا۔ فقر و تصوف اور معرفت پر آپ کے ملفوظات کا ذخیرہ ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ دہلی میں سید عبدالرحمٰن قادری سے بیعت ہوئے۔ دہلی سے شورکوٹ آئے اور یہاں تلقین و ارشادات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ شعر و شاعری سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کا مزار شورکوٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

(شجرۂ نسب ص۔)

ولادت ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۲ء وصال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے آبا و اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ دہلی میں شیر شاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ شیخ نے صرف تین ماہ میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ ایک ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ والد ماجد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دوران آپ نے ماوراء النہر کے علماء سے اکتساب علم کیا۔ والد نے شیخ کے قلب میں ایسی روح پھونک دی تھی جو ساری عمر آپ کے قلب و جگر کو گرماتی رہی آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ ۳۸ برس کی عمر میں آپ حجاز مقدس تشریف لے گئے، وہاں بخاری اور مسلم کا درس لیا پھر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور بیعت ہو کر اجازت حاصل کی مرشد ہی کے حکم پر برصغیر واپس آئے اور شہنشاہ اکبر کے دور میں لادینی افکار کے تدارک کے لیے دہلی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور تمام عمر قرآن و حدیث کے درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی اور اسے فروغ دینے میں نمایاں کردار انجام دیا۔ اس کے علاوہ سیرت النبیؐ پر بھی متعدد لاجواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے سلاسل قادریہ کے ایک بزرگ سے ۹۸۵ھ میں وابستگی اختیار کی جنہوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بھی بیعت کی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ "اخبار الاخیار" آپ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جسے قبولیت عام حاصل ہوئی۔

شجرہ اولاد شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

- شیخ نورالحق
  - شیخ نوراللہ
    - سیف اللہ
      - صبغت اللہ
      - کمال الدین
      - غلام حسن
      - خیرات علی
      - برکت علی
    - حلیم اللہ
      - ابوالحیات
      - خیر اللہ
      - میاں احسان
      - محمد امان
    - محب اللہ
      - حافظ فخرالدین
        - شیخ الاسلام محمد
        - مولوی سلام اللہ
          - شیخ نورالاسلام
            - محمود الحق
          - محمد سالم
            - عبدالسلام
            - ولی اللہ
      - نورالحق ثانی
        - محب اللہ
          - نظام الدین
          - اکرام الدین
          - احسان الحق
        - سعادت اللہ
          - نورالحق عرف حافظ محمدی
          - احمد الحق
    - جاراللہ
      - سعدالدین
- شیخ علی محمد
  - ابوالمفاخر
    - محمد مراد
      - محمد قاسم
      - غلام محمد
    - محمد جواد
      - سیف الحق
      - ظہور الحق
      - عظیم الحق
        - متین الحق
          - عرفان الحق
          - منظور الحق
          - صہیب الحق
          - محبوب الحق حقی (ڈے او ڈے جی پی آر)
        - قیام الحق
    - ابوالواہب
      - فیض الحق
      - معین الحق
- شیخ محمد ہاشم
  - محمد عاصم
  - محمد محتشم
  - محمد معتصم

تاریخ ولادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماہ محرم ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء

تاریخ وصال ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ

حضرت امام ربانی قطب ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(شجرہ نسب[1])

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ ان کے والد شیخ عبدالاحد اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ جن کا وصال ۱۰۰۷ھ میں ہوا۔ سلاسل چشتیہ میں عبدالقدوس گنگوہیؒ اور قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے فیض یافتہ تھے۔ آباواجداد کا وطن کابل تھا۔ عبدالاحد کے مرشد اعلیٰ شیخ شہاب الدین جلیل القدر امراء و فضلاء میں تھے۔ شیخ احمد سرہندیؒ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ ولادت سے قبل والد نے خواب دیکھا اور شاہ کمال کیتھلی سے بیان کیا ان ہی کی تعبیر مجدد الف ثانی تھے۔ ولادت ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ سرہند میں نصف شب ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر شاہ کیتھلی تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت کے منہ میں ڈالی اور فرمایا یہ بچہ تجدید دین کرے گا۔ سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری و باطنی بن کر درس تدریس میں معروف ہوئے۔ والد سے بیعت کی اور خرقہ شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی سے حاصل کی۔ یہ خرقہ امانت غوث اعظم سرکار بغداد شریف کے حکم کے مطابق عطا ہوا تھا جس سے فیضیاب ہونے کے بعد حضرت باقی باللہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کے چہرہ پر ملاحت کے ساتھ رعب و دبدبہ تھا۔ پابند شریعت تھے۔ بدعات سے بے حد نفرت تھی۔ کثرت عبادت شعار تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جامع پیکر تھے۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ نماز جنازہ خواجہ محمد سعید الخازنؒ نے پڑھائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیرو مرشد خواجہ باقی باللہ دہلوی کے آباواجداد میں قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی کا ذکر ملتا ہے۔ کابل میں سکونت تھی۔ ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ اصل نام رضی احمد بن شیخ عبدالسلام تھا۔ تعلیم مولانا صادق حلوائی سے حاصل کی ان کے ساتھ ماوراء النہر گئے[2]۔ ۹۹۹ھ میں کشمیر میں

---

[1] ماہنامہ نورالاسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد اوّل ص ۹۰-۴۰ از میاں جمیل احمد شرقپوری۔

[2] کچھ نام درج ہونے سے رہ گئے۔ ص ۸۸ سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر جلد دوم ص ۴۲۸۔

وارد ہوئے۔ حضرت خواجہ امکنگیؒ سے بیعت کی۔

سراپا قد متوسط، چہرہ پر نور باوجاہت، رنگ گندمی مائل بہ سفیدی، پیشانی کشادہ ڈاڑھی گھنی اور آنکھیں بڑی بڑی، صورت انوار ولائت سے تاباں، حسن و ملاحت کے ساتھ آثار رعب نمایاں جو کوئی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار یہی کہتا "فتبارک اللہ احسن الخالقین"۔

نظام الاوقات نصف شب تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور نماز فجر تک توبہ و استغفار درود شریف اور مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک مراقبہ میں مشغول رہتے جو چاشت تک جاری رہتا۔ چاشت کی نماز کے بعد دسترخوان پر تمام فقراء اور حاضرین کے ساتھ کچھ غذا تناول فرماتے پھر قیلولہ فرماتے۔ زوال کے بعد نماز ظہر تک متوسلین حاضر ہوتے جو نماز عصر تک سلسلہ جاری رہتا۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز تک رہتا۔ سفر میں بھی ان معمولات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے۔ نظام الاوقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عارف باللہ زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد الہٰی میں صرف کرتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں۔ انھیں اوقات میں اہل و عیال کی دیکھ بھال اور تمام دنیوی معاملات بھی شامل ہیں۔

تصانیف مکتوبات شریف، معارف لدنیہ، مبدأ و معاد، مکاشفات غیبیہ، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ فی اثبات النبوت رسالہ سلسلۂ حدیث۔

خلفاء شیخ عبدالحمید بنگالی، شیخ نور محمد بہاری، شیخ حامد بہاری، سید باقر سارنگ پوری، سید محب اللہ مانکپوری، شیخ سلیم بنوری، شیخ آدم بنوری، مولانا بدرالدین سرہندی، بابا حسن ابدال، شیخ علی طبری، شافعی مکی، شیخ احمد استنبولی حنفی، فقیر عثمانی، علیمی شافعی، سید مبارک شاہ بخاری، سید عیسیٰ مغربی شیخ طاہر بندگی لاہوری، مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہم۔

اولاد

حضرت امام ربانی کے سات فرزند اور تین دختر تھیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق (۲) خواجہ محمد سعید (۳) خواجہ محمد معصوم (۴) خواجہ محمد فرخ (۵) خواجہ محمد عیسیٰ (۶) خواجہ محمد اشرف (۷) خواجہ محمد یحییٰ۔

---

[1] مجدد الف ثانیؒ صہ ۱۶

کلام مجدد الف ثانیؒ

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً مشغول شو در ذکر ہو

گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکر ہو، ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو

سوئے ندارد خفتنت ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکر ہو

ہو ہو بذکر شش سازکن نام خدا آواز کن
قفل زسینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو

علم بخوانی با عمل فرزانہ باشی تا اجل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو جملہ عالم فرد شو
در راہ حق چوں گرد شو مشغول شو در ذکر ہو

حضرت منعم پاکبازؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸۹)

شاہ منعمؒ پاکؒ بن شاہ امان بن شاہ عبدالکریم بہار کے مشہور شیخ گذرے ہیں ان کا اصل وطن قصبہ بلوری، بہار ہے۔ آپ شعبان ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں مونگیر کے موضع پچنہ میں تولد ہوئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا شاہ عبدالکریم نے کی۔ عہد جہانگیری میں جب آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد شاہ امان کا انتقال ہوا۔ آپ قصبہ باڑھ، پٹنہ پہنچ کر مخدوم شاہ خلیل بن دیوان شاہ جعفر بن قطبی قادری کے دستِ حق پر بیعت کی، آپ نے پورے دس سال اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں گذارے اور خرقہ، خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ ۱۱۱۲ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کے دہلی وارد ہوئے اور مدرسہ جامع مسجد دہلی سے تکمیل علم کیا۔ تحصیل علم کے بعد اسی مدرسہ میں مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ اسی دوران آپ نے رسالے مکاشفاتِ منعمی، الہاماتِ منعمی اور مشاہداتِ منعمی تصنیف کئے۔ دہلی مدرسہ میں کامل گیارہ سالوں تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۲۴ھ میں شاہ فرہادؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے خلیفہ شاہ اسداللہؒ سے خلافت حاصل کی۔ ۱۱۳۵ھ میں شاہ فرہادؒ کا وصال ہوا تو شاہ اسداللہ ان کے خلیفہ مجاز بنائے گئے۔ جب ۱۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مریدین و مشائخ نے حضرت منعم پاک کو خلافت پر مامور کیا۔ اس طرح آپ خانقاہ فرہادیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۵۵ سال کی تھی۔ ۲۵ سال تک دہلی میں فیضِ عام رہا۔ آپ اشارہ غیبی پا کر ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد کا رخ کیا۔ مسجد ملا تقی محلہ بخشی میں قیام فرمایا اور مخدوم بہاری کے مزار پر چلہ کش ہوئے پھر واپس پٹنہ آگئے۔ کچھ دنوں کے بعد دل برداشتہ ہو کر پٹنہ چھوڑنے کا قصد کیا اور روانگی کی تیاری مکمل تھی لیکن معتقدین نے رکنے پر اصرار کیا اور جب قوال حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو — تو کجا بہرِ تماشہ می روی

یہ بہت متاثر ہوئے اور پٹنہ میں مستقل قیام پذیر ہونا منظور فرمایا۔

لہ نزہت الخواطر جلد ۶ صفحہ ۳۷۰ بہار میں ابوالعلائی فیضان صفحہ ۱۲ تا ۲۵

منیریہ سلاسل طریقت میں اویسیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سلاسل طریقت شاہ فرہاد کے ذریعہ حاصل ہوئے تھے۔ ۱۳۰ سال کی عمر میں ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مسجد میر بدیع الدین عالمگیری محلہ بخشی ضلع پٹنہ میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

خلفاء شاہ حسن رضا آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ منیری بہاری صوفی شاہ دائم شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون، شاہ اہل اللہ، مخدوم شاہ حسن علی، خواجہ رکن الدین عشق اور سید حسین منعمی داناپوری بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن رضا کے بعد خانقاہ رائے پورہ فتوحہ منتقل ہوگئی۔ جہاں شاہ منیری سجادہ رہے۔ بعد ازاں چشتی پور بہار میں ان کا فیض عام جاری رہا۔ صوفی شاہ دائم ڈھاکہ عظیم پورہ میں سکونت پذیر ہوکر مدفون ہوئے۔ شاہ بساون اپنے وطن کورجی پٹنہ میں قیام فرمایا۔ شاہ اہل اللہ کا فیض ان کے اپنے وطن بیر جگہ متصل چاکند ضلع گیا، بہار میں جاری رہا۔ مخدوم شاہ حسن علی خانقاہ محلہ خواجہ کلاں گھاٹ، پٹنہ میں رہے۔ ان کے خلفاء میں مخدوم شاہ یحییٰ اصفی پوری نو آبادی اسلام پور پٹنہ کے ذریعہ شاہ ولایت علی منعمی تک ابوالعلائی فیضان پہنچا اور شاہ امین الدین سجادہ نشین مستفیض ہوئے۔ شاہ حسن علی کے خلفاء میں عبد المغنی اور عبد الغنی بہت مشہور ہیں۔ شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ شاہ فرحت اللہ (حسن دوست کریم چک) چھپرہ تھے۔ شاہ سید سلطان احمد داناپوری بھی شاہ حسن علی کے خلیفہ تھے۔ شاہ عطا حسین بن شاہ سلطان احمد داناپوری بھی ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس کے علاوہ شاہ عماد الدین حسین وطن قریہ چک مجاہد مظفر پور بھی شاہ حسن کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت خواجہ رکن الدین عشق خواجہ عشق شاہ فرہاد دہلوی کے دوسرے خلیفہ مولانا شاہ برہان الدین خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ عشق کی ولادت ۱۱۳۷ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ خواجہ عشق نے خواجہ منعم پاک سے خلافت حاصل کی ان کا مزار محلہ بخشی گھاٹ تکیہ عشق عظیم آباد میں ہے۔ ایک دیوان بنام یادگار عشق شائع ہو چکا ہے۔

خلفاء سید شاہ ابوالبرکات (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۵۵ھ) ان کے خلیفہ سید شاہ قمر الدین حسین (ولادت ۱۲۰۳ھ وفات ۱۲۵۵ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری (ولادت ۱۱۶۸ھ وفات ۱۲۵۴ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی خاندانی پیر تھے شاہ منعم پاکؒ سے خلافت حاصل کی۔

۹۹ رسال تک فیض عام جاری رہا۔ آپ کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے فیض نہیں پہنچا جن کو اپنے نانا مخدوم شاہ مبارک سرود آبادی پٹنہ سے بیعت حاصل تھی۔

خلفاء سیّد شاہ فرید الدین احمد، سیّد شاہ وحید الدین احمد۔ حکیم سیّد شاہ مراد علی۔ سیّد شاہ فدا حسین۔ سیّد شاہ کاظم حسین اور سیّد شاہ عطا حسین وغیرہ۔

خلیفہ سلاسل طریقت ابوالعلائیہ و منعمیہ

شاہ عطا حسین آپ کی ولادت عظیم آباد میں ۲۳ رمضان ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ آپ کے نانا کا اسم گرامی سید شاہ شمس الدین حسین منعمی تھا اور دادا سید شاہ غلام حسین منعمی دانا پوری تھے اور دونوں حقیقی برادر تھے۔ سید شاہ شمس الدین حسین کا عقد سید شاہ عبدالمنان قادری کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا۔ شاہ عبدالمنان قادری محلہ مغلپورہ، پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے دادا سید شاہ غلام حسین منعمی سے چشتیہ خضریہ منعمیہ سلاسل طریقت میں بیعت کی اور حسب ہدایت دادا مرحوم اپنے ماموں سید شاہ قمرالدین الحسینی سے ابوالعلائیہ سلسلہ طریقت کا فیض حاصل کیا۔ یہ فیض شاہ قمرالدین کو شاہ ابوالبرکات سے ملا تھا جو خواجہ رکن الدین عشق کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین عشق شاہ برہان الدین خدا نما کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور مخدوم منعم پاک کے صحبت یافتہ تھے۔ شاہ قمر کو یہ سلسلہ حسن دوست کریم چک مرید شاہ حسن علی سے ملا۔ شاہ عطا حسین کی تعلیم و تربیت شاہ قمرالدین حسین کی صحبت میں ہوئی اور اجازت و خلافت بھی ملی۔ شاہ عطا حسین کو ابتدائی تعلیم نانا سے اور خلافت قادریہ دادا سے ملی۔ درود کا سلسلۂ طریقت نانا بزرگوار کے توسط سے سید حسن رسولنما دہلوی سے ملا۔ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں مخدوم بدیع الدین قطب مدار مکن پوری، ابوالعلا اکبرآبادی، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخرالدین فخر دہلوی، حضرت بختیار کاکیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے فیض حاصل کیا۔ مدینہ میں حاضری دی اور عبدالرزاق کے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت اویس قرنیؓ سے روبرو ملاقات ہوئی۔ ۱۲۶۵ھ میں خواجہ غریب نواز کی ایما پر ضلع گیا میں قیام کیا۔ آپ بہت ہی منکسر المزاج، خوش طبع، خوش خلق، شیریں کلام اور دلآویز شخصیت کے مالک تھے۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ رسائل بزبانِ فارسی۔ کنزالانساب، کیف العارفین، نسبت العاشقین، دقیقۃ السالکین، حقیقۃ العارفین، احوال المنعمیہ، کلیات الواصلین، اسرار قمریہ، معمولات اشرف، حقیقۃ الصلوٰۃ، نکات لطافت

اردو رسالے دوازدہ مجلس رسول کریم، تذکرہ حضرت فاطمہؓ، مولود نبی کریم منظوم، بہار نسیم (منظوم)، تذکرہ صدیقیہؓ، تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ، مولود علی، تذکرہ الشادمین، تذکرہ امامینؓ مولود حسینؓ، مولود قادریہ، شہود چشتیہ، انوار قطبیہ، لمعات فریدیہ، فیض نظامیہ، اسرار نقشبندیہ، مثنوی سِرِّ حق، سر گنجینۂ اولیاء، منظوم فسانہ، دلپذیر، احوال و واقعات حج،

شاہ عطا حسین کا وصال ۷ ارشوال ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ ضلع گیا میں مرجع خلائق ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ (دہلی)

شجرۂ نسب پدری

۴۳۔ شاہ اسمٰعیل شہید (بالاکوٹ)

۴۲۔ شاہ عبدالغنی

۴۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

۴۰۔ مولانا عبدالرحیم مرید و خلیفہ سید عبداللہؒ

۳۹۔ شیخ وجیہہ الدین

۳۸۔ شیخ معظم

۳۷۔ شیخ منصور

۳۶۔ شیخ احمد

۳۵۔ شیخ محمود

۳۴۔ قاضی قادن

۳۳۔ قاضی قاسم

۳۲۔ قاضی بڈھا

۳۱۔ شیخ عبدا

۳۰۔ شیخ قطب الدین

۲۹۔ شیخ کمال الدین

۲۸۔ شیخ شمس الدین مفتی

حضرت عمر فاروقؓ کی ستائیسویں پشت میں پیدا ہوئے۔

اسمٰعیل شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے تھے انہیں خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شیخ شمس الدین مفتی اس خانوادہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جو ہند آکر رہتک میں سکونت پذیر ہوئے۔ شیخ شمس الدین مفتی حضرت عمر فاروقؓ کی ستائیسویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ ان کی ساتویں پشت میں شیخ محمود پیدا ہوئے جن کی شادی بی بی آفریدہ سے ہوئی جو سونی پت کے اشراف سادات بارھہ سے تعلق رکھتی تھیں جن کے بطن سے شیخ احمد پیدا ہوئے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا کے پردادا تھے۔ پورے خاندان میں شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ وجیہہ الدین سے زیادہ پر مغز، عالی دماغ، حوصلہ مند، بردبار اور خوش اخلاق و مرانہ تھا امیرانہ شان و شوکت کے باوجود منکسر المزاج تھے۔ شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم کی ولادت ۱۰۵۴ھ میں ہوئی اس وقت ان کے والد عہد عالمگیری میں ممتاز فوجی عہدہ پر فائز تھے۔ شاہ عبدالرحیم علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے لیے خواجہ محمد باقی باللہ کے فرزند خواجہ خردؒ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی ایما پر سادات بارھہ کے خاندان کے بہت بڑے بزرگ سید عبداللہ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ فرخ سیر بادشاہ کے دور میں یعنی ۱۱۳۱ھ سفر آخرت اختیار کی اور دو فرزند شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ چھوڑے۔

سے تذکرۂ شہید از محمد خالد یوسف ص۵۰،۵۷۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(شجرۂ نسب ص۵۰۵)

ولادت ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۲ء اور وصال ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء آپ کا شمار برصغیر کے مشہور و ممتاز علماء و صوفیاء میں ہوتا ہے۔ معقولات اور منقولات کی تکمیل کے بعد سترہ برس کی عمر میں درس تدریس میں مشغول ہوگئے۔ اسی سال والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے ان کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ کا پورا خاندان زمانۂ قدیم ہی سے علم و فضل میں نہایت نامور شمار کیا جاتا ہے جس میں دینی خدمات دینے والی یکتائے روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۳ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین و شریفین سے مشرف ہوئے۔ ۱۱۴۵ھ تک وہاں قیام فرمایا اور شیخ وفداللہ مالکی، شیخ تاج الدین قلائی اور شیخ ابوطاہر سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور مختلف سلسلوں سے طریقت میں اجازت لی۔ شاہ ولی اللہ نے مدارس عربیہ و دینیہ میں تفسیر قرآن اور علم حدیث کو اولیت دی اور ان علوم کا احیاء کیا۔ انہوں نے عوام میں علمی بیداری پیدا کی۔ شاہ صاحب کی متعدد تصنیفات نہایت قدر و منزلت رکھتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ کا شمار ان شخصیت میں ہوتا ہے جن پر بین الاقوامی سطح پر تحقیقاتی کام ہوا ہے۔ آپ نے دہلی میں وفات پائی۔ آپ کا مزار نئی دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں محمد حافظ عبدالوہاب سچل سرمستؒ

(شجرۂ نسب صہ ۴۸۹)

حضرت شیخ عبدالوہاب سچّل سرمستؒ کے دادا خواجہ محمد حافظ (میاں صاحب) شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ سے تقریباً نو برس چھوٹے تھے۔ شاہ عبداللطیف ۱۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور میاں صاحب ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سچل سرمست شاہ عبداللطیف کی وفات سے ۱۳ سال قبل ۱۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ سچّل نے ۴۰ برس کی عمر میں اپنے چچا سے میاں عبدالحق سے خرقہ و خلافت پایا اور نوّے برس کی عمر میں ۱۴ رمضان ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ آپ نے سندھی، سرائیکی، فارسی اور اردو زبان میں شاعری کی ہے اس لیے آپ کو شاعرِ ہفت زبان کہتے ہیں۔ آپ کا پورا کلام جذب و مستی، سوز و گداز اور درد و الم کا مرکب ہے۔ سندھ میں آپ کا ثانی پیدا نہ ہو سکا۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

سندھی: بیت، کافیاں، دوہے، مرغ نامہ، وحدت نامہ، تُمل نامہ، مراثی، جھولنے اور گھڑولیاں

فارسی: دیوانِ آشکارہ، راز نامہ، وحدت نامہ، عشق نامہ، گداز نامہ، وصلت نامہ، تار نامہ، درد نامہ، غزل بحرِ طویل۔

اردو: غزلیات اور کافیاں

سچل سرمستؒ کا اردو کلام

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس حق کو بھی ہم ادا کر چلے

۱؎ "جنگ" روزنامہ کراچی جمعہ ایڈیشن صفحہ IV

شاہ عبدالعزیزؒ

(شجرۂ نسب)

شاہ عبدالعزیزؒ شاہ ولی اللہؒ کے ۵ فرزندوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء سے ذہین فطین اور سلیم الطبع تھے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا پھر فارسی پڑھی۔ قدرت کی طرف سے ذہن رسا پایا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ، اصول، صرف، نحو، منطق، عقائد، کلام، ہندسہ ہئیت اور ریاضی وغیرہ میں مہارت حاصل کرلی۔ اپنے وقت کے زبردست عالم تھے۔ علوم حدیث اور فقہ کی خدمت جس قدر ہند میں ان کے گھر سے ہوئی کہیں نہیں ہوئی۔ تفسیر و حدیث، منطق و فلسفہ، صرف و نحو، معانی و بیان اور دیگر علوم میں مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرح کثرت سے کتابیں تصنیف نہیں کیں پھر بھی وہ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ، شوال ۱۲۳۹ھ کو وفات پاگئے۔ ان کے حقیقی بھائی شاہ عبدالغنی ۵۰ سال کی عمر میں ۱۲۰۳ھ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۷۸۹ء کو دنیا سے رخصت ہوگئے۔ آپ ہی کے نامور فرزند شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ تھے۔

شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ

(شجرۂ نسب صفحہ ۵۰۵)

شاہ اسمٰعیل ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۷۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ جب دس سال کے ہوئے تو والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ دستارِ فضیلت خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے دستِ مبارک سے باندھی۔ آپ کی ذہانت اور طباعی دیکھ کر شاہ عبدالعزیز نے فرمایا تھا کہ خدا کا شکر ہے علم ابھی ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ شاہ اسمٰعیل کی شادی ان کے تایا شاہ عبدالقادر کی نواسی بی بی کلثوم سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے شاہ عمر پیدا ہوئے دہلی میں تحصیل علم کے بعد مسندِ تدریس پر بیٹھے۔ وہ عابد و زاہد تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ ساری زندگی قناعت توکل، استغنا میں گزار دی۔ مفتی صدرالدین کے بیان کے مطابق مولوی عمر کو رسول اللہ کی زیارت بہت ہوتی تھی۔

۱۸۲۱ء میں شاہ اسمٰعیل نے سید احمد شہید بریلوی کی معیت میں حج کا قصد فرمایا۔ حج کا قافلہ مختلف جگہوں پر ٹھہرتے ہوئے کل دس ماہ سفر کرنے کے بعد حرم شریف پہنچ گیا۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مولانا اسمٰعیل اپنے رفیقوں کے ساتھ ۲۹ اگست ۱۸۲۳ء کو وطن واپس لوٹے بعد ازاں وہ جہاد کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ پونے دو سال کی انتھک محنت کے بعد مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ جن کو ساتھ لے کر صوبہ سرحد کو مرکز بنا کر سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ روانگی کے وقت صرف ۵ یا ۶ سو افراد پر مشتمل تھی۔ یہ قافلہ دس ماہ میں تین ہزار میل کا سفر طے کرکے رائے بریلی سے بندیل کھنڈ گوالیار، ٹونک، اجمیر، صحرائے مارواڑ، عمر کوٹ، حیدرآباد، شکار پور، کوئٹہ، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا نومبر ۱۸۲۶ء میں پشاور پہنچا اس کے بعد ہی جنگ اکوڑہ کا واقعہ پیش آگیا جس میں مجاہد سرخرو ہوئے۔ اس کے بعد جنگ شیدو ہوئی جس میں چھ ہزار غازیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اب شاہ اسمٰعیل کے ساتھ صرف ۴۰ مجاہد رہ گئے تھے جن کی مدد سے معرکہ ڈمگلہ پیش آیا اور جنگ شنکیاری لڑی گئی۔ جنگ پنجتار میں جنرل ونٹورا فرار ہوکر جب لاہور پہنچا تو سکھوں کی لعن طعن کے سبب وہ مجاہدوں پر دوبارہ حملہ آور

بہرحال غرض یہ کہ بے شمار معرکے پیش آئے مثلاً تسخیر ہنڈ، جنگ زیدہ، امب اور عشرہ کے معرکے، جنگ مردان، جنگ مایار وغیرہ۔ مقامی باشندوں کی بدعہدی اور غداری سے مجبور ہو کر سید احمد بریلوی کو بالاکوٹ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہیں وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو کر سب کے سب شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ جانکاہ بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو پیش آیا۔

شاہ اسمٰعیل کی تصنیفات

رد الاشراک، تقویۃ الایمان، تذکیر الاخوان، صراط المستقیم، عبقات، اصول فقہ، یک روزہ، رسالہ علم منطق، منصب امامت، ایضاح الحق، تحقیق الراب، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، حقیقت تصوف، مثنوی سلک نور (اردو)، مثنوی سلک نور (فارسی)، قصیدہ در مدح سید احمد شہید، نعت شریف، رسالہ بے نمازاں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسباً فاروقی تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اور سلسلۂ تصوف ابراہیم بن ادھمؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد امین تھا۔ مولانا شیخ محمد محدث تھانوی آپ کے ہم جد تھے۔ آپ کے اجداد دورِ عالمگیری سے ۱۸۵۷ء تک تھانہ بھون (مظفر نگر) میں قاضی القضاۃ رہے اس سلسلے کی آخری کڑی قاضی عنایت علی خاں تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ شاملی میں شامل تھے۔ حاجی امداد اللہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں تھانہ بھون میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حجاز گئے جہاں انہوں نے صابریہ سلسلہ کو عروج پر پہنچایا۔ آپ میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ (متوفی ۱۲۵۹ھ) کے خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے خلفاء و مریدوں کے ہاتھوں دار العلوم دیوبند کی تشکیل ہوئی۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا یعقوب آپ کے مشہور و معروف خلفاء تھے۔ آپ کی والدہ شیخ علی محمد صدیقی کی بیٹی تھیں۔ جو مولانا قاسم نانوتوی کے خانوادہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نے آپ کا نام امداد حسین کے بجائے امداد اللہ رکھا۔ دہلی میں مولانا نصیر الدین سے سلاسل نقشبندیہ مجددیہ میں خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ آپ بشارت غیبی پر میاں جی نور محمدؒ سے بیعت ہوئے۔ میاں جیؒ کے والد کا اسم گرامی سید جمال محمد میاں علوی تھا۔ میاں جیؒ سید احمد شہید بریلوی سے بھی بیعت تھے۔

۱۸۵۷ء میں جہاد جنگ شاملی میں شرکت کے سبب آپ کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں ہند سے ہجرت کر کے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مریدین نے محلہ حارۃ الباب میں ایک مکان خرید کر پیش کیا جہاں آپ متمکن ہوئے۔ آپ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وفات پا گئے۔ آپ بارہ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور پیر مہر علی گولڑہ شریف، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ زیادہ مشہور تھے۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۹۷/ ۱۰۶)

شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا

مولانا محمود الحسن ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں بریلی میں تولد ہوئے۔ مولانا کے جد امجد شیخ فتح علی تھے جن کی اولاد میں مولانا ذوالفقار علی صاحب اقبال ہوئے جو مولانا کے والد محترم تھے۔ محمود الحسن چھ سال کی عمر میں پڑھانے بٹھائے گئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبداللطیف سے پڑھیں۔ عربی اپنے چچا مولانا مہتاب علی سے سیکھی۔ جب مولانا کی عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو ۱۲۸۳ھ میں مولانا قاسم نانوتوی کی سرپرستی میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جہاں مولانا محمود پندرہ روپیہ ماہوار مشاہرہ پر پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بھی یہی تھے۔ ۱۲۸۵ھ میں مشکوٰۃ و ہدایہ کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۸۶ھ میں صحاح ستہ مولانا قاسم سے پڑھی۔ ۱۲۸۹ھ میں تمام علوم سے فارغ ہو کر دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ پڑھانے لگے۔ ۱۲۹۴ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا اور شاہ عبدالغنی سے حدیث کی اجازت لی۔ ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۳۳ سال اس عہدہ پر فائز رہے۔ آخر میں ۴۵ سال تک دارالعلوم کی خدمت کر کے رخصت لی۔ جنگ آزادیٔ ہند کی منصوبہ بندی کی اور جدوجہد آزادی کے دوران حجاز میں گرفتار ہوئے۔ اور مالٹا بھیجے گئے اسی لیے اسیر مالٹا کہلائے۔ رہائی پانے کے بعد امام ہند ہو گئے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس بطل جلیل کا انتقال ہو گیا۔ دیوبند میں ان کے جنازے کی نماز میں اتنا بڑا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا تھا دیوبند ہی میں مدفون ہوئے۔

<u>**تصانیف**</u> ترجمہ قرآن مجید، تراجم ابواب بخاری۔ تقریر ترمذی۔ حاشیہ ابو داؤد شریف حاشیہ بر مختصر المعانی۔ ایضاح الادلہ۔ شرح اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعہ فی القریٰ۔ جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل۔

(بیس بڑے مسلمان صفحہ ۲۸۱؛ ۲۹۸)

مولانا اشرف علی تھانویؒ

اے قباے رہنماے راست بربالاے تو
علم و حکمت را شرف از گوہر والاے تو

مولانا اشرف علی نسب پدری کی رو سے فاروقی النسب تھے اور نسب مادری کی رو سے علوی تھانوی تھے۔ آپ کے والد شیخ عبد الحق میرٹھ کی ایک ریاست کے مختار کار تھے۔ وہ فارسی میں اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ آپ کے ماموں پیر حاجی امداد علی (متوفی ۱۹۰۱ء) ایک صاحب حال و قال بزرگ تھے۔ مولانا کے نانا میر نجابت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی داں اور مولانا شاہ نیاز احمد علویؒ بریلوی کے خلیفۂ خاص تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ جلال تھانیسری مولانا اشرف علی تھانوی کے ہم جد تھے۔ آپ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو تولد ہوئے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ہی مینہ خیزی کا چسکا پڑا۔ حافظ حسین علی دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۹۵ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ ۵ سال میں تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ مولانا محمد یعقوب مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد تھے۔ مولانا یعقوب کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ دار العلوم دیوبند میں ۱۴ برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے اور کانپور میں "فیض عام" کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا رشید احمد انصاری گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد ۱۳۱۵ھ تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر تھانہ بھون لوٹ آئے جہاں ان کا مستقل قیام رہا۔ ۵۰ برس تک سودا و جگر کی تکلیف میں مبتلا رہ کر بالآخر ۱۳۶۲ھ میں رخت سفر باندھا۔ وفات کے وقت عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ مولانا کی کل تصانیف ۸۰۰ کے قریب ہیں جن میں ترجمان القرآن اور بہشتی زیور سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا حافظؒ اور مولانا رومیؒ کے اشعار ورد زبان تھے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ اصلاحی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نظم میں مولانا کی ایک تصنیف "مثنوی زیر و بم" ابھی بہت مشہور ہوئی۔

(دینی مسلمان ص ۳۲۸، ۳۳۰)

حدیث جنّی کی اجازت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سلسلۂ علمی کے مطابق اگر علماء یا متعلمین میں سے کوئی (شرطیکہ اہل ہو) پوری کتاب یا کسی خاص حدیث کی اجازت چاہتے تو آپ بلا دریغ عطا فرما دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث الجنّی کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو یا کل اور ان سب کو جو خواہش رکھتے تھے یا آئندہ رکھیں اجازت دے دی۔ ہم اس حدیث کی سند قارئین کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جو کوئی چاہے اس سند کو اجازت سمجھ لے:

وحدثنی شیخی الشاہ احمد سعید المجددی قال حدثنی ابی الشاہ ابو سعید المجددی قال حدثنی شیخ الشیوخ الشاہ عبدالعزیز دہلوی قال عن الشاہ ولی اللہ الدہلوی عن القاضی الجنّی المعمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

مَنْ قُتِلَ فِي غَيْرِ زِيِّهِ فَدَمُهُ ...... الخ

و آنچہ قصہ آں منقول و مشہور است شنیدہ باشید و دیگر سلسلات آنچہ منقول و مطبوع شدہ اند ازاں یا دیگر نزد بندہ اجازت اسناد بالا اجمال است بہیئت کذائیہ اخذ کردہ بودم۔

ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے دوران تلاوت قرآن چھوٹا سا سانپ مار دیا۔ ایک آدمی آپ کو یہ کہہ کر کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں ولی کے ایک زمین دوز دروازہ سے اندر لے گیا۔ دیکھا تو شاہ جنّات کا دربار تھا۔ ایک جن نے شاہ صاحب پر اپنے بچے کے قتل کا دعویٰ کیا۔ چھوٹا سانپ اس جن کا بچہ تھا اس پر جنوں کے قاضی نے سند بالا حدیث پڑھی کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو اپنی غیر جنس میں مارا جائے اس کا خون ضائع گیا۔ اس پر شاہ صاحب بری کر دیے گئے اور آپ نے اس جن صحابیؓ سے مصافحہ کیا اور واپس آ گئے۔

(بیس بڑے مسلمان صفحہ ۲۲۶)

اولادِ حضرت عثمان غنی رضؓ

ابان
- ابان
- زوج
- اُمّ کلثوم
- بنت
- زینبؓ
- بنت حضرت علیؓ
- شیخ سری سقطی جاجنیری
- شیخ اسماعیل
- شیخ صلاح الدین
- شیخ شمس الدین
- شیخ معروف
- شیخ اسماعیل نجم الدین
- شیخ تاج الدین
- شیخ ابوالفضل
- مخدوم شیخ فخرالدین
- شیخ یٰسین
- بندگی شیخ نظام الدین
- امیٹھی شریف
- (یوپی)

شیخ عمرو
- ابی النصیر
- شیخ
- شیخ احمد
- شیخ ابی نصیر ثانی
- شیخ امام مسعود زاہد نصر
- شیخ ادہم
- شیخ حسین
- شیخ حسن
- شیخ احمد
- شیخ مسعود
- شیخ محمد
- شیخ محمود
- قاضی بدرالدین عثمانی
- (پھلول)
- قاضی میراں
- آخوند شیخ
- شیخ حامد
- قاضی اسماعیل
- قاضی نصیرالدین
- (بدھن)
- (صـ ۵۱۷)

عبداللہ
(صـ ۵۱۶)

شیخ عمر
- عبداللہ الکبیر
- عبدالعزیز
- عبداللہ ثانی
- شہاب عبدالرحمن اکبر
- عبدالعزیز ثانی
- ولید
- خالد
- عبدالعزیز ثالث
- عبدالرحمن گازرونی
- خواجہ شہاب الدین
- عبداللہ جرجانی
- عثمان
- علی
- ابوبکر
- محمد
- اسماعیل
- یعقوب

خواجہ محمود
- خواجہ محمود
- خواجہ محمد جلال الدین
- کبیر پانی پتی رح
- خواجہ شبلی
- خواجہ عبدالقدوس
- خواجہ سلیمان چشتی
- داؤد چشتی
- اسحاق فردوسی
- برخوردار فردوسی
- مخدوم شاہ برہان الدین
- (اندورہ - گیا) (صـ ۵۱۷)

عبداللہ ضیاء الدین
- عبداللہ ضیاء الدین
- حسن
- عبدالحکیم
- عبدالرزاق
- حسین
- عبداللہ
- ابوالوفا عثمانی
- (صـ ۵۱۷)

اولاد شیخ عبداللہ بن حضرت عثمان غنیؓ

(شجرہ ص۱۵)

- ادریس
- زرنج جیل ادھاری
- یوسف
- حاجی سلیمان
- زکریا لقدادی
- محمود رومی
- اسحٰق دانشمند
- یعقوب جیلی بغدادی
- ابراہیم جیلی
- شیخ شعیب قریونی
- شیخ ادریس سیلانی
- شیخ موسیٰ مجذوب
- شیخ حاصل کمال
- شیخ قاضی پیر منصور بہاری
- شاہ سلیمان
- شاہ عبدالعزیز
- قاضی بدرالدین
- شاہ صدرالدین
- شاہ بدرالدین دانشمند
- شاہ رنگ بدھن
- شاہ محمود
- شاہ ابو محمد
- قاضی شاہ مبارک
- شیخ فریدالدین بدھن (سہسرام بہار)

- عبداللہ
- ابوالقاسم محمد
- ابوالنذر علی
- عبدالرحیم زین العابدین

محمد ثانی

- زین العابدین
- محمود
- شرف الدین ادھام
- کاشف
- قاسم
- زیست
- مونا خان
- نوروز خاں
- فیروز خاں
- فتح خاں
- جمال خاں
- تاج دین
- (صفحہ ۱۵)

عمرو

- عبدالغنی محمود
- عبدالستار محمود
- عبدالرؤف تاج الدین علی
- سلطان عبدالقادر زکریا
- سلطان عبدالصمد یحییٰ
- سلطان عبدالحمید قاسم
- سلطان عبداللطیف عمر
- سلطان عبدالرزاق خالد
- سلطان عبدالخالق محمود
- سلطان عبدالرحیم احمد
- شیخ جمال الدین محمد الغزنانی
- بی بی دانش پاک دامن زوجہ شیخ صدرالدین
- عارف بن بہاءالدین زکریا ملتانیؒ

اولاد قاضی نصیر الدین بدھن

(شجرہ ۵۱۶)

- قاضی جمال
- قاضی میراں
- ابو اسحٰق
- فتح محمد
- قاضی یوسف
- مفتی درویش محمد
- نامعلوم
- نامعلوم
- مفتی ابوالحسن
- احمد حسن خاں
- مفتی ابوالحسن
- خان احسن
- مفتی عمادالحسن (دختر)
- دختر زوجہ
- خان بہادر
- محبوب حسن خان
- مطلق صدیقی
- زوجہ
- زبیدہ سوری

اولاد تاج الدین

(صفحہ ۵۱۶)

- شیخ زاہد
  - عابد
  - طاہر
  - صابر
  - شاہد
  - کمال
  - حامد
  - راغب
  - ثاقب
  - شاکر
  - ذاکر
  - مظفر غنی
  - عبد الغنی
  - سلطان احمد اللہ
  - ہیبت اللہ
  - ہدایت
- سنگار خاں
  - دریا خاں
  - مرزا خاں
  - فتح خاں
  - کمال الدین خاں
  - شاہ خاں
  - مرزا خاں ثانی
  - سلطان مظفر خاں
  - بانی مظفر آباد (۱۶۵۲ء/۱۰۶۲ھ)

اولاد مخدوم شاہ برہان الدین وغیرہ

شاہ منصور دانشمند

- معروف
  - شاہ محمد
  - ماہ رو
  - رحمت اللہ
  - ہدایت اللہ
  - محب اللہ
  - وارث علی
    - درویش شاہ حسین علی (وچاکنہ پیر بیگھہ)
      - غنی
      - تقی
      - نقی
      - ذکی
      - ابوالفتح شاہ زوج غنی بنت شاہ قیام (او شاہجہاں آباد گیا)
        - ساترہ زوجہ اختر حسین
          - صفدر حسین
        - حسین بانوی
          - جمیلہ چاند
          - زوجہ
          - صفدر حسین
    - باقر علی
- محی الدین
  - غلام شرف الدین
  - غلام علی
  - شاہ اعظم
  - جار اللہ
  - (صفحہ ۵۱۹)

اولاد ابو الوفا عثمانی

(صفحہ ۵۱۹)

- قاضی فضل اللہ شہید
- قاضی شیخ محمد
- قاضی محمد علی
- قاضی خواجہ عثمان
- خواجہ حبیب اللہ علی
- مولانا حسن مدنی
- عبد الرزاق
- مولانا احمد
- خواجہ اویس
- دیوان لطف اللہ
- نصر اللہ
- احسان اللہ
- بقاء اللہ
- عنایت اللہ
- حیات اللہ
- نبی بخش
- کرامت حسین
- نہال احمد
  - مولانا فضل الرحمٰن
    - مولانا شبیر احمد عثمانی (دیوبند)
  - لطیف احمد
    - مولانا ظفر احمد عثمانی (دیوبند)

(تجلیات الیاس صـ۲۳۳، غالب کے تلامذہ صـ۱۳۳، حرفِ افضل ملتان صـ۳۰۲)

اولادِ شیخ جاراللہ شجرۂ نسب (۵۱۷)

شیخ عبدالباری (صدرالصدور الٰہ آباد سکونت قادر آباد مونگیر)

شیخ عبدالماجد (شادی موضع ساتھو مونگیر)

شیخ اصغر حسین

عبدالحلیم
ابوصالح عبداللہ
(خانقاہ مشکی پوری)
عباس مشکی پوری
ڈاکٹر احسان اللہ

دختر
زوجہ سید عبدالرحمٰن

عبدالجبار
زوجہ
حسنہ بنت سید بادعلی
(ساتھو)

سید محمد فاروق
قیصر

دختر
زوجہ مولانا ابوالبشر
محمد جمیل

عبدالستار
(مشکی پور)

محمد اظہار

عبدالماجد

عبدالغفار

عبدالجلیل

عبدالحکیم
کمال الدین

خدیجہ
(لاولد)

معیزالدین

تین الدین

حکیم النساء
زوجہ شیخ عبدالغنی
شلواسلق (شیخپورہ)

رقیہ
(افریقہ)

سہیل (افریقہ)

جمیلہ زوجہ سید عبدالمجید بن
سید عنایت حسین مختار (تیکہرہ)

سنجیدہ خاتون
زوجہ سید عبدالعلیم
بن سید منیر علی
(ساتھو)

سید ابوالقاسم

نورجہاں زوجہ سید شمس الحسن

سید محمد شفیع الحسن

نگہت

شاہدہ

سید محمد شاہد حسن

شاکرہ

نعیمہ

سید انور شاہد حسن

الماس

دختر
زوجہ سید شاہ حبیب

بلقیس

حسن آرا

پروین

حکیم سراج
(تیکہرہ)

عبدالمتین

علی حسن

عبدالمنان

مولانا شاہ عبدالحیٔ
(لاولد)

(کتاب الانساب صفحہ ۲۴۸، نشان منزل صفحہ)

اولاد قاضی محمد یوسف

(شجرۂ نسب)

(اکمل التاریخ ص ۳۱، غالب کے تلامذہ ص ۱۳۲، تاریخ روہیلکھنڈ ص ۲۴۳)

حضرت بندگی شیخ نظام الدین امیٹھویؒ

(شجرۂ نسب ص۱۵)

آپ شیخ معروف کی چھٹی پشت میں محرم ۹۰۳ھ بوقت سحر بروز دوشنبہ امیٹھی شریف میں تولد ہوئے۔ امیٹھی شریف مضافات لکھنؤ میں ہے۔ جب سلطان دہلی کو امیٹھی آباد کرنے کا خیال آیا تو اس نے شیخ معروف کو سترکھے سے بلاکر قصبہ امیٹھی میں آباد کیا اور عہدہ قضا کے ساتھ جاگیر بھی عطا کی۔ حضرت شیخ بندگی نے ابتدائی تعلیم مخدوم شیخ بہاء الحق خامہؒ سے حاصل کی جب عمر چودہ سال کی ہوئی تو تحصیل علوم کے لیے جونپور تشریف لے گئے اور حضرت معروف جونپوریؒ اور شیخ نظام الدین اوجمرؒ سے اکتساب علم کیا۔ شیخ اوجمرؒ آپ کو شفقت سے "گرد آلودہ ماہ ثانی نظام الدین عثمانی" کہتے تھے۔ علم قرأت و تجوید، صرف و نحو، علم معانی (بیان) بدیع و اصول، فقہ و تفسیر میں قدرت و مہارت حاصل کی۔ آپ عمدہ درجہ خوشنویس بھی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ صاحب کمال بن گئے۔ شیخ معروفؒ نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا "تا دانے صوفیہ شما تمام شدہ" اور شیخ بندگی کے لیے دعا کی۔ دعا کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جونپور میں آپ کے گرد صوفیائے کرام کا ازدحام ہونے لگا جو ان سے دعا کرانے آتے تھے۔ شیخ نور مانکپوری بھی آپ سے ملنے آتے بعد ازاں آپ نے مانکپور میں حضرت راجےؒ سے بیعت اور کلاہ حاصل کی۔ حضرت راجے سے شیخ بندگیؒ کی والدہ بھی سہ صوری میں بیعت ہوئی تھیں۔ ب آپ کو بندگی کہا جانے لگا۔ دریں اثنا آپ کی ملاقات حضرت خضرؑ سے ہوئی آپ کو حضرت معروفؒ سے خلافت و اجازت بھی ملی غرض یہ کہ سترہ سال کی عمر میں صاحب کمال بن کر "حب الوطن من الایمان" حدیث قدسی پر عمل کرتے ہوئے وطن لوٹے اور اپنے استاد حضرت

لہ انوار بندگی از مولانا شاہ محمد سراج عطا سلوفی ص۸ تا ۲۴

نوٹ (۱) از روئے تحقیق مادری نسب حضرت ابوبکر صدیق سے ملتا ہے (ص۳ انوار بندگی)

(۲) شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرزاقؒ نے فرمایا کہ فضائل صوری و معنوی کے علاوہ شرافت حسب و نسب بھی اظہر من الشمس ہے (ص۳ انوار بندگی)

خانہؒ کی دختر مخدومہ جہاں سے عقد کیا۔ آپ نے ایک کتاب "عوارف" لکھی اور اپنے پیر و مرشد کو پیش
کیا ۹۴۶ھ میں شیر شاہ نے ہند کو صوبہ سندھ تک فتح کر لیا۔ اتفاق سے شیر شاہ کی آپ سے ملاقات
ہو گئی بادشاہ پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس سے وہ متاثر ہو کر موضع کوڑہ میکی پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج
میں چار سو بیگھہ اراضی تصرف کے لیے پیش کی لیکن ۹۶۳ھ میں قمر سلطان دیوانہ کے جھگڑوں سے تنگ
آکر امیٹھی لوٹ آئے۔ گوپامئو میں اقامت کے دوران آپ نے شیخ آدم دانشمند کی دختر سے نکاح
کیا جو لاولد فوت ہوئیں۔ آپ امیٹھی میں موروثی سکونت چھوڑ کر نئی جگہ آباد ہو گئے اس لیے کہ وہاں کے لوگوں
نے سلطان اشرف جہانگیر سمنانیؒ سے بے ادبی کی تھی۔ آپ آخر دم تک عوارف، احیاء العلوم، آداب المریدین
اور تفسیر کا درس دیتے رہے۔ نماز اول وقت پر ادا کرتے اور جماعت کی امامت خود کرتے۔ رمضان میں
تراویح کی نماز میں اپنے فرزند شیخ محمد (سجادہ) کی اقتدا کرتے۔ آپ کا وصال ۹۷۹ھ میں ہوا آپ کے
خادم میاں شیخ قادن صوفی بہت مشہور تھے۔ آپ کے چھ فرزند اور چار دختر مخدومہ جہاں کے بطن سے
تولد ہوئیں۔

مخدوم شیخ فریدالدین فردوسی عرف شاہ بودھن

(شجرۂ نسب صـ۵۱۶)

شیخ فریدالدین بودھن عثمانی النسل تھے۔ شاہ بودھن کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی وفات ۲۷ محرم سنہ ۱۱۰۱ھ میں ضلع سہسرام صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ سہسرام شہر کے محلہ بودھن دواری میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے خلفاء اور سجادگان کی کثیر تعداد ہے جن میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) حاجی شاہ رحیم الدین بن شاہ اسحٰق (متوفی سنہ ۱۲۶ھ)

(۲) شاہ محبوب علی قریشی شاہ محمد اسحٰق۔

(۳) مخدوم صالح (اولاد مخدوم فرید گنج شکر سہسرام بہار)

(۴) شیخ محمد خلیل۔

(۵) شاہ غلام محی الدین عرف لالہ میاں۔

(۶) شاہ فقیر اللہ (متوفی سنہ ۱۱۸۹ھ)

(۷) شاہ محمد اسحٰق (متوفی سنہ ۱۲۲۴ھ)

از مخطوطہ شاہ رحیم الدین سجادہ نشین خانقاہ بودھن شاہی۔

و شاہ عبدالرزاق سجادہ مرتبہ سنہ ۱۲۸۰ھ (از تاریخ اسلام شاہ اکبر دانا پوری)

سلہ ماہنامہ الحبیب اگست سنہ ۱۹۶۰ء صـ۲۸ تا ۲۹

مفتی سلطان حسن خاں احسنؔ تلمیذِ غالبؔ

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

آپ کے بزرگوں کا تعلق بدایوں کے مشہور عثمانی خانوادہ سے تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ نامی دانیال قطر ذارح مصر سے ترکِ سکونت کر کے جیشِ اسلام کے ہمراہ ہند میں وارد ہو کر لاہور میں مقیم ہوئے پھر دیوبند میں سکونت پذیر ہو کر شہرتِ کامل حاصل کی۔ سلطان التمش نے آپ کو عزت و تکریم کے ساتھ بدایوں طلب کیا اور عہدہ قضا پیش کیا اس وقت سے آپ دائرۂ حکومت کے قاضی القضاۃ مشہور ہوئے۔ آپ مولوی احمد حسن خاں صدر الصدور متوفی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء کے فرزند ارجمند تھے اور آپ کے دادا کا اسم گرامی مفتی ابوالحسن تھا۔ مفتی سلطان حسن خاں احسنؔ بریلی شہر کے منتخب عمائدو امراء کے طبقہ میں ممتاز تھے۔ جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ وہ جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے۔ا

آپ آگرہ کے جج ہو کر سبکدوش ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند بریلی میں موجود تھے جن میں مفتی عماد الحسن محوؔ اور قطب الحسن مشہور ہوئے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اثنائے سفر خواجہ باقی باللہؒ کے جوار میں سکونتِ ابدی حاصل کی۔ موت سے پہلے نظام دکن نے آپ کو ایک ہزار مشاہرہ پر طلب کیا تھا مگر موت نے مہلت نہ دی۔ مفتی سلطان حسن خان احسنؔ غالبؔ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ ان کے کلام کے چند اشعار نمونہ کے طور پر درج ہیں۔

؎ بُت ہی پتھر کا کیوں نہ ہو احسنؔ — اچھی صورت پہ پیار آتا ہے

نعت

تمہارے فضل میں سب سے مرا یہ حق فائق ہے
نہیں امت میں بدکردار مجھ سا یا رسول اللہ
مدینہ کی گدائی ہو کہیں سلطان کو حاصل
ملے بہرِ حسنؓ اس کو یہ صلہ یا رسول اللہ

؎ اکمل التاریخ ص۱۳۰، ۴۲،

علامہ شبیر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف و معزز عثمانی خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ دیوبند کے تمام عثمانی شیوخ ابوالرضا عثمانی کی اولاد ہیں۔ دیوان لطف اللہ (دشجرت ص۳۵) کی نویں پشت میں مولانا فضل الرحمن پیدا ہوئے جن کے نامور فرزند مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور جو کراچی اسلامیہ کالج کے احاطہ میں آسودہ خاک ہیں۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں حج ادا کیا۔ ۱۹۲۴ء میں والیٔ نجد و حجاز کی دعوت پر حجاز تشریف لے گئے جہاں انہوں نے عربی میں تقریر کی۔ ۱۹۳۶ء میں دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہوگئے۔ ۱۹۴۴ء میں دار العلوم دیوبند سے علیحدہ ہو گئے۔ ۱۹ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی منتقل ہوئے۔ ۲۱ صفر ۱۳۶۹ھ کو وفات پائی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب ص۵۱۷)

مولانا کے والد کا نام لطیف احمد عثمانی تھا۔ وہ بھی دیوبند کے مشہور عثمانی شیخ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے فارسی و انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دیوبند کے مشہور پیر طریقت حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی سے بیعت تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی کے دادا شیخ نہال احمد بھی دیوبند کی عثمانی برادری کے ایک معزز فرد اور بہت بڑے رئیس تھے۔ مولانا کے پردادا شیخ کرامت حسین کا شمار دیوبند کے فیاض زمینداروں میں ہوتا تھا۔ شیخ کرامت حسین کی فارغ البالی اور سخاوت کا ثمرہ تھا کہ دار العلوم دیوبند کے قیام سے پہلے آپ نے اپنے مکان پر دینی تعلیم کے لیے مکتب قائم کیا تھا اسی مدرسہ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے چچا مولانا مہتاب علی استاد تھے۔ مولانا قاسم نانوتوی اسی مکتب کے فیض یافتہ تھے۔

لطفی صدّیقی فرشوری بریلی شریف

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

جائے ولادت بریلی شریف تاریخِ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء والد ماجد کا اسم گرامی خان بہادر محبوب حسن خان تھا۔ آپ پدری نسب کی رو سے مشائخ صدیقی فرشوری ہیں اور مادری نسب کی رو سے عثمانی ہیں۔ شجرۂ سادات امروہہ میں لکھا ہے کہ مشائخ صدیقی فرشوری سادات بارھہ کے ہمراہ محمود غزنوی کی افواج میں شامل ہو کر غزنی سے ہندوارد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ پنجاب میں رہ کر دہلی میں قیام پذیر ہوئے۔ دہلی میں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی یہ خاندان مظفر نگر بدایوں اور بریلی شریف منتقل ہوا۔ ان کے سادات بارھہ سے قدیم اور دوستانہ مراسم تھے جو ہند میں عرصہ تک قائم رہے۔ جناب لطفی صدیقی بریلی کے مشہور فرشوری محلہ کے خانوادہ منتقیان سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹۴۳ء میں انہوں نے بریلی گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کیا ۱۹۴۵ء میں انٹر کیا اور بریلی کالج سے ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے بی ٹی کیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں لندن یونیورسٹی سے تعلقات عامہ و اشاعت و تشہیر اور مارکیٹنگ کا ڈگری کورس مکمل کیا۔ لندن سے واپسی پر کینٹ پبلک اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر حالی مسلم سکنڈری اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۵ء میں پاپولیشن ڈویژن، اسلام آباد کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں ڈائرکٹر کے عہدہ پر ترقی پائی۔ آخر کار ۱۹۸۸ء میں گریڈ ۲۰ میں پنشن پر سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ پی سی ایچ سوسائٹی کی انجمن کے صدر اور روحِ رواں بھی رہے۔

تصنیفات (۱) مجموعۂ افسانہ (۲) پت جھڑ (۳) اردو ادب کا ارتقا سیاسی نقطۂ نظر سے،
(۴) نظموں کا مجموعہ زیرِ طبع ہے۔

ل۱ اکمل التواریخ ص۱ غالب کے تلامذہ ص۱۳۳ (۱۱۲۶) تاریخ روہیلکھنڈ ص۲۰۳، تحلیل انیابی از محمد عثمانی ص۲۳۳،

ل۲ ۱۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

آپ کی زوجہ محترمہ زبیدہ لطفی بنت نور محمد جالندھری سوری افغانی خانوادہ سے تعلق رکھتی ہیں۔
جو مختلف اسکولوں میں ہیڈ مسٹریس اور پرنسپل رہ کر سبکدوش ہوئیں۔

اولاد لطفی صدیقی

- زعیم لطفی
- تابش لطفی
- دانش لطفی
- نازش لطفی
- سیمیں لطفی زوجہ مرزا پرویز بیگ دار یکٹر نفود بڑا ؟
  - زبیر
  - عمر
- رباب زوجہ اطہر صدیقی ایف اے ایل سرگودھا
  - حریم
  - تحریم
- جگنی لطفی ایف ایل زوجہ ڈاکٹر عارف سکندر اسکواڈرن لیڈر پی اے ایف
  - شبلی
  - شامیر

باب ۲۳ مشائخ انصاری

حضرت ابراہیم ؑ (پشت ۲۰)

حضرت اسحٰق ؑ
(صفحہ ۴۲)

حضرت اسمٰعیل ؑ (پشت ۲۱) (اولاد فرزند)

تیدار (پشت ۲۲)
جد امجد
حضور صلی اللہ علیہ وسلم (پشت ۹۰) ص

غسان
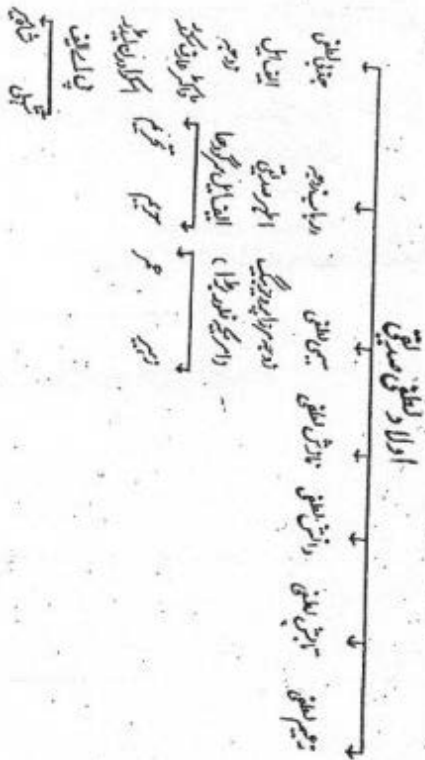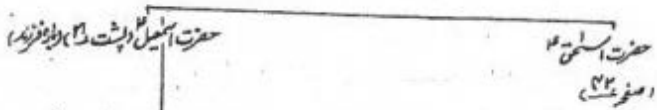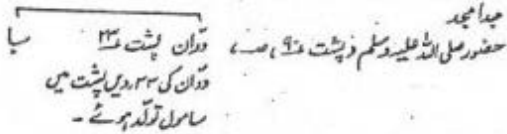
وذان پشت ۲۳
وذان کی ۳۳ ویں پشت میں
ساموال تولد ہوئے۔
ساموال (پشت ۵۶)
(ساموال کی انیسویں پشت میں اوس و خزرج تولد ہوئے)

سبا

خزرج

اوس (پشت ۷۵)

(خزرج کی آٹھویں پشت میں نجار الخزرجی تولد ہوئے)

۸۳- نجار الخزرجی
۸۴- مالک
۸۵- غنم
۸۶- عبد عوف
۸۷- ثعلبہ
۸۸- کلب
۸۹- زید الخزرجی
۹۰- حضرت ابو ایوب خالد انصاری رض

(زواہر اخلاق ص)

اولاد حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ

ابو منصور

جعفر

علی

احمد

محمد

علی ابو معاذ

خواجہ ابو منصور محمد البلخی

خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری الہروی

جابر بن قریب العباری
د ص ۵۳۰

خواجہ ابو الفضل ہاشم بزرگ

حامد انصاری

احمد انصاری

عبدالرب

خواجہ اشرف

عبدالملک

شمس انصاری

عبدالمجید

نجم الدین

خواجہ سعد
د ص ۵۲۹

خواجہ منہاج الدین

خواجہ تاج الدین

خواجہ شرف الدین

خواجہ رکن الدین

خواجہ کبیر

خواجہ عبدالحمید

خواجہ شرف الدین

خواجہ نجم الدین

خواجہ رکن الدین
د ص ۵۲۹

اولاد خواجہ سعد (صفحہ ۵۲۸)

ہاشم انصاری
فرید انصاری
اکبر انصاری
عبدالقادر (سکونت بہار)
عبدالرحمٰن
عبیداللہ
عبداللہ
کریم اللہ
رحیم اللہ
غوث
ابوالفتح
رفیع الدین
ضیاء الدین عرف مجاؤ میاں چودھری (سیران)

- ظہیر علی چودھری میاں (بہار شریف)
  - جمن میاں
  - عبدالکریم سرواد
  - عبدالغفور
  - عبدالشکور
  - (۱۰۳-ای جہانگیر ویسٹ، کراچی)
- امیر علی (متوفی ۱۳۲۳ھ)
  - عبدالرحیم
  - مولانا محمد خلیل انصاری (مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ)

اولاد خواجہ رکن الدین (صفحہ ۵۳۴)

خواجہ علاء الدین
خواجہ ہاشم
خواجہ محمد فاضل
خواجہ فرید الدین
امین الدین قاضی
نظام الدین
محمد فضیل
مولانا عبدالرشید گنگوہیؒ
غلام محی الدین
شرف الدین
شاہ غلام محمد

- شاہ قطب علی
  - شاہ احمد علی
  - مجید علی
  - مولانا خلیل احمد انصاری (دیوبند)
- دختر
  - شاہ نظام الدین
  - شاہ محمد باقر
  - شاہ ابوالمعالی حسین انصاری (دیوبند)

عربی النسل مسلمان ص۲۴۳، کلیاتِ نعمت ص۱۹۱، تذکرۃ النجاۃ ص۱۶۰، زیورِ اخلاق ص۸۔

اولاد جابر مقرب الباری

(شجرہ ۵۲۹)

۱۱۔ ایوب بن جابر
۱۲۔ خواجہ حرض
۱۳۔ خواجہ شہاب الدین محمود
۱۴۔ خواجہ نظام الدین
۱۵۔ خواجہ سلطان محمد
۱۶۔ خواجہ ظہیر الدین
۱۷۔ خواجہ جلال الدین
۱۸۔ خواجہ شمس الدین
۱۹۔ خواجہ پیر حبیب اللہ
۲۰۔ خواجہ پیر معز الدین
۲۱۔ خواجہ پیر غیاث الدین
۲۲۔ خواجہ دوست محمد
۲۳۔ خواجہ جمال الدین
۲۴۔ خواجہ عزیز الدین
۲۵۔ خواجہ داؤد
۲۶۔ خواجہ اسحاق
۲۷۔ خواجہ اسمٰعیل
۲۸۔ مولانا علاء الدین انصاری الہروی
۲۹۔ ملا نظام الدین سہالوی

۲۹۔ اولاد ملا نظام الدین سہالوی
۳۰۔ شیخ شرف الدین (بدھن)
۳۱۔ شیخ فضل اللہ
۳۲۔ مولانا محمد حافظ
۳۳۔ شیخ الاسلام احمد
۳۴۔ مولانا عبدالکریم
۳۵۔ مولانا عبدالحلیم
۳۶۔ ملا قطب الدین شہید سہالوی

ملا محمد اسعد (ص ۵۳۱)

ملا محمد سعید (ص ۵۳۱)

ملا نظام الدین بانی (درس نظامی)
۳۸۔ مولانا عبدالعلی بحر العلوم
۳۹۔ عبدالرب
۴۰۔ عبدالحکیم
۴۱۔ عبدالحلیم
۴۲۔ عبدالمجید
۴۳۔ عبدالرشید
۴۴۔ مولانا ابوالقاسم محمد انصاری پرنسپل دارالعلوم قادریہ المرکز القادری گلشن اقبال کراچی

۳۷۔ ملا محمد رضا
۳۸۔ ملا احمد حسین
۳۹۔ ملا اسعد الدین
۴۰۔ عبدالرب
۴۱۔ کرامت اللہ
۴۲۔ شرافت اللہ
۴۳۔ ہدایت اللہ
۴۴۔ صبغت اللہ
۴۵۔ حبیب انصاری
۴۶۔ سلیمان

اولادِ ملّا محمد اسعد پشت ۲۷ (شجرہ ص ۵۳۰)

۳۸- ملا محمد غلام مصطفےٰ

ملا محمد حسن
ملا محمد غلام دوست
غلام زکریا
غلام مرتضیٰ
غیاث الدین
معین الدین
حسن انصاری

۳۹- ملا محمد ولی
۴۰- محمد نور اللہ
۴۱- ملا نعمت اللہ
۴۲- احمد اللہ
۴۳- برکت اللہ
۴۴- فرحت اللہ
۴۵- عشرت
۴۶- اشرف
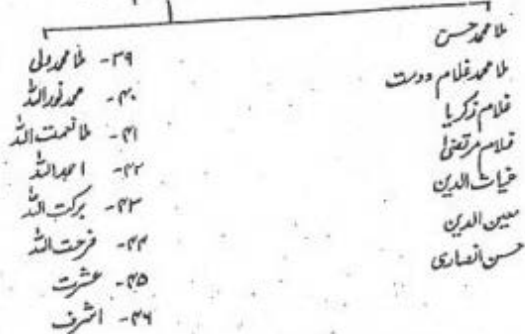
اولادِ ملّا محمد سعید پشت ۳۴ (شجرہ ص [illegible])

ملّا احمد عبدالحق
ملّا احمد انوار الحق
ملّا علاء الدین
ملّا جمال الدین
عبدالرزاق
ملّا محمد عبدالوہاب فرنگی محلی
ملّا محمد عبدالباری فرنگی محلی
مولانا جمال الدین فرنگی محلی

احمد عبدالباری | محمد جمال | معین الدین | علاء الدین

حضرت ابوایوب خالد انصاری رضؓ

انصار مدینہ کی قدیم تاریخ[1]

انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں جب مشہور سیلاب آیا جس کو عرب "سیلِ عرم" کہتے ہیں تو یہ لوگ یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ یہ دو بھائی تھے اوس اور خزرج، تمام انصار انہیں دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضورؐ کا خواب[2]

ہجرت سے قبل حضورؐ نے خواب دیکھا کہ دار الہجرت ایک پُر باغ و بہار مقام ہے خیال تھا کہ وہ یمامہ یا ہجر کا شہر ہوگا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔

حضرت ابوایوبؓ کا نام خالد تھا[3]

"اصابہ فی احوال الصحابہ رضؓ" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اکثر سیر اور تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چونکہ ہر شخص ہجرت کے وقت حضورؐ کو اپنے گھر میں اتارنے کی درخواست کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ "میری ناقہ کو چھوڑ دو وہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ چنانچہ ناقہ حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اس لیے آپ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا لیکن صحیح مسلم باب الہجرت میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہوا تو آپ نے کہا کہ "میں بنو نجار کے ہاں اتروں گا جو عبد المطلب کے ماموں ہیں"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے عمداً ایسا کیا تھا امام بخاری نے تاریخِ صغیر میں تصریح کی ہے کہ حضرت ایوبؓ کے گھر اترنا قرابتداری کی وجہ سے تھا۔

۱؎ سیرت النبیؐ جلد اول ص ۲۴۳، ۲؎ صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ، ۳؎ سیرت النبیؐ ص ۲۶۳،

نوٹ:- انصار کے نسب اور مدینہ میں آباد ہونے کی پوری تفصیل "وفاء الوفا" (جلد اول) میں مذکور ہے۔

حضرت ابو ایوب خالد انصاری رضؓ کا نسبی تعلق بنو نجار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہ کے دادا عبد المطلب کی ننھیال کا سلسلۂ نسب بھی بنو نجار ہی سے ملتا ہے۔ حضورِ پاک جب قبا سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے ہی مکان میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق اس مکان کو تبع ابو بکر حمیری نے مدینہ آکر تعمیر کیا تھا جو بنی قحطان سے تعلق رکھتے تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ اس مکان کے جنوب میں امام جعفر صادق رضؓ کا مکان ہے جو اب نائب حرم کے نام سے مشہور ہے لیکن اب مستقل طور پر امام و خطیب مسجد نبوی کی رہائش کے لیے مخصوص ہے۔ اب اس جگہ مدرسہ شہابیہ ہے جسے شاہ عادل کے بیٹے ملک شہاب الدین غازی نے زمین خرید کر یہاں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اس کے بعد کچھ مدت تک یہ پھر یوں ہی پڑا رہا یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں گنبد و محراب والی مسجد کے طرز پر اس کی دوبارہ تعمیر عمل میں آئی اور اس وقت سے آج تک اسی شکل میں موجود ہے۔ شیشی فروش کے مکان کے جنوب مغربی جانب اس مکان کی بیرونی دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس پر نمایاں سنہرے حرفوں میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"یہ مکان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان ابو ایوب انصاریؓ کا ہے۔" (۱۳۹۱ھ)

اقتباس از زیورِ اخلاق تواریخ کی کتابوں میں مورخین ابن خلدون، ابن خلکان، بلاذری اور طبری نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی اپنی کتاب "رحمت للعالمین" کی جلد اول میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں حوالے بھی درج ہیں کہ حضرات انصاری حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہیں۔ قاضی علی الہری دمشقی (۱۲۹۶ھ) نے اپنی تصنیف مصباح المجالس منظوم جو معتبر کتب سیر سے ماخوذ ہے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل اولاد اسمٰعیلؑ سے ملک تبع ابو بکر حمیری بادشاہ کا گزر ایک صحرا میں ہوا۔ وہ اس مقام کی فرحت انگیزی سے متاثر ہو کر لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے اپنے حکماء اور نجومیوں سے اس جگہ کی فرحت بخش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ دانشور نجومیوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ ایک ہزار سال کے بعد کعبہ میں آخری نبی پیدا ہوں گے جو ہجرت کر کے یہاں سکونت پذیر ہوں گے۔ یہیں ان کا روضۂ مبارک ہوگا جہاں ہمہ وقت عاشقانِ رسول کا ہجوم ہوگا۔ ملک ابو بکر تبع حمیری نے

اقتباس از آثارِ مدینہ منورہ مولف عبد القدوس انصاری مترجم مولانا سید عبد الرشید ندوی (ص ۱۳ تا ۱۵)

اس وقت کے آنے تک اپنے زندہ نہ رہنے کا افسوس کیا اور اپنے ایک عزیز معتمد سامول کو وہاں کی بادشاہت عطا کی اور ایک خط سر بمہر پشت در پشت منتقل کرتے ہوئے حضور رسالت مآب کی خدمت میں پیش کرنے کی ہدایت کی ہدایت کی چنانچہ سامول کی چونتیسویں پشت میں حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ نسلاً بعد نسلاً اس خط کے امین ہوئے۔ یہی وہ صحابیٔ رسول ہیں جنہیں میزبانِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس لشکر میں شریک تھے جو قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں جہاں تک اندر پہنچا سکیں وہاں مجھے دفن کرنا چنانچہ وصیت کے مطابق قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے سائے میں ۵۲ھ میں دفن کئے گئے اور ان کی یہی تدفین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان کا مزار آج تک مرجع خلائق ہے اور وہ مقام آج بھی "ایوبیہ" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں خراسان فتح ہوا تو اس وقت حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے فرزند حضرت ابو منصور انصاریؓ ہرات میں آباد ہو گئے تھے جو غالباً ۴۴ھ میں ہرات ہی میں فوت ہوئے۔ ہرات سے نسل انصار کا سلسلہ عجم یعنی برصغیر تک دور دور تک پھیل گیا۔ چنانچہ ہرات میں ان کی ساتویں پشت میں ۲ شعبان ۳۹۶ھ کو بروز جمعہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاریؓ ہروی تولد ہوئے جن کی ذاتِ مبارکہ سے ایک عالم کو فیض پہنچا۔ آپ کی تصانیف میں ایک ضخیم کتاب "طبقاتِ صوفیہ" بہت مشہور ہے۔ وہ نامور محدث، مفسر اور فقیہ تھے۔ حضرت عبداللہ انصاریؓ کا ہرات ہی میں ۲۹ ذی الحجہ ۴۸۱ھ کو وصال ہوا جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث قدسی کے مصداق اس خاندان میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین، مفسرین، علماء اور صوفیاء گزرے ہیں:

"واشوقاہ لقاء اخوانی" (الحدیث، بہجۃ المرجان، سید غلام علی آزاد بلگرامی)

ترجمہ: مجھے بڑا اشتیاق ہے ان اخوان کے دیکھنے کا جو عرصہ دراز کے بعد عجم میں ہوں گے۔

(ہاتھ کا اشارہ برصغیر کی طرف تھا)

زیورِ اخلاق از ضیاء الدین انصاری عاقل مرشد و پیرزادہ سید شاہ محمود قادری مستجاب رقم حیدرآباد کالونی کراچی۔

۱؎ شرح مشکوٰۃ، روضۃ الاحباب، مدارج النبوت، شواہد النبوت، تحفۃ الطلاب، مثنوی مولانا روم۔

(زیورِ اخلاق ص ۹-۱۰، ۱۷، ۱۸، ۲۷)

اسی خاندان کے ایک بزرگ مخدوم محی الدین انصاری اورنگ آباد تشریف لائے اور ضلع بیڑ کے
مقام پاترو ڈ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ وہ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفۂ اجل تھے۔ دکن میں لاتعداد نفوس
ان کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ ان کا خاندان دکن میں کافی پھولا پھلا۔ اسی خاندان میں علامہ رحیم الدین
انصاری تولد ہوئے۔ جن کے فرزند وزیر الدین انصاری عاقل اورنگ آبادی تلمیذ داغ دہلوی تھے۔
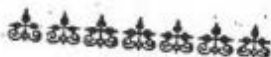
بادشاہ یمن کا خط حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

ولادت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال قبل کے امتی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ یمن تبع ابو کرب حمیری نامی کا اطاعت و محبت سے بھرپور خط کا عکس جس نے اس وقت کے علماء کو وصیت کی کہ یہ میرا خط نسل بعد نسل محفوظ رکھا جائے اور خدا کے آخری رسول کو پیش کیا جائے۔ پھر جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو ابو لیلیٰ ؓ نے یہ خط بارگاہ مصطفوی میں پیش کیا۔

ترجمہ

تبع اول کی طرف سے یہ خط محمد بن عبداللہ کی خدمت میں جو اللہ کے نبی و رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ اور پروردگار دو جہاں کے رسول ہیں۔ ان پر درود و سلام ہو۔ از اں بعد یقیناً میں آپ کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اور میں آپ کے دین و طریقہ پر ہوں۔ اور آپ کے رب (ہر چیز کے خالق) پر ایمان لایا ہوں۔ اور اسلام کے جمیع احکام جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو پہنچے ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا و غنیمت۔ اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری سفارش فرمانا اور قیامت کے روز مجھے بھول نہ جانا۔ میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں۔ اور میں آپ کے ہاتھ آپ کی آمد سے پہلے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں آپ کے طریقہ پر ہوں اور آپ کے جد امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر آن کی عمر تک لمبی ہو جاتی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہو جاتا۔ اور جاں نثاری میں بھائی ''

حضرت مومن عارف صوفی یمنیؒ منیر شریف بہار

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ منیر میں مسلمان سب سے پہلے سکونت پذیر ہوئے[۱] اور یہاں کی مسلم آبادی بہار شریف کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ منیر شریف اسلام کی آمد سے قبل منیار کی کہلاتا تھا جہاں کا ہندو راجہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جسے صوفی مومن عارف نے اپنی سکونت کے لیے پسند کیا۔ حضرت مومن عارف ایک عربی النسل صوفی بزرگ تھے۔ وہ یمن کے تاجر تھے آپ کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے منیر میں ڈیرہ ڈالا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد منیار کے ہندو راجہ نے آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچے پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول پر حاضری دی اور اپنی بپتا سنائی۔ اسی اثنا۔ امام محمد تاج فقیہؒ کو بشارت ہوئی کہ ہند جا کر صوفی عارف کی مدد کی جائے۔ الغرض آپ امام تاج فقیہ اور ان کے اصحاب کو ساتھ لے کر عازم منیر ہوئے۔ راجہ کی فوج سے اسلامی لشکر کا مقابلہ ہوا، راجہ مارا گیا۔ راجہ کا محل مسلمانوں کا مرکز بنا۔ یہ واقعہ ۵۱۸۰ھ کا ہے۔ اس طرح قدرت نے مومن عارف کی مدد کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مومن عارف کے گیارہ فرزند تھے جنہوں نے کپڑے کی بنائی کا پیشہ اختیار کیا جو بہار میں خوب پھلا پھولا۔ یہ برادری بہار میں مومن انصاری کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب انگریزوں کا دور آیا اور ہینڈ لوم کی جگہ پاور لوم چلانے کا منصوبہ بنا تو انصاریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے[۲] تاکہ اس پیشہ پر ان کا غلبہ ختم ہو اور ہاتھ کے بجائے مشین سے کپڑے تیار ہوں چنانچہ انصاری کاریگروں کی انگلیاں کٹوائی گئیں اور ہاتھ کاٹے گئے جس کی تفصیلات بہت سی کتابوں میں درج ہیں۔ حالیہ مردم شماری کی

---

[۱] عربی النسل مسلمان ص ۲۲۴،

[۲] کمپری ہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری ص ۳۴، ۳۵، ۵۲، ۱۸۶، (جلد دوم حصہ اول)

سیرت النبی جلد اول ص ۲۲۴،

رو سے بہار کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد انہیں انصاریوں کی ہے جو حضرت مومن عارف یمنیؓ کی اولاد ہیں اور خود کو حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ میزبان رسول بنو قحطان سے منسوب کرتے ہیں۔ سیر و تواریخ کی کتابوں کے مطابق حضرت مومن عارف یمن کے تاجر تھے اور عربی النسل تھے اس لیے یہ قرین قیاس ہے مگر شجرہ کی غیر موجودگی میں یہ امر تحقیق طلب ہے۔

خانوادۂ فرنگی محلی لکھنؤ اور مُلّا نظام الدین سہالوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۵۲۹)

برصغیر میں مدارس عربیہ میں مروجہ نصاب تعلیم کو ملا نظام الدین محمد کی نسبت سے "درس نظامی" کہا جاتا ہے۔ ملا نظام کا سلسلۂ نسب صحابی رسولؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ (شہادت ۵۱ھ) سے ملتا ہے۔ ان کے اسلاف میں ایک بزرگ خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) گزرے ہیں جن کا مزار ہرات میں ہے۔ خواجہ صاحب کی اٹھارہویں پشت میں ملا جلال الدین گیارہویں صدی ہجری میں عازم ہند ہوئے اور دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملا جلال الدین، ملا نظام الدین سہالوی کے پردادا تھے۔ بعد میں ان کی اولاد نے دہلی سے نقل مکانی کرکے قصبہ سہال ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں سکونت اختیار کرلی۔ ملا نظام کے والد ملا قطب الدین بن عبدالحلیم انصاری ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ ملا قطب (۱۰۳۰ھ) میں تولد ہوئے اور موضع سہالی میں ۱۹ رجب ۱۱۰۳ھ کو زمین کے ایک تنازعہ میں عثمانی برادری کے لوگوں نے ان کو قتل کردیا اور مکان نذر آتش کردیا جس میں ملا قطب الدین کا حاشیہ "شرح دوانی" بھی جل کر راکھ ہوگیا۔ وہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کے چار فرزند تھے (۱) ملا محمد اسعد (۲) ملا محمد سعید (۳) ملا نظام الدین محمد اور (۴) ملا محمد رضا۔ ملا محمد سعید نے اپنے والد کی شہادت پر مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے سامنے فریاد کی۔ جس نے انہیں سکونت کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا جہاں یہ خانوادہ سہالی سے منتقل ہوکر آباد ہوا۔

ملا نظام الدین ۱۰۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علم دین میں امان اللہ بنارسی، ملا علی قلی جالسی اور ملا غلام نقشبند سے استفادہ کیا۔ فارغ التحصیل ہوکر وہ درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ انہیں شاہ عبدالرزاق بانسویؒ سے قادری سلسلۂ طریقت میں خلافت حاصل تھی۔ ملا موصوف علم و فضل کے مالک تھے۔ ان کو اپنے علم کا غرور بالکل نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ "درس نظامی" کے نصاب میں انہوں نے اپنی کوئی کتاب شامل نہیں کی۔ وہ ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ اپنے والد کی طرح

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۱۲، ۱۲۶، ۱۵۱)

یہ بھی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "درس نظامی" کی ترتیب ہے۔
آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبد العلی کو بحر العلوم کے خطاب سے نوازا گیا۔ وہ اپنے نامور والد کے لائق و فلق فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۴ھ میں لکھنؤ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں جملہ علوم سے فارغ ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک شاہجہان پور سرکاری مدرسہ میں مدرس رہے۔
نواب رامپور نے آپ کی بڑی پذیرائی کی۔ رامپور میں ۵ سال گزار کر آپ سید جلال تبریزیؒ کے نام پر قائم شدہ مدرسہ جلالیہ بہار میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ کے مصارف کے لیے بائیس ہزاری پرگنہ کی آمدنی وقف تھی۔ ۱۲۰۵ھ میں مولانا عبد العلی نواب محمد علی والا جاں کی دعوت پر مدراس آ گئے اور مدرسہ کلاں میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اسی نواب مرحوم نے آپ کو "بحر العلوم" کے خطاب سے نوازا تھا۔ آخر کار آپ ۸۱ برس کی عمر پا کر ۱۲۲۵ھ کو مدراس میں وفات پائی۔ آپ کم از کم ۳۰ کتابوں کے مصنف تھے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی

(شجرۂ نسب ص۲۱م)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوؒ کے نامور علماء میں تھے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ نے اپنے والد مولانا عبدالوہاب سے علوم اسلامیہ میں درس لیا اور مشاہیر علماء میں شمار کئے گئے طریقت میں اعلیٰ حضرت سے منسلک ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر کے سرپرست رہے۔ آپ نے سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ لکھنؤ میں "خدام الحرمین" کی بنیاد ڈالی۔ مولانا محمد علی اور حسرت موہانی آپ ہی سے بیعت تھے۔ علم و عمل کے میدان میں آپ کی شخصیت ہندوستان بھر میں نمایاں رہی۔ آپ نے ۴ رجب ۱۳۴۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کی زندگی علماء سلف کا نمونہ تھی۔ آپ ۱۹۰۵ء میں "بزم صوفیہ" کے بانی رکن بھی رہے۔

تصنیفات

(۱) آثار الاول (۲) تفسیر القرآن

آپ کے فرزند ارجمند مولانا جمال میاں فرنگی محلی بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر ہندوستان کے چوٹی کے علماء میں شمار کئے جانے لگے۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت ص۸)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(شجرۂ نسب ص۲۹م)

مولانا رشید احمد ۶، ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز پیر گنگوہ میں تولد ہوئے آپ صحیح النسب ایوبی انصاری تھے۔ آپ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کے والد مولانا ہدایت احمد نے شاہ ولی اللہ کے خاندان کے علماء سے تعلیم حاصل کی تھی اور روحانی تربیت مولانا شاہ غلام علی دہلویؒ سے حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے نماز کے پابند تھے۔ ناظرہ گھر پر پڑھا۔ فارسی اپنے ماموں محمد تقی سے پڑھی۔ عربی محمد بخش رامپوری سے سیکھی۔ علوم عقلیہ مولانا مملوک علی اور مولانا مفتی صدر الدین سے پڑھے۔ حدیث کی صحاح ستہ مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھی۔ آپ نے قرآن بھی حفظ کیا تھا اور تراویح بھی پڑھائی تھی۔ آپ چالیس دنوں کے اندر حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے خلافت ملی۔ آپ کو تین بار حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے پہلے شاگرد سید مومن علی تھے اور آخری شیخ الحدیث مولانا زکریا کے والد مولانا شیخ محمد یحیٰی کاندھلوی۔ انچاس سالہ تعلیمی و تدریسی دور میں طلباء ہند، برما، کابل اور افغانستان سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے تاحیات سرپرست بھی رہے۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر عصر کی نماز میں ۲۲ برس بعد آپ کی تکبیر اولیٰ فوت ہوئی تو آپ کو بڑا رنج پہنچا۔ آپ نے ساری عمر سحر خیزی اور تہجد گزاری میں گزار دی۔ آپ ۸ یا ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ/ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ ۷۸ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے مشہور و معروف خلیفہ تھے۔

تصانیف

تصفیۃ القلوب، امداد السلوک، ہدایۃ الشیعہ، زبدۃ المناسک، لطائف رشیدیہ، فتاویٰ میلاد شریف، رسالہ تراویح، قطوف دانیہ، جمعہ فی القریٰ، رد الطغیان، احتیاط الظہر، ہدایۃ المعتدی، سبیل الرشاد، براہین قاطعہ۔

(بیس بڑے مسلمان ص ۱۳۶، ۲۲۶)

مولانا امجد علی انصاری اعظمی

مولانا اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔ اللہ نے کرم فرمایا اور آبائی پیشہ پارچہ بافی چھوڑ کر علم دین سیکھا اور نامور عالم دین بنے۔ عرصہ تک بریلی میں اکتساب علم کرتے رہے۔ مرشد کے حکم پر حدیث کی تکمیل کے لیے پیلی بھیت میں محدث سورتی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحاح ستہ سے فراغت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر الاسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ مسائل شریعت میں مہارت تھی۔ قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور مرشد کی توجہ سے علوم اسلامیہ میں ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد اجمیر شریف کے دار العلوم میں مدرس اعلیٰ رہے۔ مسائل اسلامیہ سے متعلق آپ کی تصنیف "بہار شریعت" بہت مشہور ہوئی۔ اس تصنیف پر علماء اہل سنت نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان سے کچھ پہلے وفات پائی۔ آپ اپنے گاؤں ہی میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی میمن مسجد کراچی کے پیش امام و خطیب ہیں۔ انہوں نے گلشن کراچی میں ایک دار العلوم قائم کیا ہے۔ جس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد المصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۰ھ / ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۸۹ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

آپ کے باقی تین فرزند مولانا ثنار المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ، مولانا بہار المصطفیٰ اور مولانا فداء المصطفیٰ ہندوستان میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۔۔)

حضرت شاہ بوعلی قلندرؒ پانی پتی

اسم گرامی شیخ شرف الدین اور لقب بوعلی قلندر تھا۔ امام اعظمؒ کی اولاد سے تھے والدِ ماجد سنہ ۶۰۰ھ میں عراق سے ہند تشریف لائے وہ جید عالم دین تھے۔ سید نعمت اللہ ہمدانی کرمانی کی ہمشیرہ بی بی حافظہ جمال سے نکاح ہوا اور بوعلی شاہ قلندرؒ سنہ ۶۰۵ھ میں پانی پت میں پیدا ہوئے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر ۲۰ سال تک درس وتدریس میں مصروف رہے۔ دہلی کے معاصر اکابر علماء دل سے ان کی تبحر علمی اور فضیلت کے معترف تھے۔ شیخ بوعلی قلندرؒ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔

خواجہ شمس الدین ترک حضرت خواجہ احمد یسویؒ کے فرزند اور سادات ترکستان سے تعلق رکھتے تھے اپنے مرشد علاء الدین علی صابرؒ کے حکم سے پانی پت آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ میں شیخ بوعلی قلندرؒ کا وصال ہوا۔ کرنال میں مدفون ہوئے۔

تصانیف حسب ذیل تصنیفات شیخ بوعلی قلندر سے منسوب ہیں۔

(۱) مکتوبات بنام اختیار الدین (۲) حکم نامۂ شرف الدین۔

(۳) مثنوی کنز الاسرار (۴) رسالہ عشقیہ۔

اسمائے گرامی
شاہ بوعلی قلندرؒ
سالار فخر الدین
سالار حسن
سالار عزیز
ابابکر غازی
فارس
عبدالرحمٰن
عبدالرحیم
محمد
نعمان امام اعظمؒ
ثابت
نعمان
مرزبان
ثابت
قیس
یزدجرد
شہریار
خسرو پرویز
ہرمز
نوشیرواں عادل

لہ بزم صوفیہ ص ۳۴۵ تا ۳۶۰۔

شیخ برہان الدین غریبؒ

آپ کا اسم گرامی شیخ برہان الدین غریب ہے۔ آپ کا وطن ہانسی تھا۔ آپ سنہ ۶۵۴ھ میں ہانسی میں تولد ہوئے۔ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اور جمالیہ سلسلہ طریقت کے مرشد اول خواجہ جمال الدین ہانسی آپ کے ماموں تھے۔ آپ محبوب الٰہی کے خلیفہ مولانا قطب الدین منورؒ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے اپنے چچا سے قدوری پڑھی۔ شیخ برہان الدین غریبؒ نے فقہ نافع حفظ کر لیا تھا۔ آپ جید عالم دین تھے۔ آپ نے تمام عمر تجرد میں گزار دی۔ ہانسی سے نقل مکانی کر کے دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ جب بھی اودھ سے دہلی تشریف لاتے تو انہیں کے ہاں قیام کرتے اور درس لیتے۔ آپ کو محبوب الٰہیؒ سے خلافت ملی تھی۔ آپ مرشد کے حکم پر دکن روانہ ہوئے اور دولت آباد میں ۲۸ یا ۲۹ سال قیام فرمایا۔ سنہ ۷۳۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار خلد آباد میں مرجع خلائق ہے۔

ملفوظات

(۱) حصول الوصول (۲) ہدایت القلوب۔

(۳) نفائس الانفاس (۴) شمائل الاتقیاء۔

(۵) رسالۂ غریب (۶) احسن الاقوال (۷) اسرار الطریقت۔

شجرۂ نسب

برہان الدین غریبؒ
شیخ محمد محمود
شیخ ناصر ہانسوی
سلطان مظفر
سلطان ابراہیم
شیخ ابوبکر
شیخ عبداللہ
شیخ عبدالرشید
شیخ عبدالصمد
شیخ عبدالسلام
امام اعظم ابوحنیفہؒ
(شجرہ ص۔)

(تاریخ صوفیائے گجرات ص۳۰۳)

شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۰	شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ
۱۹	شیخ علی
۱۸	شیخ طیفور ثانی
۱۷	شاہ کافور
۱۶	قطب الدین ثانی
۱۵	شاہ اسمٰعیل
۱۴	محمد
۱۳	حسن
۱۲	علی
۱۱	طیفور اکبر
۱۰	بہاء الدین
۹	محمد شاہی
۸	بدر الدین
۷	قطب الدین
۶	عماد الدین
۵	عبد الحافظ
۴	شہاب الدین ماناؒ
۳	منبہ
۲	عبد الرحمٰن
۱	حضرت ابوہریرہؓ

شیخ بدیع الدین مدارؒ مقامِ صمدیت پر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء میں ہوئی۔ تذکرۂ صوفیائے بنگال۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی شاہ ابو اسحاق شامی تھا جو مکن پور میں مدفون ہیں۔ آپ نے ہندوستان میں گجرات، اجمیر، ترہٹ، جون پور کا سفر کیا پھر بنگال آئے۔ مداریہ سلسلۂ طریقت بنگال میں خوب پھیلا۔ ان کے خلفاء میں شیخ اعلاء نے جن کو آلا بھی کہتے ہیں مداریہ سلسلہ کو بنگال میں ترویج دی۔ شاہ آلا کا مزار گوڑ (بنگال) میں ہے۔

شاہ مدارؒ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا جو لباس ایک دفعہ پہنا اس کو دھونے کی نوبت نہیں آئی۔ چہرے پر صمدی نور تھا۔ ان کو دیکھتے ہی لوگ سجدہ میں گر جاتے تھے اس لیے وہ نقاب اوڑھے رہتے تھے۔

ڈاکٹر انعام الحق نے شاہ مدارؒ کی وفات کا سال ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۶ء بتایا ہے۔

(تذکرہ صوفیائے بنگال ص۳۰، ۶۵ تا ۶۸)

باب ۴۶

خانوادۂ نوشیرواں عادل شاہ ایران

۱-	حضرت نوحؑ	۲۲-	لہراسب
۲-	سام	۲۳-	گشتاسب
۳-	لارد	۲۴-	اسفندیار
۴-	ایم	۲۵-	بہمن
۵-	کیومرث	۲۶-	ساسان
۶-	سیامک	۲۷-	اردشیر بابک
۷-	ہوشنگ	۲۸-	شاپور
۸-	طہمورث	۲۹-	ہرمز
۹-	جمشید	۳۰-	بہرام
۱۰-	ساہکان	۳۱-	برس
۱۱-	ملکان	۳۲-	ہرمز
۱۲-	انقیان	۳۳-	شاہ پور
۱۳-	انبین	۳۴-	یزدگرد
۱۴-	فریدون	۳۵-	بہرام گور
۱۵-	ایرج	۳۶-	یزدجرد
۱۶-	منوچہر	۳۷-	فیروز
۱۷-	طہماسپ	۳۸-	قباد
۱۸-	زاب	۳۹-	نوشیرواں عادل
۱۹-	کیقباد	۴۰-	ہرمز
۲۰-	کنشیفن	۴۱-	خسرو پرویز
۲۱-	کہش	۴۲-	شہریار

اولادِ شہریار

فیروز
قیسروان
قارسنجان
قرانعمان
قرابلت
قزل ارسلان
حوق التگین
سلطان سبکتگین
سلطان محمود غزنوی
- دختر زوجہ سید نجم الدین
- امیر مسعود غزنوی
- امیر محمد غزنوی

یزدجرد
- شہربانوؓ زوجہ امام حسینؓ
  امام زین العابدینؓ
  (ص ——)
- قیس
  ثابت
  مرزبان
  نعمان
  ثابت
  امام اعظم ابوحنیفہؒ
  مالک
  محمد
  عبدالرحیم
  عبدالرحمٰن
  فارس
  ابوبکر فارسی
  سالار عزیز
  سالار حسن
  سالار فخرالدین
  شاہ بو علی قلندر پانی پتیؒ

خانوادہ سلطان محمود غزنوی

(شجرۂ نسب ص ۵۴۷)

خواجہ نظام الملک وزیر شاہان سلجوق (متوفی ۴۸۵ھ) سیر الملوک میں رقم طراز ہے کہ جب الپتگین نے خلم کرچ کیا تو شیر بار بک امیر بامیان نے سادہ آمان کی اور گرفتار ہوا لیکن الپتگین نے اسے معاف کر دیا بلکہ خلعت سے نوازا۔ جب الپتگین غزنی پہنچا تو غزنی کا راجہ لویک نے اس کے ساتھ جنگ کی لیکن شکست کھا گیا اور اپنے بارہ فرزندوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اہل غزنی نے جب دیکھا کہ ان کی جان و مال زن و فرزند محفوظ ہیں تو اس کے عدل سے بہت متاثر ہوئے اور کہا خواہ وہ ترک ہو یا تاجیک اس کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا اور الپتگین کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ لویک نے شکست کھا کر راہ فرار ہی میں عافیت سمجھی۔ الپتگین نے ۳۵۱ھ میں غزنی کو فتح کیا ایک سال کے بعد یعنی ۳۵۲ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسحاق تخت نشین ہوا۔ ایک سال کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ ترک امیر بلکاتگین سلطان بنا۔ وہ عادل متقی اور پرہیزگار تھا۔ وہ دس سال حکومت کر کے چل بسا۔ اس کے بعد الپتگین کا دوسرا بیٹا سبکتگین ۲۷ شعبان ۳۶۶ھ کو تخت پر بیٹھا۔ ابو علی لاویک نے اس کے زمانہ میں کابل پر چڑھائی کی امیر سبکتگین نے اپنے پانچ سو ترک سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کافی لوگ مارے گئے آخر کار امیر سبکتگین سرخرو ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود ۴۲۱ھ میں باپ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ پنجاب کے راجپوت راجہ جے پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان ۳۹۳ھ میں جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ جے پال نے شکست کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس جنگ میں سید ابوالفرح واسطی زیدی محمود غزنوی کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ۴۰۴ھ میں بھیم پال کے بیٹے ترلوچن پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان بھی جنگ ہوئی تھی۔

ابو ریحان البیرونی اپنی کتاب فی تحقیق ما للہند میں صفحہ ۲۰۵ پر رقم طراز ہے:۔

ننگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر، تھر پارکر) سندھ کا ایک شہر تھا جو غزنی سے چھ روز کے سفر پر واقع تھا۔ (معجم البلدان جلد ۵ ص ۲۹۵) یہ وہی قلعہ ہے جہاں ۴۳۲ھ میں امیر مسعود سلطان غزنوی کا بھائی امیر محمد

(تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی ص ۳۳، ۳۵، ۴۵، ۷۵، ۸۹، ۹۱، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱)

محبوس تھا (بیہقی ص۴۵۹) اس شہر کا سلطنت غزنہ سے براہ راست تعلق تھا۔ شرف الدین علی یزدی
کی تحریر سے ظاہر ہے کہ قلعہ نگر بنوں شہر اور دریائے سندھ کے درمیان واقع تھا۔ مزید برآں ۸۰۰ھ میں
جب تیمور لنگ بختیار اور ایریاب ہو کر شنوزان اور بنوں پہنچا تو ۲۱ ذی الحج ۸۰۰ھ قلعہ نگر کو فتح کیا پھر ماہ
محرم ۸۰۱ھ میں دریائے سندھ کے ذریعے واپس چلا گیا (ظفرنامہ جلد ۲ ص۳۸) یہ قلعہ نگر غالباً وہی ہے جس کے
بارے میں العتبی نے تاریخ یمینی میں ص۲۲۳ پر لکھا ہے کہ ۳۹۶ھ میں ماہ ربیع الآخر میں یہ قلعہ سلطان
محمود غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"بھیم نگر کا حصار بہت بلند اور مضبوط تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا بت تھا جہاں صدیوں سے
بے شمار زر و جواہر اور خزانہ جمع تھا۔ ۷ کروڑ شاہی درہم اور ۷۰۰ من سونا مع دیگر نفیس اشیاء سلطان
محمود غزنوی کے ہاتھ لگے تھے اور جب وہ یہ بے بہا اور گراں بار خزانہ لے کر غزنی پہنچا تھا تو غزنی شہر
کے اطراف کی خلائق تماشا دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑی تھی۔"

نوٹ: (۱) واضح ہو کہ نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو تاریخ میں بھیم نگر کہا گیا ہے۔ ریورٹی کے قول
کے مطابق شری بھیم دیو اوہ بادشاہ گزرا ہے جسے العتبی اور فرشتہ دونوں نے بالی نگر
کوٹ کہا ہے۔
(یادداشتہائے ہند ص۲۵۶ بر سیلہ ہرودیا لا جلد ۲ ص۴۳۹، تاریخ افغانستان ص۹۷،

(۲) البیرونی کے مطابق نذقس ایک یونانی لفظ ہے جس کا مساوی لفظ سنسکرت میں سیال
پتی یعنی سپہ سالار ہے۔ جو موجودہ سیال اجت اور جھنگ سیال، پنجاب جسے کلری بھی
کہتے ہیں کے آباؤ اجداد تھے۔ (تاریخ افغانستان ص۹۱،۹۷)

(۳) واضح ہو کہ راقم الحروف نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں آڈٹ آفیسر زکوٰۃ و عشر اسلام آباد کی حیثیت
سے اپنے سرکاری فرائض منصبی سرانجام دینے کے لیے نگر پارکر کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ آج
کل نگر کوٹ صرف نگر کہلاتا ہے جہاں ۴۳ مربع میل کے رقبہ میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا
ہے۔ یہاں کے پتھر بڑے قیمتی ہیں اور مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں جس میں زیادہ تر
چمکدار گرینائٹ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمینیں تانبے کی ہیں۔ یہاں کے پتھروں
میں سونا چاندی اور سنگ مرمر کی آمیزش ہے۔ یہاں کی زمینوں کے نیچے نفیس قسم کی

سفید چمکدار چینی مٹی وافر مقدار میں موجود ہے۔ کوئلے کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے۔ یہاں کا خالص شہد دور دور تک مشہور ہے۔ گرچہ یہ شہر صدیوں پرانا ہے جو اب ویران ہو چکا ہے۔ قدیم قلعہ اب کھنڈرات کی شکل میں ہے۔ لیکن قدم قدم پر معبد اور مندر موجود ہیں جن میں بھوڈیشور کا مندر سب سے بڑا ہے جسے گوتم بدھ کے پیروکاروں نے تعمیر کیا تھا جہاں وافر خزینہ دفن تھا۔ یہ علاقہ کچھ میں واقع ہے اور دو طرف ہندوستان کی سرحدوں سے گھرا ہے۔ اگرچہ یہ دور افتادہ ریگستانی علاقہ ہے لیکن کسی زمانہ میں یہ علاقہ جنت نظیر تھا اور دولت میں لاثانی تھا۔ ماضی قریب میں یہ برصغیر میں جانوروں اور مویشیوں کی سب سے بڑی منڈی تھا۔

سلطنت بہمن، دکن

ہندوستان کی تاریخ میں دکن نے بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسلمان پہلے پہل یہاں تبلیغ اسلام کے لیے آئے تھے۔ علاءالدین خلجی پہلا حملہ آور تھا۔ جس نے ۱۲۹۴ء میں دکن کا رخ کیا اور دیوگری پر حملہ کرکے فتح کرلیا۔ پھر اس کے سپہ سالار ملک کافور نے ۱۳۱۰ء میں راس کماری تک فتح کیا۔ محمد تغلق کے عہد میں دکن دہلی سے الگ ہو گیا۔ محمد تغلق کے عہد میں ترکی نژاد امیران صدہ کو عروج حاصل ہوا۔ اسی کے عہد میں بے شمار ترک دکن میں آباد ہو گئے۔ جن میں اسمٰعیل فتح محمد تغلق کے خلاف بغاوت میں پیش پیش تھا۔ اسمٰعیل کے بڑھاپے کے پیش نظر اس کا نائب ظفر حسن خاں ۱۳۴۷ء میں علاءالدین حسن بہمن شاہ کے لقب سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ یہی آزاد ریاست سلطنت بہمن کہلائی۔ گلبرگہ حسن آباد کے نام سے اس سلطنت کا پایۂ تخت بنا۔ تقریباً ۸۰ سال کے بعد پایۂ تخت بیدر منتقل ہوا۔
درج ذیل سلاطین سلطنت بہمنیہ کے حکمراں رہے جن کی حکومتیں دو صدیوں پر محیط رہیں:۔

نمبر شمار	اسماء سلاطین	مدت حکمرانی		
۱۔	علاءالدین ظفر حسن بہمن شاہ	۱۳۴۷ء	تا	۱۳۵۸ء
۲۔	محمد شاہ اول	۱۳۵۸ء	تا	۱۳۷۵ء
۳۔	محمد شاہ ثانی	۱۳۷۸ء	تا	۱۳۹۷ء
۴۔	فیروز شاہ	۱۳۹۷ء	تا	۱۴۲۲ء
۵۔	احمد شاہ ولی	۱۴۲۲ء	تا	۱۴۳۴ء
۶۔	سلطان علاءالدین شاہ بہمنی	۱۴۳۴ء		
۷۔	ہمایوں شاہ بہمنی	—		—
۸۔	محمد شاہ لشکری	—		—
۹۔	محمود شاہ			

ظفر حسن بہمنی شاہ کے انتقال کے وقت سلطنت کی حدود شمال میں مانڈا جنوب میں دریائے

تنگبدار یمک مشرق میں مرگیر یمک اور مغرب میں گوا یمک پھیل گئی تھیں۔ باقی سلطنت ظفر حسن خاں شاہ بہمن ایک بلند خیال اور قابل حکمراں تھا۔ اس میں بڑی مستعدی اور جولانی کارکردگی تھی۔ وہ ایرانی النسل تھا اور افغانستان کے راستے ہندمیں وارد ہوا تھا۔ وہ ہزبرالدین علائی کا بھتیجا تھا جو ترک کی ترجہ پر قتل ہوا تھا اس وقت حسن شاہ بہمن صرف چھ سال کا تھا۔ وہ قدیم شاہ ایران بہمن گور بن اسفندیار کی اولاد ہونے کے سبب پرشکوہ پس منظر رکھتا تھا۔ اگرچہ سید سلیمان ندوی نے حسن بہمن کو ہندی النسل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہے۔ اسے علماء و صوفیاء سے بڑا لگاؤ تھا۔ صاحب اقتدار ہونے سے قبل وہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا تھا کہ ۵ من سونا اور دس من چاندی نظام الدین اولیاء کی روح کے ایصال ثواب کے لیے شیخ برہان غریبؒ کے ذریعہ فقراء و مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ وہ فارسی بخوبی جانتا تھا۔ اس نے "بوستان سعدی" کو شہزادوں کے نصاب میں شامل کرایا۔ اس نے فوجی اور سیاسی حکمت عملی کے تحت ایران اور وسط ایشیا کے افراد کو زیادہ سے زیادہ فوج اور سرکاری ملازمت میں جگہ دی مثلاً اسمٰعیل فخ کو میرالامراء بنایا۔ ملک سیف الدین غوری کو وزیر اعظم بنایا۔ حسام الدین سکندر خاں اور رضی الدین بگجرت معتمد بنے، سید احمد غزنوی مفتی تھے۔ شیخ برہان الدین غریبؒ اپنے سات سو مریدوں کے ساتھ دولت آباد منتقل ہوئے تھے۔ بہمن شاہ نے شیخ برہان الدین غریبؒ کے مرید اور خلیفہ شیخ زین الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو شیراز سے دکن آئے تھے۔ بہمن شاہ شیخ سراج الدین جنیدی کا بھی معتقد تھا۔ شاہ حسن بہمن کو شیخ جنیدی ہی نے سلطان قطب الدین کی مسجد میں تخت نشین کیا تھا۔ شیخ عین الدین گنج العلم بھی اس دور میں دولت آباد میں مقیم تھے۔ وہ شیخ جنیدی کے برادر نسبتی اور پیر بھائی بھی تھے۔ وہ نسباً حضرت جنید بغدادیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان کے آبا و اجداد افغانستان میں فرشور سے آئے تھے۔ مشہور شاعر و مورخ عصامی نے ایک مبسوط تاریخ نظم میں فتوح السلاطین شاہنامہ فردوسی کے طرز پر لکھی جو تاریخ محمود غزنوی سے شروع ہو کر بہمن شاہ پر ختم ہوتی ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ محمود غزنوی اور بہمن شاہ ہم نسب تھے۔

محمد شاہ ثانی محمد شاہ ثانی علم دوست مشہور تھا۔ عرب و ایران کے بہت سے شعراء و علماء اس کے دربار میں اس کی فیاضیوں سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ وہ عربی و فارسی کا روانی سے بولتا

تھا۔ وہ خوش نویس تھا اور شاعری سے بھی شغف رکھتا تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی کے ہاتھ پر تائب ہوا تھا۔ وہ علم کا بڑا قدردان تھا اور شیخ جنیدی کی دعائیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مولانا احمد بن ابواحمد قزوینی اور مولانا محمد بن ابو محمد مشہور اکابرین میں تھے۔ علامہ فضل اللہ انجو جیسے نامور عالم اسی کے عہد میں شیراز سے دکن آئے تھے جو سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے محمد شاہ ثانی ہی کے زمانہ میں علامہ میر فضل انجو اور مولانا محمد بن ابو محمد شہدی کے ذریعہ حافظ شیرازی کو دکن آنے کی دعوت دی گئی۔ مصارفِ راہ کے کفیل خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمود گازرونی ہوئے۔ لیکن حافظ نے سمندر کے سفر سے خائف ہو کر دکن آنے کا ارادہ ترک کر دیا اور محمد شاہ اور فضل اللہ انجو کی دعوت اور عطیات کے شکریہ میں ایک غزل ارسال کی جس کا مطلع ہے ؎

دمے باغم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد
بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

اس غزل کے عطیہ پر محمد شاہ نے ملا قاسم شہدی کے ذریعے متعدد بیش بہا تحائف حافظ کی خدمت میں بھیجے۔ مزید برآں شبلی نعمانی کے بیان کے مطابق سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر شاہ (بنگال) نے بھی حافظ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اور حافظ نے جواب میں اس کو بھی ایک غزل لکھ کر بھیجی تھی جس کا مطلع تھا ؎

ساقی حدیثِ سرو و گل و لالہ می رود
وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود (شعر العجم)

اس سلسلے میں سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ نے اپنی کتاب "خزانۂ عامرہ" میں صفحہ نمبر ۱۸۱ پر لکھا ہے کہ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا شاہ نعمان ہندوستان آیا تھا جو برہان پور میں فوت ہوا۔

فیروز شاہ محمد شاہ ثانی کے بعد فیروز شاہ ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل تھا۔ محمد شاہ ثانی نے اس کی اچھی تربیت کی تھی یہ علامہ فضل اللہ انجو کا شاگرد تھا۔ وہ دنیا کی کئی زبانوں کا عالم تھا۔ فرشتہ کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کے حرم میں عرب، کوہ قاف، جارجیا، ترکی، یورپ، چین، افغانستان، راجپوتانہ، بنگال، گجرات، تلنگانہ، مہاراشٹر اور دیگر ممالک کی نسلوں سے تعلق رکھنے والی بیویاں تھیں جن سے وہ انہی کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے عبرانی زبان ان یہودیوں سے سیکھی تھی۔

جو ساحل مالابار پر مدت سے آباد تھے۔ اور اس زبان میں وہ انجیل بھی پڑھ لیتا تھا۔ فیروز شاہ صاحبِ دیوان شاعر بھی تھا اور عروجی تخلص رکھتا تھا۔ وہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کا بڑا عقیدت مند تھا۔ جب وہ دکن پہنچے تھے تو فیروز شاہ نے علما و مشائخ اور لشکرِ شاہی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا تھا۔

امیر تیمور گورگان کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر ملی تو فیروز شاہ نے لطف اللہ سبزواری کو تیمور کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ سفارت میں ان کے ساتھ وزیر مالیات مولانا تقی الدین شیرازی بھی تھے جس میں فیروز شاہ کو کامیابی ہوئی۔ تیمور نے فیروز شاہ کو "فرزند خیر خواہ" کہا بلکہ گجرات، مالوہ اور دکن کی سلطنت بھی عطا کر دی۔ فیروز شاہ بہمنی فارسی کا زبردست عالم اور شاعر تھا۔ اس نے حکیم حسن گیلانی اور سید محمود گازرونی کو دولت آباد کے ایک درہ کی چوٹی پر رصد گاہ تعمیر کرنے پر متعین کیا تھا جو حکیم حسن گیلانی کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکی۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۷، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۵۔

محمود گاواں

خواجہ محمود گاواں سلطنتِ بہمنیہ کے مدبرین میں بہت ممتاز ہے۔ وہ علم وفضل کا بڑا سرپرست تھا۔ بلکہ خود بھی دانشور، عالم، شاعر اور انشا پرداز کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ گیلان کے قریب قاوان میں پیدا ہوا تھا اسی لیے عرف عام میں "گاواں" مشہور ہوا۔ اس کے اجداد شاہان گیلان کے وزراء میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی ذاتی کوششوں سے رشت* کی بادشاہت حاصل کر لی تھی اور یہ خود مختار حکومت اس کے خاندان میں شاہ طہماسپ صفوی والئ ایران کے زمانہ تک قائم رہی۔ محمود گاواں ایک تاجر کی حیثیت میں شاہ محب اللہ نبیرو شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کی زیارت کے شوق میں بیدر پہنچا تھا۔ سلطان علاء الدین بہمنی نے اس کی بڑی قدر کی۔ اس نے وطن واپسی کا ارادہ ترک کرکے حکومت کے امور میں شرکت اختیار کر لی تھی۔ پہلے یک ہزاری منصب عطا ہوا۔ پھر تلنگانہ کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوا۔ جیسے جیسے مواقع ملتے رہے اس نے بہت سارے علاقے فتح کر لیے بلکہ اس نے سندھ میں کچھ کے علاقہ نگرکوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو فتح کرکے سلطنت بہمن میں شامل کیا۔ جہاں اسے بیش بہا مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیجاپور بھیجا گیا جہاں وہ وزیر کل اور صدر جہاں بن گیا۔ اپنے تدبر اور فراست سے اس نے جو کام کیے وہ سلطنتِ بہمنیہ کے لیے یادگار رہیں۔ محمود گاواں کے دور میں سلطنت بہمن کے سفارتی تعلقات ایران کے علاوہ مصر، ترکی اور عراق سے بھی ہو گئے تھے۔ سلطان ابوسعید گورگان اور سلطان محمد مراد بیگ سے محمود گاواں کی راست مراسلت تھی۔ اور قاصد پیام لے کر آتے جاتے رہتے تھے۔ گویا وہ بحیثیت وزیر مختلف ممالک کے سلاطین کو مراسلے بھیجتا تھا۔ وہ اپنے فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ تجارت کے کام بھی سرانجام دیتا تھا۔ اس کی فیاضی، علم وفضل اور تدبر کی تمام مورخین نے تعریف کی ہے۔ اس کے اوصاف نے اسے اقصائے عالم میں مشہور کر دیا تھا۔ شہرت کی وجہ خاندانی اعزاز اور بہمنی وزارت کا جلیل القدر عہدہ بھی تھا۔ اس نے تحصیل علم کے لیے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا۔ اس لیے اپنے ہم عصر علماء سے ذاتی طور پر محبت و یگانگت پیدا کر لی تھی۔ اس کے دور میں دکنیوں اور غیر دکنیوں کی کشمکش شدت اختیار کر گئی۔ اسی کشمکش میں وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور سلطنت بہمنی

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے تدبر اور فراست کے سبب سلطنت کو استحکام اور وسعت حاصل ہوئی تھی لیکن وہ خانہ جنگیوں اور درباری سازشوں کی وجہ سے اپنی پوری قابلیت نہ دکھا سکا۔ اور آخر کار قتل کی سازش کا شکار ہو گیا۔ اس کے قتل پر تمام سلطنت کے علمی حلقے میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔

"مناظر الانشاء اور ریاض الانشاء" اس کی دو مشہور تصانیف ہیں۔ وہ ہر سال غیر ممالک کے علماء کو تحائف بھیجتا رہتا تھا جن کے صلہ میں ان ممالک کے بادشاہ اسے اعزازات سے نوازتے رہتے تھے علماء کے ساتھ محمود گاواں کا سلوک نہایت عقیدتمندانہ تھا۔

جامی نے اپنے مکتوبات میں اعتراف کیا ہے کہ خواجہ نے ہند کو "رشکِ ارم" بنا دیا ہے۔ محمود گاواں کی شاعری اور ادب کی بھی جامی نے ایک قطعہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جامی نے "فصوص الحکم" شرح خواجہ محمود گاواں کو ہدیۃً بھیجوائی بلکہ جلال الدین دوانی نے اپنی تصنیف "شواکل الحود" محمود گاواں کے نام منسوب کیا۔ (مؤلف)

ملا عبدالکریم ہمدانی نے محمود گاواں کی سوانح لکھی جس کا خلاصہ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے اپنی تاریخ کے آخر میں درج کیا ہے۔ نامور شاعر ساسی محمود گاواں کا مصاحبِ خاص تھا۔ ملا نظیری مشہدی کو محمود گاواں نے ہی ملک الشعراء کا خطاب دلوایا تھا۔ عبدالعزیز بن محمود طوسی کو محمود گاواں نے اپنے داماد کا اتالیق مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنے صرفِ خاص سے بیدر میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور درس و تدریس کے لیے غیر ممالک سے علماء کو دکن بلایا تھا جن میں جلال الدین دوانی، ابوبکر طہرانی، شیخ صدرالدین رواسی شامل تھے۔ محمود گاواں نے مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کو کئی مرتبہ دکن آنے کی دعوت دی تھی۔ اس مدرسہ کے کتب خانے میں ۳۵ ہزار کتابیں تھیں جن سے طلباء مستفیض ہوتے تھے۔ محمود گاواں کا یہ مدرسہ کئی حیثیتوں سے مشہور ہے۔ یہ ۱۴۸۲ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کی تعمیر سمرقند کے قدیم مدارس اور اصفہان کی مساجد کے طرز پر تھی۔ اس کی دیواروں کی کاشی کاری اس کے حسن کو مزید دوبالا کرتی ہے۔ پیشانی پر سرسر قرآنی آیات نہایت اعلیٰ "خطِ ثلث" میں سفید زمین پر نیلے حروف میں مرقوم ہیں کاتب نے اپنا نام "کتبہ العبد علی الصوفی" لکھا ہے جسے محمود گاواں نے خاص طور پر شیراز سے مدعو کیا تھا۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۱۵، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۸

باب ۲۷ شجرۂ خانوادہ امیر تیمور گورگان

۱- حضرت نوح ؑ
۲- یافث
۳- ترک
۴- الچہ خان
۵- یاقری خان
۶- دیب خان
۷- کیرک خان
۸- الچہ خان
۹- مغل خان
۱۰- قرچ خان
۱۱- آغوز خان
۱۲- کن خان
۱۳- آمی خان
۱۴- ایلدوز خان
۱۵- منگلے خان
۱۶- تنگز خان
۱۷- ایلی خان
۱۸- قیان خان
۱۹- تیمور باش
۲۰- منگلے خواجہ
۲۱- یلدوز
۲۲- جوتا بہادر
۲۳- النقوانیت
۲۴- بوزنجر قاآن
۲۵- بوقاآن
۲۶- دومنن خان
۲۷- قایدو خان
۲۸- بایسنغر خان
۲۹- تومنہ خان
۳۰- امیر قچولاس قاچولی بہادر
۳۱- سوچو چتیمن
۳۲- قراخاتو بان
۳۳- ایجل نوبان
۳۴- کنگر بہادر
۳۵- امیر برکل
۳۶- امیر طراغائی
۳۷- امیر تیمور گورگان
۳۸- میراں شاہ
۳۹- سلطان ابو سعید
۴۰- عمر شیخ مرزا
۴۱- ظہیر الدین بابر
۴۲- جلال الدین اکبر
۴۳- نور الدین جہانگیر
۴۴- شہاب الدین شاہجہان
۴۵- اورنگ زیب محی الدین
۴۶- بہادر شاہ
۴۷- شاہ جہان ثانی
۴۸- نصیر الدین ہمایون
۴۹- محمد شاہ روشن اختر (رنگیلا)
۵۰- احمد شاہ
۵۱- شاہ عالم
۵۲- اکبر شاہ
۵۳- بہادر شاہ ظفر
آخری مغل بادشاہ دہلی

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر

(شجرۂ نسب ص۵۵۵)

شاہ عالم کی وفات کے بعد ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۸۰۶ء میں اکبر شاہ ثانی (متوفی ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) مسند نشین ہوا۔ اکبر شاہ کے گیارہ فرزند تھے۔ ابوظفر، مرزا جہانگیر، مرزا بابر، مرزا سلیم، مرزا بلند اختر، مرزا جہاں خسرو، مرزا قباد، مرزا شاہ جہان، مرزا کاؤس شاہ، مرزا نجابت شاہ اور مرزا نظام شاہ۔ ابوظفر خلفِ اکبر راجپوت مہارانی لال بائی کے بطن سے ۲۸ شعبان ۱۱۸۹ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف قاری حافظ محمد خلیل سے پڑھا۔ ظفر کی عمر ابھی بارہ تیرہ برس کی ہوئی تھی کہ غلام قادر روہیلہ نے لال قلعہ پر قبضہ کر کے دفینے نکلوانے کے لئے بادشاہ شاہ عالم کو شاہی افراد کے ساتھ ظلم وستم کا شکار بنایا۔ شہزادہ بیدار بخت بن احمد شاہ بن محمد شاہ کو بیدار شاہ کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور انہیں سے شاہ عالم کو تنگ، ذلیل اور رسوا کر دیا مگر نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں نے چھوڑا کیا تھا۔ جو غلام قادر روہیلہ کے ہاتھ لگتا۔ آخر اس نے شاہ عالم کو اندھا کر کے بائیس شہزادوں کے ہمراہ قلعہ سے نکال کر میرٹھ جلا وطن کر دیا۔ ان جلا وطنوں میں ظفر بھی تھے۔ یہ قافلہ پھر دلی لوٹا جب سندھیا نے شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشین کیا اور اس وقت سے ظفر کے والد شہنشاہ ہند ہوئے۔ شاہ عالم اپنی لاڈلی بیگم سے مرعوب تھے اور ملکہ اپنے بیٹے مرزا جہانگیر کو ولی عہد بنانے کی فکر میں تھی۔ مگر قدرت نے تخت شاہی کا حقدار ظفر کو بنا دیا تھا۔ جب شاہ عالم میرٹھ سے دلی لوٹ کر تخت پر بیٹھے تو ظفر ولی عہد بنائے گئے۔ شاہ عالم کی وفات ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاہ عالم ۱۸ نومبر ۱۸۰۶ء سے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء تک تاجدار ہند رہے۔ ظفر ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئے۔ شاہی جامع مسجد کے امام میر احمد علی نے رسم تاج پوشی کا افتتاح کیا۔

۱؎ ماہنامہ المجیب پھلواری شریف ستمبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۶

حلیہ : میانہ قد، نحیف جسم، لمبا چہرہ، بڑی بڑی روشن آنکھیں، آنکھوں کے نیچے ہڈیاں ابھری ہوئی، لمبی گردن، پتلی ستواں اونچی ناک، بڑا دہانہ، گہری سانولی رنگت مرتشا ہوا، چھدری داڑھی گالوں پر بہت کم ٹھوڑی پر زیادہ، لبیں کتری ہوئیں بال سفید ہو گئے تھے۔ چہرے پر جھریاں آواز میں کرارہ پن۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشین ہوئے تو شاہی خزانہ کو ایک لاکھ روپیہ ماہوار ملتا تھا اسکے علاوہ قدرے پرگنات، محلات، محبتہ بازاری، کرایہ دوکان، آمدنی باغات، طبیل ڈول، وزن وال خالصہ وغیرہ کی آمدنی تھی۔ کل سوا لاکھ ماہوار سمجھ لیجئے۔ بڑے شہزادے دلاور بخت کو ولی عہد بنایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر نے ایک نئی شادی زینت محل سے کی تھی جن سے شہزادہ جواں بخت تولد ہوا تھا۔ جس کی ولی عہدی کے لیے زینت محل نے گل کھلائے۔ ابھی ولی عہدی کا فتنہ پروان ہی چڑھ رہا تھا۔ کہ ولی عہد دلاور بخت کا ۱۸۴۹ء میں انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کے بعد غلام فخرالدین (شہزادہ فخرو) ولی عہد ہونے کا حقدار تھا۔ اپنے حق کی خاطر انہوں نے انگریزوں کی ان شرائط کو کہ نئے ولی عہد کو بادشاہ کے بجائے صرف شہزادہ کہا جائے گا اور اُسے لال قلعہ کے بجائے قطب شاہ کی حویلی میں رہنا ہوگا اور وظائف کا انتظام صرف بادشاہ کی اولاد کے لیے ہوا کرے گا۔ منظور کر کے ولی عہد بننا پسند کیا۔

مرزا فخرو کی بیوی محمدی بیگم مرزا الٰہی بخش کی بھانجی تھیں اور یہ غالب کے خسر تھے۔ محمدی بیگم کے بطن سے مرزا فرخندہ جمال تھے عمرہ سال تھی کہ غدر کا ہنگامہ برپا ہوا انہیں وفادار میواتی آمالال قلعہ دہلی سے لے کر نکل گئی اور تین سال تک انگریزوں سے چھپائے رکھا۔ اب تک ان کی نسل جاری ہے۔ مرزا فخرو کی دختر شہزادی قمر سلطان بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ برسی ۱۹۵۷ء تک حیات تھیں۔ مرزا فخرو نے ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ مرزا جواں بخت کو بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سونپ دی گئی۔ مگر زینت محل، حکیم احسن اللہ، مرزا الٰہی بخش کے انگریزوں سے مل جانے کی وجہ سے امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس وقت جنرل بخت خاں نے بادشاہ کو اودھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بادشاہ راضی نہ ہوا البتہ قلعہ سے منتقل ہو کر وہ قطب صاحب چلے گئے۔ وہاں سے مرزا الٰہی بخش کے کہنے پر ہمایوں کے مقبرہ میں آ گئے۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو کیپٹن ہڈسن اور انگریز جاسوس تراب علی کی سازش سے بادشاہ کو

قید کر لیا گیا۔ دوسرے دن شاہ کے فرزند مرزا مغل اور مرزا اخضر سلطان اور شاہ کے پوتے مرزا ابوبکر کو قتل کر دیا گیا پھر ۲۱ شہزادوں کو پھانسی دی گئی پھر بادشاہ کو ۲۷ر جنوری ۱۸۵۸ء میں لال قلعہ کے دیوانِ خاص میں فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے ملک بدری کا حکم سنایا۔ ۷ر نومبر ۱۸۵۸ء کو بادشاہ کو ۳۰ ر دیگر افراد کے ساتھ دلی سے پانجولاں اسٹیمر پر روانہ کیا گیا۔ یہ قافلہ الہ آباد پہنچا پھر بنگال ہوتا ہوا ۳۰ ر نومبر ۱۸۵۸ء کو کلکتہ پہنچا۔ جہاں سے ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء کو رنگون بھیجا گیا۔ ۷ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۷۹ھ کو نواسی سال کی عمر میں بادشاہ جاں بحق ہوا۔ مزار رنگون شہر میں واقع ہے۔

نوٹ:

(۱) شجرہ میرزا خسرو بخت بن میرزا محمد سعید شاہ بن میرزا فرامُرز بخت المعروف احمد شاہ بن میرزا بہادر بخت بن میرزا ابوبکر بن بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی۔

(۲) شجرہ مادری میرزا محمد سعید شاہ بن والدہ سعید شاہ بنت ماہ بیگم بنت کاشغر بیگم بنت سراج الدین ابوالمظفر بہادر شاہ ظفر مغل بادشاہ دہلی۔

(۳) سیرت جہاں بیگم زوجہ خسرو بخت ننھیال راجگان جیود چھپور

(۴) اولاد میرزا خسرو بخت: (۱) میرزا خاور بخت (۲) میرزا امین بخت (۳) ثروت جہاں بیگم (دختر)

باب ۳۸ شجرہ نسب قائم خاں شہید مورث اعلیٰ قائم خانیاں

۱- حضرت آدمؑ
۲- شیثؑ
۳- انوش
۴- قینان
۵- مہلائیل
۶- بارد (یا یرد)
۷- حضرت ادریسؑ
۸- متوشلخ
۹- لمک
۱۰- حضرت نوحؑ
۱۱- سام
۱۲- ارم
۱۳- عوص
۱۴- ثمود
۱۵- عاد
۱۶- راجہ جنار (بجز ناجیت)
۱۷- جھنداو
۱۸- برباد
۱۹- مینسر
۲۰- مندیر
۲۱- کیلاش
۲۲- سمند
۲۳- قین
۲۴- پاسنگ
۲۵- راہ
۲۶- راون
۲۷- راجہ وبندبار
۲۸- راجہ مارکچھ
۲۹- راجہ ممند
۳۰- راجہ مورلی
۳۱- راجہ بھوپال
۳۲- راجہ کوہ کلنگ
۳۳- راجہ دہتروان
۳۴- راجہ کنور دلیر
۳۵- راؤ امرا
۳۶- راجہ جمید
۳۷- راجہ ہیرسی
۳۸- راجہ اودے راج
۳۹- راجہ جیراج
۴۰- راجہ کیسو رائے
۴۱- بجے راج
۴۲- پدم سی
۴۳- پرتھوی راج
۴۴- لال چند
۴۵- ارجن چند
۴۶- گرپال
۴۷- جیت سی
۴۸- جین پال
۴۹- روپ
۵۰- راول
۵۱- تیہوتن پال
۵۲- سوٹے رائے
۵۳- کنور سنگھ
نواب قائم یا قوام خاں

نوٹ: یہ شجرہ نامکمل ہے۔ اس میں بہت سے نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں (مؤلف)

(تاریخ قائم خانیاں حصہ اول ص ۱۶)

تذکرہ نواب قائم خاں شہیدؒ

مختصر احوال (۵۶۱ھ)

نواب قائم خاں ریاست دوریرہ کے شہزادہ تھے یہ ریاست حصار فیروزہ اور راجگڑھ کے قریب واقع تھی۔ ان کی والدہ کنولا دیوی ریاست جائل ناگور کی شہزادی تھیں۔ راجہ موٹے رائے چوہان کے چھ فرزندوں میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کے نام ہیں

نواب قائم خاں (کنور کرم سنگھ)، زین الدین خان اور وزیر الدین خان۔ ایک دن قائم خاں حصار فیروزہ کے علاقہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ فیروز شاہ تغلق سے ملاقات ہوئی جو خود بھی سیر و شکار کے لئے علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات ہی میں شاہ نے کنور سنگھ کی خداداد صلاحیتوں کو پرکھ لیا اور ان کے مرتبہ کے مطابق شاہی امراء میں شامل کر کے اپنا مصاحب خاص بنایا۔ دہلی آنے کے بعد کنور سنگھ اپنی ذہانت اور شجاعت سے عزت و منصب پاتے رہے۔ یہاں انہیں علماء فضلاء کی صحبت نصیب ہوئی اور تینوں بھائیوں نے تعلیماتِ اسلامی سے متاثر ہو کر قبول اسلام کیا۔ ۷۸۲ھ میں بادشاہ فیروز شاہ تغلق ٹھٹھہ کی مہم پر روانہ ہوا تو قائم خاں کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنایا۔ موقع غنیمت پا کر مغلوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ قائم خاں نے دلیرانہ مقابلہ کیا ۔ گھمسان کا رن پڑا۔ مغلوں کی ایک نہ چلی۔ مغلوں کو شکست فاش ہوئی۔ بدحواس ہو کر بھاگے بے انتہا مالِ غنیمت قائم خاں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خان جہان خان کا خطاب عطا کیا۔ بادشاہ نے حصار فیروزہ نام کا ایک نیا صوبہ بنایا اور شہر آباد کیا اور قائم خاں کو اس نئے صوبہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ فیروز شاہ تغلق کے بعد سلطان ناصر الدین بادشاہ بنا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ امراء سلطنت نے قائم خاں کو تخت نشینی کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی دوران سلطان محمود شاہ دہلی کا بادشاہ بنا لیکن در پردہ ملو خان ہی حکومت کرتا رہا۔ قائم خاں کو اپنا مدِمقابل سمجھ کر ایک لشکر جرار لے کر قائم خاں کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قائم خاں نے دہلی سے تعلق توڑ لیا اور خود مختار ہو کر اپنے صوبہ پر حکومت کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر تیمور نے تسخیر ہند کا ارادہ کیا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ امیر نے لاہور اور

ملتان کی حکومت سید خضر خاں کے حوالے کیا اور خود سمرقند واپس ہو گیا۔ ۸۰۳ھ میں ملو خاں مارا گیا۔ ۸۱۱ھ میں سلطان محمود شاہ نے نواب قائم خاں پر حملہ کیا تاکہ حصار کو زیر کیا جائے لیکن جنگ میں ایک نہ چلی آخر کار بادشاہ نواب قائم خاں سے صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ صلح سے خفا ہو کر سید خضر خاں نے معز الدین اعوان کی سرکردگی میں نواب قائم خاں کو زیر کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی۔ لیکن معز الدین اعوان نواب کے ساتھ دو بدو جنگ میں مارا گیا۔ بے شمار مال غنیمت نواب قائم خاں کے ہاتھ لگا۔ خضر خاں نے بھی مجبور ہو کر نواب سے صلح کر لی۔ ۸۱۶ھ دہلی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اور دولت خاں لودھی بادشاہ بنا۔ خضر خاں دہلی کی بادشاہت کا خواہشمند تھا اس لیے نواب قائم خاں سے عہد و پیمان لیا۔ دونوں لشکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ناگور میں راٹھوروں سے جنگ ہوئی فتحیاب ہو کر فوج آگے بڑھی اور دہلی کا محاصرہ کر لیا چار ماہ کے محاصرہ کے بعد دولت خاں لودھی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ دہلی پر قبضہ ہوا۔ نواب قائم خاں نے خضر خاں کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا وہ ۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ خضر خاں نواب قائم خاں کی طاقت اور صلاحیت سے مرعوب تھا اور انہیں اپنا حریف سمجھتا تھا اس لئے اس نے انہیں اپنے محل میں بلا کر دھوکہ سے مروا دیا اور لاش دریائے جمنا میں بہا دی۔ کہتے ہیں کہ نواب قائم خاں کی ننگی تلوار دریا سے باہر نظر آتی تھی جسے وہ آخر وقت تک اپنے ہاتھ میں تھامے اور بلند کیے ہوئے یہ بات بہر حال اس خانوادہ کی عزت و شجاعت کی علامت ہے۔ یہ واقعہ ۸ جمادی الاول ۸۲۲ھ کو وقوع پذیر ہوا۔

نواب قائم خاں کی سات بیویاں تھیں اور چھ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) محمد خان (۲) تاج خان (۳) قطب خان (۴) موسیٰ خان (۵) اختیار خان (۶) احمد خان۔ اس خانوادہ میں درج ذیل مشہور نوابگان گزرے۔ (۱) فتح خان (۲) جلال خان (۳) دولت خاں (۴) فدن خاں (۵) تاج خاں (۶) الف خاں (۷) سردار خاں (۸) دیندار خاں (۹) رشید خاں (۱۰) نواب سردار خاں ثانی اور (۱۱) نواب کامیاب خاں موجودہ دور میں اس خانوادہ کے چند مشہور قابلِ ذکر ہستیاں ہیں جن سے راقم کی بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں۔

ذکر می

امام الدین ٹھاکر۔ ڈاکٹر مشتاق علی خاں۔ مقصود علی خاں وائس چیئرمین۔ اللہ داد خاں ایڈووکیٹ

سید خضر خاں بادشاہ دہلی اور نواب قائم خاں

ملک مردان صوبیدار ملتان نے سلطان فیروز شاہ، دہلی کے عہد میں سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت ؒ کی دعوت کی۔ ملک مردان کے ماتحت ملازم سید خضر خاں آفتابہ ہاتھ میں لے کر حضرت کا ہاتھ دھلانے لگے۔ حضرت بخاری ؒ نے فرمایا کہ میں اولاد نبی سے خدمت کیسے لے سکتا ہوں یہ گناہ ہے۔ ملک مردان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شیخ کو ملتان کی صوبہ داری پیش کی گئی لیکن اس کے مرنے کے بعد سلطان فیروز شاہ دہلی نے عقل وفہم وفراست کے سبب سید خضر خاں کو ملتان کا صوبیدار بنایا جب امیر تیمور لنگ عازم ہند ہوا تو ۱۴۱۴ء میں اپنے نام کا سکہ رائج کیا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد سید خضر خاں دہلی کا بادشاہ بنا۔ وہ نیک دل بادشاہ تھا اور صدقہ وخیرات بہت کرتا تھا اس میں شان سیادت موجود تھی لیکن اس نے اپنے مختار سردار قائم خاں جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا دہلی بلا کر اپنے محل میں دھوکہ سے شہید کردیا اس لیے کہ وہ نواب قائم خاں کو اپنا حریف اور دہلی کے تخت کا دعویدار سمجھتا تھا۔ اس کا یہ فعل اس کے کردار کے منافی ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو زائل کرتا ہے۔ نواب قائم خاں کا اصل نام کنور سنگھ تھا وہ پرتھوی راج کی نسل کے چوہان راجپوت تھے۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اسلامی نام قوام خاں یا قائم خاں ہوا۔ انہیں کی اولاد قائم خانی کہلاتی ہے۔ سندھ کے علاقہ میرپور خاص کے اطراف میں قائم خانیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ یہ لوگ بڑے مہمان نواز، شریف النفس، جری اور بہادر ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں کثرت سے راجپوتانہ میں ماضی قریب میں نوابگان گزرے ہیں۔ یہ خانوادہ دراصل حضرت نوح ؑ کے بیٹے سام کی اولاد ہے۔ حضرت سام کی اولاد میں انبیائے کرام مبعوث ہوئے ہیں اس لیے اسلام کو سامی مذہب کہتے ہیں۔

۱۴۲۱ء میں سید خضر خاں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید مبارک ابوالفتح معزالدین کے نام سے بادشاہ بنا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۴۶ء میں اس کا بیٹا سید علاءالدین

لہ تاریخ حسن ص۴۸

تخت نشیں ہوا۔ جو آرام طلب اور بے عقل تھا۔ وہ تخت شاہی بہلول لودھی کے حوالے کرکے بداؤں چلا گیا۔ اس طرح ۳۹ سال سیدوں نے دہلی پر حکومت کی بعد ازاں سلطنت افغان لودھیوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ خضر خاں سادات بارہ سے نسبی تعلق رکھتا تھا۔

باب ۲۹ مشاہیر عالم

شجرۂ بخت نصر	شجرۂ سکندر اعظم	شجرۂ رستم و سہراب بمطابق شجرہ سند[1]	شجرۂ رستم بطابق[2] ریاض الانساب
حضرت نوحؑ	حضرت اسحٰقؑ	حضرت نوحؑ	حضرت نوحؑ
سام	عیص	سام	سام
ارم	منظر	ارم	ارفخشد
عوص	الاصفر	عوص	کیومرث
سہاریب	رومی	عملیق	سیامک
کوش	لوقیل	طران	ہوشنگ
سہاریب	لوط	عام	ولوینہ جیمورس
بیوداوان	مدین	نریمان	جمشید
بخت نصر	شریون	سام	شیداشب
	توبت	زال	شاشب
	یافت	رستم	نریمان
	یونان	سہراب	سام
	پطر		زال
	رومی		رستم
	بیطر		سہراب
	ہندوی		
	قطروس		
	فیلقوس		
	سکندر اعظم		

---

[1] بمطابق شجرۂ سند، [2] بمطابق ریاض الانساب۔

باب ۳۰

پٹھان یا افغان

نسل طالوت حضرت طالوت افغان قوم کے مورثِ اعلیٰ تھے جن کا تعلق قبطی نسل سے تھا جو فرعون کے ڈوبنے کے بعد اور بنی اسرائیل کے غلبہ پانے کے بعد تباہ ہوئی۔

(تاریخ فرشتہ از محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ صفحہ نمبر ۱۷)

بعد ازاں افغان کوہِ سلیمان کے آس پاس ہند کے شہروں میں آباد ہو گئے۔ بعض روایت کے مطابق یہ قوم خالد بن عبداللہ کی اولاد ہے جو خالد بن ولیدؓ کی اولاد تھے۔ لیکن زیادہ مستند یہ ہے کہ افغان طالوت کی اولاد ہیں جو حضرت یعقوب (اسرائیلؑ) کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین کی اولاد میں تھے۔ طالوت بنی اسرائیل کے ملک کا حکمران تھا۔ وہ جالوت رئیس عمالقہ سے فی سبیل اللہ لڑا تھا اور اس کی فوج کو شکست دی تھی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل مصر و فلسطین میں قوم عمالقہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی تھی۔ طالوت بھاری لشکر لے کر جالوت پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور کفار کو عبرتناک شکست دی۔ چنانچہ جالوت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں مارا گیا۔ جالوت کے بعد طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا جنگ میں معاونت کے سبب طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہ دی۔

افغان کی وجہ تسمیہ طالوت کے دو بیٹے تھے (۱) ارمیا (۲) برخیا۔ ارمیا کے بیٹے کا نام افغان تھا۔ جو سلیمانؑ کے لشکر کا سردار مقرر ہوا تھا۔ جبکہ برخیا کا بیٹا آصف حضرت سلیمانؑ کا وزیر تھا۔ طبری کے مطابق ارمیا کو عربی میں عُزیرؑ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب بخت نصر نے ملک شام پر قبضہ کیا تو ارمیا عزیرؑ نے ان شہروں میں نبی تھے۔ ارمیا (عزیرؑ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

اخبار الصنادید جلد اول از مورخ حکیم نجم الغنی خاں رامپوری (متوفی ۱۹۳۲ء) صفحہ ۲۶، ۳۲، ۳۳، ۴۳، ۴۴ مطبوعہ نول کشور (۱۹۱۸ء)، نسب نامہ افاغنہ از نواب عبدالسلام خاں (صفحہ ۴۸، ۴۹) تاریخ خان جہانی و مخزن افغان از خواجہ نعمت اللہ ہروی (صفحہ ۶۸، ۷۵) مرتبہ ڈاکٹر سید امام الدین بہاری صفحہ ۴۰، ۷۹، ایشیاٹک سوسائٹی آف پاکستان، ڈھاکہ ۱۹۶۰ء

مبعوث ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔ "بعو نبی بالسیف صاحب البروۃ والقضیۃ والسیف" چنانچہ قوم افغان اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر افغان کہلاتی ہے۔

سلیمانی وجہ تسمیہ افغانوں کے سلیمانی کہلانے کے چار اسباب ہیں۔

(۱) حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کی خاندانی نسبت

(۲) سکونت اطراف کوہ سلیمانی (درمیان کشمیر و کابل)
واضح ہو کر کوہ سلیمانی ملک شام میں بھی واقع ہے۔

(۳) فرملتان کے شیخ محمد سلیمان صاحب کرامت بزرگ کی نسبت سے۔

(۴) شیخ قاسم سلیمانی (مدفون چنار گڑھ) بن شیخ حسن سلیمانی جو شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے خلیفہ کی نسبت سے بعض روایت کے مطابق افغان سلیمان بن خالد ولید کی اولاد ہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

روہیلہ روہیلہ ایک وسیع پہاڑ کا نام ہے جو مشرق اور مغرب میں کشمیر اور دریائے اٹلین کے درمیان واقع ہے۔ مسافت ڈھائی ماہ کی ہے۔ شمال حد کوہ کاشغر اور جنوبی حد بلوچستان ہے۔ انہی علاقوں کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔ کوہ سلیمان قندھار، کابل، پشاور، خیبر، باجوڑ، حسن ابدال اور شہر کوہستان میں واقع ہے۔

پٹھان کی وجہ تسمیہ بٹھان کا مفہوم "لکڑی کا تختہ" ہے جس پر کشتی کی بنیاد ہو۔ اس لفظ کا اطلاق پہلے قیس پر ہوا یعنی پہلے "بٹھان" تھا بعد میں "پٹھان" ہوا جس کا مطلب "بہادر" ہے قیس ملک طالوت کی ۳۷ ویں (سینتیسویں) پشت میں پیدا ہوا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق خالد بن ولید نے اسلام لانے کے بعد ایک خط افغان کی اولاد کو بشیر عزیز اپنے سابقہ تعارف کی بنا پر لکھا اور ان کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ چند لوگ مسلمان ہوئے جن میں قیس بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پر مسلمان ہو کر عبدالرشید کے نام سے موسوم ہو کر ملک ملقب ہوئے۔ لیکن شرح صحابہ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس قوم کے اکابرین کی روایت سے یہ بات ثابت ہے۔ قیس عبدالرشید ستاسی سال کی عمر میں ۴۱ھ مطابق ٦٦١ء میں فوت ہوئے جن کا لقب "فتحان" تھا۔ جو بعد میں "پٹھان" بن گیا۔ قیس عبدالرشید عرف فتحان کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سربن (۲) بٹن (۳) غرغشت لہٰذا اصل افغان انہی تین بیٹوں کی اولاد ہیں۔

بخت نصر کے ظلم سے تنگ آکر ان شہروں کے رہنے والے یہودیوں نے بھاگنا شروع کیا چنانچہ ارمیا کی اولاد سے چند لوگ غزنی اور غور پہنچے بعد میں حصہ کوہستانی علاقہ کوہ سلیمان منتقل ہو گئے۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۹)

سنہ ۴۴ھ مطابق ۶۶۴ء میں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور مہلب بن ابی صفرہ کی سرکردگی میں اور اس کے بعد ۶۳ھ مطابق ۶۸۲ء میں مسلم بن ابی زیاد کی سرکردگی میں لشکرِ اسلام غور، غزنی، خراسان، سیستان، کابل، قندھار، کوہ سلیمان، پشاور اور ملتان پہنچا تو افغان باشندے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے عہد میں اس علاقے میں اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان کے باشندے بھی مسلمان ہوئے۔ امیر تیمور نے ملک خضر لودھی، ملک بہار الدین حلوانی، ملک یوسف شروانی اور ملک حبیب نیازی کو کوہ سلیمان سے بلا کر عنائتیں فرمائیں خلعت اور تلوار سے نوازا اور اپنے لشکر میں شامل کیا۔

سربن کی اولاد سربن سرد طبیعت والے کو کہتے ہیں اصل نام ابراہیم تھا۔ سربن کے دو بیٹے تھے۔ (۱) شرف الدین جو شرفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) دوسرے خیرالدین جو خرشبی کے نام سے مشہور ہوا۔ شیرانی، ترین، میانہ، بریچ اور اوڑمر کا باپ امیرالدین، شرف الدین کی اولاد ہیں۔ لیکن شیرانی سوتیلی ماں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے چچا غرغشت کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ جس سے غرغشتیوں میں شمار ہونے لگا چنانچہ سیدانی، حلوانی، شربانی اور بابر وغیرہ شیرانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی سکونت ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اطراف میں ہے۔ میانہ کی سکونت ان کے نزدیک ہے۔ اوڑمر کی سکونت ایک گرم کان کے علاقہ میں ہے۔ ابدال ترین میں سے ہیں اور احمد شاہ درانی ابدال میں سے تھے۔ ان کی سکونت قندھار میں ہے۔

کند، زمند اور کاشی خیرالدین کی اولاد ہیں۔ ابراہیم غوری کند کا بیٹا تھا۔ داؤد خیل محمد غوری کے بیٹے تھے۔ مند اور یوسف زئی بھی کند کی اولاد ہیں۔ مدجزار مند کی اولاد ہیں اور خیشگی مند کی اولاد ہیں۔ داؤد خیل اور مند پشاور کے اطراف میں رہتے ہیں۔

بتن کی اولاد بتن کا اصل نام شیخ بیت تھا وہ صالح، بزرگ اور پرہیزگار تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ (۱) اسمٰعیل (۲) اشیون (۳) بھیل اور ایک لڑکی متو نام کی تھی۔

اسمٰعیل کی قبر کشمیر کے نزد کوہ سلیمان پر زیارت گاہ ہے جہاں مقام خضر ہے۔ متو کی اولاد

شاہ حسین بن معزالدین الگ مشہور ہوئی۔ ایک صحیح قول کے مطابق متو کا شوہر ضحاک کی اولاد تھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق وہ امام زین العابدین کی اولاد میں تھا۔

(اخبار الصنادید جلد اول صفحہ ۳۵، ۳۶، تاریخ خروانی صفحہ ۱۹، ۲۲)

متو کی اولاد میں یہ قبیلے مشہور ہوئے:

(۱) غلزئی (۲) لودھی (۳) شروانی (۴) برکی۔ برکی غلزئی میں سے ہیں سیانزی، لوہان اور سور لودھی کی شاخیں ہیں۔ بادشاہ شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ غلزئی کی سکونت کابل، قندھار کے درمیان ہے۔ لودھیوں کے رہنے کی جگہ شہر ملکند ہے۔ شیروانیوں کی سکونت لوہانی سے متصل ہے۔

غرغشت کی اولاد

غرغشت کا اصلی نام اسمٰعیل تھا جو کھیل کود کے سبب غرغشت مشہور ہوا۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۲)

ان کی اولاد میں درج ذیل قبائل مشہور ہیں۔ (۱) کاکر (۲) ناغر (۳) بابی (۴) بنی

افغان کے دخیل

امیرالدین کو شکار کے دوران ایک سید زادہ ملا حسن کی پرورش کی۔ جوان ہوتے پر اپنی قوم میں شادی کردی اس کی اولاد کرلانی کہلائی چنانچہ ولاراک، آفریدی، خٹک اور ملک میری وغیرہ کرلانی کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے کرلانی خود کو سادات کہتے ہیں۔ انہیں دخیلوں میں صواب کے باشندہ صوابی ہیں جو اصل میں آجک ہیں۔ فرمولی کا دادا تبتی تھا۔ جو کاکر قوم کا تھا۔ لیکن فرمولی کے نام سے مشہور ہوا۔ انہی دخیلوں میں کچھ سید بھی ہیں۔ روایت ہے کہ سید محمد نے تینوں قبائل یعنی کاکر، شیرانی اور کرلانی سے ایک ایک بیٹی بیاہ کر لایا۔ اس طرح کاکر والی سے متواق، کرلانی والی سے درک ثی اور شیرانی والی سے استرانی پیدا ہوئے۔ (شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۲۱)

بنگش اور کاغزی

بنگش دراصل ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے اوپر رہنے والے کو بالا بنگش کہتے ہیں اور دامن میں رہنے والے کو پائیں بنگش کہتے ہیں۔ دامن کوہ کو کوہاٹ کہتے ہیں۔ کاغزی کی روایت کے مطابق شیخ ہیبت (بتن) نے اپنی بیٹی بی بی کا نکاح شاہ حسین غوری سے کیا۔ "بی بی" "متو" کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شیخ حسین کے بیٹے سروانی کا غ کی بیٹی کا جتیبنی تھا اس لیے اس کی اولاد کاغزی کہلائی۔ حافظ رحمت خاں نے سروانی کو متو کا بیٹا کہا ہے۔ شاہ حسین کی اولاد کو متینہ کہتے ہیں۔

شجرۂ نسب شاہ حسین

• شاہ حسین بن معزالدین محمود بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام دادا سلطان شہاب الدین غوریؒ سلطان بہرام ضحاک کی اولاد میں تھا جو فریدوں کے زمانہ میں غور چلے گئے تھے۔

پروفیسر عبدالروف کا تبصرہ سرحد کے اکثر دانشور پٹھانوں کو سامی النسل یا بنی اسرائیل سمجھتے ہیں لیکن بعض لوگ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر انہیں آریہ کہتے ہیں اس لیے کہ پشتو زبان آریائی زبانوں میں سے ایک ہے حالانکہ پٹھانوں کی تہذیب و تمدن، شکل و شباہت، تاریخ و ثقافت بنی اسرائیل سے زیادہ مشابہ ہے نارلانگ اپنی کتاب "سائنس آف ریلیجن" میں رقم طراز ہے کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ وہ سنہ ۷۲۳ ق م میں باختر (بلخ) اور ہرات کے علاقوں میں سکونت پذیر تھے۔ بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی لیکن ڈھائی قبیلے پھر بھی رہ گئے دراصل یہی پٹھانوں کے آباؤ اجداد تھے تاریخ فرشتہ انہیں مصری قبطی النسل بتاتی ہے جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان نہ لانے کے سبب مصر سے نکل کر کرمان اور کوہ سلیمان میں آکر آباد ہو گئے، اور سلیمان یا افغان کہلائے۔ تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت پٹھان مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ سنہ ۲۸۲ھ میں کوہستانی علاقوں سے نکل کر کرمان اور پشاور کو تاراج کرتے ہوئے لاہور پہنچے

واضح ہو کہ ہندوستان میں شمالی دروں کے راستے سے مسلمانوں کی آمد و رفت حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسلم افواج نے امیر معاویہؓ کے زمانے میں خشکی کے راستے سے آکر صوبہ سرحد کا علاقہ محمد بن قاسم کے حملہ سے بہت پہلے فتح کیا تھا۔

خود پٹھانوں کی اکثریت اپنے آپ کو قیس عبدالرشید کی اولاد بتاتے ہیں جن کا نسبی سلسلہ افغان بن ارمیا سے چونتیسویں (۳۴) پشت میں ملتا ہے۔

خوشحال خٹک نے مغلیہ عہد میں اپنی اسیری کے دوران ایک کتاب "دستار نامہ" تصنیف کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ میں نے اس سلسلے میں بہت تحقیق و جستجو کی ہے۔ بہت سی تاریخی کتابیں اور نسب نامے دیکھے ہیں بعض میں پٹھانوں کو یافث کی اولاد کہا گیا ہے۔ بعض نے انہیں قبطی لکھا ہے۔ اور بعض نے انہیں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہود کی نسل سے بتایا ہے بلکہ بعضوں نے

تو انہیں کرو بھی لکھا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پٹھان من جملہ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کی اولاد ہیں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"

نوٹ: شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پٹھان حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے حضرت یوسفؑ کے بھائی بن یامین کی اولاد ہیں۔ جو خود بھی حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے تھے اس لیے لفظ "حضرت ابراہیمؑ" کی جگہ پر "حضرت یوسفؑ" لکھا جانا چاہیئے تاکہ غلطی کا ازالہ ہو سکے۔

(مؤلف)

شجرۂ افغانی پٹھان

حضرت ابراہیمؑ پشت نمبر ۲۰، شجرۂ نسب (صفحہ ۱)

(۲۱) حضرت اسحٰقؑ

(۲۲) حضرت یعقوبؑ (اسرائیل)

(۲۳) بن یامین — یہودا — حضرت یوسفؑ

(۲۴) انیس

(۲۵) امیخ

(۲۶) بخزت

(۲۷) صادر

(۲۸) افیل

(۲۹) قیس

(۳۰) طالوت

(۳۱) ارمیا (عزیرؑ) — برخیا — دختر زوجہ حضرت داؤدؑ

(۳۲) افغان، سالار لشکر سلیمانؑ (مورث اعلیٰ پٹھان) — آصف، وزیر حضرت سلیمانؑ

(۶۶) چھتیسویں پشت میں قیس عبدالرشید پیدا ہوئے (متوفی ۴۱ھ / ۶۶۱ء)

(۶۷) سربن (صفحہ ۵۷۴) — بٹن (صفحہ ۵۷۵) — غرغشت (صفحہ ۵۷۶)

(ریاض الانساب صفحہ ۵۰-۵۳)

اولاد سربن

اولاد کرلانی (سید زادہ)

ولازائی | آفریدی | خٹک | ملک

اولاد سید محمد اولاد امام جعفر صادق رضہ

مشوانی از زوجہ کاکر | از زوجہ شیرانی | (از زوجہ کرلانی)

استرانی | ورک زئی

اولاد بٹن (شیخ بیت)

- اسمٰعیل (مدفون در کشمیر نزد کوہ سلیمان)
- اشیون
- بی بی (مسرو) زوجہ شاہ حسین غوری بن معزالدین محمود بن جمال الدین حسن بن ابراہیم
  - شروانی
  - کاغزائی
- کجیل
- متو زوجہ اولاد خواجک یا اولاد امام زین العابدین
  - غلزئی
    - بکی
  - لودھی
    - نیازی
    - لوہانی
      (قائد اعظم محمد علی جناح لوہانی تھے (تاریخ ملتان صفحہ ۸۰)
    - سور
      (شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے)
  - شروانی

اولادِ غرغشتؒ

کاکر　　ناغر　　بابی　　بنی
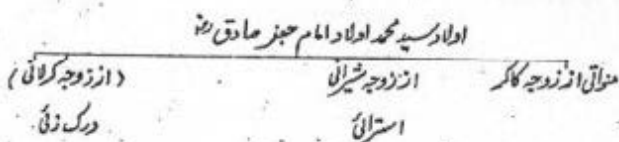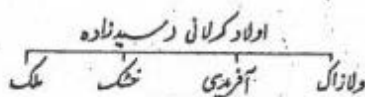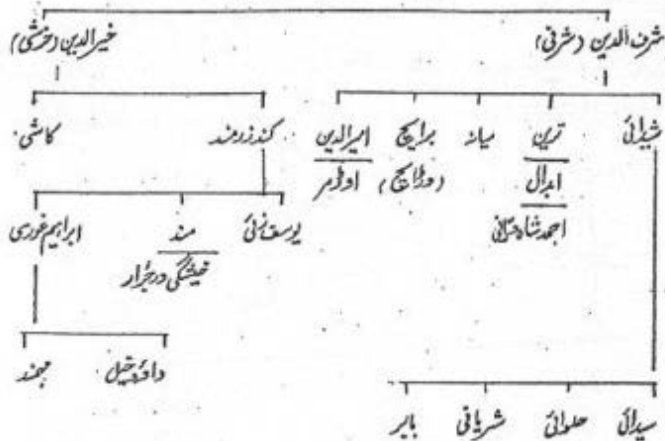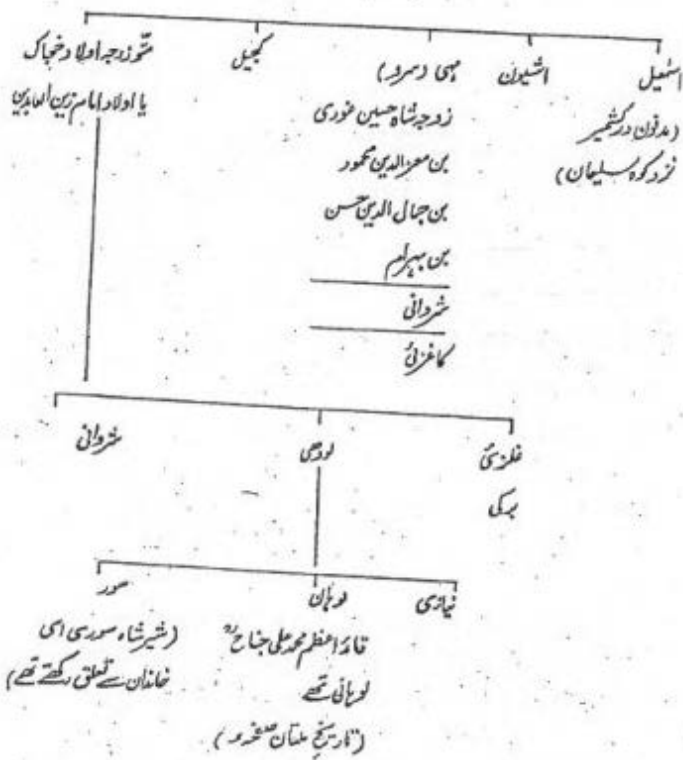
کاکر
تمنی
فرملی

(شجرۂ ضحاک)

حضرت نوحؑ
سام
ارم
جاثر
مرداس
ضحاک

بہرام
پسر
سلطان شہاب الدین غوری
(بہرام فریدون کے عہد میں غور میں سکونت اختیار کی تھی)

جمال الدین حسن
معز الدین محمود
شاہ حسین غوری
زوج
بی بی (مرو) بنت
بطن (شیخ بیت)

اقتباس از تاریخ افغاناںؔ[1]

شیر محمد خان گنڈا پور مصنف تاریخ افغاناں نے اپنی کتاب میں ؔ ایسے پٹھان قبیلوں کے نام گنوائے ہیں جو صحیح النسب سید ہیں مگر پٹھانوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں :-

(۱) بختیار (۲) مشوانی (۳) ستوریانی (۴) مینی (۵) وروگ (۶) خوندی (۷) سیدزئیؔ ،
(۸) عزشین (۹) کرلیؔ -

بنوں شہر کی بستی شیخاں کے شیخ صحیح النسب سید ہیں جو شیخ کہلاتے ہیں -

مصنف ریاض الانساب گلستان دوم میں رقم طراز ہیں :-

" سادات افغاناں لانگ ، خوندی ، داؤدی منتہی می شوند با ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ "

---

[1] تاریخ افغانستان صـ ۲۷۷ ،
(تذکرہ سادات دو دست محمد خلیل از مولانا محمد عطا کاظمی صـ ۱۶)
(تذکرہ سادات سرو دست محمد خلیل صـ ۱۷،۱۹)

اقتباس از تاریخِ افغانستان[1]

اگر آج کل افغانستان کے کوہساروں اور مشرقی خراسان کی طرف نظر دوڑائی جائے تو ان قبائل کے درمیان ایک عظیم قوم پشتون / پختون ملتی ہے جن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے متجاوز ہے۔ افغان کی چونتیسویں پشت میں قیس تولّد ہوئے جن کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا گیا جو ۴۲ھ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے:۔

(۱) غرغشت (۲) بیتنیؒ (۳) سرہ بن

یہ لوگ کوہ سلیمان کے اطراف میں سکونت رکھتے تھے۔ قیس عبدالرشید ہر وقت اپنی اولاد کے لیے طلب خیر کرتے تھے اور دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے آخر کار اللہ نے ان کی اولاد کو نوازا۔ ان کا بڑا بیٹا غرغشت اقبال بلند ہوا۔ اس نے مردانگی میں نام پیدا کیا۔ وہ صاحب زبان تھا اور بیان پر قدرت رکھتا تھا۔ وہ علم و یقین سے مالا مال تھا۔ آج ان کی اولاد میں اکثر علما اور فضلا گزرے ہیں جو روحانیت پر فائز تھے۔ جو خاص طور پر "کاکر" کہلاتے ہیں۔ جن کا مسکن وادی ژوب و پشین ہے جن میں بڑے بڑے دانشمند اور صاحب دلان گزرے ہیں۔

دوسرا فرزند بیتنیؒ بڑا شہ زور اور شجاع تھا۔ ان کی اولاد غلجی یا خلجی کہلاتی۔ ہے جن کا منصب سپہگری ہے۔ ان میں بڑے بڑے جنگجو سپہ سالار اور حکمران گزرے ہیں۔

تیسرا فرزند "سروبن" یعنی سارہ کا بیٹا تھا۔ واضح ہو کہ سارہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بیٹی تھیں اور قیس عبدالرشید کی زوجہ اس لیے تیسرے بیٹے ماں کے نام پر سرہ بن کہلائے۔ سروبن کی اولاد میں حکمران گزرے ہیں مثلاً قبائل ابدالی (درانی) اور دوّانی وغیرہ جو زمانہ قدیم سے لے کر اسلام افغانستان کے حکمران رہے ہیں۔ گویا عبدالرشید کی اولاد تین طبقوں میں منقسم ہو گئی:۔

(۱) غرغشت (روحانی) (۲) بیتنیؒ (جنگجو) (۳) سروبن (حکمران)

---

[1] تاریخ افغانستان ص ۵۹۴، ۵۹۵

قدیم افغانستان

بطلیموس نے جغرافیہ کے نقشے میں افغانستان کو ایرانی صوبہ خراسان کے ساتھ ملا کر "آریانہ"
کا نام دیا تھا جس کے سبب لوگ افغانیوں کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہودیوں
کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کی بھی حضرت ابراہیمؑ سے نسلی نسبت برداشت ہی نہیں کر سکتے
وہ تو صرف ان لوگوں کو اولادِ ابراہیمؑ سمجھتے ہیں جو حضرت عزیر اور نحمیاہ ساقی کے زمانے میں بیت المقدس
واپس آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ قحطان کی اولاد قبائلِ عرب کو بھی حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت
اسمٰعیلؑ کی اولاد ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہرحال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ افغانی حضرت
یعقوبؑ کے چھوٹے بیٹے بن یامین کی اولاد میں سے ہیں جن کا قبیلہ فلسطین سے بنی اسرائیل کی
تیسری جلاوطنی کے وقت ان سے چھوٹ کر کہیں لاپتہ ہو گیا تھا اور شاید مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اس
روایت کی تائید بنی اسرائیل کے افسانوں سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمارا ایک قبیلہ رات
کے دھندلکے میں راستہ بھول کر مشرق کو چلا گیا تھا جو پھر کبھی نہ مل سکا۔"

افغان اپنے سلسلۂ کوہ کو کوہِ سلیمان کہتے ہیں اور چوٹی کو تختِ گاہِ سلیمانؑ کے نام سے موسوم
کرتے ہیں اسی لیے بعض لوگ اپنے آپ کو سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ ۵۴۰ ق م میں بلخ پر ایرانی بادشاہ کیخسرو
نے قبضہ کر لیا اور یہیں سے اس نے وادیٔ کابل اور پھر ہند کی طرف فاتحانہ یلغار کی۔ ۳۳۰ قبل مسیح میں
سکندرِ اعظم ہرات، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا ہندوستان میں داخل ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد
مفتوحہ علاقے اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے شمال مغربی حصے کے ساتھ افغانستان
کے بڑے علاقے پر تقریباً دو سو سال تک یونانیوں کی حکومت قائم رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یہاں
یوہ چی کے کشان قبیلہ کا قبضہ رہا جس میں کنشک بڑا نامور حکمران گذرا ہے۔ اس کے بعد سفید ہون کا دور
چوتھی صدی کے اواخر میں آیا جنہیں ایران کے ساسانی بادشاہوں نے ختم کیا۔ وادیٔ کابل میں پانچویں صدی
عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک مقامی سرداروں کی آزاد حکومتیں رہیں۔ بعد ازاں افغانستان کے باقی

(اقتباس از تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی رحمہ)

علاقوں پر ساسانیوں کے ماتحت سردار اور شہزادے حکمرانی کرتے رہے۔

افغانیوں اور عرب یہودیوں کے مابین زمانہ قدیم سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ جب عرب کے یہودی اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اپنے سردار قیس کو ایک جماعت کے ساتھ عرب بھیجا جن کا نسب سینتالیسویں پشت میں بنو اسرائیل سے اور بچپن واسطوں سے حضرت ابراہیم ؑ سے ملتا تھا۔ یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب عطا فرمایا اس لیے کہ ان کا نسبی تعلق سلاطین بنی اسرائیل کی نسل سے تھا۔ افغانیوں کی یہ جماعت فتح مکہ کی مہم میں بھی شریک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور ان کے ساتھ اہلِ مدینہ کی ایک جماعت خراسان اور غور تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ حضرت قیس عبدالرشیدؓ افغانستان آکر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ ان کی کوششوں سے سارے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس عبدالرشیدؓ ۸۷ سال کی عمر میں ۴۰ھ میں انتقال کر گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ "شاول" کی اولاد میں سے تھے۔ بہر حال اصطلاحی طور افغان کو متعدد مختلف تلفظ میں لکھا گیا ہے مثلاً عنعنہ جمع عنعنون، اغوانہ، الاغوان وغیرہ۔

(تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی" مترجم مولانا عبدالقدوس ہاشمی ص ۴۲، ۴۳، ۷۰، ۷۱، ۷۷، ۷۸، ۷۹، طبع اول)

نوٹ ۱: حضرت ابراہیم ؑ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ۶۰ پشتیں گزری ہیں۔ چونکہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ حضور ؐ کے ہمعصر تھے اس لیے ان تک بھی ۶۰ واسطے ہونے چاہئیں لیکن صرف ۵۵ واسطوں کا شمار ہوتا ہے اور پندرہ واسطے تحقیق طلب ہیں۔ (مولف)

۲: حضرت قیس عبدالرشیدؓ کی جماعت فتح مکہ کی مہم میں شریک تھی اس لیے وہ بھی ناتھمان مکہ میں شامل تھے۔ لہٰذا یہی لفظ ناتھمان سے نتھان ہو گیا اور پشتو تلفظ کے سبب لہجہ میں "پٹھان" کہا جانے لگا یعنی حرف "ن" "پ" سے بدل گیا اور "ت" "ٹھ" سے بدل گیا۔ (مولف)

امیر کرور سوری پہلوان

تاریخ سوری میں درج ہے کہ امیر کرور ولد امیر فولاد مندیش اور غور کا امیر تھا جسے جہان پہلوان کہتے تھے۔ اس نے قلعہ غور و قصدر کو فتح کیا تھا۔ وہ ایسا زبردست پہلوان تھا کہ بیک وقت سو دلاور جنگجو سے جنگ کر سکتا تھا۔ وہ موسم سرما زمینداور میں گزارتا تھا جہاں مندیش کی طرح اس کا قصر تھا۔ جہاں سیر و شکار اور عیش و عشرت کے مواقع میسر تھے۔ وہ بنو امیہ کے خلاف جنگ میں ابو العباس سفاح اور ابو مسلم خراسانی کا معاون و مددگار رہا تھا۔ عباسیوں کی دعوت کے موقع پر امیر کرور نے فخریہ اپنے رزمیہ اشعار پڑھے۔ جو محمد بن علی بستی نے تاریخ سوری میں لکھا ہے۔ امیر کرور ۱۵۴ھ میں پوشنگ (ہرات) کی جنگ میں کام آیا۔

امیر کرور کے رزمیہ اشعار

بازو شمشیر من ہرات و جروم را فرا گرفتہ
در غرج و بامیان و تخار نام مرا برائے درمان در دعا ذکر می کنند
در روم روشناسم — پہلوان تری از من نیست
تیر ہائے من بر مروی بارد و دشمن از من می ہراسد
بر سواحل ہریوا لرزد میروم و پیادگان از چشم می گریزند
دلاوران از من می لرزند — پہلوان تری از من نیست
زندگی را بہ سرخروئی شمشیر فتح کردم، دودمان سوری را بہ سرداری و باداری رسانیدم
کاکا زادگان خود را بلند بردم — پہلوان تری از من نیست
بر مردم خود مہربانی و روا داری دارم، با اطمینان ایشان را می پرورانم
وہ ہموارہ نشو و نما دہم — پہلوان تری از من نیست
حکم من بدون درنگ بر کوہسار بلند رو البت
گیتی از آن من است ستائیدگان بر منابر نام مرا می برند
روزہا، شبہا، ماہ ہا، سالہا : پہلوان تری از من نیست

(مقدمہ تاریخ افغانستان ص ۱۳۴، ۱۳۵)

شیر شاہ سوریؒ

شیر شاہ کا اصل نام فرید خان تھا وہ حسن سور کا بیٹا تھا۔ بچپن میں اس نے جونپور کے علماء سے تعلیم حاصل کی اور گلستان، بوستان، سکندر نامہ، کافیہ، عربی وحواشی اور دیگر علمی کتابوں کے اسباق وہیں ختم کئے۔ نظم ونثر اور تاریخ میں وہ کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ بڑے ہونے پر باپ نے جاگیر کا انتظام سونپا جس کو اس نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا لیکن جب حسن سور نے جاگیر کا انتظام اپنے لونڈی زادے سلیمان اور احمد کو دے دیا تو فرید خان حاکم بہار سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے دوران اس نے تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ جس پر سلطان محمد نے اسے شیر خاں کا خطاب دیا۔

تزک بابری کے مطابق ایک دفعہ شیر خاں بابر کی شاہی دعوت میں شریک تھا اس موقع پر بابر نے شیر خاں کے اطوار اور اس کی بڑھتی ہوئی خود اعتمادی کو دیکھ کر اسے اپنی حکومت کے لیے خطرہ سمجھا اور وزیر کو حکم دیا کہ شیر خاں کو گرفتار کر لیا جائے لیکن شیر خاں نے گرفتاری کے خطرے کو فی الفور بھانپ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بچ کر نکل گیا۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ ہمایوں کو شکست دے کر شیر شاہ سوری کے نام سے دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک سپاہی سے شہنشاہ بنا اور پانچ سال تک بلا شرکت غیرے ہندوستان کے طول وعرض پر حکومت کرتا رہا۔ وہ رواداری، سخاوت اور دریا دلی میں بہت مشہور تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں عوام کی فلاح وبہبود کے لیے بڑا کام کیا۔ اسی نے ۱۵۴۳ء میں ہیبت خاں نیازی کو پنجاب کا گورنر بنایا تھا۔

کارہائے نمایاں شیر شاہ سوری نے بنگال سے پشاور تک ایک جرنیلی سڑک بنوائی جو آج گرینڈ ٹرنک روڈ کہلاتی ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، شاہ رکن عالمؒ اور شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزارات پر بڑی خوبصورت مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اس کے بیٹے اسلام شاہ نے شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزار کا دروازہ بنوایا۔

شیر شاہ کے معمولات شیر شاہ کا معمول تھا کہ وہ ہر روز پچھلی رات کو بیدار ہوتا۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر

امورِ سلطنت میں مصروف ہو جاتا حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ فجر کی نماز وہ بالعموم اپنے امرائے دربار کی معیت میں باجماعت ادا کرتا پھر مختلف شعبوں کے افسران سے دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہی حاصل کرتا۔ چار گھنٹے تک وہ مختلف علاقوں سے آئی ہوئی رپورٹیں سنتا پھر اپنے احکامات جاری کرتا۔ خود جاکر فوج کا معائنہ کرتا۔ بھرتی کی خود نگرانی کرتا۔ کھانا کھانے کے بعد دربار منعقد کر کے امورِ سلطنت سرانجام دیتا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتا۔ امورِ سلطنت کے سلسلے میں اہم کام نہ ہوتا تو وہ شام تک تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رہتا۔

<u>کارہائے فلاح و بہبود</u> اس نے نادار اور بے سہارا لوگوں کے لیے خیراتی اور امدادی ادارے قائم کر رکھے تھے۔ پانچ سو اشرفی روزانہ کے خرچ سے شاہی لنگر چلتا۔ جن سے ہزار ہا مستحقین، لاچار، معذور اور مسافروں کو کھانا میسر آتا تھا۔ اس نے علماء، طلباء اور ائمہ مساجد کے لیے وظائف مقرر کیے تھے۔ انصاف اس کا سب سے بڑا فریضہ تھا۔

وہ موقع شناسی، دوراندیشی، معاملہ فہمی اور ذہانت میں علاء الدین خلجی، بابر اور نپولین کا ہمسر تھا۔

(تذکرۃ القریش والافغان از رحیم علی خاں صہ، ملتان وفیضان از عبد الرحمٰن خاں ص ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱)

اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان[1]

حضرت نوحؑ کے تین بیٹے زندہ بچے تھے (۱) حام (۲) سام (۳) یافث، حام کے چھ بیٹے تھے ہند اور سندھ وغیرہ۔

سندھ نے ملتان اور ٹھٹھہ اپنے بیٹوں کے نام پر آباد کیا۔ تیسرا بیٹا حبش اور چوتھا افرنج تھا۔ پانچویں بیٹے کا نام ہرمز تھا اور چھٹا بیٹا بوبیہ تھا۔

سام کے ۹۹ فرزند تھے:

ارشد، ارفخشد، کے، تود، یود، ارم، قبط، عاد اور قحطان وغیرہ۔

حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ارفخشد کی اولاد میں سے تھے۔ دوسرا بیٹا کیومرث تھا جو شاہان عجم کے جد امجد تھے۔ کیومرث کے چھ فرزند تھے:

سیامک، فارس، عراق، طور، دفعان اور شام وغیرہ۔

یافث شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام ارشد تھا۔ تمام مغل، ازبک، چغتائی، ایرانی اور رومی ارشد ہی کی اولاد ہیں۔ یافث کے دوسرے بیٹے کا نام چین تھا جو چینی قوم کا مورث اعلیٰ تھا۔ یافث کے تیسرے بیٹے کا نام ادریس تھا جس کی نسل سے تاجیک، غور اور القلاب ہیں۔

قیس بن عبدالرشید سے سارہ بنت خالد بن ولیدؓ کا نکاح ہوا جن سے تین بیٹے تولد ہوئے (ص۶)، فرشتہ کے بیان کے مطابق:

یہ لوگ اول پٹنہ میں آباد ہوئے اسی سبب سے اہل ہندان کو پٹھان کہنے لگے (ص۱۰)

شنسب بن صدیق حضرت علیؓ کے دور میں مسلمان ہوئے ان کی اولاد شنسبی کہلائی جو بعد میں لودھی سوری پٹھان کہلائے۔ یوسف زئی، ترنگ زئی، خیل زئی اور حسن زئی پٹھانوں کی شاخیں ہیں۔ (صفحہ ۲۳)

---

[1] تذکرۃ القریش والافغان ص۲، ۶، ۸، ۱۰، ۱۴، ۲۲، ۲۹، ۷۔

القریش والافغان

قریشی مسلمان سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الہ آباد کے اطراف میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ یہ لوگ نسلاً در نسلاً قریشی النسب منسوب ہیں۔ ان میں شجاعت، بہادری، دلیری، فیاضی اور مہمان نوازی پائی جاتی ہے بلکہ ان کے چہروں کی وجاہت بتاتی ہے کہ یہ لوگ ہندوستان کے نومسلم باشندے نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد عرب سے آئے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوارد ہونے کا واقعہ لکھتے ہوئے فرشتہ رقمطراز ہے کہ عرب و عجم کے کچھ لوگ بابا آدم کی قدم گاہ کی زیارت کے لیے کشتی میں سوار ہو کر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اتفاق سے کشتی طوفان میں پھنس کر مالابار پہنچ گئی اور یہ لوگ شہر کالی کٹ پہنچ گئے۔ وہاں کا راجہ سامری ان کے مذہب اسلام سے واقف ہوا اور باتوں باتوں میں جب شق القمر کا واقعہ سنایا گیا تو راجہ نے اس تاریخ کا روزنامچہ نکلوایا جس سے شق القمر کی تصدیق ہوتی تھی یہ دیکھ کر راجہ سامری مسلمان ہو گیا۔

سلطان پور اور الہ آباد میں یہ افغان شہاب الدین محمد غوری کی فوج کے ساتھ آئے اور مفتوحہ علاقوں میں آباد ہو گئے۔ الہ آباد میں مشہور ہے کہ چوراسی سوار شاہجہانپور سے آئے تھے اور چوراسی گاؤں کی بنیاد پڑی تھی۔ سلطان پور سے یہ لوگ تلاش معاش میں آئے تھے جو پرتاب گڑھ میں آباد ہو گئے جن کے تعلقات سلطان پور سے اب بھی باقی ہیں۔ پرتاب گڑھ کی جنوبی سرحد پر جو قریشی قبائل آباد ہیں وہ الہ آباد کی طرف سے آئے تھے اور ان کے تعلقات آج بھی الہ آباد سے ہیں۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں افغان و قریش پرتاب گڑھ میں آچکے تھے جو شاہی فوج میں ملازمت کرتے تھے۔ یہاں ان کی چھوٹی چھوٹی جاگیریں اور ریاستیں قائم تھیں۔ سندھی، ہراتی، اعوانی، لنگاہ، ترک اور جنگ جوہ رجنجوعہ، وغیرہ کا تعلق انہیں افغان اور قریشیوں سے ہے۔

مُلا مراد مؤلف سوانح خالد بن ولیدؓ نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ دراصل افغان پٹھان حضرت خالد بن ولیدؓ کی دختر حضرت سارہؓ کی اولاد ہیں اسی نسبت سے ان علاقوں کے پٹھانوں نے اپنے آپ کو قریشی کہلوانا پسند کیا اس لیے کہ ان کے نانا حضرت خالد بن ولیدؓ قریشی النسب تھے۔

انہیں قریشی خاندان میں حسن خاں ایک نامور شجاع اور بہادر انسان گزرے ہیں۔ یہاں کے قریشی حضرات نے سید احمد شہید بریلویؒ کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

مسٹر ہنٹر انگریز نے تعصب کی بنا پر اپنی کتاب "دی انڈین مسلمان" میں قریشیوں کو شیڈول کاسٹ کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔

ان قریشیوں کی ترک النسل افغانوں سے قرابت داری کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں قدیم الاسلام تھے اور شجاعت و بہادری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان قریشیوں کی قرابت داری جن پٹھانوں سے ہوئی وہ شنسبی نسل کے تھے جن کا سلسلۂ نسب غور کے رئیس شنسب بن حریق سے ملتا ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا انہیں میں لودھی اور سوری پٹھان بھی شامل ہیں بلکہ انہیں میں اعوان، یوسف، یغمان بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان سب کو قریشی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے ناموں کے ساتھ "خان" بھی لکھتے ہیں جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کا مفہوم "سردار" ہے۔ مشہور ہے کہ سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الٰہ آباد کے اہل قریش پٹھانوں سے تعلق کی بنا پر ہی مغلوں کے زیر عتاب رہے۔

(تذکرۃ القریش والافغان از رحم علی خان ص ۱۱، ۱۳، ۱۷، ۲۲، ۲۵، ۷۹، ۸۹، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲)

روہیل کھنڈ اور روہیلہ افغان

(شجرۂ نسب ۵۹م)

روہیلکھنڈ یوپی کے بریلی، پیلی بھیت، مرادآباد، سنبھل، رام پور، بدایوں، نجیب آباد اور شاہ جہانپور پر مشتمل ہے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں روہیلہ افغانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا جب سے یہ روہیلکھنڈ کہا جانے لگا۔

مستند تاریخی روایتوں کے مطابق اس قبیلہ کے کچھ لوگ محمود غزنوی کے ہمراہ برصغیر میں وارد ہوئے واپسی میں افغانی علاقہ "روہ" کو سکونت کے لیے پسند کیا اور مستقل آباد ہوگئے اسی لیے یہ روہیلہ افغان کہلائے۔ ساتویں صدی عیسوی کے نصف اوّل میں اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ قیس اپنا قدیم مذہب "اسرائیلیت" کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے اور قیس عبدالرشید کہلائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق دیدار میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ۶۳۲ء میں وصال ہوچکا تھا۔ قیس عبدالرشید چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے جہاں ان کی شادی حضرت خالد بن ولید ؓ کی صاحبزادی حضرت سارہ سے ہوئی۔ قیس عبدالرشید اپنے وطن افغانستان واپس آگئے جہاں ۴۱ھ مطابق ۶۶۱ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت سارہ کے بطن سے ان کے ہاں تین فرزند تولد ہوئے۔

(۱) سترہ بن (۲) غور غشت (۳) اُوربتین

روہیلکھنڈ کے آخری نامور حکمراں حافظ رحمت خاں سترہ بن کی اولاد میں تھے۔

شجرۂ نسب "حافظ رحمت خاں بن شاہ عالم خاں بن محمود خاں بن شہاب الدین خاں بن دولت خاں بن بہلول خاں بن داؤد خاں بن بیشرایخ خاں بن شرف الدین سرجنون بن سترہ بن بن قیس عبدالرشید"

سلطان محمود غزنوی اس قبیلہ کی شجاعت کے باعث "بتان" لقب دیا جس کا مفہوم ہے "جہاز کا پشتیبان" جو بعد میں "پٹھان" بن گیا۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی از فقیر ماما میاں چشتی قادری پیلی بھیتی صہ ۱۶۳، صہ ۱۶۴)

حافظ رحمت خاں

(شجرۂ نسب صفحہ ۵۹۰)

حافظ رحمت خاں اپنے آبائی قصبہ "تورشہامت پور" میں سنہ ۱۷۰۸ء میں تولد ہوئے۔ والد ماجد کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علم دین کی تکمیل کی۔ بعد ازاں سپہ گری کی تربیت پائی۔ بدخشانی گھوڑوں کی تجارت کے سبب تاجر کہلائے۔ آپ کے پردادا شہاب الدین (کوٹھا بابا)، عالی مرتبہ اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کا اصل گاؤں حدود قندھار میں "شوراپک" تھا مگر یوسف زئی قبیلہ سے رشتہ داری کے سبب ضلع اٹک کے مقام لنگر کوٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہزارہ میں آپ کے معتقدین کا سلسلہ وسیع تھا اس لیے ان کا مزار ہزارہ میں مرجع خلائق ہے۔ حافظ رحمت خاں کے والد مولانا شاہ عالم خاں کا مزار بدایوں اور آنولہ کے وسط میں واقع ہے۔ نواب علی محمد خاں نے اپنے مشیروں کے مشورہ سے حافظ رحمت خاں کو افغانوں کی سرپرستی کے لیے خط لکھا۔ مسلسل تقاضوں کے بعد حافظ رحمت خاں اپنے تین دوستوں (۱) شیخ کبیر (۲) گل شیر خاں اور (۳) ملاحت خاں کے ساتھ ہندوارد ہوئے۔ آگے چل کر ان تینوں نے پیلی بھیت کو اپنا مستقر بنایا۔ حافظ رحمت خاں کے حسن اخلاق اور حسن تدبر سے افغانی متحد ہو گئے اور بہت جلد یعنی سنہ ۱۷۳۵ء میں روہیلکھنڈ کی حکومت قائم ہو گئی جسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے سنہ ۱۷۴۲ء میں نواب علی محمد خاں کو اس علاقہ کا حاکم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ سنہ ۱۷۴۴ء میں حافظ رحمت خاں نے کمایوں اور الموڑہ کو فتح کیا۔ بادشاہ دہلی نے انہیں شاہی خلعت کے ساتھ حافظ الملک کے خطاب سے نوازا۔ سنہ ۱۱۶۲ھ مطابق سنہ ۱۷۴۹ء میں نواب علی محمد خاں نے حافظ الملک کی قابلیت دیکھ کر حکومت حافظ رحمت خاں کے سپرد کر دی۔ آپ برسر اقتدار آکر شاہ دہلی سے تعلقات کو مستحکم کیا اور بریلی کو اپنا مرکز بنایا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کا معرکہ پیش آیا۔ حافظ رحمت خاں نے ۵ لاکھ مرہٹہ فوج کے خلاف شاہ دہلی کی مدد کی اور مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ سنہ ۱۱۸۸ھ مطابق سنہ ۱۷۷۴ء میں اودھ

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی صفحہ ۱۷)

کا حکمراں شجاع الدولہ انگریزوں سے ساز باز کر کے ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر شاہجہان پور میں داخل ہوا۔ کرنل چمپین نے اپنی فوج کا رخ پیلی بھیت کی طرف کیا۔ عین حالتِ جنگ میں حافظ رحمت خاں کے ایک فوجی سردار احمد خاں نے غداری کی اور دشمن سے مل گیا جس سے جیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہوگیا۔ توپ کا ایک گولہ حافظ الملک کے سینہ میں لگا اور وہ گھوڑے سے گرتے ہی شہید ہو گئے۔

خاندان روہیلہ

اولاد وڑائچ خاں بن شرف الدین شرفو بن سڑن بن قیس عبدالرشید ؓ

سعید اللہ خاں شجاعت جنگ (منصب ششش ہزاری قندھار سے دہلی آئے)
سعادت یار خاں
محمد اعظم خاں
حافظ محمد کاظم علی خاں
مولانا رضا علی خاں
مولانا نقی علی خاں
اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی ؒ

داؤد خاں
بدل خاں
دولت خاں
شہاب الدین خاں
محمود خاں
شاہ عالم خاں
حافظ رحمت خاں روہیلہ ؒ
(شہید بریلی، روہیلکھنڈ)

نوٹ: تحقیق کی رو سے شجرہ میں ۲۲ اسماء کم درج ہو گئے ہیں۔
(سوانح اعلیٰحضرت از فقیر مانا میاں بیل بھیتی صـ۱۱، ۱۷، ۱۹۷۲ء)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبتاً پٹھان مسلکاً حنفی مشرباً قادری اور مولداً
بریلوی تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد نقی خاں (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء) اور جد امجد
کا نام مولانا محمد رضا خاں (متوفی ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء) تھا۔

مولانا محمد رضا خاںؒ (جد امجد) ولادت ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں ہوئی ۲۳ برس کی
عمر میں منقولات اور معقولات سے فارغ ہوئے۔ بڑے عابد و زاہد اور خلیق تھے۔ وعظ میں بلا کی تاثیر
تھی، خلوت پسند تھے، اتباع سنت میں بے نظیر تھے، اپنے عہد کے ممتاز عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔

مولانا محمد نقیؒ (والد ماجد) آپ کی ولادت یکم رجب ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں ہوئی
اپنے والد سے اکتساب علم کیا۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ میں مارہرہ، یوپی کے شاہ آل رسول احمدی
(متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا
خاں بھی اسی وقت ان سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مکہ مکرمہ میں سید احمد زینی
دحلان مکی سے مکرر سند اجازت حدیث حاصل کیا۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں
۵۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی کل تصنیفات میں ۲۵ کتابیں
قابل ذکر ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔
محمد نام رکھا گیا۔ لیکن جد امجد نے "احمد" تجویز کیا۔ یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام "المختار" ۱۲۷۲ھ رکھا گیا
مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے درج ذیل علماء سے اکتساب علم کیا۔

(۱) مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۰ء
(۲) مولانا محمد نقی خاں (والد) متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء
(۳) سید احمد زینی دحلان مکی (متوفی ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء

حیات رضا خان بریلوی صفحہ ۸۴ تا ۲۴۰

(۴) شیخ سراج عبدالرحمن مکی (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء)
(۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری (متوفی ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء)
(۷) مرزا غلام قادر بیگ (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۸) مولانا عبدالعلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

مولانا بریلوی کا سلسلۂ اسناد درج ذیل علماء سے ملتا ہے۔

۱- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء)
۲- مولانا عبدالعلی لکھنوی (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء)
۳- شیخ عابد سندھی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مولانا بریلوی حج بیت اللہ کے لیے مسافر ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حاضری دی۔ مولانا نے ۵۵ علوم و فنون کی تحصیل کی مثلاً

(۱) علم قرآن	(۲) علم حدیث	(۳) اصول حدیث	(۴) فقہ حنفی
(۵) کتب فقہ	(۶) اصول فقہ	(۷) جبل مذہب	(۸) علم تفسیر
(۹) علم العقائد والکلام	(۱۰) علم نحو	(۱۱) علم صرف	(۱۲) علم معانی
(۱۳) علم بیان	(۱۴) علم بدیع	(۱۵) علم منطق	(۱۶) علم مناظرہ
(۱۷) علم فلسفہ	(۱۸) علم تکسیر	(۱۹) علم ہیئت	(۲۰) علم حساب
(۲۱) علم ہندسہ	(۲۲) قرأت	(۲۳) تجوید	(۲۴) تصوف
(۲۵) سلوک	(۲۶) اخلاق	(۲۷) اسماء الرجال	(۲۸) سیر
(۲۹) تواریخ	(۳۰) لغت	(۳۱) ادب مع جملہ فنون	(۳۲) ارثماطیقی
(۳۳) جبر و مقابلہ	(۳۴) حساب سینی	(۳۵) لوغارثمات	(۳۶) علم التوقیت
(۳۷) مناظر و مرایا	(۳۸) علم الاکر	(۳۹) زیجات	(۴۰) مثلث کروی
(۴۱) مثلث مسطح	(۴۲) ہیئت جدیدہ	(۴۳) مربعات	(۴۴) جفر

(۴۵) زائرجہ (۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی
(۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر ہندی (۵۱) نثر فارسی (۵۲) خطِ نسخ
(۵۳) خطِ نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید (۵۵) علم الفرائض۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے تیرہ سال ۱۰ مہینے چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ سنہ ۱۸۶۹ء کو اپنے والد کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ مولانا نے اپنے فتووں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ ردِ بدعات اور احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا بریلوی ماہر فقیہہ، محقق اور مبلغ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ایک عظیم مذہبی تھے۔ مولانا شاہ جعفر پھلواروی بہاری تحریک خلافت میں مولانا کے حریف تھے۔

وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ سنہ ۱۹۲۱ء کو بروز جمعہ مولانا کا وصال ہوا۔

صاحبزادگان (۱) مولانا حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۶۲ھ سنہ ۱۹۴۳ء) (۲) مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں۔

صاحبزادیاں (۱) مصطفائی بیگم (۲) کنیز حسن (۳) کنیز حسین (۴) کنیز حسنین (۵) مرتضائی بیگم۔

خلفاء حرمین شریفین میں مولانا کے خلفاء کی تعداد ۳۰ ہے۔

مشہور خلفاء پاک و ہند (۱) مولانا محمد ظفر الدین بہاری (۲) مولانا سید محمد دیدار علی الوری والد ابو البرکات (۳) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اشرفی قادری (۴) مولانا احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی (۵) پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف میر داوی بہاری (۶) مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی (والد مولانا شاہ احمد نورانی) (۷) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۸) قاضی عبد الوحید عظیم آبادی۔ مولانا کے کل خلفاء کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

مولانا کے حلقۂ احباب کے ممتاز علماء و صوفیاء (۱) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (۲) شاہ وصی احمد سورتی (۳) شاہ علی حسین کچھوچھوی (۴) شاہ عبد اللہ الہ آبادی (۵) مولانا رحیم بخش بہاری (۶) شاہ عبد الغنی سہسرامی۔

مولانا کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ خاں کے تلمیذ رشید مولانا محمد مفتی اعجاز ولی خاں نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ لکھی ہیں۔

حِصّۂ دُوم

باب ۳۱
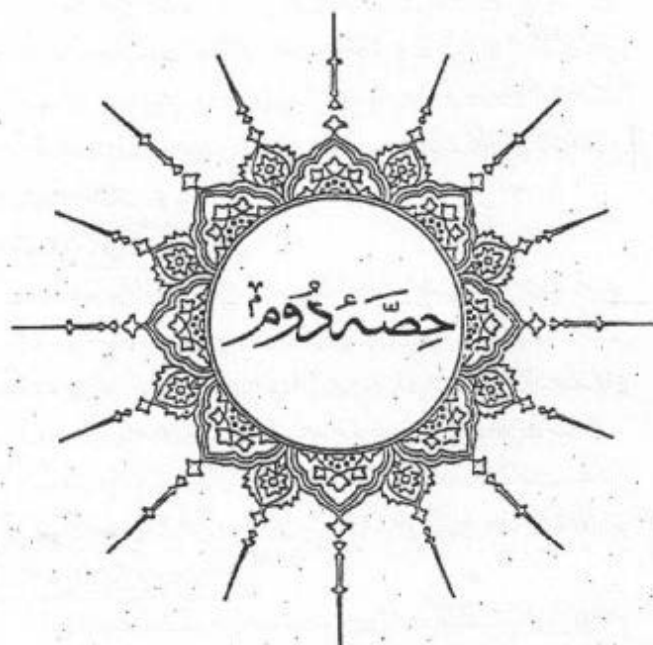
تبع تابعین و دیگر صوفیاء کرام

حاجی ترابیؒ

آپ کا نام شیخ ابوتراب تھا لیکن آپ حاجی ترابی کے لقب سے مشہور تھے۔ شیخ ابوتراب بنی عباس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں پر حاکم مقرر ہوتے۔ شیخ ابوتراب کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے شہید ہو کر وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک موضع "گجو" اور موضع "کودی" کے درمیان ٹھٹھہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک کے گنبد پر جو کتبہ نصب ہے اس میں سن تعمیر ۱۱۷۷ھ درج ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن ہاشمی قریشیؒ

حضرت عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی النسل تھے۔ تیسری پشت میں نسب حضورؐ سے ملتا ہے۔ یہ وہ واحد تابعی ہیں جنہوں نے دریائے سندھ عبور کر کے جھنگ کے مضافات میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں ۳۷ھ میں تولد ہوئے۔ حجاج بن یوسف سے انتہائی پامردی کے ساتھ لڑتے رہے پھر کرمان اور ہرات ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور دریائے سندھ عبور کر کے قصبہ پیر عبدالرحمٰن کا علاقہ ہندو راجہ کو شکست دے کر قبضہ کیا۔ آپ کا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا۔ قصبہ پیر عبدالرحمٰن ضلع جھنگ میں مزار مرجع خلائق ہے

شیخ ابوحفص ربیع صبیح سعدی بصریؒ

آپ تابعی اور محدث تھے۔ وطن بصرہ تھا۔ سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ مجاہدین اسلام کے ساتھ سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ بصرہ کے اولین مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نہایت عابد و زاہد اور قائم اللیل بزرگ تھے۔ حضرت سفیان ثوری حضرت امام شافعی اور امام محمد کے استاد

---

[۱] تذکرۂ اولیائے سندھ ص ۱۰۸ اور ۱۰۹، مخدوم جہانیاں جہاں گشت ص ۲۳،

[۲] تحفۃ الکرام جلد سوم ص ۲۵۳،

حضرت ریکیع آپ کے شاگرد خاص تھے۔ سنہ ۱۶۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک ضلع ٹھٹھہ کے قصبہ گجو سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

شیخ کبیر ابو علی سندھی

سندھ کے اہل معرفت میں بلند پایہ بزرگ تھے جن سے بایزید بسطامیؒ نے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ کا شمار عالم اسلام کے اکابر صوفیا اور علماء میں ہوتا ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ دیبلی سندھیؒ

ابوالعباس شیخ احمد بن عبداللہ بن سعید دیبلی جلیل القدر سندھی عالم و عارف تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حصول علم کے لیے مکہ مکرمہ، بغداد، البصرہ، بیروت، دمشق، نیشاپور کا سفر اختیار کیا۔ مختلف فقہا اور محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بلند پایہ محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے مزاج پر فقر اس قدر غالب تھا کہ صوف کا لباس پہنتے۔ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ جوتی میسر نہ ہوتی تو ننگے پیر ہی چلتے۔ سنہ ۳۴۳ھ میں نیشاپور میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ حیرہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ بایزید بسطامیؒ

آپ کے والد کا نام محمد عیسٰے تھا۔ آپ سنہ ۱۶۱ھ یا سنہ ۱۸۸ھ میں بسطام میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام شیخ محمد طیفور ہے۔ تعلیم و تربیت بسطام میں ہوئی۔ آپ نے تیس سال شام میں گزارے۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے سلسلہ اویسیہ میں فیض پایا۔ تیس سال عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں گزارے۔ حج کیا اور روضہ رسول پر حاضری دی۔ آپ ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار بسطام میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سرمد شہید

آپ ایک مجذوب تھے۔ شاہجہاں بادشاہ کا بڑا بیٹا شہزادہ داراشکوہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ آپ فارسی زبان کے بڑے شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کی رباعیات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار پرانوار دہلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

لہ آبشار اولیا صفحہ ۱۶۷،

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ برہنہ رہتے تھے اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ "لا الٰہ" کہتے تھے مگر "الا اللہ" نہیں کہتے تھے۔ وجہ برہنگی کو تو قتل کا موجب قرار نہیں دیا گیا لیکن پورا کلمہ نہ پڑھنے پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب جلاد چمکیلی تلوار لے کر آیا تو آپ مسکرائے اور جب تلوار نے سر جدا کیا تو پورے کلمہ کی آواز سنائی دی۔

(خم خانۂ تصوف ص۳۴۳، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب)

امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ

سمرقند سے ۲۰ کلو میٹر دور کشنگ محمد بن اسمٰعیل بخاری واقع ہے۔ اس ایک گاؤں کشنگ کہلاتے ہیں یہاں امام بخاری نے رحلت فرمائی تھی۔ یہاں ان کا روضہ ہے اور ایک بڑی مسجد ہے۔ وسط ایشیا کے زائرین زیارت کو آتے ہیں۔ یہ روضہ کئی عمارتوں پر مشتمل ہے جو اینٹوں سے بنی ہوئی ایک قوی الجثہ دیوار کے عقب میں ایستادہ ہیں چنار کے چھ سایہ دار درخت نے اس کشادہ ایوان پر سایہ کر رکھا ہے جہاں معتقدین آرام کرتے ہیں۔ مقبرہ نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ امام محمد بخاری کے والد ابو حسن اسمٰعیل بخارا کے ایک ممتاز مدرس تھے۔ امام بخاری جب سولہ سال کے ہوئے تو انہوں نے حدیث پر وہ تمام کتابیں پڑھ لیں جو بخارا کے مصنفوں نے لکھی تھیں لیکن ان کو صرف ان کتابوں سے تسلی نہیں ہوئی انہوں نے دیگر اسلامی ثقافت کے اہم مراکز کا سفر کیا۔ بغداد، بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ، مکہ اور مدینہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار محدثوں سے حدیث کا درس لیا۔ ان کی عقل و دانش اور علم کا چرچا عالم اسلام میں پھیل گیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے اہم اور قابل قدر صحیح بخاری ہے۔ اس کتاب کو تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث کی اہم نصابی کتب قرار دیا گیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ بخارا میں رہتے تھے اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اختلافات کی بنا پر امام بخاری سمرقند چلے گئے لیکن راستہ میں وہ بیمار ہو گئے۔ ۳۰ رمضان ۲۵۶ھ کو انہوں نے ہرتنگ کے گاؤں میں وفات پائی۔ سوویت ازبکستان کے مسلمان اس عظیم اسلامی مفکر کے مقبرے کی بڑی محنت کے ساتھ دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ہرتنگ کا نام بدل کر اسمٰعیل بخاری رکھا گیا۔ اس روضہ کی مسجد میں ہمیشہ لوگوں کا انبوہ کثیر نظر آتا ہے۔ اس محدث کی کتابیں مذہبی بورڈ کے زیر حفاظت ہیں۔ یہ کتابیں بخارا کے مدرسہ میر عرب میں نصابی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں جہاں اسلام کے مستقبل کے علماء کو تربیت دی جاتی ہے۔[1]

---

[1] ماہنامہ الحبیب چھلاری شریف اگست ۱۹۶۸ء صـ ۴۳

باب ۳۲ چند اکابر صوفیاء و علماء

حسین بن منصور حلاج ؒ[1]

حسین بن منصور حلاج ؒ بزرگ تھے۔ ایران کے شہر بیضا میں تولد ہوئے۔ واسط میں نشوونما پائی۔ بغداد آئے صوفیاء کی جماعت میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی ابوالحسن نوری اور شیخ عمرو بن عثمان مکی کی صحبت سے فیض پایا۔ ابن خفیف شیرازی نے آپ کو عالم ربانی کہا ہے۔ سہیل بن عبداللہ تستری سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں تستر سے نکلے بصرہ گئے پھر بغداد آئے۔ گدڑی اوڑھے رہتے تھے۔ ام حسین بنت ابی یعقوب سے عقد کیا اس کے بعد ہندوستان آئے۔ بعد ازاں مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ ایک سال تک حرم کے صحن میں عبادت کرتے رہے۔ شام کے وقت کوزہ میں تھوڑا پانی اور ایک روٹی لائی جاتی۔ روٹی کے چار لقمے کناروں سے توڑ کر کھاتے صرف دو گھونٹ پانی پیتے باقی روٹی کوزہ پر رکھ دیتے۔ سال بھر یہی معمول رہا۔ منصور بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابوبکر شبلی ؒ کو کہتے سنا کہ میں اور حسین بن منصور حلاج ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے راز ظاہر کر دیا اور میں چھپائے رکھا۔ سولی پر چڑھنے کے بعد شبلی حلاج کی لاش پر گئے اور فرمایا "میں نے تجھے مشتہر کرنے سے روکا تھا" حلاج پر نبوت اور خدائی کا دعویٰ غلط عائد کیا گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے قاضی کے پاس پیش کیا تو اس نے قتل کا فتویٰ لکھ دیا۔ راتوں رات حسین بن منصور حلاج کو بغداد کے پل پر پہنچا دیا گیا اور قتل کا سامان کیا گیا۔ بروز شنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۳۰۹ھ کو پل کے قریب وسیع میدان میں لائے گئے۔ جلاد ان کی پیٹھ ننگی کر کے کوڑے لگانے لگا جب ہزار کوڑے پڑ چکے تو وحشیانہ طور پر ان کا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک پاؤں اس کے بعد دوسرا ہاتھ پھر دوسرا پاؤں اس کے بعد ان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور دھڑ آگ کے شعلوں کی نذر کیا گیا۔
کہا جاتا ہے کہ منصور حلاج کا قتل خلیفۂ وقت سے سیاسی اختلاف کی بنا پر ہوا تھا۔

(نفحات الانس قلمی نسخہ ص ۲۷)

---

[1] ماہنامہ ندیم فروری ۱۹۳۹ء ص ۲۱ از ریاست علی ندوی۔

حضرت شمس تبریزؒ[1]

نام شمس الدین علی بن ملک داد تبریزی تھا۔ وہ چالیس دنوں تک کھانا نہیں کھاتے تھے کچھ دیا جاتا تو منع فرما دیتے آپ شیخ ابوبکر تبریزیؒ کے مرید تھے بعض کہتے ہیں کہ بابا کمال خجندیؒ کے مرید تھے۔ بعضوں نے شیخ رکن الدین سجاسیؒ کا مرید کہا ہے۔ (مناقب الاصفیاء صـ۱۰۳)

آپ نے حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ پر ہر وقت جذب طاری رہتا تھا آخر میں آپ حضرت جلال الدین رومیؒ کے دست حق پر بیعت کی تھی۔ اور خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا حضرت شمس تبریزؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ مرشد کی فرقت میں تڑپتے رہتے تھے۔ آپ کے بے شمار اشعار آپ کے دل کی غمازی کرتے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے حضرت شمس تبریزؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا تھا

؎ نعرۂ مستانہ خوشش می آیدم — تا ابد جاناں چنیں می بایدم

ایک دن دشمن نے شمس تبریزؒ کا کام تمام کر دیا اور آپ قتل ہو گئے۔ سن وفات ۶۴۵ھ ہے۔ شیخ شمس الدین تبریزؒ مولانا بہاء الدین کے پہلو میں مدفون ہیں۔

---

[1] نفحات الانس مناقب الاصفیاء صـ۱۰۳،

نمونۂ کلام شمس تبریزیؒ

نعت شریف

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات
نور چشم انبیاء چشم و چراغ ما توئی

در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سر ہر گنبد خضرا توئی

یا رسول اللہ تو دانی اُمّتانت عاجزاند
عاجزاں را رہنما و پیشوائے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت تو عزیزاں
مصطفےٰ و مجتبےٰ و سید والا توئی

حضرت امیر خسروؒ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیار محبوب الٰہیؒ

آپ نسلاً ترک نژاد تھے۔ آپ کی ولادت ۶۵۱ھ میں پٹیالی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر سیف الدین تھا۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب امیر خسروؒ کی عمر شریف صرف ۷ سال تھی۔ حضرت مولانا سعد الدین خطاط آپکے استاد گرامی تھے۔ معز الدین کیقباد کے عہد میں سلطان جہاں الدین عارض تھا اس نے آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایک معقول مشاہرہ مقرر کر دیا تاکہ آپ کا گذر بسر ہو سکے۔ جب جہاں الدین تخت نشین ہوئے تو انہوں نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا۔ امیر خسروؒ کی تصانیف سے اس عہد کے تاریخی حقائق پر روشنی پڑتی ہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی وفات ۶۸۶ھ میں ہوئی اس کے بعد کیقباد کو جو بغرا خان کا بیٹا تھا تخت نشین ہوا۔ کیقباد دلی کا شہنشاہ بنکر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ بغرا خان اپنے فرزند کیقباد کی تخت نشینی سے ناخوش تھا اس لیے وہ فوج لے کر صوبہ بنگال سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کی فوجوں کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی لیکن معاملہ جلد صلح پر منتج ہوا۔ امیر خسرو نے اسی موقع پر یہ قصیدہ کہا

؎ زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شُد	زہے عہد خوش چوں دو جہاں یکے شُد
پسر پادشاہے پدر نیز سلطاں	کنوں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شُد

حضرت امیر خسروؒ بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے صوفی بھی تھے اور حضرت نظام الدین اولیار محبوب الٰہیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ امیر خسروؒ کی مثنویوں میں قرآن السعدین بہت مشہور ہے حضرت نظام الدین اولیار محبوب الٰہیؒ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ ذیقعدہ ۷۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اولیار محبوب الٰہیؒ کی وصیت تھی کہ میرے محبوب کو میرے پہلو میں دفن کیا جائے لیکن اس خیال سے کہ زائرین دھوکہ نہ کھا جائیں آپ کو حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے پائتانہ میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت امیر خسروؒ وفات کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے قریب ہی آسودۂ خاک ہیں جہاں پیر و مرید دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں حضرت نظام الدین اولیار کا مزار دہلی کے نواح بستی نظام الدین اولیار میں واقع ہے جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

لہ ماہنامہ رسالہ المجیب پھلواری شریف جنوری ۱۹۶۹ء

خواجہ یحییٰ کبیر غرشتیؒ بلوچی

خواجہ کبیر یحییٰ غرشتیؒ کی ولادت ۷۰۷ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں ہوئی۔ ان کا وصال ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۳۰ء میں ہوا۔

صوبہ بلوچستان کی سرزمین بھی اللہ کے نیک بندوں کا مسکن رہی ہے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرشتیؒ بہت مشہور ہیں۔ بلوچستان میں کوہ سلیمان کے مضافات میں ایک جگہ شیر علی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ یحییٰ کبیر غرشتیؒ کی ولادت اسی موضع شیر علی میں ہوئی۔ اس زمانہ میں برصغیر میں خلجی خاندان حکمران تھا۔ یہ روایت ہے کہ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ مرد کامل کی تلاش میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشتؒ ایران و سیستان کے سفر سے واپس بلوچستان پہنچے تو وہاں ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء میں خواجہ یحییٰ کبیر غرشتیؒ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ سے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ آپ مسلسل ۱۴ برس اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ افغانستان، ایران، روس اور عرب کے مختلف شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

****

(الاحزاب)

تمہارے لیے رسول خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے ؛

خواجہ باقی باللہ دہلوی

سمرقند کے ایک اہل فضل، عالم باعمل قاضی عبد السلام خلجی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے والد ماجد سمرقند سے کابل آئے یہاں ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں خواجہ باقی باللہ تولد ہوئے۔ نام سید رضی الدین رکھا گیا۔ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مرشد اعلیٰ تھے۔ خواجہ کابل سے لاہور پہنچے۔ ایک بزرگ کے حکم پر کابل واپس گئے اور والدہ سے ملاقات کی اور خواجہ امکنگی سے بیعت ہوئے۔ ہند پہنچ کر نقشبندیہ سلسلہ قائم کیا۔ اور امام ربانی نے اس سلسلہ کو ترقی دی۔ خواجہ باقی باللہ خلق محمدی کا آئینہ تھے۔ آپ ۱۰۰۸ھ میں لاہور وارد ہوئے تھے اور دو یا تین سال مسند مشیخت پر فائز رہے لیکن اس قلیل مدت میں ایک عظیم انقلاب کی راہ ہموار کر گئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کوٹلہ فیروز شاہ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت علی ترمذی (پیر بابا) (شجرہ نسب ص۲)

آپ کی ولادت ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء میں ہوئی اور وصال ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں ہوا۔ آپ کی ولادت قندس میں ہوئی تھی بعد میں ترمذ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پہلے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی پھر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانی پت کے مشہور بزرگ شرف الدین بو علی قلندر کے مزار پُرانوار پر روحانی استفادہ کیا۔ بعد میں آپ اجمیر شریف تشریف لائے اور حضرت سالار رومی سے بیعت ہوئے پھر پشاور تشریف لائے آپ نے بونیر میں مستقل قیام فرمایا اور کوہستانی علاقہ کو اپنی خانقاہ کے قیام کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے مریدوں میں اخوند درویزہ (متوفی ۱۰۴۸ھ) جیسے متبحر عالم بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ سے لوگوں کے دلوں کو جیتا اور اسلام کو پھیلایا نیز غلط قسم کے صوفیوں کے اثرات زائل کئے۔ آپ کا مزار بونیر میں مرجع خلائق ہے۔

لہ سیارہ ڈائجسٹ حصہ دوم صہ ۲۳۳

شیخ عبداللہ شطاری صدیقیؒ

آپ کا سلسلۂ نسب پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ سلاسلِ طریقت عشقیہ، بسطامیہ کو ہند میں پھیلانے کی کوشش کی۔ مانڈو (بنگال) میں آپ نے سکونت اختیار کی۔ آپ کو دعوتِ اسماء، اذکار ابرار و اشغال میں دسترس حاصل تھی۔ آپ کی ایک مشہور تصنیف ایک رسالہ "لطائفِ غیبیہ" ہے جس میں آپ نے اسرارِ توحید و حقائقِ الٰہی کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔ مانڈو کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ایران سے عازمِ ہند ہوئے۔ آپ سات واسطوں سے بایزید بسطامیؒ کے مرید تھے۔ آپ نے کچھ دن جونپور میں قیام کیا پھر مالوہ آ گئے۔[1]

شاہ بلاولؒ[2]

آپ کے والد کا نام سید عثمان ہے۔ آپ کی ولادت ۹۷۶ھ میں شیخوپورہ (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کا نام سید بلاولؒ ہے۔ آپ شیخ شمس الدین کے مرید تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت و اجازت انہیں سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک ایک حجرہ میں تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول رہے۔ آپ بارہ مہینہ روزہ رکھتے تھے اور رات کو جاگنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے ۲۸ شعبان ۱۰۴۶ھ کو دارِ آخرت کو کوچ کیا۔ آپ کا مزار لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔

شاہ ابوالبرکاتؒ[3]

شاہ ابوالبرکات شاہ عبدالقادر کے بیٹے اور حضرت صوفی منیریؒ کے پوتے تھے آپ حضرت شاہ رکن الدین عشق کے مرید تھے اور انہیں سے آپ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد آپ عظیم آباد (پٹنہ) چلے آئے اور وہاں رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے بعد ازاں پٹنہ سے سکونت ترک کر کے آپ گوالیار تشریف لے گئے کچھ دن گوالیار میں قیام فرمایا۔ گوالیار سے سکونت ترک

---

[1] آبشارِ اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب صفحہ ۲۴۳، [2] آبشارِ اولیاء صفحہ ۲۹۶،

[3] آبشارِ اولیاء صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶،

کرکے الٰہ آباد پہنچے۔ آپ کا الٰہ آباد ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ انتقال کے کچھ عرصہ بعد آپ کی نعش الٰہ آباد سے پٹنہ (عظیم آباد) لے جائی گئی اور وہاں آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت شاہ رکن الدین عشق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سلطان سخی سرورؒ

آپ کا نام سید احمد ہے اور سلطان سخی سرور لقب، کرسی کوٹ (ملتان) میں تولد ہوئے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ محمد اسحٰق لاہوری آپ کے استاد تھے۔ غوث پاکؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ملتان کے حاکم کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ مفسدوں نے آپ کو مع اہل وعیال قتل کر دیا۔ آپ نے ۱۱۸۱ء میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار شاہ کوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

؎ آبشار اولیار ص ۱۴۸۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

علامہ عبدالحکیم ۹۸۸ھ میں سیالکوٹ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شمس الدین تھا۔ مولانا سیالکوٹیؒ نے مولانا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۰۱۷ھ) سے اکتساب علم کیا جن کے درس میں تین عظیم علمی شخصیتیں جمع تھیں مثلاً نواب سعداللہ خاں، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ۔ جہانگیر نے تصرف کے لیے معقول جاگیر عنایت کی تھی اور شاہجہان نے آپ کو مدرسہ اکبرآباد میں صدر مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے ان کو "ملک العلماء" کے خطاب سے بھی نوازا تھا۔ انہیں کے مشورہ سے شاہجہان نے غیر شرعی رسوم کو ترک کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ۱۰۲۳ھ میں آپ مجدد الف ثانی سے بیعت ہوئے تھے۔ علامہ سیالکوٹیؒ ۱۰۶۷ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا تھا جسے سکھ گردی کے زمانہ میں نقصان پہنچا تھا۔
علامہ سیالکوٹی کے نامور فرزند کا اسم گرامی عبداللہ "اللبیب" تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر ان کے علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے علامہ سیالکوٹیؒ کو "آفتاب پنجاب" کے خطاب سے نوازا تھا۔ علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کے متعلق رقم طراز ہیں:

"علامۂ زمان افتخار زمانیان است، الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند برنخاست۔"

عراق، شام اور ترکی کی متعدد درسگاہوں میں علامہ سیالکوٹیؒ کی تصنیفات داخل نصاب تھیں۔ حضرت غوث پاک کی تصنیف "غنیۃ الطالبین" کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے علامہ سیالکوٹیؒ نے کیا۔ ۱۰۵۳ھ میں علامہ سیالکوٹیؒ نے ایک عظیم الشان مدرسہ اور مسجد بھی تعمیر کی تھی۔

تصنیفات: تفسیر قرآن، اصول فقہ، کلام، منطق، نحو اور معانی کے مضامین پر علامہ سیالکوٹیؒ نے کم و بیش ۲۲ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۳۸، ۱۴۳)

انور شاہ کاشمیری

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی
انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری
معظم خاں	شیخ معظم	معظم شاہ
عبدالکبیر	شاہ عبدالکبیر	عبدالکبیر
عبدالخالق	شاہ عبدالخالق	عبدالخالق
پیر اکبر	شاہ محمد اکبر	پیر اکبر
پیر حیدر	شاہ محمد عارف	پیر حیدر
عارف باللہ	شاہ حیدر	عارف باللہ
بابا علی	شاہ علی	بابا علی
شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ
شیخ مسعود نروری	شیخ مسعودی نروری	شیخ مسعودی نروری
شاہ جنید	یکے	شاہ جنید
میرن قاسم شاہ	از اولاد سرسید	میرن شاہ قاسم
ہمران شاہ	کرمانی	عبدالرشید
ہرمز		عبدالرحمن
نوشیروان عادل		تقی اللہ
		عبدالسلام
		مجیدالدین
		عبدالرب
		عبدالوہاب
		نعمی اللہ
		نجم الانصاری
		حارث
		رومی

انور شاہ کشمیری کی ولادت وادیٔ لولاب میں موضع دودان تحصیل ہندواڑہ ضلع بارہ مولا کشمیر میں ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ بابا شیخ مسعود نروری انور شاہ کشمیری کے مورث اعلیٰ تھے۔ سات سال کی عمر میں فارسی کی بہت سی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ مولانا غلام محمد رسول پورے سے عربی پڑھی۔ صرف دو سالوں میں صرف و نحو سے فارغ ہوگئے۔ ۱۳۰۵ھ میں اپنا وطن چھوڑا۔ ضلع ہزارہ سرحد میں مزید تعلیم حاصل کی۔ وہاں دیوبند کی شہرت سنی تو دیوبند پہنچ کر علم کی پیاس بجھائی اور اپنے وقت کے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صحیح جانشین بنے۔ ۲ صفر ۱۳۵۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ ۱۳۲۶ھ کے اواخر میں آپ کی شادی سادات گنگوہ میں ہوئی تھی جن سے تین فرزند اور دو دختر تولد ہوئیں۔

دو فرزندوں کے نام یہ ہیں:-

(۱) قیصر شاہ کشمیری

(۲) انظر شاہ کشمیری

---

۱ عربی النسل مسلمان صفحہ ۲۴۷

باب ۳۲ مشاہیرِ صوفیاء بنگال و بہار

شیخ جلال سلہٹیؒ[۱]

شیخ جلال کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ محمد ابراہیم تھا۔ آپ کی والدہ سادات بخاری سے تعلق رکھتی تھیں اور مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری مدفون اوچ شریف کی صاحبزادی تھیں۔ اسی سلسلے سے سید احمد کبیر سہروردیؒ شیخ جلال کے ماموں تھے۔ سید احمد کبیر سہروردیؒ اپنے والد سے بیعت تھے۔ شیخ سید جلال الدین حیدر سرخ بخاریؒ کے چار فرزند تھے (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد غوث (۴) سید احمد کبیر سہروردیؒ۔ شیخ جلال سلہٹی مجرد کرنیائی کہلاتے تھے وہ ترکستان کے قصبہ کونیہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۲۰ ذی قعدہ ۷۴۰ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۳۴۰ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار سلہٹ میں مرجع خلائق ہے۔

مولانا شرف الدین توامہؒ

مولانا شرف الدین توامہؒ شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ کے خسرو مرشد تھے۔ مولانا شرف الدین توامہؒ ۶۵۹ھ مطابق ۱۲۶۰ء میں دہلی میں قیام پذیر تھے۔ ابو توامہؒ کی وفات ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں ہوئی۔ آپ سنار گاؤں بنگال میں مدفون ہیں۔ آپ کی دختر نیک اختر۔ بی بی بہو بادام سے حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ کا عقد ہوا تھا۔ جن کی صاحبزادی کا نام بی بی بارکہ تھا جن کا عقد مخدوم سید وحید الدین رضوی مشہدی چلہ کشؒ سے ہوا جن سے ان کی نسل جاری ہوئی۔

حضرت شاہ علی بغدادیؒ[۳]

حضرت شاہ علی بغدادیؒ کا شمار بنگال کے قدیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ وہ بغداد کے شہزادہ تھے۔ ۴۰ اولیاء کے ساتھ بنگال وارد ہوئے۔ شاہ جلال سلہٹیؒ بھی آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۷۷ء میں چلہ کھینچ کر دروازہ بند کر لیا۔ ۴۰ دنوں کے بعد دروازہ کھلا تو وصال ہو چکا تھا۔ آپ کا مزار نزاح ڈھاکہ میر پور میں مرجع خلائق ہے۔ مزار کی تعمیر ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

۱۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۴۶ ۲۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۴۵

۳۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۱

شیخ علاء الدین علاء الحق بن اسعد لاہوریؒ

صحیح النسب ہاشمی تھے۔ سلسلہ نسب خالد بن ولید سے ملتا ہے۔ اخی سراج کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پنڈوہ (بنگال) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) شیخ نور قطب عالم (۲) شیخ انور۔ خلفاء میں اشرف جہانگیر مشہور ہوئے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نانا کا نام خواجہ احمد یسوی تھا۔ آپ کی وفات ۵۶۲ھ میں ہوئی۔

تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۵

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ ایرانی النسل تھے۔ لقب ابوالقاسم تھا۔ شیخ ابوسعید تبریزی سے بیعت کی۔ بعدازاں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی بیعت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ جلال نے اپنے پیرومرشد کی بڑی خدمت کی۔ مرشد کے حسب ہدایت شیخ زکریا ملتانی اور جلال الدین تبریزی ہندروانہ ہوئے۔ شیخ بہاءالدین زکریاؒ ملتان آگئے اور جلال تبریزی دہلی آکر حضرت بختیار کاکیؒ سے ملے۔ دہلی میں شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بدایوں چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد عازم بنگال ہوئے۔ پنڈوہ میں رشد وہدایت کا بازار گرم کیا۔ ۶۲۲ھ مطابق ۱۲۴۴ء میں وفات پائی بعض نے سن وفات ۶۲۲ھ / ۱۲۲۵ء لکھا ہے۔

حسین احمد منعمیؒ ابوالعلائی نے شیخ جلال تبریزی کے مزار پر حاضری دی تھی وہ آنکھوں دیکھا حال اس طرح بتاتے ہیں کہ وہ پہلے تاتارپور بھاگلپور میں شہباز بھاگلپور کے مزار پر حاضر ہوتے۔ ان کے بارے میں ایک کہاوت بہت مشہور ہے۔

چڑھے گھوڑا اڑائے باد پھر شہباز کا شہباد

کیشہار سے ادینہ پہنچے۔ ادینہ سے بیل گاڑی پر پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پنڈوہ مالدہ کے شمال مشرق میں ۷ میل کے فاصلہ پر ایک ویران شہر گور (لکھنوتی) سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حاجی الیاس شمس الدین شاہ نے ۱۳۵۳ء میں گور کے بجائے پنڈوہ کو پایۂ تخت بنایا۔ ۱۳۵۲ء میں گور پھر بنگال کا دارالحکومت تھا۔ اس وقت وہاں صرف مسجد ادینہ باقی رہ گئی ہے۔ سکندر شاہ نے ۱۳۶۹ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ گور کی طرح آج پنڈوہ بھی ویران ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لکھنوتی شہر ۳۰ کوس میں آباد تھا۔ ۱۱۹۸ء میں قطب الدین ایبک کے ایک جنرل بختیار خلجی نے اسے فتح کیا اور لکھنوتی کو صدر مقام بنایا۔ یہ ۲۰۰ برس تک بنگال کا صدر مقام رہا۔ مخدوم جلال

۱؎ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۱۳ ۲؎ تذکرہ جلال الدین تبریزی از حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی صفحہ ۲ تا ۳۴۔

تبریزی کا چیلہ بائیس ہزاری درگاہ کہلاتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ بیگھہ زمین وقف تھی۔ آپ کا مزار گوپال آسام اور بنگال کی سرحد کے نزدیک داس بونڈا کی پہاڑی پر واقع ہے جس کو کوچک یا اوچک بھی کہتے ہیں۔ ایک غار کے اندر مزار ہے۔ قبر کا نشان موجود ہے۔ چاروں طرف پتھر سے نشان لگا لا گیا ہے اب وہاں ایک سادھو رہتا ہے۔ وہاں پانچ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے مرید حاجی ابراہیم کا مزار پہاڑ کے اوپر ہے جس کا نام "سیجو باری" ہے یہ مقام گوہاٹی سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مزار پختہ ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کو آتے ہیں۔ سید محمود متولی درگاہ کا شجرہ یہ ہے سید محمود بن سید یونس بن سراج بن کریم احمد بن کفیل بن سید صلاالدین اول درگاہ بائیس ہزاری۔

ملک یونس بار ایٹ لاء

صوبہ بہار کو ملک یونس[1] بیرسٹر کی جامع و ہمہ گیر شخصیت پر ہمیشہ ناز رہے گا۔ وہ ایک بڑے قانون داں ہی نہیں بلکہ ممتاز سیاسی لیڈر اور صحافی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء میں موضع سلیم پور پیلاواں میں ہوئی جو شہر پٹنہ سے جنوب مغرب کی طرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد علی حسن مختار تھے اور بھائی ملک یوسف بیرسٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ میں ہوئی۔ پٹنہ کالجیٹ اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ مرزاپور یوپی کے ملک عبدالجبار کی دختر سے ۱۹۰۲ء میں عقد ہوا۔ ۱۹۰۲ء میں قانون کی اعلیٰ ڈگری کے لیے عازم لندن ہوئے۔

بیرسٹری کی تعلیم مکمل کرکے ۱۹۰۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔ کلکتہ ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ بعد ازاں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کرکے اتنی شہرت حاصل کرلی کہ ہندوستان کے صف اوّل کے قانون داں شمار ہونے لگے۔ جب آسودگی حاصل ہوئی تو سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔ صوبہ بہار کی بنگال سے علیحدگی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کے سرخیل سر علی امام تھے۔

بہار ینگ مین ایسوسی ایشن کے بارہ سال تک سکریٹری رہے۔ آپ بہار اسٹوڈنٹ یونین کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ صوبہ بہار کی علیحدگی سے بنگال مسلم اکثریتی صوبہ بن کر ابھرا جو آخرکار آزاد بنگلہ دیش پر منتج ہوا۔ بلاشبہ بنگالی مسلمانوں کو یہ رتبہ سر علی امام اور بیرسٹر یونس ملک کی کاوشوں کی مرہون منت ہے۔ آپ تین بار پٹنہ میونسپلٹی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں کانگریس کے سالانہ جلسہ لاہور میں بہار کی نمائندگی کی۔ بعد ازاں کانگریس سے گاندھی کے عدم تعاون کی تحریک سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ ۱۹۱۶ء میں امپیریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی بار بہار و اڑیسہ کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں انھوں نے انڈیپینڈنٹ پارٹی بنائی اور ۴۰ نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح آپ صوبہ بہار کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں صوبائی وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم

---

[1] مجلۃ الملک سنہ ۱۹۹۰ء صفحہ ۴۹ تا ۵۱ وزیر اعلیٰ ملک بدر الحسن بدر، النور سوسائٹی، کراچی

ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے عہدِ حکومت میں چند نمایاں کارنامے انجام دیے مثلاً (۱) صوبہ بہار میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جو آج تک قائم ہے جبکہ یوپی میں اردو سرکاری زبان نہیں ہے (۲) آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی امارت شرعیہ کا سرکاری ادارہ قائم کیا تاکہ مسلمانوں کے شرعی مسائل مثلاً نکاح طلاق اور وراثت کے متعلق فیصلے کیے جاسکیں جس کا مرکز آج بھی پھلواری شریف میں ہے جن کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو حق ملکیت عطا کیا گیا (۴) پٹنہ ہائی کورٹ اور بہار کونسل کی خوبصورت عمارت بنوائی۔ آپ نے پٹنہ ٹائمس کے نام سے اپنا اخبار بھی نکالا جو بہاری مسلمانوں کا انگریزی زبان میں واحد اخبار تھا۔ ۱۹۳۳ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور بیرونِ ممالک کا دورہ کیا۔ آپ نے بہار میں پرائیویٹ ریلوے کا نظام چلایا جو ہند میں پہلی مثال تھی لیکن حکومت نے اس پر قبضہ کرلیا۔ مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ ملک یونس ۱۹۵۲ء میں ۱۳ رمئی کو لندن راہی ملک عدم ہوگئے وہ بروک روڈ قبرستان لندن میں مدفون ہیں۔

حسین شہید سہروردیؒ[1]

حسین شہید سہروردی ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بنگال کے قصبہ مدناپور میں پیدا ہوئے۔ حسین شہید کے پردادا کابل میں تھے اور ان کے دادا برصغیر کے نامور ترین افراد میں تھے۔ ان کے نانا عبید اللہ العبدی عربی، فارسی کے زبردست عالم تھے۔ بحرالعلوم ان کا لقب تھا۔ حسین شہید سہروردی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سر زاہد حسین سہروردی تھا جو اپنے زمانے کے مایۂ ناز بیرسٹر تھے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی میں ایک فیکلٹی کے ڈین بھی رہے۔ اور کلکتہ ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔ حسین شہید سہروردی کی والدہ محترمہ بیگم خجستہ اختر بانو سہروردی اردو اور فارسی زبانوں کی زبردست عالمہ تھیں۔ وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا تھا۔ کلکتہ یونیورسٹی میں ایم اے فارسی کی ممتحنہ مقرر کی گئیں۔

تصنیفات

(۱) آئینۂ عبرت

(۲) کوکب دُری

ان کی دونوں تصنیفات کی بڑی شہرت ہوئی اور برصغیر ہند میں دور دور تک دھوم مچ گئی اور ان کی دونوں کتابیں عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔

حسین شہید سہروردی کے ماموں عبداللہ المامون سہروردی بنگال کے زبردست سیاستدان تھے۔ اس لیے یہ بھی سیاست میں ابھرے اور نام پیدا کیا۔

---

[1] ماہنامہ رسالہ "الامیر" کراچی دسمبر ۱۹۸۹ء

خان بہادر حاجی چودھری محمد بخش ایم ایل سی رئیس کیٹھار پور، بہار

آپ ان خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنہیں قدرت نے دولت، عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ، قومی حمیت اور دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ حکومت کے وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے سچے بہی خواہ تھے۔ حکومت نے ان کو خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کی تربیت اس طرح کی کہ وہ ان کے سچے جانشین ثابت ہو سکیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے مسٹر جمیل الرحمن انگلینڈ سے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے تو وہ اپنے والد کی تمام خصوصیات سے متصف تھے۔ آپ کا اخلاق کریمانہ تھا۔ جو ایک بار مل لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ نے سینکڑوں یتیموں، بیواؤں اور نادار طلبہ کی اعانت کی اور بیسیوں تعلیم گاہیں قائم کیں اس کے باوجود لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی آمدنی کا کاروبار اور اسٹیٹ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ہر غریب اور امیر کے ساتھ اسی انکساری و بے نفسی سے ملتے تھے جو آپ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ کاروباری مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ تلاوت اور اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں داخل ہوتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کے اخراجات کو کم کرنے کی تلقین کی اور اپنی دختر کا نکاح بھی بڑی سادگی سے کیا۔ آپ نے جہیز میں صرف ایک جلد قرآن، ایک جائے نماز اور چند پرائمری نوٹ اور چند کلمات نصائح لکھ کر اپنی لخت جگر کے حوالہ کیا جس سے ان کی روشن خیالی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ماہنامہ رسالہ ندیم گیا، بہار جون ۱۹۳۶ء صفحہ ۷ تا ۹)

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ

پیر سید جماعت علی شاہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید کریم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد ماسوں (قطب شیرازی) کی اولاد میں تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن حفظ کیا اور مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے کسب علم کیا۔ کانپور میں مولانا سید محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری سے بھی درس لیا۔ مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ حدیث کی سند مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کی۔ سلاسل نقشبندیہ میں خواجہ فقیر محمد باباجی (چورہ شریف) کے مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے ہند میں شدھی تحریک کے خلاف تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو امیر ملت کا خطاب ملا۔ برصغیر میں آپ کے لاکھوں مریدان ہیں۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں سلطان عبدالحمید، ترکی کی اپیل پر حجاز ریلوے فنڈ میں چھ لاکھ روپے جمع کروائے۔ علیگڑھ کالج فنڈ میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دلوائے۔ علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ایک دفعہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال مولانا کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہو اُسے اور کیا چاہیے۔ آپ نے کم از کم ۵۰ بار حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور میں سنہ ۱۹۰۱ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ بہ حیثیت سرپرست شریک ہوئے۔ اہل عرب آپ کو "ابوالعرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۰ھ ۳۰ اگست سنہ ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ آپ کا مزار علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے ہر سال عرس پر ہزاروں عقیدتمند شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

تصنیفات (۱) ضرورت شیخ (۲) یاران طریقت (۳) اطاعت مرشد (۴) مرید صادق۔ انکے علاوہ فضیلت تہجد پر ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ ایک رسالہ فضائل مدینہ طیبہ پر لکھا۔ آپ شاعری بھی فرماتے تھے۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۲۰

مولانا سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری ؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری برصغیر ہند کے ممتاز محدث تھے۔ مسلک اہلِ سنت کے فروغ کے لیے آپ نے پنجاب میں بڑا کام کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی سید نجف علی تھا۔ مولانا سید دیدار علی محلہ نواب پورہ ریاست الور میں ۱۲۷۰ھ میں تولد ہوئے۔

آپ کے اجداد مشہد سے اودھ کے خطہ بلگرام آئے پھر الور منتقل ہوگئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا سید نثار علی الوری سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے۔ شاہ کرامت اللہ دہلوی سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ اصولِ فقہ و معقولات کی تعلیم مولانا سید ارشاد حسین رامپوری سے حاصل کی آخر میں مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں پہنچے جہاں مولانا وصی احمد محدث سورتی اور پیر سید علی شاہ گولڑوی تلامذہ میں شامل تھے۔ مولانا احمد محدث سورتی اور مولانا دیدار علی شاہ کو حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ پنجاب میں سنیت کی نشاط الثانیہ کا سہرا سید دیدار علی محدث الوری کے سر بندھتا ہے۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ میں دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی اور تادم آخر اسی مدرسہ میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادہ علامہ ابو الحسنات لاہوری اور مولانا ابو البرکات نے ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ کو آپ کے وصال کے بعد علمی خدمت کا بیڑہ اٹھایا اور آج بھی یہ دار العلوم علامہ سید محمود احمد رضوی کی سرپرستی میں مسلک اہلِ سنت کے فروغ میں شب و روز مصروف ہے۔

اعلیٰحضرت پیر سید مہر علی شاہؒ (گولڑا شریف)

پیر صاحب کی ولادت یکم رمضان ۱۲۷۵ھ کو ہوئی۔

آپ کا شجرۂ نسب ۲۵ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک اور ۳۶ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ذریعہ امام حسن تک پہنچا ہے۔ آپ علم و تقویٰ کی بنا پر برصغیر ہند میں مجدد ولی سمجھے جاتے ہیں، علم قرآنی اور اوصافِ طریقت میں مشہور ہیں۔ ۱۲۹۵ھ میں جب محدث سورتی سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث سے سند لینے پہنچے تو پیر سید مہر علی شاہ بھی ان کے درسِ حدیث میں شامل تھے۔ دونوں اصحاب علم و فضل نے مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کوشاں رہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وفات پائی۔

تصانیف

(۱) تحقیق الحق فی کلمۃ الحق
(۲) شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح
(۳) سیف چشتیائی
(۴) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھِلَّ بہٖ لغیر اللہ
(۵) الفتوحات الصمدیہ
(۶) تصفیہ مابین سنی و شیعہ

[1] محدث سورتی صفحہ ۲۶۲
[2] محدث سورتی صفحہ ۳۲۱

پروفیسر سلیمان اشرف بہاریؒ

پروفیسر مولانا سلیمان اشرف بہاری محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل تھے۔ علوم دینی و دنیوی پر گہری نگاہ کے سبب علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے بحیثیت پروفیسر وابستہ رہے۔ مولانا سید سلیمان اشرف ۱۸۷۸ء میں موضع میر داد ضلع گیا صوبہ بہار میں تولد ہوئے۔ وہ بہار کے ممتاز سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سید محمد عبد اللہ سے حاصل کی جو جامع صفات بزرگ تھے۔ مولانا محمد احسن استھانوی سے بھی درس لیا۔

مولانا ہدایت اللہ جونپوری سے منطق اور فلسفہ کا درس لیا۔ بعد ازآں پیلی بھیت آکر محدث سورتی سے کسب علم کیا۔ ان کے پاس ایک سال قیام کیا۔ اس دوران ہر جمعرات کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی جاتے رہے۔ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی[۱] اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ مولانا کو اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ اپنے استاد کے مدرسے جونپور میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۰۷ء میں علیگڑھ کالج کے شعبۂ دینیات سے بحیثیت استاد وابستہ رہے علی گڑھ یونی ورسٹی میں بعد نماز عصر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں متعلمین اور اساتذہ سب شریک ہوئے۔ مولانا کی علی گڑھ یونی ورسٹی سے وابستگی اس وقت گویا کراماتی بات تھی۔ مولانا نے اس دور کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔ ۱۳۳۹ھ میں بریلی کے مقام پر ابوالکلام آزاد سے ترک موالات اور ذبیحہ گاؤ پر پابندی کے متعلق مناظرہ میں مولانا کو تاریخی شکست سے ہمکنار کیا۔ مولانا کثیر التصانیف عالم دین تھے۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ المبین، النور، امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت پر طویل مقدمہ آپ کے تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولانا کا وصال ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ آپ علی گڑھ میں مدفون ہوئے۔

مولانا ظفر الدین بہاریؒ

مولانا ظفر الدین بہاری ولد عبد الرزاق ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ کو موضع رسولپور میجرہ عظیم آباد بہار میں تولد ہوئے۔ ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۳۲۲ھ میں مولانا شاہ احمد حسن سے منطق پڑھی۔ مولانا عبید اللہ الہ آبادی اور مولانا عبد الرزاق۔

۱؎ محدث سورتی صفحہ ۲۷۰　　۲؎ محدث سورتی صفحہ ۲۷۵

کانپوری سے کسب علم کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ کو فاضل بریلوی سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا مایۂ ناز مدرس اور مصنف تھے ۷۹ سال کی عمر میں ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ جبکہ اردو کے ممتاز ادیب و محقق اور علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے سابق صدر عربی مختار الدین آرزو آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

تصانیف : (۱) جامع الرضوی شرح صحیح بخاری چھ جلد

(۲) حیاتِ اعلیٰ حضرت ۳ جلد

(۳) ترجمہ حسان الخیرات

(۴) اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مجموعہ

(۵) تنویر السراج فی ذکر المعراج وغیرہ

مولانا کی کل تصنیفات کی تعداد پندرہ ہے۔
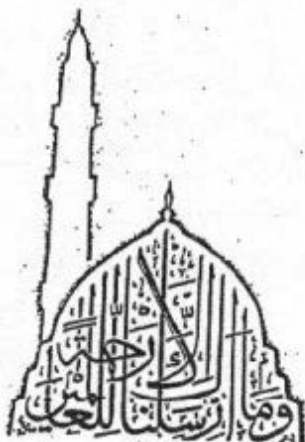
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ

آپ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء میں مراد آباد میں تولد ہوئے۔ آپ کے مورث اعلیٰ عہد عالمگیری میں مشہد سے ہندوارد ہوئے تھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم دین کی تمام مروجہ کتابیں پڑھیں اور دورہ حدیث کی تکمیل مولانا محمد گل سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے آریہ سماج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ قائم کیا بلکہ ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا دیا۔ آپ نے "السواد الاعظم" ماہنامہ بھی جاری کیا اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں تفسیر قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ نے سب سے پہلے سنہ ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا جس کے پیش نظر سنہ ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے صدارتی خطبہ میں اس کا برملا اظہار کیا۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاس میں قائد اعظم نے بھی اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں ذکر کیا۔ تقسیم ہند کا یہ تصور مولانا نے سنہ ۱۹۳۱ء میں اپنے مقالہ میں دوبارہ پیش کیا آخر کار سنہ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے لاہور کے سالانہ اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور کرلی۔ آپ نے سنہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی۔ جس میں برصغیر کے تمام جید علماء نے شرکت کی۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل علماء مشہور و معروف ہیں۔ (۱) مفتی احمد یار خان (۲) پیر کرم شاہ الازہری (۳) مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری (۴) مفتی محمد عمر نعیمی (۵) سید احمد ابو البرکات (۶) مولانا یونس نعیمی (۷) مولانا حبیب اللہ محدث (۸) مفتی محمد حسین نعیمی (۹) علامہ شاہ احمد نورانی۔

آپ کے تلامذہ نے پاکستان میں بھی مدارس کا جال بچھا دیا جن میں جامعہ نعیمیہ لاہور اور دار العلوم نعیمیہ، کراچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ سنہ ۱۳۶۷ھ میں اس دور کے عظیم ترین فاضل نے وفات پائی۔

(مقالات سعیدی از مولانا غلام رسول سعیدی صفحہ ۶۶۹)

علامہ ابوالبرکات سیّد احمد اشرفیؒ

مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن سید دیدار علی شاہ بن سید نجف علی ۱۳۱۹ھ میں الور میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسبی تعلق سادات رضوی سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے سندھ تشریف لائے۔ آپ کے استادوں میں علامہ ظہور اللہ عثمانی بھی ہیں۔ دیگر اسلامی علوم و فنون کی تعلیم آپ نے علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں آپ نے مدرسہ مراد آباد سے سند حاصل کی۔ بعد ۱۹۱۹ء میں حضرت اعلیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے آپ کو خلافت و اجازت ملی۔ ۱۹۳۵ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف کا انتظام سنبھالا۔

تصنیفات مناظرہ تمون۔ فتح المبین۔ ضیاء القنادیل۔ درس المتعلمین۔ مناظرہ ترن تارن۔ وہابیوں کی کہانی۔ آپ کا وصال ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوا۔

تذکرہ علامہ سید احمد کاظمیؒ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ آپ امروہہ (مراد آباد) میں ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ اس لئے آپ سادات اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ نے مدرسہ بحر العلوم شاہجہانپور میں تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی سے بھی درس لیا۔ دستار بندی کے وقت حضرت شاہ حسین اشرفی کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی موجود تھے۔ شاہ اشرف حسین اشرفی نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ آپ قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مستقل قیام پذیر ہوئے اور درس قرآن دیا۔ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا جس میں آپ شدید مجروح ہو گئے تھے۔ آپ نے ملتان شہر میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک عظیم الشان مدرسہ میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے دستِ حق پر بیعت کی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ سے زیادہ ہیں۔

۱؎ تعارف اہل سنت صفحہ ۲۱ ۲؎ تعارف اہل سنت صفحہ ۲۶

مولانا مفتی سید محمد افضل حسینؒ آرہ، بہار

علامہ مفتی سید محمد افضل کا نسب نامہ

"سید محمد افضل حسین بن امیر سید علی حسن بن امیر سید جعفر علی بن میر سید خیرات علی بن میر سید منصور علی"

سید محمد افضل حسین ہندوستان کے موضع بولیا ضلع آرہ صوبہ بہار میں ۱۴ رمضان ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۱۹ء کو تولد ہوئے۔ آپ حسینی سادات کے چشم و چراغ ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل

آپ نے درسِ نظامی مدرسہ فیض الغربا آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایون، اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں لیا۔

اساتذہ کرام

مولانا محمد اسمٰعیل کردی، مولانا محمد ابراہیم آروی، مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری، مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری، مولانا احسان علی مظفرپوری، شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی نور الحسین رامپوری اور شمس العلماء علامہ ظہور حسین رامپوری وغیرہ

شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی سے سندِ فضیلت حاصل کی بعد ۱۹۴۲ء میں الٰہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

تدریس

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں منصب افتا پر فائز رہے۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی رہے۔

بعد ازاں جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد سے شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے منسلک رہے۔

بیعت و خلافت

۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں کے دست پر سلاسل قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت ملی۔

۱۹۴۶ء میں سید صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ ۲۳ کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱۔ تعارف علمائے اہلِ سنت صفحہ ۵۵

چند مشہور تلامذہ

نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خان بریلی، نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خان بریلی
مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر (برطانیہ)، مولانا مفتی محمد حسین سابق ایم پی اے، سکھر (سندھ)، مولانا
جلال الدین نوری (بغداد شریف)، مولانا محمود احمد رضوی مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سید تشکیل رضا، سید تحصیل رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں۔

حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پیشین گوئیاں

سید نعمت اللہ مشہور صوفی اور درویش تھے۔ وہ "برامانے" کے رہنے والے تھے۔ ان کے آباء و اجداد سلطان محمد غوری کے دور میں ہندوستان وارد ہوئے اور ہانسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے دادا سید شرف نے مغل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے والد سید عطاء اللہ ان کے عہد طفلی ہی میں قضا کر گئے اس لیے ان کے دوست راجو خاں نے شاہ صاحب کی پرورش کی۔ تیرہ برس کی عمر میں تمام فنون سپہ گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ نعمت اللہ عہد شاہجہانی میں وفات پا گئے۔ خان خاناں شاہجہاں لودھی اور مہابت خان کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے کشف و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ احمد شاہ بہمنی نے شہرت سن کر ان کی خدمت میں ان کے مرید شیخ حبیب اللہ جنیدی کو میر شمس الدین قمی کے ہمراہ وکیل بنا کر روانہ کیا اور ان کے ذریعے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید ملا قطب الدین کرمانی کو اپنے مکتوب کے ساتھ احمد شاہ کے پاس بھیجا جس میں احمد شاہ کو "اعظم الشاہاں شہاب الدین احمد شاہ ولی" مخاطب کیا۔ اس وقت سے احمد شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ولی کا اضافہ کیا پھر خواجہ جمال الدین سنانی اور مولانا سیف اللہ حسن آبادی کو شاہ صاحب کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو دکن روانہ فرمائیں اور عوام کو روحانی فیض بخشیں لیکن شاہ صاحب نے اپنے اکلوتے فرزند شاہ خلیل اللہ کی جدائی گوارا نہ کی بلکہ اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ جب وہ احمد آباد بیدر کے قریب پہنچے تو احمد شاہ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں مسجد تعمیر کر کے اس جگہ کا نام نعمت آباد رکھا جو اب بھی قائم ہے۔ شاہ نور اللہ کو "ملک المشائخ" کا خطاب دے کر اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی اور انہیں حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ اور ان کی اولاد پر فوقیت دی۔ جب شاہ نعمت اللہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بیٹے شاہ خلیل اللہ بھی اپنے دو فرزندوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب اللہ کے ساتھ بیدر پہنچے۔ شاہ حبیب اور شاہ محب بھی احمد شاہ

(دکن اور ایران سلطنت بہمنیہ صفحہ ۲۶،۲۷، ۲۸، از ڈاکٹر معین الدین عقیل)

ولیؒ اور اس کے بیٹے شہزادہ علاءالدین بہمنی کی لڑکیوں سے بیاہے گئے۔ شاہ خلیل کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے وطن واپس چلے گئے دوسری یہ کہ وہ دکن ہی میں فوت ہو گئے۔ آخری روایت درست ہے ان کا انتقال سنہ ۱۴۲۶ء میں ہوا ان کے مقبرہ پر مغیث شیرازی نے خطاطی کی تھی اس کے قریب ہی "تخت کرمانی" نامی ایک دلکش عمارت تعمیر ہوئی۔ علاءالدین بہمنی کے دور میں جب شاہ حبیب کا انتقال ہوا تو ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہؒ سجادہ ہوئے۔ جنہیں سلطان علاءالدین بہمنی کے بیٹے سلطان ہمایوں نے مخالفت کی بنا پر قید میں ڈال دیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گئے۔ اور آخرکار قتل ہوئے۔ احمد شاہ ولی نے زرِ کثیر صرف کر کے شاہ نعمت اللہ ولی کا شاندار مقبرہ تیار کرایا تھا۔

شاہ نعمت اللہؒ نے پیشین گوئی کے طور پر فارسی میں دو ہزار اشعار لکھے جو حرف بحرف پورے ہوئے۔ عہدِ برطانیہ کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سو برس سے تجاوز کرے گی، جس سے گھبرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی۔ جنگِ عظیم کے آغاز پر پھر اس کی اشاعت ممنوع ہوئی لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب کے الہامی اشعار مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) پارینہ قصہ شویم از تا نو ہند گویم — افتاد قرن دویم افتاد از زمانہ

پرانے قصے کو چھوڑ کر ہندوستان کے پیش آنے والے واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۲) صاحب قرانِ ثانی نبیرہ آلِ گورگانی — شاہی کنند ما شاہی چوں ظالمانہ

صاحب قرانِ ثانی اور شاہانِ گورگانی کی بادشاہت ظالمانہ ہو گی۔

(۳) عیش و نشاط اکثر گردد جگر بخاطر — گم می کنند یکسر آں طرزِ ترکیانہ

وہ عیش و نشاط کی محفل برپا کریں گے اور ترکیانہ طرزِ عمل چھوڑ دیں گے

(۴) رفتہ حکومت از ایشاں آید بغیر مہماں — اختیار سکہ رانند از ضرب حاکمانہ

ان سے حکومت چلی جائے گی اور انگریزوں کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔

(۵) بعد آں شود چو جنگے بارمیان جاپاں　　جاپان فتح یابد بر ملک روسیانہ
اس کے بعد روس و جاپان کے درمیان جنگ ہوگی جس میں جاپان فتحیاب ہوگا۔

(۶) سرحد جدا نمایند از جنگ باز آیند　　صلح کنند آما صلح منافقانہ
دونوں لڑائی ختم کرکے منافقانہ صلح کر لیں گے۔

نوٹ: کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لیے جاپان نے روس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور روسیوں کو ساحل کوران سے دور بھگا دیا۔ ۱۹۰۵ء میں روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر لیا گیا مجبوراً روس نے ۱۹۰۸ء میں جاپان سے صلح کرکے اپنی سرحدیں جدا کر لیں۔

(۷) طاعون و قحط یکجا گردد بہ ہند پیدا　　پس مومناں بمیرد ہر جا از ایں بہانہ
ہند میں طاعون پھوٹ پڑے گا اور قحط سے مسلمان لقمۂ اجل بن جائیں گے۔

(۸) یک زلزلہ کہ آید چوں زلزلہ قیامت　　جاپان تباہ گردد یک نصف ثالثانہ
ایک قیامت کا زلزلہ آئے گا جس سے جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو جائے گا۔

نوٹ: ۱۹۲۳ء میں جاپان کے دو شہروں ٹوکیو اور یوکاہاما میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا۔

(۹) تا چار سال جنگ افتد بہ غربی　　فاتح الف بگردد جیم فاسقانہ
اس کے بعد یورپ میں چار سال تک جنگ عظیم ہوگی جس میں انگلستان دھوکے سے جرمنی پر غلبہ پائے گا۔

(۱۰) جنگ عظیم باشد قتل عظیم سازد　　یک صد و سی یک لک باشد شمار جانہ
اس جنگ عظیم میں قتل عظیم ہوگا اور ایک کروڑ ۳۱ لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

نوٹ: پہلی جنگ عظیم ۱۲، اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو ۱۱ بجے کرا ختتام پذیر یعنی چار سال بعد بند ہوئی۔ برطانیہ کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اس جنگ میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھ سے زیادہ جانی نقصان ہوا۔

(۱۱) اظہار صلح باشد چو صلح چیتی بندی　　بالمستقل نہ باشد ایں صلح درمیانہ
بظاہر صلح ہوگی مگر یہ صلح پائیدار نہ ہوگی بلکہ دوسری جنگ عظیم ہوگی (جو ہو گئی)

(۱۲) ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں　　جیم الف مکرر دو مستبار زانہ
دونوں بظاہر خاموش ہوں گے مگر در پردہ دوسری جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور انگلستان اور جرمنی کے درمیان لڑائیاں ہوں گی۔

(۱۳) وقتیکہ جنگ جاپان با چین افتادہ باشد — نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

جب چین جاپان سے لڑ رہا ہوگا اس وقت نصرانی بھی آپس میں برسرِ پیکار ہو جائیں گے۔

(۱۴) پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوئیم — مہلک ترین اول باشد بجارحانہ

پہلی جنگ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوگی جو پہلی سے زیادہ مہلک ہوگی۔

نوٹ: دوسری جنگ عظیم ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہوئی اور ۹ مئی ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

(۱۵) امداد ہندیاں ہم او ہند دادہ باشد — لاعلم ازیں کہ باشد آں حملہ بیگانہ

ہند اس جنگ میں انگلستان کی مدد کرے گا مگر اس بات سے لاعلم ہوگا کہ اس کی یہ مدد بے سود ہوگی۔

(۱۶) آلات برق پیما اسلاح حشر برپا — سازند اہل حرفہ مشہور آں زمانہ

اس زمانہ کے مشہور اہل حرفہ حشر برپا کرنے والے اسلحے اور آلات برق پیما ایجاد کریں گے۔

(۱۷) باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب — آید سرود غیبی بطرز عرشیانہ

اگر تم مشرق میں ہو گے تو ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعہ مغرب کے غیبی نغمہ و سرود سنو گے۔

(۱۸) دو الف و روس ہم چین مانند شہد شیریں — ہر الف و جیم اولیٰ ہم الف ثانیانہ

امریکہ و انگلستان اور روس و چین باہم شیر و شکر ہوں گے۔ اٹلی اور جرمنی

(۱۹) بابری تیغ مانند کوہ غضب ور آنند — تا آنکہ فتح یابد از کینہ و بہانہ

جاپان پر مل کر بجلی کی تلوار چلائیں گے یہاں تک کہ دھوکے سے فتح پائیں گے۔

(۲۰) ایں غزوہ تا بہ شش سال ماند بہ سر پیدا — پس سردمان بمیرند از جا ازیں بہانہ

یہ جنگ پورے چھ سال تک رہے گی زمین پر لڑی جائے گی اور انسانوں کے لیے عبرت کا باعث بن جائیگی۔

(۲۱) نصرانیاں کہ باشند ہندوستان سپارند — تخم بدی بہ کارند از فتنہ جاودانہ

نصرانی ہندوستان چھوڑ جائیں گے لیکن بدی کے بیج بو جائیں گے۔

(۲۲) تقسیم ہند بہ دو دو حصص ہویدا — آشوب در نتیجہ پیدا از مکر و از بہانہ

ہند کی تقسیم دو حصوں میں ہو جائے گی اور ہر دو حصے مزید دو حصوں میں بٹیں گے اور مختلف بہانوں سے ان کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوگی۔

(۲۳) بے تاج بادشاہاں شاہی کنند ناداں　　احکام کنند فرماں فی الجملہ جاہلانہ

بے تاج بادشاہ حکمرانی کریں گے اور جاہل احکام جاری کریں گے۔

(۲۴) از رشوت و تساہل دانستہ از تغافل　　تاویل یاب باشد از احکام خسروانہ

رشوت، تساہل اور دانستہ تغافل سے شاہی احکام معرضِ تاخیر میں پڑ جائیں گے۔

(۲۵) عالم ز علم نالاں دانا ز فہم گریاں　　ناداں بہ رقصِ عریاں مصروف والہانہ

عالم علم سے بیزار ہو جائیں گے اور دانا اپنی عقل کا ماتم کریں گے۔ ناداں عریاں رقص میں مصروف ہوں گے۔

(۲۶) از امتِ محمدؐ سر زند شود بے حد　　افعالِ مجرمانہ اعمالِ عاصیانہ

امتِ مسلمہ سے اعمالِ قبیحہ سرزد ہوں گے۔

(۲۷) شفقت بہ سرد مہری تعظیم در دلیری　　تبدیل گشتہ باشد از فتنۂ زمانہ

شفقت سرد مہری اور تعظیم زمانہ کے فتنہ کے سبب بے ادبی میں بدل جائے گی۔

(۲۸) حلت رود سراسر حرمت رود سراسر　　عصمت رود برابر از جبرِ مخویانہ

عصمت و حرمت رخصت ہو جائے گی۔

(۲۹) بے مہرگی سراید بے پردگی در آید　　عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ

بے پردگی اور برہنگی کا دور دورہ ہوگا۔ ظاہر میں معصوم ہوں گے باطن میں عفت فروش ہوں گے۔

(۳۰) دختر فروش باشند عصمت فروش باشند　　مردانِ سفلہ طینت با وضع زاہدانہ

سفلہ طینت مرد زاہدانہ لباس میں عصمت فروش ہوں گے۔

(۳۱) شوقِ نماز روزہ حج و زکوٰۃ فطرہ　　کم گردد و برآمد یکبار خاطرانہ

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور فطرہ کا شوق بالکل کم ہو جائے گا بلکہ بارِ خاطر ہوگا۔

(۳۲) خونِ جگر نوشم با رنج با تو گویم　　للہ ترک گرداں ایں طرزِ راہبانہ

خونِ جگر پی کر اور رنجیدہ ہو کر تم سے کہتا ہوں کہ عیسائی طرز بالکل چھوڑ دو۔

(۳۳) قہرِ عظیم آید بہرِ سزا کہ شاید　　اجراز خدا بسیار و یک حکم قاتلانہ

سزا کے واسطے ایک قہرِ عظیم آئے گا اور خدا کی طرف سے حکمِ قاتلانہ صادر ہوگا۔

(۳۴) مسلم شوند کشتہ افتاں شود حیراں — از دست نیزہ بنداں یک قوم ہندانہ

ہندوؤں کی ایک نیزہ بند قوم کے ہاتھوں مسلم مارے جائیں گے۔

(۳۵) ارزاں شود برابر جائداد و جان مسلم — خوں می شود روانہ چوں بحر بیکرانہ

مسلمانوں کی جان و مال ارزاں ہوگا اور ان کا خون ندی کی طرح بہے گا۔

(۳۶) برعکس ایں برآید در شہر مسلماناں — قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ

اس کے برعکس مسلمانوں کے شہر پر بھی ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔

(۳۷) از ملک پنج آبی خارج شوند ناری — قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ

پنجاب سے ناری خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائداد پر مسلمان قابض ہوں گے۔

(۳۸) شہر عظیم باشد اعظم تریں مقتل — صد کربلا چو کربل باشد تجانہ خانہ

سب سے بڑا اسلامی شہر مقتل بنے گا اور ہر گھر میں کربلا مچے گا۔

(۳۹) رہبر ز مسلماناں درپردہ یار اینان — امداد دادہ باشد از عہد فاجرانہ

مسلمانوں کے رہبر درپردہ دشمنوں کے دوست ہوں گے اور چھپ کر کافروں کی مدد کریں گے۔

(۴۰) ایں قصہ بین العیدین از شر دون شرطین — سازد ہنود بد را معتوب فی زمانہ

یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہوگا اور ساری دنیا ہندوؤں کی مذمت کرے گی۔

(۴۱) ماہ محرم آید با تیغ یا مسلماں — سازند مسلم آں دم اقدام جارحانہ

محرم میں مسلمانوں کے پاس طاقت آجائے گی اور مسلمان جارحانہ اقدام کریں گے۔

(۴۲) بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا — عثمان نماید آندم یک عزم غازیانہ

اس کے بعد ہندوستان میں شورش برپا ہوگی اس وقت عثمان جہاد کا اعلان کرے گا۔

(۴۳) تیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ — گیرد نصرت اللہ شمشیر از میانہ

اللہ کی طرف سے حبیب اللہ صاحب قرآن اپنی تلوار نیام سے نکال کر بلند کرے گا۔

(۴۴) از غازیان سرحد لرزد زمیں چوں مرقد — بہر حصول مقصد آشدہ والہانہ

سرحد کے بہادر غازیوں کے خوف سے مرقد لرزے گی جو اپنے عزائم میں پکے ہوں گے۔

(۴۵) غلبہ کنند ہمچو مور و ملخ شب بشب   حقا کہ قوم افغاں باشند فاتحانہ

یہ چیونٹیوں اور کلڑیوں کی طرح راتوں رات غلبہ کریں گے اور حق تو یہ ہے کہ افغان قوم فتحیاب ہوگی۔

(۴۶) یکجا شوند افغاں ہم دکنیان و ایراں   فتح کنند ایشاں کل ہند غازیانہ

افغانی، دکنی اور ایرانی مل کر تمام ہندوستان کو فتح کر لیں گے۔

(۴۷) کشتہ شوند جملہ بدخواہ دین و ایماں   خالق نماید اکرم از لطف خالقانہ

دشمنان دین مارے جائیں گے اور دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔

(۴۸) از گ شش حروفے لیکن کینہ پرور   مسلم شود بخاطر از لطف آں یگانہ

گاندھی کینہ پرور بنیا مسلمان ہو جائے گا جس کا نام گ سے شروع ہوگا اور چھ حرفوں پر مشتمل ہوگا۔

(۴۹) خوش می شود مسلماں از لطف و فضل یزداں   کل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ

خدا کے فضل سے مسلمان قوم خوش ہو جائے گی اور ہندوستان ہندوانہ رسم و رواج سے پاک ہو جائیگا۔

(۵۰) چوں ہند ہم بہ مغرب قسمت خراب گردد   تمہید یاب گردد جنگ سہ توبانہ

ہند کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہوگی اور تیسری عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔

(۵۱) آں دو الف کہ گفتم یک لف لف گردد   ما حملہ ساز باید بر الف مغربانہ

امریکہ بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگا اور روس انگلستان پر حملہ کر دے گا۔

(۵۲) جیم شکست خوردہ یارا برابر آید   آلات نار آرد مہلک جہانہ

جرمنی روس کے ساتھ مل کر آتشیں اسلحہ تیار کرے گا۔

(۵۳) کاہ الف جہاں کہ نقطہ رو نماید   الا کہ نام و یادش باشد مورخانہ

انگلستان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

(۵۴) تعزیر غیب یابد مجرم خطاب گردد   دیگر نہ سرفراز شد بر طرز راہبانہ

اسے غیب سے سزا ملے گی وہ مجرم قرار پائے گا بلکہ سر نہ اٹھا سکے گا۔

(۵۵) دنیا خراب کردہ باشند بے ایماناں   گیرند منزل آخر فی النار دوزخانہ

بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کر دیں گے اور خود بھی جہنم کے نذر ہو جائیں گے۔

نوٹ: انہی اشعار کی بنیاد پر لارڈ کرزن نے ان کی طباعت ممنوع قرار دی تھی۔

باب ۳۵

منظوم شجرے

شجرہ زیدی الواسطی از حضرت علیؓ تا سید ابوالفرج واسطی

علامہ عبدالجلیل بلگرامی کا منظوم شجرہ جو ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔

ما نیم نخل سبز ریاض پیمبری — دارد بہار مآثر سایہ گستری

نخلیکہ اصل ثابت او ختم انبیاست — فرعش گذشتہ از سر این چرخ چنبری

آں ختم انبیا کہ بتول است دخترش — زینت فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری

آں دختری کہ بود بعل او علی رضؓ — مہر داماد رسول ساقی بہائے کوثری

فرزند اوست خامس آل عبا حسینؓ — فرمود در محیط شہادت شناوری

سجاد آں کہ آدم آل حسین بود — ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری

زید شہید مصحف اسرار اہل بیت — پیداست از مناقب او شان حیدری

عیسیٰ کہ شد بتوام اقبال مشتہر — کردہ شکار شیر ز روئے دلاوری

سید محمد آنکہ جہاں راز خلق او — پیچیدہ در دماغ نسیم معطری

سید علی کہ بود در عالم پناہ او — کیوان شدہ است بعنوان قنبری

سید حسین خسرو ایوان مکرمت — روح القدس کند بدر واقش کبوتری

سید علی عراقی کہ از فیض مقدمش — خاک عراق یافتہ از عرش برتری

سید حسن کہ اختر اوج سیادت است — کسب سعادت از نظرش کردہ مشتری

سید علی کہ دشمن شوریدہ بخت را — سازد کباب آتش خورشید محشری

شادابی بہار گلستان خلق سید — میکرد در تحفظ دلہا صنوبری

سید عمر کہ سرور عالی مقام بود — در بزم ہمیشہ ملک گرم مجمری

سید سویم کہ خسرو اقلیم فقر بود — کردے ز روئے آئینۂ دل سکندری

یحییٰ کہ در ریاض صفات کمال او — یک شہر چشم حیرتاں کرد عبہری

سید حسین منتخب دودۂ شرف — باشد چراغ انجمن افروز مہتری

داؤد آں کہ دشمن فولاد جسم را! — چوں موم نرم ساخت ز دست دلاوری

والا گہر ابوالفرج واسطی کہ شست — از آب ذوالفقار بے نقش کافری

شجرہ زیدی واسطی از حضرت علیؓ تا سید ابو الفرح واسطی

نسب نامہ[1] منظوم بطور قصیدہ از سید سرفراز علی خاں شاکر

ہیں پھول نہال سبز ریاضِ پیمبری
میری بہار ہے ثمر سایہ گستری

وہ نخل جس کی اصل ہیں محبوبِ کبریا
شاخیں بلند جس کی ہیں تا چرخِ چنبری

دختر ہیں ان کی فاطمہ زہرا زینتِ زمیں
رونق فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری

شوہر ہیں ان کے حیدرِ صفدر بعز و شان
نفسِ رسول ساقیِ صہبائے کوثری

فرزند ان کے خاص ہیں آلِ عبا حسینؓ
دریائے خوں میں کی ہے جنہوں نے شناوری

سجاد وہ کہ آدمِ آلِ حسین تھے
تھی جن کے دشمنوں کے مقدر میں ابتری

زید الشہید مصحفِ اسرارِ اہل بیت
جن شاں میں صاف عیاں شانِ حیدری

عیسیٰ شبیر موتم الاشبال دہر میں
شیروں کو مارتے تھے زورِ دلاوری

سید محمد اپنے فضائل میں ایک تھے
تھا جن کے خونِ پاک میں خونِ پیمبری

سید علی جو حاتمِ دوراں سخا میں تھے
کرتے تھے جن کے در پہ سدا شاہ قنبری

سید حسین شمسۂ ایوانِ مکرمت
مرقد پہ جن کے کرتے ہیں قدسی مجاوری

سید علی عراقی جو مشہورِ عام تھے
ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے کارِ غضنفری

سید حسن جو اوجِ سیادت کے مہر تھے
کرتے تھے جن سے ضیا ماہ و مشتری

سید علی کہ دشمنِ شوریدہ بخت کو
دکھلاتے تھے وغا میں اپنی بہادری

تھا دائی بہارِ گلستانِ خلق زید
دیتے تھے روز شاہ و گدا در پہ حاضری

سید عمر کہ سرورِ عالی مقام تھے
ذاتِ مقدس انکی گناہوں سے تھی بری

زید سوم جو شاہ تھے اقلیمِ فقر کے
کرتے تھے جن کے در پہ ملک آ کے چاکری

عالی جناب سید یحییٰ وہ ذی حشم
کس کا جگر کہ ان سے کرے لاف ہمسری

سید حسین منتخب روزگار تھے
جو توڑ دیں ارادوں سے سدِّ سکندری

داؤد وہ کہ دشمنِ فولاد جسم بھی
ہوتا تھا موم دیکھ کے ان کی دلاوری

سید ابو الفرح کہ جو ہندوستاں میں آئے
کھینچے ہوئے علی کی طرح تیغِ حیدری

---

۱ تاریخ سادات بارہ

منظوم شجرہ طریقت اشرفیہ[1]

بذاتِ و صفات باسمائے خویش | با احمد علی و حسن نیک کیش
بو احمد فضیل اذ عمر ہمچو ماہ | خذیفہ نبیرہ و حماد شاہ
باسحاق و احمد محمد لطیف | بیوسف بمودود و حاجی شریف
بعثمان، معین، بقطب و فرید | نظام و سراج و علاء و حمید
باشرف برزاق و شاہ حسین | بجعفر بحاجی و محمود زین
براجو با احمد بفتح و مراد | بشاہ بہار یک گوہر نژاد
بشاہ توکل علی محراز راز | بداؤد شاہ بشاہ نیاز
الٰہی بآں ہادی خافقین | کرامتش بود شاہ اشرف حسین
باحمد ابوشاہ و نعیم نیک ظن | بشاہ تقی نعیمی و شمس الحسن
خدایا بکن | لطف ختم بہشت
بدم یا کریم | بہ پیران چشت

۱۔ لطائف اشرفی صفحہ ۴۰۹

۲۔ برادر خورد مصنف

ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸

نوٹ:

شجرہ طریقت
شمشاد علی
سید مختار علی
ابو احمد شاہ
شاہ اشرف حسین

جناب شمشاد علی اشرفی صاحب راقم کے استاد ہیں۔ یہ رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول، ڈھاکہ میں نویں دسویں جماعتوں کو حساب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ بی ایس سی علیگ ہیں اور سلاسل اشرفیہ کے مرید ہیں اور بابرکت بزرگ ہیں۔ اس وقت ان کا فیض عام جاری ہے۔

منظوم نسب نامہ از سید نجم الحسن نجم (مصنف)

بطرز قصیدۂ علامہ سید عبدالجلیل زیدی الواسطی بلگرامی

سید ابوالفرس کہ ہنگامِ کارزار
انجام دیا کرتے تھے کارِ غضنفری

سید علی مسعود تھے دنیا میں بے نظیر
ہر جنگ میں عیاں تھی ایک شانِ حیدری

سید علی دلیر تھے اور "باگھ" تھا لقب
ہر جہاد میں دکھا گئے ہیں دلاوری

سید محمد خاص کہ وہ رسول کی جان تھے
راس آئی تھی جن کو شہادت شناوری

سید صلاح زید تھے شمشیرِ آبدار
آتی تھی جن کے نام سے دشمن کو تھرتھری

ابوالفتح ابراہیم تھے دنیا میں نامور
فتح کا نشان تھے گویا مظفری

تھے عزالدین سید سیادت میں نامور
ہند سے مٹا دیا تھا ہر نقشِ کافری

اُشمو میں محوِ خواب ہیں سید بدرالدین زید
مرقد پہ جن کے کرتے ہیں ملائک مجاوری

سید محمد حاجی آکر بہار میں
تسخیر کی بہار کی مثلِ غضنفری

سانحہ کے سیدوں کے سربراہ امام تھے
مشہور تھے دیار میں اولادِ حیدری

سید شاہ جلال تقدس مآب تھے
رعب و جلال میں تھے وہ شیرِ صفدری

سید شہاب الدین تھے مانندِ ذوالفقار
"سو پشت سے تھا پیشۂ آبا سپہ گری"

بدرِ نازد نعم میں تھے پلے شاہ کی طرح
جب سے کھلی تھی آنکھ دیکھی تونگری

سید جلال اسم تھا واقعی جلیل تھے
نیّر تھے کہ ماہ تھے کہ مہرِ خاوری

سید کمال شاہ تھے دنیا میں باکمال
ابنِ علیؓ تھے آخر تھے اولادِ حیدری

سید قمر کی ضو سے عالم تھا ضوفشاں
جس کی ضیاء سے کسب کیا ماہ و مشتری

سید نصر کو دین کی نصرت جو مل گئی
جاں کی نہیں فکر تھی ہو دیں کی برتری

سید فخر تھے منکسر بالکل نیاز تھے
تھی روم سی زمیں میں بھی شانِ برتری

سید امیر سانحہ کے سالارِ قافلہ
تھے اسم بامسمیٰ تقدس مسافری

سپاہیانہ بانکپن تھی جاں سپردگی — پھلواری[3] کی جنگ کے شہادت شناوری
سید علی کو باپ کے مرنے کا غم یہ تھا — گئی اکبر علی کیساتھ ہی گھر کی تونگری
سید امان علی اب تو غربت میں جا پڑے — افلاس ڈیرہ ڈالے تھی جو جلبۂ کمتری
سید قدرت علی کو لیکن قدرت پہ ناز تھا — چاہتے تھے اک دن مل جائے سرسری
نوازش علی تھے علم جراحت میں نامور — مست بہ شان میں مگر کی نہ چاکری
خواجہ علی کے گرچہ پاؤں میں لنگ تھا — ہر چار سو مشہور تھی ان کی بہادری
سید رحمٰن بخش سدا سے قناعت پسند رہے — ہے ان کی نسل آج بھی ایک ہری بھری
بدرالحسن سید کلکتہ پولیس میں تھے — بارعب تھے کہ ڈرتا تھا مینا پشاوری[4]
نجم تو بھی نجم ہے چمکے گا ہر طرف — یہ شاعری نہیں ہے یہ ہے سخن وری

۱۔ موضع اسمٰو الہ آباد کے نزدیک واقع ہے۔

۲۔ حضرت غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ۔

۳۔ ۱۷۶۳ء میں پھلواری کی جنگ میں میر اکبر علی نے ۳۰۰ سید سپاہیوں کے ساتھ جامِ شہادت نوش کیا۔

۴۔ مینا پشاوری کلکتہ کا مشہور پٹھان مسلمان تھا۔

منظوم فارسی نسبنامہ محمد جمیل انصاری ایوبی حنفی مجددی سیوانی
مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

زرشتۂ نسب نامۂ عہد قدیم   محمد جمیل بن عبد الرحیم

ستن جد امجد امیر علی   منیار مرت حجاد میاں چودھری

رفیع و ابو الفتح وہم غوث داں   رحیم و کریم اللہ شیخ زماں

پر عبد اللہ ابن عبید اللہ او   و پسرش عبد حق عبد رحمٰن شنو

پس آں عبد قادر و اکبر فرید   ہم آں ہاشم و خواجہ سعد سعید

بہ پیرایشہ نجم دین بلند   پر عبد المجید ابن شمس ارجمند

عبد الملک ابن خواجہ شرف   و باب احمد و حامد باشرف

ابو الفضل ہاشم بزرگ است یاں   ہم او ابن شیخ اسمٰعیل داں

پس ایں ہمہ خواجہ عبد اللہ نام   محدث مفسر و صوفی امام

آں عبد اللہ کہ شیخ اسلامی است   ز اولاد ایوب انصاری است

نسب نامہ او شہیر است داں   بہ تذکرہ شیخ ذہبی بخواں

آں عبد اللہ ابن محمد شنو   علی و محمد و احمد بگو

علی جعفر و شیخ منصور داں   ہست ابن ایوب آخر بخواں

خدایا بآبائی انصاریم
زرنج و محن تو نگہداریم   (از جمیل انصاری مدرس)

۱ـ کلیات نعت از شاہ نعمت اللہ صدیقی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲
تدکرۃ النجاۃ صفحہ ۱۲ و البسط فی رسالتی تذکرۃ النبی

حواشی:- ۱ـ شیخ امیر علی متوفی ۱۳۲۳ھ

۲ـ خواجہ عبد اللہ انصاری ایوبی حنبلی ہروی (متوفی ۴۸۲ھ)
مصنف منازل السائرین والکلام

باب ۳۶

"شعراء ترہت"

شعراء لکھمینیہ

بسمل لکھمینیوی[1] شاہ افضال الرحمن نام تھا اور بسمل تخلص۔ شاہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔ مولد و مسکن موضع (سلطانپور) لکھمینیہ تھا۔ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں ضلع اسکول مونگیر سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ٹی این جے کالج مونگیر سے آئی اے کیا اور ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں موصوف ایم اے اور قانون کے طالب علم تھے مگر مکمل نہ کر کے اسی سال رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء میں ہائی اسکول فاربس گنج میں تین سال تک مدرس رہے۔ پروفیسر شاہ کلیم الرحمن ان کے عزیز تھے وہ ان کو کلکتہ لے گئے جہاں وہ سیٹی کالجیٹ اسکول میں مدرس ہوگئے۔ ۱۹۳۶ء میں واپس گھر لوٹ آئے۔ دو برس کے بعد آپ جبری ہائی اسکول میں مدرس رہے اور چھ سال تک وہاں درس و تدریس میں منہمک رہنے کے بعد مقامی ایس اے ایس ہائی اسکول چھوٹی بلیا میں تاحیات درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں آپ کا انتقال ہوا جس وقت بسمل شاعر کی حیثیت سے روشناس ہوئے تھے اس وقت اختر شیرانی کی شہرت بام عروج پر تھی۔ بسمل ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بسمل کی اہلیہ رقیہ خاتون موضع امرتھ کی رہنے والی تھیں وہ بھی ایک اچھی شاعرہ تھیں اور مخفی ان کا تخلص تھا۔

نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خدا لگتی بتا صیاد تو ہی تجھ کو لازم تھا ۔۔۔ بھرے گلشن میں گل کے سامنے بے بال و پر کرنا

تماشا گاہ عالم میں چلے تو آئے ہو بسمل ۔۔۔ تماشا گاہ عالم میں تماشا مختصر کرنا !

بدر لکھمینیوی[2] بدر الاسلام نام تھا اور بدر تخلص۔ مولوی عبد النجیب کے صاحبزادے تھے۔ مولد و مسکن موضع لکھمینیہ، بیگو سرائے مونگیر تھا۔ سال ولادت ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء ہے۔ ابتدائی تعلیم

---

[1] بزم شمال صفحہ ۳۳۹
[2] بزم شمال صفحہ ۳۰۱

گھر پر ہوئی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں میٹرک کیا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں آئی اے کر کے مظفر پور کالج سے فارسی میں بی اے آنرز کیا۔ بعد ازاں تعلیمی اداروں سے منسلک ہو گئے۔ شاعری میں جلیل بیگوسرائی سے اصلاح کی اور دنیائے ادب میں نمایاں ہو گئے۔ مشاعروں میں نیم ترنم سے غزلیں سناتے اور داد تحسین حاصل کرتے تھے۔ ۱۲؍ رمضان سنہ ۱۳۷۰ھ / ۲۲؍ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء کو انتقال ہوا۔ بعد نے دو مجموعے "شام اضطراب" اور "صبح انقلاب" یادگار چھوڑے۔

نمونہ کا ایک شعر

رہے خوفِ دوزخ نہ کچھ فکر جنت　　　ارے ڈال بادہ کہ ہم پی بھی جائیں

مضطر لکھمینیوی[1]

محمد سعید اسم گرامی تھا اور مضطر تخلص۔ والد ماجد کا نام عبدالوحید تھا۔ موضع لکھمینیہ ضلع مونگیر مولد و مسکن تھا۔ ولادت سنہ ۱۳۱۶ھ / سنہ ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں بھاگلپور ضلع اسکول سے میٹرک فرسٹ ڈویژن سے کیا۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں ٹی این جے کالج بھاگلپور سے آئی اے پاس کیا۔ کچھ دنوں محکمۂ نمک میں سرکاری ملازمت کی۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں پٹنہ کالج سے قانون کی ڈگری بی ال اور بیگوسرائے، اوریہ دیورنیہ، مونگیر اور سیول کی عدالتوں میں وکالت کرتے رہے۔ ۶۳ سال کی عمر پا کر سنہ ۱۳۷۲ھ / سنہ ۱۹۵۳ء میں انتقال ہوا۔ مضطر نے شاعری کا شوق وراثت میں پایا تھا۔ جلیل بیگوسرائی، حافظ مشکی پوری، مہدی شیخپوروی اور سید حسن کی صحبتوں نے مضطر کی شعر گوئی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہلِ دنیا کو کبھی اس دل مضطر سے پوچھ　　　دوست کو دوست سے اس دہر میں بدظن دیکھا

ناشاد لکھمینیوی[2]

ضیاء الرحمن نام تھا اور ناشاد تخلص۔ حکیم سید محمد اسحاق کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کے بڑے بھائی حکیم رحمانی دانا پور پٹنہ میں ہمدرد دواخانہ کے بڑے حکیم ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن لکھمینیہ تھا۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۶۳　[2] بزم شمال صفحہ ۳۴۸

ولادت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ مقامی ہائی اسکول جیوتی بیاس کے طالب علم تھے۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں انتقال کر گئے۔ آپ جلیل بجگو سرائی کے حلقہ تلامذہ میں تھے۔ نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہجوم یاس والم میں جو مسکرا نہ سکا
وہ انتہائے سکوں میں سکوں پا نہ سکا

اگر ہے کچھ ذوقِ خیر خواہی نہ کرنا ناشاد لب کشائی
یہی تو ہے رازِ کبریائی بنا کے بگڑ کر شاد رہے ہیں!

سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۸۱)

نام سید محمد نجم الحسن ہے اور تخلص نجم ۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد بدرالحسن تھا۔ آپ پدری اور مادری دونوں نسبتوں سے نجیب الطرفین سادات حسینی واسطی جاجنیری ہیں نجم مونگیری کی ولادت ۴ فروری ۱۹۳۶ء کو موضع ساتھ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر میں ہوئی۔ جب عمر چار سال کی ہوئی تو ان کی والدہ ماجدہ ہیضہ میں مبتلا ہو کر مختصر علالت میں قضا کر گئیں۔ اس وقت ان کے چھوٹے بھائی سید محمد شمس الحسن حسینی کی عمر صرف ڈیڑھ سال کی تھی۔ والدہ کی وفات کے بعد نانی محترمہ سیدہ سارہ خاتون نے دونوں خورد سال نواسوں کی پرورش و پرداخت کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے پرائمری اسکول میں ہوئی جہاں ان کے اساتذہ میں مولوی سید وسیم الدین اور شیو لال گرو جی قابل ذکر ہیں۔

بعد ازاں اپنے نانا جان سید عبدالرحمٰن نگھوری کی زیر کفالت پورنیہ ضلع اسکول میں تعلیم حاصل کی جو اس زمانہ میں صوبہ بہار کے بہترین اسکولوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ نانا جان کے انتقال کے بعد ۱۹۵۱ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے میٹریکولیشن سکنڈ ڈویژن میں پاس کیا جہاں ان کے اساتذۂ کرام میں سید مصباح الہدیٰ رضوی، سید حفیظ الرحمٰن، رمز کسری، مولانا سید احمد ندوی اور شمشاد احمد بی ایس سی علیگ اور سید حسن رضا زیدہ مشہور تھے۔ انہوں نے انٹر ڈھاکہ گورنمنٹ کالج سے کیا جہاں پروفیسر سید اقبال عظیم (مشہور شاعر) اور پروفیسر سعد منیراں کے اردو کے استاد تھے۔ گریجویشن کا کورس پرائیویٹ طور پر مکمل کیا۔ ۱۹۵۸ء میں سرکاری ملازمت پر بحال ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ کے بعد کراچی منتقل ہو گئے۔ ۱۹۷۶ء میں مقابلہ کا محکمہ جاتی امتحان ایس اے ایس پاس کیا۔ اور ۱۹۷۸ء میں ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی

تاریخ حسن صفحہ ۶۰، ۸۱، ۱۰۰، کرسی نامہ مولا نگر (قلمی نسخہ) صفحہ ۱۶، ۱۹، نسب نامہ دیسنہ صفحہ ۱۹، ۲۰ تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳، ۸۴، ۹۰، تاریخ بارہ گیاں صفحہ ۱۳۵ انشائے منزل صفحہ ۱۱ تا ۱۳

کورٹ سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔ وہ سنہ ۱۹۸۸ء میں وفاقی حکومت میں آڈٹ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آج کل محکمہ آڈٹ، زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

انہوں نے چار زبانوں میں شاعری کی ہے اور شاعری میں عندلیب خاندانی سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب انگریزی نظموں کا مجموعہ "پوئمز آف پاکستان" سنہ ۱۹۸۶ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ بقیہ تین کتابیں زیرِ طبع ہیں:

(۱) اخراجِ بیارب (۲) گل و گلستان (۳) اے گلوزری آف انسپیرٹری (گلدستۂ انساب)

نمونۂ کلام

(محترم سید عباسی بدایونی کے مجموعۂ کلام "آبرنگ" پر منظوم تبصرہ)

"آبرنگ"

آبرنگ جلترنگ ہے اردو کی ایک کتاب
روداد زندگی کی ہے منظوم انتساب

ہر شعر ہر غزل کا دل پہ جڑا ہے نقش
ہر ایک غزل مرصع گویا کھلی کتاب

پیغامِ آشتی ہے اعجازِ عہدِ نو بھی
راوی کی داستاں ہے کہ قصۂ چناب

موتی پرو گئے ہیں روئے گئے ہیں اشک
عکسِ حیاتِ انساں ہے داخلِ نصاب

انوارِ صبحگاہی نجم سحر نقیب
شب کو سحر میں دیکھو اوڑھے ہوئے نقاب

(سید نجم الحسن نجم مونگیری)

****

شعراء بارو

عزیز باروی[1] سید عبدالعزیز نام تھا اور عزیز تخلص۔ سید رحمت علی مختار کے خلف اکبر تھے۔ مولد و مسکن محمد پور (بارو) ضلع مونگیر تھا۔ عزیز کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ میں ممتاز و محترم مختار تھے۔ راج بنیلی کے بھی مقرر کردہ مختار رہے۔ علاقہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ اچھی خاصی جائداد کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی و فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور سند حاصل کی۔ مزاج میں سادگی بدرجہ اتم تھی۔ سب جج کے عہدہ پر فائز تھے۔ عزیز کو شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو ـــ

بعد مرنے کے بھی حاجت ہمہ تن باقی ہے

منتِ مدفن و احسانِ کفن باقی ہے

حیرت باروی[2] سید زین الدین نام تھا اور حیرت تخلص۔ سید رحمت علی کے فرزند دلبند تھے۔ مولد و مسکن قصبہ بارو (مونگیر) تھا۔ ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۲ء میں بارو میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی پھر عظیم آباد شہر میں اقامت پذیر ہو کر عربی، فارسی اور اردو میں اچھی دستگاہ حاصل کر لی۔ خصوصاً علمِ طب میں کمال حاصل کیا۔ وہ اپنے عہد کے طبیبِ حاذق تھے۔ یہ آفتاب کی کرنوں کی حدت و حرارت سے بعض دوائیں تیار کرتے تھے اس فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ فنِ موسیقی سے بھی رغبت تھی۔

ساغر باروی[3] سید ارشد حسین نام اور ساغر تخلص تھا۔ قصبہ بارو مولد و مسکن تھا۔ پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کرتے تھے۔ تقریباً ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں انتقال فرمایا۔ علمی صلاحیت بڑی اچھی تھی شاعری کا ذوق بڑا اونچا تھا۔ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ داغ دہلوی کے ہمعصر تھے۔ اکثر داغ دہلوی کے کلام کی تضمین میں اشعار موزوں کرتے تھے۔ اس طرح داغ کے رنگ میں کافی غزلیں جمع ہو گئیں۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۷۲ [2] بزم شمال صفحہ ۲۷۳ [3] بزم شمال صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷

مسلم شعراء بہار صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱

داغ دہلوی کا شعر ؎

کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

تضمین ؎

تخلص میرا ساغر ہے لگے ہیں ہونٹ دلبر کے
نہیں وہ داغ ہم جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

محمود بارہوی

ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۳۷۷

★

قمر تیگھروی[1]

سید قمر الہدیٰ نام قمر تخلص تھا۔ سید نثار احمد مختار تیگھروی کے صاحبزادے تھے۔ مولد و مسکن تیگھرہ (مونگیر) تھا۔ اردو فارسی اور عربی میں مہارت تھی۔ ہومیو پیتھ ڈاکٹر تھے اور بستی پور میں مطب کرتے تھے۔ ہومیو ہال شفاخانہ کھول رکھا تھا۔ جہاں مریضوں کا اژدہام ہوتا تھا۔ ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء میں انتقال فرمایا۔ جناب قمر کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ ایک مطبوعہ رسالہ "مشکوٰۃ قرآن" دستیاب ہوا ہے۔ علامہ اقبال کی نظم شکوہ جواب شکوہ کے طرز پر نظم کہی تھی۔

نمونہ کے دو اشعار ملاحظہ ہوں ؎

ایک بھی بات نہیں باقی ہے ایمان کی اب — کشمکش میں ہے پڑی جان مسلمان کی اب
علم و ایمان ہوئے رخصت دکیا فکر نہ خود — لاکھ سمجھانے پر بھی ان کے نہ بدلے کچھ طور

حافظ مشکی پوری[2]

الحاج حافظ محمد عبداللہ نام تھا۔ حافظ تخلص۔ آپ کا مولد و مسکن موضع مشکی پور ضلع کھگڑیا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد قادرہ آباد کے تھے جو نسباً مشائخ عثمانی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور غزلیں اچھی کہہ لیتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہجرت کی جہاں ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء میں انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند کا اسم گرامی حاجی محمد عباس ہے جو شرف آباد کراچی میں قیام فرماتے تھے۔ دوسرے سید احمد پور شیخ (بہار) میں سکونت پذیر ہیں جن کے فرزند سید امان اللہ نشتر ہیں اور دوسرے ڈاکٹر سید علیم اللہ حالی ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبۂ اردو فارسی مگدھ یونیورسٹی۔ پٹنہ ہیں۔

حافظ مشکی پوری کے چند اشعار نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہوں ؎

شوق اللہ رے اظہار خود آرائی کا — آئینہ رکھتے ہیں وہ چشم تماشائی کا
دست باکار مگر دل ہے بہ یار اے حافظ — انجمن میں بھی ہمیں لطف ہے تنہائی کا
بنا ڈالا اس دنیا کو جنت — جو آئے خلد سے سوئے زمیں ہم

۱۔ بزم شمال صفحہ ۳۲۴ ۲۔ بزم شمال صفحہ ۳۵۷، مسلم شعراء بہار جلد اول صفحہ ۲۳۸
ماہنامہ ندیم (گیا) بہار نمبر جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۹۸

خلیل بگوسرائی [۱] محمد خلیل نام خلیل تخلص۔ مولوی محمد اسحٰق مختار کے صاحبزادہ تھے۔ مولد و مسکن موضع سونکھ تریا ضلع مونگیر تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد کے زیر نگرانی گھر پر ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی کی تعلیم اکابر اساتذۂ کرام کی سرپرستی میں حاصل کی۔ بگوسرائے سے میٹرک پاس کیا پھر پٹنہ کالج میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور بگوسرائے میں والد کے ہمراہ تا دم حیات قانون کی پریکٹس کرنے لگے۔

شعر و سخن کا ذوق بچپن ہی سے تھا۔ بچپن ہی سے اساتذہ کا کلام زبانی یاد تھا۔ میرانیس کا کلام تو نوکِ زبان پر ہوتا تھا۔ باضابطہ شاعری کی۔ شاعری میں مبارک عظیم آبادی سے اصلاح لی جو بگوسرائے میں رہائش پذیر تھے۔ پھر عشرت لکھنوی کی طرف رجوع ہوئے اور عرصہ تک ان سے اکتساب فیض کیا۔ ریاض خیرآبادی اور جلیل مانکپوری کے بھی شاگرد رہے۔ دھیرے دھیرے کلام میں پختگی آتی گئی۔ ایک مجموعہ "گلزارِ خلیل" ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ آپ ۴۸ سال کی عمر میں ۱۳۸۹ھ/۱۹۵۹ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ خلیل صاحب کا کلام عالمگیر (لاہور) میں بھی طبع ہوتا رہا ہے۔

چند نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں ؂

نظر ساحرانہ ادا آذرانہ — کلیمی روایت خلیلی فسانہ

وجود و عدم دو مری داستانیں — ازل بھی کہانی ابد بھی فسانہ

پھر زبانِ خلق پر ہو قصۂ دار و رسن — آ گئے منواں بھی پھر سے افسانے میں آ

خیال مظفرپوری [۲] سید ریاض حسن خاں نام تھا اور اردو میں خیال اور فارسی میں دانش تخلص کرتے تھے۔ سید ریاض حسن حکیم سید محمد ہادی حسن خاں نایاب کے فرزند تھے۔ آپ کے دادا کا نام سید امیر حسن خاں تھا۔ دیوان مولا بخش سی آئی اے (نجم الہند) رئیس رسولپور ضلع مظفرپور آپکے پردادا تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں ہوئی۔

---

[۱] بزم شمال صفحہ ۳۹۷، رسالہ ندیم گیا، ۱۹۳۶ء صفحہ ۷۹ [۲] بزم شمال صفحہ ۲۶۵

حسرت نعمانی ؎۱

سید عبدالقیوم نعمانی نام تھا اور تخلص حسرت۔ مرحوم سید عبدالغفور کے فرزند تھے۔ موضع جیدو پور حاجی پور (ضلع مظفر پور) آپ کا وطن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۶ء میں حاجی پور ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے آئی اے کیا۔ ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اردو میں بی اے آنرز کیا اور ۱۹۳۳ء میں اردو میں ایم اے کیا اور صوبہ بھر میں اول آئے۔ ۱۹۳۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ کچھ دنوں تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں لکچرار رہے۔ پھر کلکتہ سنٹرل کالج میں عرصہ تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں لکچرر ہو گئے۔ آپ کے اکثر مضامین رسائل و جرائد میں چھپتے تھے۔ حیات نے وفا نہ کی اور آپ ڈھاکہ میں ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء میں ۴۴ سال کی عمر میں قضا کر گئے۔ آپ کو شعر و سخن سے گہری دلچسپی تھی۔ ابتدا میں محمد حسین رمز حاجی پوری سے اصلاح لی بعد ازاں علامہ وحشت کلکتوی سے مشورۂ سخن لینے لگے اور یہ سلسلہ تا دمِ حیات قائم رہا۔

نمونۂ کلام

اوج پر ہے ستارۂ اقبال — جب سے حسرت نے رہنمائی کی

اے خوگرِ سجود مزاجِ آستاں کا دیکھ — یہ جذبۂ نیاز ترا رائیگاں نہ ہو

دیکھئے قفس میں پھر کوئی خوابِ گلستاں — جب آنکھوں ہی میں کیفیتِ گلستاں نہ ہو

کس کس ادا سے اپنے بڑھایا نظر کا ذوق — مطلب یہ تھا کہ کوئی ادا رائیگاں نہ ہو

مظہر کاظمی ؎۲

سید مظہر حسن نام اور مظہر تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام سید ریاض الحسن تھا اور بڑے بھائی کا نام سید قیاس الحسن تھا۔ آپ کے خاندان کے لوگ غازی پور میں نو نہرہ بارہ اور زنگی پور

؎۱ بزمِ شمال صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۲ و بنگال میں اردو صفحہ ۱۸۸ ؎۲ بزمِ شمال صفحہ ۱۹۵ و تاریخ خاندان پیرو مرشد (قلمی نسخہ)

نوٹ: حسرت نعمانی کے چھوٹے برادر سید ایوب نعمانی بی کام مولف کے رفیق کار تھے اور مولف کے ان بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے ڈاکٹر ہیں۔

وغیرہ میں آباد تھے۔ غازی پور سید سالار مسعود غازی کے نام پر آباد ہوا تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ غازی پور قاضی ڈلہ سے نقل مکانی کر کے گلزار باغ پٹنہ میں آ بسے۔ امام باندی بیگم نے اپنی تعمیر کردہ مسجد کی امامت تفویض کی۔

امام باندی بیگم کی شادی بائی حسن پورہ (سارن) سید شاہ حسن دانشمند کے خاندان کے ایک بزرگ میر ابوتراب کے معزز و محترم خانوادہ میں ہوئی تھی۔ میر ابوتراب مشہور زمانہ بادشاہ گر سادات بارہہ سید حسین علی خاں اور سید عبداللہ خاں کے بھانجے تھے۔

عاجز صدیقی[1] شیخ معین الحق نام اور عاجز تخلص تھا۔ آپ شیخ محمد یٰسین صدیقی کے بڑے فرزند تھے۔ اور ڈاکٹر پروفیسر آغا عماد الدین۔ النور سوسائٹی، کراچی کے دادا حاجی وحید الحق صدیقی کے حقیقی برادر تھے۔ شیخ یٰسین صدیقی کے دادا افتخار الدین حسین ننھے خاں تھے جن کے دادا داروغہ نسیم اللہ خاں رئیس مشتمل پور، بستی پور (دربھنگہ) اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے جا ملتا ہے۔ "خان" کا خاندانی خطاب اب متروک ہو چکا ہے۔ موضع مشتمل پور (بستی پور) دربھنگہ آپ کا مولد و مسکن تھا۔ عاجز کی شادی علامہ فضل حق آزاد عظیم آبادی کی دختر سے ہوئی تھی جو لاولد فوت ہوئیں۔ عاجز کا انتقال ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ عاجز کو شعر و سخن سے خاص لگاؤ تھا۔

نمونۂ کلام:-

جب سلام اس نے مسکرا کے لئے	دل بڑھے عرضِ مدعا کے لئے
آسماں نے بھی تاک رکھا ہے	ہم غریبوں ہی کو دغا کے لئے
درد اپنی دوا کرے گا آپ	کون منت کرے شفا کے لئے
خوب جی بھر کے ظلم کر ظالم	وقف ہوں میں تیری جفا کے لئے
اور بھی تو ہیں حپاہنے والے	میری تخصیص کیا جفا کے لئے

عاصی چھپروی[2] شاہ محبوب عالم نام تھا اور عاصی تخلص۔ شیخ پیر نظر محمد بن شیخ محمد بن عبد الغفور بن مولانا فرید الدین کے فرزند تھے۔ شیخ پیر نظر محمد کی شادی شاہ افضل بن شاہ عبد اللہ شہید بن مخدوم حاجی شاہ عبد الحکیم حاجی ماجھپوری کریم چک کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ عاصی ددھیالی نسبت سے امام تاج فقیہہ کی اولاد میں اور ننھیالی نسبت سے فاروقی ہیں اس لیے کہ اصحاب کریم چک کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضؓ سے ملتا ہے۔ سلاطین وقت نے قدر شناسی کے طور پر جاگیر میں جو گاؤں عطا کیا تھا۔ اس میں موضع چندن پور (ضلع سارن) کا گاؤں بھی تھا۔ دور دراز فاصلہ کے سبب یہ خاندان منیر سے منتقل ہو کر چندن پور میں آ بسا۔ چندن شاہ شہید جنگ منیر اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ عاصی کی ولادت کا سال ۱۱۳۰ھ/ ۱۷۱۷ء تھا۔ آپ کے ماموں حکیم شاہ فصیح اللہ، مسیح اللہ اور عزت اللہ نے آپ کی تربیت کی۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۲۰۹ / آئینہ ترہت صفحہ ۲۶۳ [2] بزم شمال صفحہ ۳۵

سیّد محمد حسن بخاری بلیاوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۴۳)

سید محمد حسن بخاری کے مورث اعلیٰ سید شاہ مسیح الدین بخاری کی ولادت ۱۱۱۱ھ میں ہوئی تھی اور وفات ۱۱۹۰ھ میں ہوئی۔ بڑی بلیا ضلع مونگیر میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ وہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص حسن بخاری تھا۔ یہ سید علاء الدین شطاریؒ کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے اور سید محمد حسن بخاری ان کی چھٹی پشت میں پیدا ہوئے۔ سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ کی فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ خانقاہ میں اب بھی موجود ہے۔

سیّد محمد حسن بخاری کو شاعری کا فن وراثت میں عطا ہوا ہے۔ وہ مولف کے ہم سبق رہے ہیں۔ اور ان سے دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔

نمونۂ کلام صفحہ ۳۴۴ پر دیکھیں۔

اولاد سیّد محمد حسن بخاری بلیاوی

۱۔ سید محمد محمود حسن

۲۔ سیدہ پروین حسن

۳۔ سیدہ یاسمین حسن

۴۔ سیدہ نسرین حسن

۵۔ سید محمد مراد حسن

۶۔ سیدہ ثمرین حسن

نوٹ:۔ سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری کا نمونۂ کلام، شجرہ و احوال صفحہ ۱۶۹ پر ملاحظہ ہو۔ (مؤلف)

۱؎ بزم شمال صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۴

سید محمد حسن بخاری
۱۲/سی۔ ناظم آباد
ماڈل کالونی نمبر۲۔ کراچی

فعلِ کافرانہ

(واقعاتِ بنگلہ دیش)

رُلائے گی سب کو میری نوحہ خوانی
ہے جذباتِ مظلوم کی ترجمانی
مٹی نام والوں کی ایک ایک نشانی
مظالم کی ہر سمت تھی حکمرانی
وفا چشمِ غمگیں میں آنسو کہاں تھا
دلِ مضطرب پر بھی قابو کہاں تھا
فضا پر تھی چھائی ہوئی سوگواری
عیاں شکل سے تھی دلِ بیقراری
لبوں پر تھی مظلوم کی آہ و زاری
شکارِ مظالم ہوئے سب بہاری
مریضوں کا بوڑھوں کا کیا تذکرہ تھا
ستم گر کے ہاتھوں کوئی کب بچا تھا
نہیں کی کسی نے بھی مشکل کشائی
تماشہ بنی تھی خدا کی خدائی
قیامت سے پہلے قیامت جو آئی
تو کرنے لگا قتل بھائی کو بھائی
کہیں پر تو عصمت دری کی گئی تھی
کہیں قتل و غارت گری کی گئی تھی
دمِ نزع زخمی نے پانی جو مانگا
تو پیشاب لوگوں نے اسکو پلایا!
کبھی نیزہ مخصوص حصوں پہ مارا
کبھی جسم کو آگ سے بھی جلایا
مصائب سے بچنے کی صورت نہیں تھی
مہاجر کی جانوں کی قیمت نہیں تھی
کہیں جسم بے بس سے خوں بھی نکالا
وہی خون ماں کو بہن کو پلایا!
کہیں شیر خواروں کو مارا گیا تھا
کہیں زندہ ان کو جلایا گیا تھا
کیا جس نے مومن کو مومن سے بدظن
وہ شیطان فطرت تھا انساں کا دشمن
بچھا کے چلا وہ چال ساحرانہ
بہا جس سے اس نے بھرا جیل خانہ
الجھنے کی شیطان سے ہمت نہیں تھی
مظالم کے سہنے کی قوت نہیں تھی
شکستہ دلوں میں جرأت نہیں تھی
یہاں رہنے کی اب ضرورت نہیں تھی

حقیقت میں تھا ذہن بھی مجرمانہ
ہر اک فعل ظالم کا تھا کافرانہ

باب ۳۷

قدیم افغانستان

افغانستان کا قدیم نام شاہ بہار تھا جو دراصل کابل کے معبد کا نام تھا جس میں گوتم بدھ کا بت رکھا
گیا تھا جب غزنویوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس علاقے کا نام غزنی پڑ گیا۔ سنسکرت کے لفظ "وہارا"
سے بہار بنا ہے جس کا فارسی میں مفہوم معبد یعنی بتکدہ ہے۔ اسی سنسکرت لفظ "وہارا" سے بہار
بنا ہے جو ہندوستان کا ایک صوبہ بھی ہے۔ اسی طرح قندھار، ننگرہار، ننھار، پرشاور، اجیہ، سلام آباد
چپرہار، نگہار، بینھار وغیرہ جو موجودہ بولے جاتے ہیں سب سنسکرت کے الفاظ ہیں۔

حدود العالم میں ص۳۶ پر درج ہے کہ :-
بینھار ایک مقام ہے جہاں کے لوگ بت پرست تھے اور تین بڑے بتوں کی پوجا کرتے تھے
اور وہاں کا بادشاہ اپنے حرم میں بے شمار عورتیں رکھتا تھا۔
مفاتیح العلوم ص۲۲ پر خوارزمی نے لکھا کہ :-
"البہاریت اصنام الھند"

تاریخ اسلام میں معبد "شاہ بہار" کا نام مذکور آیا ہے (البلدان ص۲۱) یہ نام کوہ ہندوکش
کے اطراف میں غزنی میں "شیبار" کے نام سے باقی ہے اور اب وہ "شیبر" ہے۔ مشرقی افغانستان میں
"ش" کو "خ" تلفظ کرتے ہیں اس طرح یہ "شاہ بہار" سے "شیبار" اور پھر "شیبر" ہو گیا بعد ازاں
"شیبر" سے "خیبر" ہو گیا۔ شمال کابل کے اسی معبد میں گوتم بدھ کا اسٹوپا تھا جس میں گوتم بدھ کا مجسمہ
موجود تھا جہاں آریاؤں کا قدیم قومی نشان سواستیکا جسے فارسی میں "حاذ سعد شکوہ جلال" کہتے
ہیں ہر ماہ پندرہ تاریخ کو شام سے صبح تک چمکتا رہتا تھا۔

اس کے دو نام اور بھی ہیں (۱) فرہ ایزدی (۲) سمبل باستانی شاہان اختر شاورد کا معبد
معروف کنشک اور کنشکوں گوتم بدھ اور مہا بودھ جلال آباد جہاں گوتم بدھ کے جسم کے ہڈیوں کا ڈھانچہ
جسے مجمہ گوتم بدھ کہتے ہیں موجود ہے۔ ننگرہار میں گوتم بدھ کا مقدس دانت محفوظ تھا اور وہارہ
عصائے گوتم بدھ یعنی گوتم بدھ کا وہ مندر جہاں اس کا عصا محفوظ رکھا گیا تھا۔

فاھیان وہ بودھ مذہب کا چینی راہب تھا۔ وہ ۳۹۹ء میں جانگان سے روانہ ہوا اور ۱۳ سال کی مسافرت کے بعد ۴۱۴ء میں نانکن سے واپس ہو گیا اور ۸۶ سال کی عمر میں مر گیا۔ فاھیان کاشغر سے دریائے سندھ کے ساحل تک پہنچا اور گندھارا، پشاور، بنوں اور جلال آباد کے معابد کو دیکھا۔ اس نے جلال آباد میں مجسمۂ گوتم بدھ بھی دیکھا جہاں گوتم بدھ کی قبر واقع تھی۔

ھوائے سنگ وہ ایک چینی راہب تھا اور بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ وہ تاتاری ملکہ "تائے ہو" کی طرف سے ۵۱۶ء یا ۵۱۸ء میں سیاحت کے لیے ختن سے شرقی افغانستان پہنچا۔ اس وقت شاہان ہیاطلہ میں گولاس یا مہر اگولا حکمران تھا۔ اس کے قلمرو کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان میں ترہت یعنی صوبہ بہار کے شمالی ساحل گنگا سے قندھار اور ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ۴۰ ممالک محروسہ اس کے قلمرو میں شامل تھے جس کا نظم و نسق وہ چلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ معبد کیکا لام (شاید مہترلام) نزد لغمان جہاں گوتم بدھ کا عبا (۱۳۰ پارچہ) اور گوتم بدھ کا عصا (۱۸ فٹ طول) موجود تھا۔ اسی شہر میں گوتم بدھ کا مقدس دانت اور موئے مبارک بھی محفوظ تھا۔

(قدیم تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی صفحہ ۲۲،۲۰،۱۸)

فتوحاتِ اسلامی

محمد بن جریر الطبری کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سیستان ۲۱ھ میں فتح ہوا تھا۔
اسی سال قندھار بھی فتح ہوا تھا۔ ۲۳ھ میں مکران درہ بولان تک عربوں نے فتح کر لیا تھا۔

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو عمان اور بحرین کا حکمران مقرر کیا جس نے اپنے سگے بھائی حکم کو بحرین سے کشتی کے ذریعہ ہند کے ساحل پر بھیجا جس نے بندرگاہ تھانہ (نزد ممبئی) گجرات و کوکن (بمبئی) پر قبضہ کر لیا بعد اس کے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاصؓ بحری راستے کے ذریعہ دیبل (نزد کراچی) پہنچے۔ حکمؓ نے بروص یعنی بھروچ (گجرات) پر بھی حملہ کیا اس وقت ملک رائے سندھ چچ بن سیلائچ کے ۲۵ سال حکومت کرتے گزرے تھے جب حضرت مغیرہؓ شہر دیبل کا محاصرہ کیا تو زبردست جنگ ہوئی۔ مغیرہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو جنگ سے منع فرما دیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۳ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز سیستان میں اور حضرت عبداللہ بن معمر مکران میں اور حضرت مجاشع بن مسعود کرمان اور جبال القفص یعنی کوہسار کچھ میں برسرپیکار ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دور میں حضرت ثاغر بن دعیر ۳۹ھ اور حضرت حارث بن مرہ عبدی بھروچ کے راستے کیکانان میں کوہ پایہ کو تاراج کیا۔ اور ۴۲ھ میں ۲۰ کیکانی مردوں کو گرفتار کیا پھر مکران واپس آ گئے۔ ۴۳ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن سوار عبدی ۴۰ ہزار سوار کے ساتھ کیکانان پر حملہ آور ہوئے لیکن وہ جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور اس لشکر کو شکست ہوئی بعد ازاں یہ لشکر مکران واپس آ گیا۔ اس ہزیمت کے بعد خلفاء عرب اس علاقہ کی مہم میں احتیاط برتنے لگے۔ اس کے بعد حضرت راشد بن عمرو جدیدی نے کیکان سے مالیت وصول کی اور سیستان کے راستے واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ۵۰ ہزار کی فوج نے آپ کو گھیر لیا چنانچہ آپ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سنان بن سلم ۶۰ھ میں ایک بدھ راہب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۶۱ھ میں حضرت ابوالاشعث منذر بن جارود عبدی نے جنگ کی اور

(تاریخ افغانستان ص ۵۲، ۵۵، ۲۱۷، ۲۱۸)

خضدار پر قبضہ کر لیا لیکن طوران میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا حضرت حکم بن منذرؒ سندھ کے والی بنے لیکن چھ ماہ بعد واپس ہو گئے۔ ان کی جگہ پر ابن حری باہلی عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے سندھ کے والی مقرر ہوئے۔ ۶۹ھ میں سندھ کا ایک راجہ انل راجہ داہر سے باغی ہو گیا اور راجہ داہر کے خلاف برسرپیکار ہو گیا تھا۔

فتح قندھار و بخارا بلاذری فتوح البلدان میں رقم طراز ہے کہ حضرت ربیع بن زیاد حضرت معاویہؓ کے عہد میں زابلستان اور قندھار پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد عربی قبائل کے درمیان اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت (۶۳ھ تا ۷۳ھ) میں سرداران عرب زرنج آئے اور جنگ و جدال کے بعد زرنج واپس لیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد میں عربوں نے صلح کر لی تھی۔

عبیداللہ بن زیاد ۵۴ھ میں ۲۴ ہزار لشکر عرب کے ساتھ آمو ندی کے جنوب میں بخارا پر حملہ آور ہوئے لیکن با تیج خاتون ملکہ بخارا نے ۱۰ لاکھ درہم سالانہ خراج دینے پر رضامند ہو کر صلح کر لی۔ ۵۶ھ میں حضرت سعید بن حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے دریائے آمو کو پار کیا اور بخارا کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت قثم بن حضرت عباسؓ بھی شریک تھے جو بعد میں سمرقند میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔

راجہ رائے سہاسی سیستان کا بادشاہ نیمروز سندھ پر حملہ آور ہوا تو ارور کا راجہ رائے سہرس (شری ہرش) نے اس کا مقابلہ کیا اور ارور کی جنگ میں کام آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رائے سہاسی تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر رام بھگ من تھا۔ اس کے بعد پنڈت چچ بن سیلائچ وزیر بنا جو بعد میں خود مختار راجہ بن گیا۔ اس کے دور میں سندھ کی سرحد ملتان اور کشمیر تک تھی۔ اس نے [illegible]ھ میں ملتان کو سندھ میں شامل کیا تھا۔ وہ ۴۰ سال حکومت کر کے ۴۰ھ/۶۶۰ء میں ارور میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یعنی چچ کا بھائی راجہ چندر ۷ سال تک حکومت کر کے ۴۸ھ میں فوت ہوا۔ وہ بودھ دھرم کا پیرو تھا۔ راجہ داہر اسی چچ کا چھوٹا بیٹا تھا جو راجہ داہر کے نام سے مشہور ہوا۔

(المسالک والممالک ابن خرداذبہ ص۵۶)

(تاریخ افغانستان ص۱۶۴، ۱۶۹، ۲۲۹)

باب ۳۸

ملتان

ملتان دنیا کا قدیم ترین شہر ہے یہ جتنا قدیم ہے اتنا ہی عظیم ہے۔

ہبوط آدم حضرت آدمؑ کا ہبوط بالاتفاق مورخین جزیرہ سراندیپ (لنکا) پر ہوا جہاں پہاڑ کی چوٹی پر قدم گاہ آدم تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مقدس ہے جہاں بے شمار زائرین زیارت کے لیے ہر سال جاتے ہیں اور جس کی توثیق حضرت علیؑ، امام باقرؑ، امام جعفر صادقؑ کی روایات سے ہوتی ہے چنانچہ ابن الفقیہ الھمدانی متوفی (۲۷۹ھ) نے نقل کیا ہے:

وفی الحدیث ان ادم اُھبط بالھند علی جبل سراندیب واھبطت حواء بجدة وابلیس اللعین بمیسان والحیة باصبھان

نیز حدیث میں ہے کہ آدم ہند میں سراندیپ (لنکا) کے پہاڑ پر اتارے گئے اور حوا جدہ میں اور ابلیس لعین "میسان" میں اور سانپ اصفہان میں:

"میسان" دراصل ملتان کا قدیم نام تھا جس کی تصدیق جہانگیر کے ایک امیر خان جہان لودھی اپنی کتاب "مرآۃ الافاغنہ" میں یوں ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یعنی جنت بدر ہونے کے بعد حضرت آدمؑ جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں حضرت حوا جدہ میں شیطان ملتان میں، سانپ ایران یعنی اصفہان میں اور مور ہندوستان میں اترا اور ملتان کو سب سے پہلے اولاد آدم نے ہی آباد کیا۔

ملتان میں زیادہ تر برہمن آباد ہوئے جن میں اکثریت سفید رنگ کی تھی۔ دوسرا طبقہ ناگت کی اولاد سے تھا جو بعد میں "گت" یا "جٹ" کہلایا۔ مورخین کے مطابق دس ہزار قبل مسیح آریائی طوفی سندھ میں وارد ہوئے تو انہوں نے ملتان کو آباد کیا۔

تاج الدین مفتی کی غیر مطبوعہ "تاریخ پنجاب" (مرقومہ ۱۸۶۲ء) کے مطابق حضرت نوحؑ کے طوفان کے وقت ملتان آباد تھا۔

رگ وید جلد نمبر ۲ گیت نمبر ۱۳ کی رو سے ملتان کے مشرق و مغرب دونوں طرف سمندر تھا۔

امپریل گزیٹیر آف انڈیا جلد ۲۲ صہ۲ کی رو سے پرانے زمانے میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ سمندر تھا جسے بحرِ راجپوتانہ کہتے تھے۔

بہر حال آج سے تین ہزار قبل سکندرِ اعظم جب چناب سے گزر رہا تھا اس وقت ملتان ایک تاریخی اور قدیم شہر تھا جسے اس نے فتح کیا۔

ملتان سلطان محمد تغلق، سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدالی کی جائے ولادت بھی ہے۔

مکران کے مشرقی علاقے کو عرب سندھ کہتے تھے۔ سندھ ہند و کرمان کا وہ درمیانی حصہ تھا جہاں حضرت نوحؑ کا پڑپوتا پیدا ہوا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ہند ، سندھ، سندھ کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ٹھٹھہ (۲) ملتان۔ لہٰذا ملتان ہی حضرت نوحؑ کا وہ پڑپوتا تھا جس کے نام پر ملتان آج تک آباد ہے۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آریوں کی آمد کے وقت ملتان ایک آباد شہر تھا۔ جہاں ڈراویڈین قوم آباد تھی جو مشرق کی طرف بھگا دی گئی۔

مصر میں دنیا کی قدیم ترین سلطنت ۔۔۔۴۰۰ سال قبل مسیح میں قائم ہوئی جس کا بادشاہ مینس تھا جس نے ملتان پر قبضہ کیا جسے ایسرس کہا جاتا تھا اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں مصر کے بادشاہ سائرس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا دریائے گنگا تک پہنچ گیا۔ اس نے ملتان میں اپنی فتح کا مینار تعمیر کرایا اور کلدانی علم نجوم رائج کیا۔

جس وقت آریائی ملتان آئے تو اس وقت ملتان ملکہ بابل سامی رامس کے زیرِ نگیں تھا۔ بعد ازاں ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں وحشی تاتاری (سفید ہن) سندھ پر قابض ہو گئے جس کا دارالخلافہ ملتان تھا جن کی اولاد آج بھی جٹ کہلاتی ہے۔

شاہانِ ایران میں سے ہوشنگ، ضحاک اور جمشید بھی ملتان پر قابض رہے بلکہ فریدون بن جمشید نے بھی ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ملتان نے فراوش اعظم، دارا نوشیرواں عادل اور خسرو پرویز کا عہدِ حکومت بھی دیکھا۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کا ملتان کے متعلق ایک مشہور شعر ہے۔ ؎

ملتانِ ما بہ جنتِ اعلیٰ برابر است — آہستہ پا بنہ کہ ملک سجدہ می کند

پہلی صدی ہجری کے دوسرے عشرے میں خیر القرون کے مجاہدین نے ملتان میں اسلام کا پیغام پہنچایا تھا۔ ملتان میں گردیزی سیدوں کا ایک خاندان آباد ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کروڑ میں قریشیوں کا ایک خاندان خوارزم سے آکر آباد ہوا تھا جس میں حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ تولد ہوئے۔ کئی مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان میں حضرت زکریا ملتانیؒ کے مہمان رہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا شیخ حسن طاہر ملتان میں تحصیل علم کے لیے آئے اور ابتدائی تعلیم مکمل کر کے بہار تشریف لے گئے جو اس زمانہ میں مشرق کا دارالعلوم دیوبند تھا۔ اسی لیے شاہجہان بادشاہ نے عالمگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے صوبہ بہار کے عالم دین ملا موہن کو بلوایا تھا اور حضرت شاہ سلطان سکھینیؒ کو اپنے شہزادہ شجاع کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ملتان کے سلسلے میں ایک شعر تاریخی حیثیت رکھتا ہے ؎

چہار چیز است تحفۂ ملتان — گرد و گرما، گدا و گورستان

ملتان

خطۂ پاکیزہ ملتان و سند — ہست تصویر عرب در ملک ہند

سوئے ریگستان و نخلستان نگر — جلوۂ خاک حجاز آید نظر

می کند اعلان ہر نخل بلند — ایں زمیں از فیض یثرب بہرہ مند

از خرام اشتراں آیم بوجد — یاد می آید مرا صحرائے نجد

بیں کہ در ملتانیان حق پرست — روح اوصاف حجازی مضمر است

اہل ملتان از تکلف بے نیاز — سادہ دل شیریں زباں مہماں نواز

مایۂ ناز است بہر ایں زمیں — نقش پائے ابن قاسم بر جبیں

در ضلالت خانۂ ہندوستان — اولیں گہوارۂ اسلامیان

ماندہ است ایں سرزمین اولیاء — قبلۂ مقصود ارباب صفا

ایں مقدس خاک را اے کردگار

از ہوائے مغربی محفوظ دار

(اسد ملتانی)

فتح ملتان محمد بن ہارون والی مکران تھا۔ حجاج بن یوسف کے حکم پر تازہ دم فوج لے کر محمد بن قاسم کی مدد کو آ پہنچا لیکن محمد بن ہارون قنبلی یعنی لس بیلہ میں انتقال کر گئے ان کا مزار لسبیلہ میں آج تک موجود ہے۔ یہی محمد بن ہارون سندھ کے خاصخیلی قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ تھے ۹۵ھ میں محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا تو اسے سونے کے ۴۰ بت ہاتھ لگے۔ ہر بت کا وزن ۲۲۲ من تھا۔ بلاذری کے مطابق درج ذیل مال غنیمت دیبل سے کشتی کے ذریعہ حجاج بن یوسف کے پاس عراق بھیجا گیا۔

۶ کروڑ شاہی درہم۔ ملتان کے بت خانہ میں سونے کے چالیس بت تھے ہر بت ۲۲۲ من کا تھا جو ۲۲۲ من سونا کے برابر تھا جس کا وزن ۲۳۹۷۶۰۰ مثقال کے برابر تھا اور اس کی مالیت ۳۵۹۶۴۰۰ درہم تھی۔

تاریخ افغانستان صفحہ ۶۱ پر درج ہے کہ :-

عبداللہ بن طاہر پوشنگی نے خلیفۂ بغداد کے پاس ۴۰۰ جوان دوشیزہ خراسان سے بھیجیں حالانکہ اس کے پاس چار ہزار جاریہ مغول پہلے سے موجود تھیں۔ جعفر برمکی کی ماں کے پاس ۳۰۰ کنیزیں تھیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ۲۰۰۰ جاریہ دوشیزائیں تھیں۔ جن کی قیمت لاکھوں دینار ہوتی تھی۔ خود جعفر برمکی نے ایک کنیز ۴۰ ہزار درہم میں خریدی تھی۔

ایک دلچسپ قصہ

یعقوبی نے اپنی تاریخ الیعقوبی جلد دوم صفحہ ۲۸۶ پر ایک دلچسپ قصہ نقل کیا ہے :-

"بعد از آنکہ گردن نیزک و خواہر زادۂ او را زدند و سر ہائے بریدہ را بہ حجاج بن یوسف فرستادند قتیبہ زن بازماندۂ نیزک را گرفت و چوں باو نزدیک جست زن نیزک گفت :

"چہ نادان مردے! آیا گمان برے کہ من ترا دوست بدارم در حالیکہ شوہرم را کشتہ و شاہی مرا گرفتہ؟ چوں قتیبہ ایں سخن را شنیدہ از وے دورے جست و گفت : چہ جائیکہ می خواہی برو۔"

سیّد شاہ یوسف گردیزیؒ

سید ابوالفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی ۴۵۰ھ میں گردیز میں تولّد ہوئے جو غزنی کے قریب واقع ہے۔ آپ کی والدہ عابدہ، زاہدہ اور خدا رسیدہ تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں والد کے زیر سایہ مقامات سلوک طے کیے۔ آپ نے طلبِ حق کے لیے بلخ، بخارا، سمرقند اور تاشقند کا سفر اختیار کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ مجبورِ نشین ہو گئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنے والد کے حکم پر ۴۸۱ھ میں ۳۱ سال کی عمر میں ملتان وارد ہوئے۔ آپ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اہلِ ملتان کو آپ کی کرامت کا اس وقت اندازہ ہوا جب آپ ایک شیر پر سوار ہو کر ہاتھ میں تازیانہ لیے ملتان میں داخل ہوئے جس کی شہادت آپ کے مزار پر کندہ یہ شعر دے رہا ہے۔

دال سوار شیر کرد دست مار کرد
مخدوم شاہ یوسف ایں جا قرار کرد

یہ شاہ محمد دریا بخاریؒ کا زمانہ تھا۔ آپ ان کے دستِ راست بن گئے۔ ان کے وصال پر آپ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتے یا رشد و ہدایت میں۔ جوق در جوق لوگ آپ کے ہاتھ پر شرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ ۵۰ سال تک جاری رہا۔ آپ کا مقبرہ ملتان میں بوہڑ دروازہ کے قریب واقع ہے جو فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ مزار کے اردگرد گردیزی خاندان آباد ہے۔

(ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خاں صہ ۱۸۹، ۱۹۰)

باب ۳۹

وادیٔ بالان

بہار صوبہ بہار کے حوالے رامائن اور مہا بھارت میں ملتے ہیں۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جین دھرم کے بانی وردھامن جین اور بدھ مت کے بانی گوتم بدھ نے ہندو دھرم کے آمرانہ تقدس، ذات پات اور چھوت چھات کی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

جین مت جین مت کا بانی وردھامن جین تھا جسے "مہاویر"، یعنی بہادر بھی کہتے تھے چھ سو سال قبل مسیح صوبہ بہار کے علاقہ ویشالی میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ ویشالی کو آج کل مظفر پور کہتے ہیں اور جائے ولادت بنیا بسارھ کہلاتی ہے جو پٹنہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جمہوریہ ویشالی قائم تھا جب کہ شہری ریاست روم میں ۵۱۰ ق م اور ایتھنز میں ۵۰۸ ق م وجود میں آئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے یونان سے ایک صدی قبل بہار میں جمہوریت رائج تھی جسے قدیم ترین کہہ سکتے ہیں۔

گوتم بدھ گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۳ تا ۴۸۳ ق م تھا۔ گوتم بدھ کپل وستو میں پیدا ہوا جو دربھنگہ کے سلطنت متھلا کی عملداری میں شامل تھا جو آج کل سلطنت نیپال کی حدود میں شامل ہے۔ یہ گاؤں صوبہ بہار کے ضلع گیا میں گیا شہر سے چھ میل جنوب میں نیلاجن ندی کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جو دنیا کے بدھ کے مقدس ترین مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر پیپل کے درخت کے نیچے گوتم بدھ کو عرفان حاصل ہوا تھا۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور مولانا ابو الکلام آزاد کی رائے میں کپل کا معرب کفل ہے اسی لیے گوتم بدھ کو "ذوالکفل" کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے "کپل والے"۔

چانکیہ کوٹلیہ ۳۲۰ ق قبل مسیح میں برہمن سیاستدان چانکیہ نے "راج نیتی" اور ارتھ شاستر جیسی مشہور زمانہ کتابیں لکھیں وہ پاٹلی پتر کا رہنے والا تھا وہ "وشنوگپتا" کے اعلیٰ ترین خطاب سے نوازا گیا بلکہ اسے وزارت عظمیٰ کا منصب بھی پیش کیا گیا جبکہ اس کے ہم عصر ارسطو کو یونان میں اپنی شہرہ

نوٹ: ارتھ شاستر کا اردو ترجمہ شان الحق حقی نے کیا ہے۔

(وادیٔ بالان ص ۵)

آفاق کتاب "سیاسیات" لکھنے پر ایتھنز سے فرار ہو کر کیلیا میں پناہ لینی پڑی۔

مسلم بہار محمد بن بختیار خلجی نے بہار کو ۱۱۹۰ء میں فتح کیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک اس صوبہ پر مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ قائم رہا۔ جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء اور جنگ بکسر ۱۷۶۴ء سے بہار کے مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔
بہار میں تقسیم برصغیر کے وقت مسلمانوں کی آبادی نصف کروڑ تھی جو صوبہ کی مجموعی آبادی کا بارہ فیصد تھی۔

مونگھیر بہار کے ضلع مونگھیر کا قدیم نام "مدگا گیری" تھا جو نویں صدی کے کتبوں پر کندہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کے دور میں یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل تھا اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ اکثر صوبائی گورنروں کی پائتگاہ رہا ہے۔ شاہ شجاع نے مونگھیر میں ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ ۱۷۶۱ء میں نواب میر قاسم نے مونگھیر کو اپنا دارالخلافہ بنایا اس وقت بہار و بنگال پر اس کی حکمرانی تھی۔ مونگھیر کا قلعہ ۱۵۸۰ء سے پہلے کا تعمیر کردہ تھا۔ مونگھیر اسلحہ سازی کے لیے بہت مشہور تھا۔ وہاں سگریٹ سازی کی صنعت بھی عروج پر ہے۔

متھلا اور دربھنگہ متھلا قدیم ہندوستان کی ایک سلطنت تھا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کا دور اس کے عروج کا دور تھا۔ متھلا سلطنت "ویدیہا" کا پایۂ تخت تھا یہ سلطنت شمال بہار اور جنوبی نیپال پر محیط تھی جسے اڈگنگ تاسنگ کہتے ہیں۔ رام کی بیوی سیتا متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی تھی جس کی زبان متھلی تھی۔ متھلی زبان میں عظیم رزمیہ نظم رامائن لکھی گئی۔ لہجہ کی شرافت، نزاکت، شیرینی اور غنائیت کے اعتبار سے متھلی زبان فرانسیسی زبان سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس زبان میں تحقیقی ادب موجود ہے اس کا قدیم ترین ادیب ودیاپتی ٹھاکر تھا جو پندرھویں صدی میں ترہت اور دربھنگہ میں واقع سوگا تنا کے راجہ شیو اسپا کا درباری شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کے حسین نغمات تھے جن میں رادھا اور کرشن کی لازوال محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صوبہ بہار میں متھلی زبان بولنے والوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے جو ہالینڈ اور چیکوسلاواکیہ کی آبادی سے زیادہ ہے۔
ابوالفضل نے آئین اکبری میں دربھنگہ کو "دیرگاہ بن گاہ" لکھا ہے جس کا مطلب ہے مرکز دانش ہند (آئین اکبری جلد دوم ص ۶۷) بعض نے "دربان گاہ" بھی لکھا ہے۔

علمائے بہار شیر شاہ سوری کا جانشین اسلام شاہ بادشاہ قربت حاصل کرنے کے لیے بہار کے عالم دین ملا معتانی کو دارالخلافہ دہلی طلب کرتا تھا۔

شہزادگان دہلی کے لیے اساتذہ کا تقرر صوبہ بہار ہی سے ہوتا تھا جن میں عالمگیر کے استاد ملا موہن اور ملا جیون، اورنگ زیب کی بیٹی شہزادی زیب النساء کے استاد ملا ابوالحسن اور شاہ عالم کے استاد مولانا سراج الدین صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ ملا ابوالحسن اور ملا جیون کا تعلق دربھنگہ سے تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علمائے بہار کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

"بلدۂ بہار کہ مجمع علماء بود"۔ (انفاس العارفین ص۶۳)

حضرت تاج الدینؒ نے قادریہ سلاسل طریقت کو سوڈان میں عام کیا۔ مرزا رحیم اللہ بیگ درویش عظیم آبادی نے بلادِ اسلامیہ مثلاً روم، شام، حجاز، عراق، ماوراء النہر اور خراسان میں مجددیہ سلاسل طریقت کو فروغ دیا۔ (تاریخ سوڈان جلد اول ص۵۲)

مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی تصانیف بالخصوص مکتوبات صدی کے متعلق مختلف آراء:

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں:

شیخ کے مکتوبات نے میرے سو سال کے کفر کو میری ہتھیلی پر رکھ کر دکھلا دیا۔

(تجلیات شرف از علی اعظم خاں ص۱۷۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

وہ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور کسی کے محتاج نہیں کہ کوئی ان کی منقبت کرے۔ ان کی بہت سی اعلیٰ اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۲)

اکبر کے وزیر ابوالفضل نے کہا:

آپ کی بہت سی تصانیف یادگار ہیں۔ انہیں میں سے آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو نفس کشی میں آزمودہ ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۳)

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مخدوم صاحب کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے اور مکتوبات کے حوالے دیے ہیں۔ (تجلیات شرف ص۱۷۳)

اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اپنے ملفوظات میں مخدوم بہاری کے تصرفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ (تجلیات شرف صـ۹۶)

وادیٔ بالان بالان دربھنگہ کے خاص دریاؤں میں دو دریا بالان اور چھوٹی بالان ہیں جن کی وادیوں پر دربھنگہ کا ایک بڑا علاقہ مشتمل ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۷ صـ۱۶۳) اسی لیے دربھنگہ کو عام طور پر وادیٔ بالان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دریائے کنڈک اسی دریا کے کنارے بستی پور شہر آباد ہے۔ لفظ کنڈک دراصل "خندق" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اس دریا کو خندہ بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا اور سال بھر یکساں طور پر آبی گزرگاہ کا کام دیتا ہے۔

دریائے باگمتی دریائے باگمتی پر دربھنگہ شہر آباد ہے۔ لفظ "باگ" دراصل لفظ "باغ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ دریا کسی زمانہ میں آم کے ایک بہت بڑے باغ کے وسط سے گزرتا تھا۔ جس کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا میں درج ہے کہ مغل بادشاہ اکبر اعظم کے حکم سے دربھنگہ میں آم کا ایک عظیم الشان باغ لگایا گیا تھا جس میں ایک لاکھ آم کے درخت تھے۔ اس باغ کو لکھا باغ کہا جاتا تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا جلد ۱۳ صـ۹۸۰۔ ایڈیشن ۱۹۷۱ء)

دریائے کوسی دربھنگہ کے بہت سے دریاؤں میں سے ایک کا نام کوسی ہے دربھنگہ اور مونگیر کا علاقہ سالہا سال سے ان تباہ کن سیلابوں کا شاد نشانہ رہتا ہے جو دریائے کوسی کے مستقلاً اپنا بہاؤ بدلنے کے نتیجہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۷ صـ۳)

باب ۵۰

متفرقات

نادر شاہ بادشاہ ایران اور سید نجابت خاں بارہہ کے درمیان مکالمہ

جب سادات بارھہ کے برادران بادشاہ گر دہلی کا زوال آیا اور اس کے بعد بچے کھچے سادات بارہ جنگ بھینسی میں تہہ تیغ کر ڈالے گئے تو ایک سال کے اندر محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کمزوریاں اور بدانتظامیاں کے سبب نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی پر عذاب کی صورت نازل ہوا اس وقت بادشاہ کے امراء میں سادات بارھہ میں سے صرف سید نجابت علی خاں برادر زادہ قطب الملک باقی رہ گئے تھے۔ نادر شاہ بادشاہ نے عند الملاقات محمد شاہ سے سادات کا حال دریافت کیا۔ محمد شاہ رنگیلا نے سادات کی بربادی کا حال سنایا اور سید نجابت علی خاں کا ذکر کیا۔ نادر شاہ بادشاہ نے فرمایا ہم ان کو دیکھیں گے ان کو بلوائیے۔ نجابت علی خاں نے شرط رکھی کہ میں سلام نہیں کروں گا۔ نادر شاہ نے منظور کر لیا اور کہا کہ وہ سادات بنی فاطمہ ہیں اگر سلام وعلیک نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ چنانچہ سید نجابت علی خاں مسلح نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام وعلیک سے پیش آئے۔ چونکہ سید نجابت علی خاں کی ریش وداڑھی مختصر اور تراشیدہ تھی۔ نادر شاہ نے پوچھا کہ "اے سید ریش را چرا قصر کردی" جواب میں عرض کیا "اگر ہماری ریشیں قائم ہوتی تو حضور اٹک سے آگے قدم نہ بڑھاتے" اگرچہ نادر شاہ بادشاہ سید نجابت علی خاں کے رعب ودبدبہ کے سبب خاموش رہا مگر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ "افسوس بادشاہ نے ان بہادروں کی قدر نہ کی جنہوں نے تاریخ میں دہلی کے تمام سلاطین کی سلطنت کو استحکام بخشا"[۱]

---

[۱] سید التاریخ صفحہ ۱۴۰

علی وردی خاں

علی وردی[1] کا اصلی نام مرزا محمد علی تھا۔ اس کے والد کا نام مرزا محمد تھا اس کا دادا زیدی النسب تھا اور شہنشاہ اورنگ زیب کا رضاعی بھائی تھا اور اس کے دور میں مغل منصب دار کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس کی والدہ خراسان کے ترانی قبیلہ افشار سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی نسبت سے شجاع الدین کی رشتہ دار تھیں۔ شجاع الدین مرشد قلی جعفر خاں کا داماد تھا اور اڑیسہ کا نائب ناظم تھا۔

مرزا محمد علی افلاس اور تنگدستی سے مجبور ہو کر شجاع الدین خاں کے دربار کٹک کی طرف گیا وہاں وہ اطمینان بخش اور وفادارانہ خدمات کے اعتراف میں اڑیسہ کے زمینداروں پر نگراں مقرر کر دیا گیا۔ شاہ عالم محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ۱۷۳۲-۳۳ء میں بہار کو صوبہ بنگال سے الحاق کر دیا جو ۱۹۱۲ء تک رہا اس طرح صوبہ بہار نواب شجاع الدین کے زیر نگیں آ گیا جو اس وقت صوبہ بنگال کا صوبہ دار تھا۔ بہار کی نظامت کے لیے اس کی نظر انتخاب علی وردی خاں پر پڑی اسے بہار کا نائب صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نئے منصب کے چند ہی روز پہلے اس کی چھوٹی دختر آمنہ بیگم کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام مرزا محمد رکھا گیا جو آگے چل کر نواب سراج الدولہ کہلائے۔

چکواروں سے جنگ[2]

علی وردی خاں عظیم آباد پہنچ کر سب سے پہلے بنجاروں کی سرکوبی پر توجہ مبذول کی۔ بنجاروں نے بہار میں اودھم مچا رکھی تھی اور لوٹ مار ان کا پیشہ بن چکا تھا جس سے شہری تنگ تھے۔ اس نے دربھنگہ کے افغانیوں کو مہم پر بھیج کر بنجاروں کی سرکوبی کی اور بے حساب مال غنیمت پایا۔ پھر اس نے سرکش زمینداروں کا قلع قمع کیا۔ گیا ضلع کا راجپوت زمیندار کامگار خاں سرکار کے حکم سے عدول ہوا بلکہ اس نے سادات بارہ گیاں

---

[1] علی وردی اور اس کا عہد ص ۱۸ تا ۲۳۔

[2] علی وردی اور اس کا عہد ص ۳۲ تا ۳۴، از کے کے دتا۔

نوٹ: علی وردی خاں کے دادا زیدی النسب تھے (مؤلف) (شجرہ سادات نہٹور)

کی جائداد ہڑپ کرلی تھی علی وردی خاں نے فوج بھیج کر اس کو مطیع بنایا دوسری طرف چکواروں کو مطیع کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ یہ ایک جنگجو اور طاقتور ہندو جماعت تھی جس کا مرکز موضع سانیہو (آج سانحو) تحصیل بگہ سرائے ضلع مونگیر میں واقع تھا۔ چکواروں کے ظلم وستم سے سادات سانحو تنگ آچکے تھے انہوں نے بزور شمشیر سادات کی جاگیریں ہڑپ کرلی تھیں۔ اسی موضع کے میر اکبر علی چکواروں کے ظلم وتعدی کے خلاف برابر برسر پیکار رہے بلکہ جدال وقتال کے نتیجہ میں بھاگلپور جیل خانہ میں اسیر رہے۔ آخر کار میر اکبر علی نے علی وردی خاں کے دربار میں حاضری دی اور علی وردی خاں کو چکواروں کی سرکشی سے آگاہ کیا۔ چکواروں کا عزم اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ خود کو نیم خود مختار سمجھنے لگے تھے۔ تقریباً دو تین عشرے سے ان کی سرکشی جاری تھی بلکہ جو مال واسباب دریائے گنگا کے ذریعہ مونگیر سے گزرتا تھا اس پر قبضہ کرلیتے تھے۔ یوروپی باشندوں کو اپنا سامان تجارت مختلف شہروں تک لے جانے کے لیے بحری محافظوں پر بھاری سالانہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ ان کا بوڑھا اور بہادر راجہ ۱۷۴۳ء میں مرگیا۔ اس کا کم عمر لڑکا جو ۱۸ سال کا تھا اس کا جانشین ہوا وہ بہار کے دوسرے زمینداروں کا حشر دیکھ کر ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے مختصر مقابلہ کے بعد علی وردی خاں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور دہلی کے شہنشاہ اور بہار کے صوبدار کی اطاعت قبول کرلی۔ سالانہ خراج طے ہوا جو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا رہا۔

علی وردی خاں کی خود مختاری

۱۷۳۹ء میں شجاع الدین خاں کا انتقال ہوگیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سرفراز خاں بنگال کے تخت پر متمکن ہوا۔ ۱۷۴۰ء میں جنگ برپا ہوئی جس میں سرفراز خاں مارا گیا۔ میدان خالی ہوتے ہی علی وردی خاں بہار و بنگال کا خود مختار حکمراں بن گیا۔

لے میر اکبر علی سانحو ضلع مونگیر بہار کے جاجنیری سید تھے اور راقم کے جد اعلیٰ تھے۔

نعوث: شاہ خانم علی وردی کی سوتیلی بہن تھی اور میر محمد امین خاں اس کا سوتیلا بھائی۔ امین خاں کے بیٹے کا نام صادق علی تھا جس کی دختر فاطمہ بیگم کی شادی نواب میر قاسم تعلقدار مونگیر سے ہوئی تھی۔ میر قاسم نے انگریزوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے جنگ کی آخر کار بکسر کی جنگ میں مارا گیا۔ یہ جنگ، جنگ پلاسی کے بعد آخری جنگ ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستان بلا شرکت غیرے انگریزوں کی عملداری میں آگیا۔

پھلواری کی جنگ

سنہ ۱۷۴۱ء میں رستم جنگ نے اڑیسہ میں بغاوت کی اس کو فرو کرنے کے لیے علی وردی خاں اپنے بھتیجے سید احمد، ہمام الدولہ صولت جنگ کے ساتھ دس بارہ ہزار سواروں کی معیت میں مرشد آباد سے روانہ ہوا اور رستم جنگ کی پیش قدمی کا مقابلہ گولی چلا کر کیا اور اس کی مزاحمت پر قابو پالیا اور پھر زبردست تصادم ہوا۔ رستم جنگ کا داماد مرزا باقر جوش جوانی میں برافروختہ ہو کر اپنے فوجی دستوں کے ساتھ جو سادات بارہ پر مشتمل تھے اپنے لشکر سے نکل کر جھپٹ پڑے اور علی وردی کی فوج پر حملہ آور ہوئے خونریز جنگ چھڑ گئی۔ پہلے ہی حملہ میں علی وردی نے رستم جنگ کے بارے توپ خانے پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے باوجود رستم جنگ اور اس کی فوج سادات بارہ ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ بنگال کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی وردی کے ہاتھیوں کا تعاقب دو میل تک کیا گیا۔ علی وردی زبردست خطرہ میں گھر گیا مگر اچانک بردوان کا راجہ مالک چند جو ایک امدادی فوج لے کر چلا تھا پہنچ گیا جس سے علی وردی کو خاطر خواہ کمک مل گئی۔

رستم جنگ کی فوج میں کچھ دغاباز لوگ بھی شامل تھے۔ مثلاً مخلص علی خاں، عابد علی خاں، سرب خاں اور دیگر افغان سردار بھی موجود تھے۔ دغا دے کر دشمن کی صف میں چلے گئے۔ جس سے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ مجتبیٰ علی، میر اکبر علی اور میر عبدالعزیز جیسے دلیر اور وفادار سالاروں کو مع اس کے تین سو سید سپاہیوں کے علی وردی کے "بیلیا" فوجی دستوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح علی وردی نے یہ جنگ جیت لی۔ سنہ ۱۷۳۹ء میں جیلسی کی جنگ میں بھی ۳۰۰ سادات مارے گئے تھے۔

نوٹ:- میر اکبر علی موضع اوکھری سے تعلق رکھتے تھے جو سادات بارھہ کی جاجنیری شاخ ہے۔ یہ سید احمد جاجنیری مورث اعلیٰ سادات جاجنیری، بارہ گیاں، مونگیر کی گیارہویں پشت میں تھے۔ میر اکبر علی حضرت علیؑ کی اڑتیسویں پشت میں تھے۔ یہ واقعہ جانکاہ سنہ ۱۷۴۱ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اگر ۳۸ کو ۳۰ سے ضرب کر دیں تو ۱۱۴۰ بنتے ہیں اس میں عیسوی اور ہجری سن کے فرق کے سبب ۶۰۰ جمع کر دیں تو (۶۰۰ + ۱۱۴۰) = سنہ ۱۷۴۰ء بنتا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ اس جنگ میں کام آنے والے میر اکبر علی ضلع مونگیر کے تھے جو راقم کے جدِ اعلیٰ تھے۔ سادات بارھہ میں ہمیں ایسے چند نام اور ملتے ہیں مثلاً میر علی اکبر برادر معز الملک جو اکبر کے دور میں فوج کے سردار تھے جو ان سے پہلے گزر چکے۔ کچھ سینہ بہ سینہ روایتوں سے بھی ان واقعات کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہرحال یہ امر تحقیق طلب ہے۔ ملاحظہ ہو شجرہ مصنف صفحہ ۳۸۱ (مؤلف)

علی وردی کی سراج الدولہ کو نصیحت

۱۷۵۶ء میں جب علی وردی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نواب سراج الدولہ کو طلب کیا اور اس طرح مخاطب ہوا :-

" عزیز من جوانی کی طاقت بڑھاپے کے ضعف میں تبدیل ہو چکی ہے اور اب قضائے مبرم کا وقت قریب آ گیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک نہایت شاندار ریاست بڑی جاں فشانی سے تمہارے لیے مہیا کر دی ہے۔ اب تمہارے لیے میرے آخری الفاظ یہ ہیں کہ تم کو صوبے کے دشمنوں کو زیر کرنے اور دوستوں کو سربلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز یہ کہ برائیاں اور بدانتظامیاں دور کر کے تم کو اپنی رعایا کے فلاح و بہبود میں ہر وقت مصروف رہنا چاہیئے۔ اتفاق کا نتیجہ خوش حالی اور نااتفاقی کا نتیجہ بدحالی ہے۔ اگر تم نے عوام کی خیر خواہی پر اس کی بنیاد رکھی تو تمہاری حکومت مستحکم رہے گی۔ میرے نقوش قدم پر چلنا تاکہ تمہارے دشمن تم کو زندگی بھر کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر تم نے کینہ پروری اور خصومت کا راستہ اختیار کیا تو خوش حالی کا باغ خزاں رسیدہ ہو جائے گا"

یہ تھی اس شخص کی کہانی جو انتہائی معمولی درجہ سے ترقی کر کے تین صوبوں بنگال، بہار اور اڑیسہ کا بلاشرکت غیرے خود مختار حکمراں بن گیا۔

نواب علی وردی خاں کے روزانہ کے معمولات

علی وردی خاں روزانہ کی زندگی میں بڑی باقاعدگی کا عادی تھا اور وہ اپنے اوقات کار کو اس طرح تقسیم کرتا تھا کہ اپنے ہر کار منصبی کو پوری توجہ سے انجام دے سکے۔ وہ نمود سحر سے دو گھنٹہ پہلے اپنا بستر چھوڑ دیتا تھا اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز، اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتا تھا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد وہ چند پسندیدہ احباب کی صحبت میں "کافی" پیتا تھا۔ وہ اپنے دربار میں امور حکومت کی انجام دہی کے لیے ۸ بجے صبح آ جاتا تھا۔ پھر وہ اپنے اہم ترین غیر فوجی اور فوجی افسران کو باریابی کا موقع دیتا تھا۔ ان کی عرض داشتوں کو بہ تحمل سنتا تھا اور سب کو مناسب جوابات دیتا تھا۔ دو گھنٹے کے بعد وہ خلوت گاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں اس کے مخصوص چند احباب اور اعزہ شریک صحبت ہوتے تھے۔ پورے ایک گھنٹہ وہاں اشعار اور قصہ کہانیاں سن کر اپنا دل بہلاتا تھا۔ وہ نفیس اور لذیذ

کھانے کا شوقین تھا۔ کبھی کبھی وہ بہ نفسِ نفیس غذائیں تیار کرنے کی نگرانی کرتا تھا اور اپنے خان ساماں
کو کھانا پکانے کی نئی نئی ترکیبیں سمجھاتا تھا۔ مہمانوں کی کثیر تعداد میں موجودگی کے بغیر وہ کبھی کھانا نہیں
کھاتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ داستان گو حضرات کی خدمت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کے محافظوں
کی حاضر باشی میں ایک مختصر ہلکی سی جھپکی لیتا تھا۔ وہ دوپہر ڈھلے ایک بجے اٹھ بیٹھتا تھا اور بعد نماز ظہر
باآوازِ بلند قرآن مجید کا ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ پانی کا ایک کٹورہ جس کو موسم کے مطابق شورہ یا برف
سے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس کی پیاس بجھانے کو کافی ہوتا تھا۔ پھر متعدد دیندار اور علماء باریاب کئے
جاتے تھے۔ وہ ان میں سے ہر ایک کا حسبِ مراتب خیر مقدم کرتا تھا۔ ان فضلاء کے رخصت ہو جانے
کے بعد وہ پورے دو گھنٹے مسائل مملکت پر غور و فکر کرتا تھا۔ رات کی آمد پر وہ نمازِ شب میں عجلت
کرتا تھا جس کے بعد اس کی بیگم، سراج الدولہ کی بیگم اور اس کے خاندان کی دیگر بیگمات اس کے
حضور پہنچتی تھیں۔ رات کے وقت وہ صرف کچھ پھل اور مٹھائیاں ان بیگمات کے ساتھ کھاتا تھا۔ اس کے
عشائیہ کے اختتام پر وہ سونے چلا جاتا تھا۔ قصہ گو اس کو سکون بخش طریقے سے سلا دیتا تھا اور محافظت
کرنے والے ساری رات بیدار اور مستعد رہتے تھے۔

علی وردی کے دور میں اجناس کی قیمتیں

نام اشیاء	قیمت
۱۔ باریک باسمتی چاول	۱ روپیہ میں ۱ من دس سیر
۲۔ موٹا دیسی چاول	۱ روپیہ میں ۳ من ۲۵ سیر
۳۔ گیہوں (عمدہ)	۱ روپیہ میں ۳ من
۴۔ جو	۱ روپیہ میں ۸ من
۵۔ تیل سرسوں عمدہ	۱ روپیہ میں ۲۱ سیر
۶۔ گھی عمدہ خالص	۱ روپیہ میں ساڑھے دس سیر

علی وردی کے دور میں صنعتی ترقی

علی وردی کے عہد میں بندوق سازی کے لیے مونگیر ایک مشہور مرکز تھا۔ یہیں کی بنی ہوئی
ایک بندوق نواب علی وردی کے استعمال میں تھی۔ کچھ عرصہ بعد نواب میر قاسم نے صنعتی ترقی پیا [illegible]

والی بندوقیں ممکن ہو سکیں مع ہر قسم کے لوازمات کے جنگ کے لیے مونگیر سے حاصل کی تھیں۔"

نوٹ :۔ حاجی مصطفیٰ مترجم سیر المتاخرین اظہار رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یورپین قارئین اس کو تعجب سے سنیں کہ یہ پتھر کلا بندوقیں جو مونگیر کی بنی ہوئی تھیں ان بہترین حصار محافظ بندوقوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئیں جو کمپنی کے استعمال کے لیے ہندوستان بھیجی گئی تھیں اور یہی اس وقت انگریز افسروں کی رائے تھی جب انہوں نے کلکتہ کونسل کے زیر حکم ان کا باہم مقابلہ کیا۔ ان کے چقماق سب کے سب راج محل کے سنگ سلیمانی کے تھے اور ان کی دھات زیادہ پختہ تھی۔

۱۷۸۶ء میں ایک فرانسیسی کرنل مارٹن جس نے پچھلے بائیس سال انگریزوں کی ملازمت میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اس نے ایک کارخانہ کھولا تھا جہاں وہ پستول اور ہلکی توڑے دار بندوقیں تیار کرتا تھا جو گھوڑے اور نال دونوں اعتبار سے ان بہترین اسلحہ سے جو یورپ سے آتے تھے بہتر ہوتی تھی۔ ان کا مقابلہ متعدد بار ہو چکا ہے اور سب کی یہی رائے ہے۔

سادات بارھہ کے بارے میں نواب میر محمد قاسم تعلقدار مونگیر کا تبصرہ

نواب میر محمد قاسم جو سادات بارھہ (باہرہ) اور شاہنواز خاں کا ایک ہمعصر اور ہم نسب تھا واضح طور پر دعویٰ کرتا ہے کہ اگر سادات نے حالات کو نہ بھانپ لیا ہوتا تو ان کی جانیں اور عزت محفوظ نہ رہتیں۔

مرزا عبد القادر بیدل عظیم آبادی کے اشعار اور ان کے جواب

مرزا عبد القادر بیدل عظیم آبادی آصف جاہ اول کے استاد تھے۔ انہوں نے سادات بارھہ (باہرہ) کے بارے میں ایک قطعہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں سید حکمت اللہ بے خبر بلگرامی نے

لہ سیادت بادشاہ گر منٹ، لہ سیادت بادشاہ گر منٹ،

نوٹ: نواب میر قاسم تعلقدار مونگیر اودی نسب نامہ کی رو سے زیدی الواسطی تھا وہ میر سید نصیر الدین سکونت پورینیہ بہار، بن سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھل (؟) کی دختر کی اولاد تھا۔ (سادات امروہہ صلہ)

بھی ایک قطعہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

بیدل عظیم آبادی:۔

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند | صد جور و جفا از رہ خامی کردند
تاریخ چو از خرد بجستم فرمود | سادات بوے نمک حرامی کردند

بیخبر بلگرامی:۔

بادشاہ حسنی آنچہ شاید کردند | از دست حکیم آنچہ آید کردند
بقراط خرد نوشت تاریخ نوشت | سادات وداش آنچہ باید کردند

اردو زبان کے ایک شاعر نے بھی کہا ہے ؎

فرخ سیر اک گربۂ محسن کش تھا
سادات سے کی نمک حرامی اس نے

رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے (حدیث نبوی)

علامہ مناظر احسن گیلانی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۸۳)

ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی سیدان بادشاہ گر صفحہ ۳۹، پر فرماتے ہیں :-

"ملاحظہ فرمایئے مناظر حسین گیلانی کی اول یہ جسارت کہ وہ تمام عمر خود کو سادات بارہہ کی جھجیری شاخ سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہے اور پھر نظام دکن کا حق نمک ادا کرنے کے خیال سے موقع یا محل دیکھے بغیر اپنے متعصبانہ ملائی انداز میں اس طرح کیچڑ اچھالنے میں مصروف رہے کہ تذکرہ شاہ ولی اللہ میں جہاں اس بات کا کوئی محل نہ تھا۔ سادات بارہہ سے اس طرح تبرا فرماتے ہیں :-

"مغل حکومت بھی عہد عالمگیری کے بعد فتنوں کے جس طوفان میں گھر گئی تھی جاننے والے جانتے ہیں کہ باہر سے جتنے سیلاب آئے ان کا سرچشمہ بھی اندر ہی تھا۔ جس کا افسانہ طویل ہے۔ اور عام طور سے تاریخ کی کتابوں میں مسطور ہے۔ میرا اشارہ اس اندرونی فتنے کی طرف ہے جس کی تعبیر عام کتابوں میں سادات بارہہ کے فتنے سے کی جاتی ہے :"

"تذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۴۸"

جواب :- قطع نظر اس امر کے کہ سادات بارہہ کے سیاسی حقائق کے بارے میں علامہ مناظر احسن گیلانی کے خیالات کچھ بھی ہوں حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ مناظر احسن گیلانی سادات بارہہ کی شاخ سادات جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید ابوالفراس کی اولاد ہونے کے ناطے ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد تھے ملاحظہ ہو ان کا مکمل شجرۂ نسب صفحہ

میرے خیال میں اختلافِ مسلک یا مختلف سیاسی نظریات سے نسب تبدیل نہیں ہوتا۔ سادات جاجنیری بہار جو زیادہ تر حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے سہواً سید ابوالفرح ثانی کے برادر سید علی مسعود کو ان کا پرپوتا بنا یا جو تاریخی حقائق کے منافی ہے۔
شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸۷

راجہ رام نرائن موزوںؔ (متوفی ۱۱۷۷ھ)

راجہ رام نرائن موزوںؔ دیوان رنگ لال کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن موضع کشن پور ضلع سہسرام تھا۔ تاریخ ہند میں ان کی بڑی شہرت ہے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد صوبہ بہار کے نائب ناظم ہوئے تھے اور عظیم آباد و بہار پر فرماں روائی کرتے تھے۔ ان کی صوبہ داری ۱۱۶۶ھ تا ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۵۵ء تا ۱۷۶۲ء رہی۔ رنگ لال نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے ۱۱۴۳ھ تا ۱۱۵۳ھ یعنی ۱۷۳۰ء تا ۱۷۴۰ء تک متوسلین میں تھے رام نرائن لال تو مہابت جنگ کے پروردہ تھے۔ وہ اپنے والد کی جگہ دیوان بھی رہ چکے تھے۔ لالہ جانکی رام نائب صوبہ دار بہار، عظیم آباد کے مرنے کے بعد یہ صوبہ دار مقرر ہوئے۔[1]

نواب کے بھتیجے جی مہاراجہ کی صوبہ داری میں کوئی خرخشہ واقع نہیں ہوا۔ نواب مذکور کے بعد ان کا نواسہ سراج الدولہ حکمران بنگال و بہار و اڑیسہ ہوا۔ نواب سراج الدولہ کا عہد ۷۰۔ ۱۱۶۹ھ ۵۷۔ ۱۷۵۶ء تھا۔ اس مختصر عہد میں دربار اور قلمرو کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف تعیش، افترا پردازی اور سازشوں کا بازار سرگرم تھا۔ جب سراج الدولہ نے والیٔ پورنیہ شوکت جنگ کے خلاف چڑھائی کی تو راجہ رام نرائن لال نے عظیم آباد کی فوج کے ساتھ نواب کی مدد کی۔ نواب سراج الدولہ کامیاب ہوئے لیکن پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی سازش کے سبب شکست کھا گئے۔ اور جان بچاکر عظیم آباد روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرفتار ہوکر میر جعفر کے بیٹے میرن کے پاس پہنچا دیا گیا جس نے بیدردی سے قتل کر دیا۔ بلکہ نواب کی ماں، خالہ، بھائی اور معصوم بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۴ جولائی ۱۷۵۷ء کو ہوا۔ رام نرائن سراج کی بالکل مدد نہ کر سکے اور جلد ہی انگریزی فوج عظیم آباد میں متعین ہو گئی۔

علامہ اقبال نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔

جعفر از بنگال صادق از دکن | ننگِ ملت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

شہزادہ عالی گوہر ثانی کے بعد شاہ عالم کے لقب سے بادشاہ ہند ہوئے۔ جب بادشاہ عظیم آباد پہنچے تو راجہ رام نرائن اور میرن انگریزوں سے مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گیا۔

---

[1] بہار میں اردو ادب کا ارتقاء صفحہ ۲۲۷ تا ۲۳۰ [2] سیر المتاخرین جلد دوم صفحہ ۲۳۹

انگریزوں نے عاجز آکر میر جعفر کو معزول کر دیا اور میر قاسم کو سندِ نظامت بہار، بنگال اور اڑیسہ کی اس کو عطا کی۔ میر قاسم کا عہد ۷۸ - ۱۱۷۴ھ مطابق ۶۴ - ۱۷۶۱ء ہے اسی زمانہ میں بادشاہ شاہ عالم اور انگریزوں میں صلح ہو گئی۔ وہ عظیم آباد بہ نفسِ نفیس تشریف لائے۔ انگریزی کوٹھی میں تخت نشینی کا انتظام ہوا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی آکر نذریں گذاریں۔ راجہ رام نرائن بھی شرف یاب ہوئے بادشاہ کے جانے کے بعد نواب میر قاسم نے راجہ رام نرائن سے پچھلے محاصل کی حساب طلبی کی۔ خیانتوں کا پتہ چلا۔ راجہ صاحب قید ہو گئے۔ اسی اثنا نواب میر قاسم علی خاں کی انگریزوں سے ٹھن گئی۔ انہوں نے مونگیر کو اپنا مرکز بنایا لیکن جنگ میں شکست کھا گئے۔ نواب میر قاسم عالی جاہ مونگیر سے عظیم آباد کی طرف فرار کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ انہوں نے باڑھ کے قریب نزد مکانہ گھاٹ محبوسین کو دریائے گنگا میں غرق کر دیا۔ راجہ رام نرائن کے گلے میں ریت سے بھرا گھڑا باندھ کر انہیں دریا برد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ء کا ہے۔ ۱؎

راجہ رام نرائن فارسی میں بھی اشعار کہتے تھے اور شیخ حزیں کے شاگرد تھے۔ شیخ حزیں ۱۱۰۳ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴۶ھ میں دہلی آئے۔ ۱۱۸۰ھ میں بنارس میں ان کا انتقال ہوا۔

نواب سراج الدولہ کی شہادت پر راجہ رام نرائن نے ایک شعر کہا ہے جو بہت مشہور ہوا۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

کہا جاتا ہے کہ جس وقت رام نرائن موذن کو دریائے گنگا میں غرق کرنے کے لیے کشتی پر بٹھا کر لے جانے لگے تو انہوں نے درج ذیل درد ناک اشعار موزوں کیے۔

موذیوں کے قول پر ہرگز نہ کیجے اعتبار — جونک اگر مٹی ملے تو بھی لہو پیتی رہے
چادرِ تقدیر کی ہرگز رفو ہوتی نہیں — تا قیامت سوزنِ تدبیر گر سیتی رہے
بلبلِ بے درد کو مطلب ہے کیا پروانے سے — وصل میں مر جائے یہ وہ ہجر میں جیتی رہے

۱؎ سیر المتاخرین صفحہ ۴۴۴

فہرست اولیائے کرام، بہار و مواضعات سادات جاجنیری

مولانا محمد نصیرؒ[۱] نے شہزادہ عظیم الشان کی خدمت میں ایک عرضداشت میں ۵۰ مشائخ بہار کے مقابر کی مرمت کی درخواست کی تھی۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۱	شیخ شرف الدین منیری رح	بہار شریف	۱۸	سید فضل اللہ گوسائیں رح	سوہ بہار شریف
۲	شیخ شعیب جلال رح	مالدہ شیخپورہ	۱۹	سید فرید طویلہ بخش رح	〃
۳	سید محمد رح	عظیم آباد	۲۰	تیم اللہ سفید باز رح	〃
۴	شیخ خلیل شیخ تاج رح	〃	۲۱	شیخ سعادت رح	〃
۵	سید سلیم رح	عالم گنج پٹنہ	۲۲	سید عطار رح	〃
۶	درویش ارزاں رح	درگاہ پٹنہ	۲۳	سید ابراہیم ملک بیا رح	〃
۷	شیخ محمد محمود رح	لودی کٹرہ	۲۴	خواجہ اسحٰق مغربی رح	پیر پہاڑی مونگھیر شیخپورہ
۸	معین الدین حسینی مدار رح	〃	۲۵	شیخ یحییٰ منیری رح	منیر شریف
۹	سید شہاب الدین جگجوت رح	بلدھوبی پٹنہ	۲۶	شیخ جلال رح	منیر
۱۰	شیخ آدم صوفی رح	جیٹھلی پٹنہ	۲۷	حاجی صفی الدین رح	شاہ پور منیر
۱۱	سید محمد رح	قصبہ بہار	۲۸	حاجی نظام الدین رح	〃
۱۲	سید احمد چرم پوش رح	بہار شریف	۲۹	شیخ احمد رح	〃
۱۳	شیخ بدر عالم رح	سوہ بہار شریف	۳۰	شیخ دولت رح	〃
۱۴	حسین نوشہ توحید رح	〃	۳۱	شاہ نور رح (خواجہ قطب کاکی کے برادر خورد)	کھکوڈ سلیم آباد
۱۵	شیخ حمید الدین آدم صوفی رح	〃	۳۲	شیخ فتوح برہان رح	〃
۱۶	سید یٰسین دانشمند رح	〃	۳۳	سید فخر الدین رح	امرکھدی
۱۷	مولانا حسام الدین رح	〃	۳۴	سید صفی رح	صفی پور بجیم پور

۱؎ بہار میں اردو کا ارتقاء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۳۵	شیخ داؤد شطاریؒ	محب پور	۵۶	شیخ سلطان حسینؒ	دربھنگہ
۳۶	سید محمد محققؒ	ہلسہ	۵۷	شیخ شمس الدین حسنؒ	〃
۳۷	سید منہاج راستیؒ	پھلواری	۵۸	شیخ ظہورؒ (رتن سرائے)	سارن
۳۸	ضیاء الدین سہروردیؒ	چنڈھوس	۵۹	دلاور شیر سوار (لوولی)	〃
۳۹	شیخ شمس الدین چنائیؒ	بلوری	۶۰	میر عبد المالکؒ (بالمہ)	〃
۴۰	شیخ کمال الدینؒ	ثنایاں	۶۱	شیخ یوسفؒ (قلعہ رہتاس کلاں)	〃
۴۱	سید محمدؒ	کلیر سارن	۶۲	چندن شہیدؒ (سہسرام)	〃
۴۲	سید احمد غازیؒ	امرتھہ	۶۳	شیخ عثمانؒ (حسین پور رہتاس)	〃
۴۳	سید نوحؒ	نوح پور	۶۴	شیخ عبد العلیمؒ (اسنی چپاران)	〃
۴۴	شیخ سعدؒ	ابراہیم پور	۶۵	سید عمر شہیدؒ (آرہ شاہ آباد)	〃
۴۵	ادریس نافعؒ	مونگیر	۶۶	سید علاء الدین جیلانی (جوشمانی بہار)	〃
۴۶	سید چارسی جنابسیؒ	〃	۶۷	سید رکن الدینؒ 〃	〃
۴۷	شیخ مصطفےٰؒ	〃	۶۸	سید بہزودؒ 〃	〃
۴۸	سید ابراہیمؒ	سورج گڈھا	۶۹	سید جہانگیرؒ 〃	〃
۴۹	شہبازؒ	بھاگلپور	۷۰	شیخ بدھیؒ 〃	〃
۵۰	سید اولیاؒ		۷۱	بی بی مکہؒ 〃	〃
۵۱	شیخ عبد الحئیؒ	حاجی پور	۷۲	سید موسیٰؒ 〃	〃
۵۲	شیخ قاضن شطاریؒ	حاجی پور	۷۳	قاضی شمس الدینؒ 〃	〃
۵۳	ابوالفتحؒ ہنگول	〃	۷۴	سید عالم شہیدؒ 〃	〃
۵۴	مولانا خواجہ علیؒ	〃	۷۵	سید محمد سعیدؒ 〃	〃
۵۵	شیخ برکت اللہ قتالؒ (خلیفہ گیسو دراز)	دربھنگہ			

فہرست مواضعات جہاں سادات جاجنیری (بارہ گیاں) آباد ہیں۔

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
١	حسین آباد	٢٠	بچھنہ	٣٩	نارہ بگیھہ	٥٨	کھرانٹ
٢	مانہ	٢١	چہر بہاری	٤٠	پیر بگیھہ	٥٩	بازید پور
٣	مدامپور	٢٢	بنیٹھ	٤١	سیاں	٦٠	امرتھہ
٤	فیروز پور	٢٣	یحییٰ پور	٤٢	ڈھومراواں	٦١	خضر چک
٥	منڈہ	٢٤	چک سکن	٤٣	جیبر	٦٢	بارو
٦	محمد پور اکیساری	٢٥	چک شملات	٤٤	قاسم پور مداما	٦٣	بنہرو
٧	پیغمبر پور	٢٦	شیخپورہ	٤٥	پنچپتن	٦٤	گھگھری چک
٨	ندیاواں	٢٧	اوکھدی	٤٦	ملانواں	٦٥	لڑی بلیا
٩	سیانی	٢٨	سولانگر	٤٧	ویاوڑ	٦٦	لکھسینیاں
١٠	بروئی	٢٩	سورجگڑھ	٤٨	اوگانواں	٦٧	تگیھرو
١١	سید پور	٣٠	اودرین	٤٩	ہرگانواں	٦٨	جھوانواں
١٢	کنڈہ	٣١	غوث آباد	٥٠	کوٹنہ	٦٩	سرھبدا
١٣	پتھر پٹہ	٣٢	بلتھوا	٥١	نورپور	٧٠	بہار شریف
١٤	جھوارہ	٣٣	مخصوص پور مونگیر	٥٢	مانپور	٧١	کوڑنگ
١٥	رسولپور	٣٤	باڑہ	٥٣	سیپے	٧٢	باڑھ
١٦	کشتی کول	٣٥	پیرٹیا	٥٤	پھلواری	٧٣	سمری بختیارپور
١٧	سانہاں	٣٦	گیلانی	٥٥	سیدی پور سرائے		اشرف چک
١٨	چھوارہ	٣٧	ویسنہ	٥٦	دھیاواں	٧٤	مالدہ
١٩	امام نگر	٣٨	استھانواں	٥٧	میر نگر تورا		

اشاریہ

قاموس الاسماء (اشاریہ)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں (القرآن)

اشاریہ مقامات

آ

ا

ب

پھ

ت

دھ

ڈ

ڈھ

م

اشراقِ عرب کا انگریزی ترجمہ اور جلد دوم زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب منظرِ عام پر آنے والی ہے۔ (ادارہ)

(تنویر فکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی)

اغلاط نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵	عنوان	بہرست	فہرست	۷۹	۵	اساثذہ	اساتذہ
〃	۶	یو این اے	یو این او	۸۱	۱۳	صفحہ صفحہ	ص ۸۲، ص ۸۸
۱۰	۱۵	مناظر احسن گیلانی، مونگر	مرنے مونگر ڈراپ کیا ہے	۸۹	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۹۱)
۱۹	۵	اعجاز خسرو ں	اعجاز خسرواں	۹۱	۱	غازی الاشتر، والنبھان	غازی الاشتر
۲۳	۱۹	منظفر کیلانی	منظفر گیلانی	۹۵	۲	ے جاں گئی	بے جاں گئی
〃	۲۲	روار حسین	زوّار حسین	۹۹	۲	امٹھوی	امیٹھوی
۳۳	۶	سے ہیڈ ماسٹر	سے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر	〃	۶	۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا	. . . . .
۴۱	آخری	صفحہ	صفحہ ۴۲				
۴۲	پہلی	صفحہ	صفحہ ۴۳	۱۰۸	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۸۳)
۴۶	〃	صفحہ	صفحہ ۴۴	۱۱۱	۸	کانپور کا	کانپور کے
۵۰	۳	مانگا	مانگا	۱۱۶	۵	پاس رکھی	پاس رکھا
۵۳	۶	شعبان مہینے	شعبان کے مہینے	۱۱۷	۱۶	ابر	اب
〃	۱۲	۱۱۱۱ھ	۱۱ھ	۱۱۸	۷	سید محمد سے	(سید احمد تک لکھی گئی ہے)
〃	۱۷	وجہ شد	کروجہ شد	۱۱۹	۳	وضاحت	فصاحت
۵۵	۲	کتیت	کُنیت	۱۲۳	۱۵	ماطناً	باطناً
〃	۱۶	قاررق	فاروق	۱۲۳	۱۳	۱۸ اسال	۱۸۰ سال
۵۶	۱۶	کفانہ	کنانہ	۱۴۴	۵	مسجور	مسحور
〃	۱۸	عنبا	عنہ	۱۴۷	۳	(صفحہ، صفحہ)	(ص ۱۴۸، ص ۱۴۸)
۵۷	۴	کہیے	کہتے	۱۵۰	۱	(شجرہ نسب ص)	(شجرہ نسب ص ۱۴۹)
۵۸	۱۵	سفانہ	کنانہ	۱۵۲	۱	— 〃 —	— ص ۱۵۲
۶۰	۸	صحاب	اصحاب	۱۵۸	۹	شفقت	شغف
۶۱	۲	نوّے	نو	۱۶۰	۱	(ص)	(ص ۱۵۱)
〃	۴	زبید	زبید	۱۶۱	۵	عطارؒ	عطارؒ نے
۶۴	۵	دس	گیارہ	〃	۷	مدفون	مدفون

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۶	مرید ہوئے	مرید ہوئے
۱۶۵	آخری	(ص ـــ)	(ص ۵۱۵)
۱۶۸	۱	کو ولادت ہوئی	کو ہوئی
”	۱۳	۱۲۹ھ	۱۲۹۱ھ
۱۷۹	۱۱	شاعر بھی تھے	شاعر بھی ہیں
۱۹۹	۶	سید رشید ریاض	(نوٹ) الیکٹرک نشان کھینچا ہے
”	”	ڈاکٹر اعجاز	
۲۱۱	عنوان	عبدالعزیز (عزیز ملت)	عبدالعزیز (عزیز ملت)
۲۱۳	۱۲	سید ناتب علی	سید طالب علی
۲۱۴	۹	گجروں کی	گجروں کے
۲۳۴	۸	کا	کا انتقال
۲۴۶	۲	نماز پرھی	نماز پڑھی
۲۶۰	۲	ٹنڈو پاگو	ٹنڈو باگو
۲۶۶	آخری	پتہ چلتا	پتہ چلتا ہے
۲۶۹	۱۶	محمد شاہ	محمود شاہ
۲۷۲	نوٹ	پیر بابا نوتیر	پیر بابا بونیر
۲۷۹	۲۰	صاحب تے	صاحب نے
۲۸۰	۱۳	تعش	نعش
۲۸۲	۵	ذیل سہی	ذیل ہے
۲۸۴	۱۰	تقفی	ثقفی
۲۹۷	۵	حاتم رسول	حاتم رسولی
۳۰۰	۱۳	نشتیں	پشتیں
۳۰۱	۱۸	سید بدرالدین	سید بدرالدین بن
”	آخری	ملاحظہ ہو	ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۳
۳۰۷	۱۶	ستبب ہو	سبب ہو
۳۰۸	آخری	ستبب ہوا	سبب ہوا

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۳۱۳	۱۶	پرگنہ نوادر	پرگنہ نواد
۳۲۹	۱۲	حکیم سید مختار احمد	حکیم سید محمد
۳۴۴	۵	سید محمد نشاط حسن	نشاط
۳۴۵	۵	عبدالرشید غیر کفو	عبدالرشید
۳۴۶	۵	پوشا	یوشا
۳۵۰	۱۱	جہانگیر سمنانیؒ	جہانگیر سمنانی
۳۶۵	۲	اظراف	اطراف
۳۷۱	۳	خلیفہ	خلیلیہ
۳۷۵	۱۸	ملکیت صحیں	ملکیت تھیں
۳۸۱	۲	(صفحہ ــ)	(صفحہ ۳۸۹)
”	۵	(صفحہ ــ)	(صفحہ ۳۸۰)
۳۹۲	۳	غلام مرتضیٰ بن غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ بن غلام مرتضیٰ
۳۹۵	۲	سید مستقیم بن معیز الدین	سید مستقیم بن معیر الدین
۳۹۷	۸	پیر آف بچھونا	پیر آف بھچوتا
۴۰۲	۹	ہرکام پر	ہرگام پر
۴۰۶	۱۰	ـ مرتا	مرنا
۴۱۰	۱۲	السرکات	البرکات
۴۱۱	۳	واجد علی	واجد علی ابن نجا علی تھانوی
۴۲۵	۸	بیت المقدوس	بیت المقدس
”	”	بہار میں ہوتے	بہار میں آباد تھے
۴۳۱	عنوان	فاضں	فیاض
۴۳۵	۷	بٹھانا	پٹھانا
۴۳۷	۳	لکھپنیاں	لکھمینیاں

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۴۴۵	۱۴	فرمائے	فرماتے
۴۴۹	۹	موجودگی	موجود
۴۵۲	۳	بیرنگری ونگری	بیرنگری
۴۵۴	۱۲	تنقید لغات	تنقید اللغات
۴۵۵	۱۲	عیاز	ھبار
"	۱۳	سالوں	ساتوں
۴۶۰	۱	----	امِ زمان
۴۶۹	۳	مدس	مسدس
۴۷۲	۲	یلیا	بلیا
۴۸۲	۱	چھیرہ	چھپرہ
"	۹	----	"
۴۸۳	۵	----	محمود الحق بن منصور الحق
۴۸۵	۸	بروشلم	پروشلم
۴۹۴	۵	سانحے	سانچے
۴۹۵	۱	(ص)	(ص ۴۹۶)
۴۹۷	۹	حاصل کی	حاصل کیا
۴۹۹	۱۲	فریاد کی	فریاد کن
۵۰۰	۷	علم کے	علم کے لیے
۵۰۱	۱۲	مشتفیض	مستفیض
"	۱۳	فرقت اللہ	فرحت اللہ
"	۱۸	خدانکا	خدانما
۵۰۳	۶	۱۱حسین	حسین
۵۰۸	۴	ہیئت	ہیئت
"	۵	فلسقہ	فلسفہ
۵۰۹	۱۰،۹	صبح	صح
۵۰۹	۱۳	روانگی کے وقت	روانگی کے وقت جماعت
۵۱۰	۷	تنقید الحواب	تنقید الجواب
۵۱۱	۴	جنگ شاہی	جنگ شاملی
۵۳۷	آخری	تفصلات	تفصیلات
۵۳۹	۲	شہاب	وفات
۵۴۰	۲	حطاب	خطاب
"	۷	والاجان	والاجان
۵۴۳	۷	چالینس	چالیس
۵۴۵	۱۳	(ص)	(ص ۵۴۴)
۵۵۱	۴	الگ ہوکیا	الگ ہوگیا
۵۵۲	آخری	فیاصوں	فیاضیوں
۵۵۵	۷	والیسی	واپسی
۵۵۶	۱۱	محمد قائم	محمد قاسم
۵۵۷	۲۱	۴۸۔نصیر الدین ہمایوں	۴۴۔نصیر الدین ہمایوں
۵۵۸	۸،۷، ۱۰،۹، ۱۲،۱۱، ۱۳	شاہ عالم	اکبر شاہ ثانی، ایضاً
۵۶۱	۱۲	بکرناجیت	بکرماجیت
۵۶۳	۱۵	تعلق	تغلق
۵۶۴	۲	آفتانہ	آفتانہ
"	۸	مقامر	معاصر
۵۶۷	آخری	ارمیا عزیز نے	ارمیا عزیزؑ
۵۷۲	۶	ازالہ	ازالہ
۵۷۹	۱۷	کنشک	کنشک

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵۸۰	۳	بچپن	پچپن
"	۱۳	طور	طورپر
۵۸۴	۱	یافت	یافتہ
"	۱۷	شنست بن صدیق	شنسب بن حریق
۵۸۷	۱۸	محمود غزنوی	محمود غزنوی نے
۵۸۸	۳	اصل گا	اصل گاؤں
۵۸۹	۳	تبدیل ہوگیا	تبدیل ہوگئی
۶۰۰	۵	آپ جلال الدین رومی	حضرت جلال الدین رومی نے آپ
"	۶	شمس تبریزؒ کو	شمس تبریز سے
"	"	رومی سے	رومی کو
۶۰۷	۲	التساب	اکتساب
"	۳	سی۔شاہجہاں	تھی۔شاہجہاں
"	۹	سیالکوی	سیالکوٹی
"	۱۸	تعسیر	تفسیر
۶۰۸	۷	صرف ونجو	صرف ونحو
۶۱۳	۵	گولائی	گولڑائی
۶۱۴	۹	لندن	لندن میں
۶۱۶	آخری	خت جگر	لخت جگر
۶۱۸	۱	محدت	محدث
۶۳۳	۵	خانقانہ	خانقاہ
۶۳۴	۳	باکیزہ	پاکیزہ
"	۸	جن ثنا	جن کی ثنا
"	۱۴	سیات	سیادت
۶۳۵	۱۴	صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸	صفحہ ۳۸۰

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۶۳۶	۳	یاں تھی اک	عیاں تھی جن کی
۶۳۷	آخری سطر	مینا پشاور	مینا پشاوری
"	"	پیٹھان	پٹھان
۶۴۱	۱	جھوٹی بلیا	چھوٹی بلیا
۶۴۲	آخری سطر	سنہ ۱۹۷۱ء	سنہ ۱۹۸۱ء
۶۴۳	۴	استفادہ حاصل کیا ہے	استفادہ کیا ہے
۶۴۴	۸	دلپسند	دلبند
۶۴۶	۱۳	بورنیہ	پورنیہ
۶۴۸	۷	چھیتے	چھپتے
"	۱۳	مزاح	مزاج
۶۵۱	آخری سطر	صفحہ ۱۶۹	صفحہ ۲۵۸
۶۵۳	۳	بہا	بہار
۶۵۵	۱	فتح ہوا ہوا تھا	فتح ہوا تھا
۶۵۶	۸	زرغ	زرنج
۶۶۵	۱۰	سنہ ۵۸۰ء	سنہ ۱۵۸۰ء
۶۶۸	۶	عندرالملاقات	عندالملاقات
۶۶۹	آخری سطر	خاں نے سرکار کے حکم عدول ہوا	خاں نے سرکار کی حکم عدولی کی
۶۷۳	۱	خان ماں	خان ساماں
۶۷۶	۱۲	صفحہ	صفحہ ۳۲۸
۶۷۷	۹	نوسہ	نواسہ
"	۱۹	تانی	ثانی